انارکزم!

گل محمد منگی

سمونڈ پبلیکشنز، کراچی

ایک سیاسی فکر۔۔۔جو معاشی اور سماجی برابری فراہم کرتا ہے۔
انسانی آزادی کی مکمل یقین دہانی کراتا ہے

فہرست

ابتدائیہ: محمد بوٹا سرور
دیباچہ: گل محمد منگی
تعارف: کامریڈ رفیق انڈھڑ
کتاب کے بارے میں: کامریڈ زبیر رحمٰن
انارکزم (Anarchism) کی تاریخ
انارکزم کیا ہے؟
انارکزم کے اصول
انارکزم۔۔۔ تحریک اور جدوجہد (جوزف پرودھون سے بھگت سنگھ تک)
انارکزم اور اس کی اقسام
انارکزم اور سرمایہ داری نظام کا تقابلی جائزہ
انارکزم اور مارکسزم کا تقابلی جائزہ، سائنسی حقائق کی روشنی میں
براعظم ایشیا، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا اور یورپ میں انارکسٹ تحاریک
انارکسٹ معاشرہ۔۔۔ زندہ مثالیں
انارکزم اور وادی سندھ (سندھ میں انارکزم)
برصغیر میں انارکزم۔۔۔ ایک جائزہ
انارکزم سسکتی ہوئی انسانیت کیلئے راہ نجات

شکریہ ادائی

میں اس کتاب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور اس سلسلے میں تعاون کرنے پر اپنے تمام ساتھیوں بالخصوص کامریڈ زبیر رحمٰن، نعیم شیخ، ولیم صادق، محمد بوٹا سرور، کامریڈ احمد علی، عرفان خان، عبدالرحمٰن بلو، غلام رضا بھمبھرو کا انتہائی مشکور ہوں۔

اس کتاب کے جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں۔تاہم اس کتاب سے کسی بھی قسم کا استفادہ کرنے یا کوئی بھی حوالہ دینے کیلئے کتاب کے مصنف سے قبل از اشاعت اجازت لیناضروری نہیں۔

انتساب

شہید کامریڈ بھگت سنگھ اور شہید صوفی شاہ عنایت شہید کے نام، جنہوں نے انسانی برابری اور آزادی کی جنگ لڑی اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ دونوں کو ”بلیک اینڈ ریڈ سلیوٹ“ ۔

پیش لفظ

میرا کسی انارکسٹ تنظیم یا پلیٹ فارم سے نہ کبھی پہلے تعلق رہا ہے،اور نہ اب ہے ۔البتہ 80ء کی دہائی میں گورباچیف کی گلاسنوسٹ (کھلے پن) اور پریسٹرائیکا (تشکیل نو) کی مہم اور سائنسی تکنیکی انقلاب کے نظریات کو آگے بڑھانے میں حصہ ضرور لیا تھا۔ 1991ء میں سوویت یونین کے منتشر ہوجانے کے بعد بالشویزم اور مارکسزم کے دوبارہ جائزے کے بحث نے بہت سے سوالات کھڑے کردیئے ۔ اسی دوران پاکستان میں انٹرنیٹ سروس شروع ہونے سے لوگوں کی معلومات تک رسائی بڑھ گئی۔اسی نے مجھے انارکزم سے روشناس کیا۔تاہم 2007 میں تاجکستان میں کچھ وقت رہنے ، دیہات میں گھومنے پھرنے اور روس کو خود دیکھنے کے بعد ذہن یکسو ہونا شروع ہوگیا۔

انارکزم میری نظر میں ہر طرح کی اتھارٹی کے انکار، فرد کی آزادی اور اسی بنیاد پر رضاکارانہ اجتماعیت تشکیل دینے کا نام ہے۔اس لیئے سماجی تبدیلی کیلئے جبر و تشدد بیکار ہے، اور واحد راستہ ذہن سازی اور عوامی تنظیم کاری ہی بنتے ہیں ۔ 2011ء میں سرکاری ملازمت سے رٹائرمنٹ کے بعد میں نے فیسبک کو اپنے خیالات کے ابلاغ کا مناسب ذریعہ سمجھتے ہوئے انارکزم کی بنیادی سوچ کو متعارف کرانے کا سلسلہ شروع کیا؟اور آج دس سال بعد پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو اطمینان ہوتا ہے کہ اپنی صلاحیت کے مطابق میں نے حصہ ڈال دیا ہے۔

مجھے امید تھی کہ نئے لوگ ضرور آگے آئیں گے جو انارکسٹ سوچ کو آگے بڑھانے کے ساتھ ساتھ عملی طور پر بھی عوامی تنظیموں اور تحریکوں میں متحرک ہونگے۔ کامریڈ گل محمد منگی نے یہ کتاب لکھ کر ایک اہم ضرورت کو پورا کردیا ہے، اور انارکسٹ

سوچ کی تاریخ، سوچ کے مختلف دھاروں، اور مختلف ملکوں میں انارکسٹ تحریک کو جامع انداز سے سمیٹ دیا ہے۔ پاکستان میں انارکسٹ لٹریچر کسی مقامی زبان میں دستیاب نہ تھا، اب نوجوان اس کتاب کی مدد سے انارکزم سے بہتر طور متعارف ہو سکیں گے، اور عملی جدوجہد کیلئے کم از کم بڑے شہروں میں انارکسٹ پلیٹ فارم بنا سکیں گے۔

محمد بوٹا سرور

فروری 2021ء

فلیٹ نمبر B-6، سٹی اپارٹمنٹ

حیدرآباد، سندھ،

سیل نمبر:۔03003003405

دیباچہ: گل محمد منگی

مجھے یہ کتاب لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی;238; اس سوال کو سمجھنے سے پہلے میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں انارکسٹ کیوں بنا؟ دراصل ہوا یہ کہ کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان نے انارکزم پر ایک لیکچر رکھا اور یہ لیکچر سال 2019 کے اواخر میں پی ایم اے ہاؤس، کراچی میں منعقد ہوا۔ دوران لیکچر یہ بتایا گیا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ کامریڈ باکونن نے کارل مارکس سے زیادہ قربانیاں دیں اور تین ممالک میں اسے سزائے موت کا حکم بھی سنایا گیا اور یہ کہ کامریڈ میخائیل باکونن نے طویل عرصہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، جبکہ اس کے مقابلے میں کارل مارکس تھانے تک بھی نہ گئے!! تاہم مارکس نے بہت ہی عمدہ تحریری کام کیا ہے۔اس لیکچر کے بعد مجھے پہلی بار انارکزم کیلئے تجسس پیدا ہوا اور میرے معزز دوست کامریڈ زبیر رحمٰن جو کہ کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے سرکردہ رکن رہے ہیں اور پارٹی کے اندر اور باہر کے سب ہی دوست اسے انارکسٹ کہتے اور سمجھتے تھے۔ پارٹی کے اجلاسوں کے بعد الگ ذاتی بیٹھکوں میں میں نے ان سے انارکزم کے اولین اسباق سنے۔ میں نے اسے بتایا کہ مجھے انارکزم کے بارے میں کبھی کسی نے نہیں بتایا اور نہ ہی کسی نے کبھی تذکرہ کیا، تاہم جتنا بھی سنا ہے وہ انارکزم کے خلاف ہی سنا ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ میں آپ کو انارکزم سے متعلق کچھ مواد دیتا ہوں۔ ویسے کسی تحریک کو پڑھنے سے ہی اس کے بارے میں کوئی حتمی رائے قائم کی جاسکتی ہے۔انہوں نے مجھے کامریڈ ایما گولڈمین کی سوانح عمری کا آخری باب دیا۔ پھر ایک مرتبہ زبیر رحمٰن کے ہمراہ میں صدر میں نیو باڑہ مارکیٹ کے اسٹالوں پر گیا اور اتفاق سے وہاں مجھے پروفیسر جارج ووڈکاک کی کتاب ''انارکزم'' مل گئی۔ زبیر رحمٰن نے کہا کہ یہ کتاب خرید لو اور مجھے ویسے بھی یہ کتاب چاہیئے تھی کیوں کہ جارج ووڈکاک ایک تو مانے ہوئے انارکسٹ تاریخ دان

ہیں اور دوسرا یہ کہ میں انارکزم سے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ جب میں نے یہ کتاب پڑھنا شروع کی تو میرے چودہ طبق روشن ہوگئے اور پہلی بار مجھے صحیح معنوں میں معلوم ہوا کہ ''کامریڈ'' ہوتا کیا ہے اور ''برابری'' اصل میں ہے کیا؟ اور ہم ان گم گشتہ راہوں کے مسافر کیوں بنے ہوئے ہیں جن کا حاصل ''چوہے اور بلی کے کھیل'' کی طرح ہے، یعنی لاکھوں لوگوں کی قربانی دیکر انقلاب لاءو اور خود کو نام نہاد سوشلزم کی سیڑھی سے گرا کر واپس سرمایہ داری کی جھولی میں گرجاءو۔ پھر دوبارہ چوہے اور بلی کا کھیل شروع کرنے کیلئے چلانا اور چیخنا شروع کرو کہ ''ارے یہ ہمارا دھڑن تختہ ہوگیا۔ ددوبارہ انقلاب کی تیاری پکڑو، جس میں ایک بار پھر لاکھوں لوگوں کو جانوں کا نذرانہ دینا ہے، جیلوں میں بھی سڑنا ہے۔'' ۔جب میں نے اس حوالے سے مزید معلومات کیلئے گوگل پر مشہور انارکسٹ شخصیات لکھا اور جو فہرست میرے سامنے تھی اس میں نویں نمبر پر کامریڈ بھگت سنگھ کا نام تھا۔ شکریہ زبیر رحمٰن۔۔۔

جب آگے پڑھتا گیا تو پتہ چلا کہ شکاگو کے تمام تر شہداء انارکسٹ تھے تو اب میرے پرانے ساتھی جو پاکستان میں پون صدی سے شہداء شکاگو کو مارکسسٹ کہتے آرہے ہیں ، وہ آج کے بعد کس طرح شہداء شکاگو کو ''اپنا مارکسسٹ'' کہیں گے؟ اس کا مجھے معلوم نہیں۔ ہاں مجھے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جنوبی یوکرین میں کسانوں نے کمانڈر نیستر ماخنو کی سرکردگی میں جو انارکسٹ اور کمیونسٹ معاشرہ قائم کیا تھا اور وہ معاشرہ بغیر کسی لیڈر، صدر اور وزراء کی فوج کے 1917 سے 1921 تک کامیابی سے چلا۔ اس کمیونسٹ معاشرے سمیت تقریباً دس انارکسٹ معاشروں کو لینن کے حکم سے تباہ و برباد کیا گیا۔ جبکہ اسپین میں انارکسٹ معاشرہ جو کہ 1936 سے 1939 تک قائم رہا اور خود سوویت یونین کے اندر لیوٹالسٹائی کے ماننے والوں کا ''لائیف لیبر کمیون'' جو 1939 تک موجود تھا ان دونوں کو اسٹالن کی ہدایت پر تباہ و برباد کیا گیا۔ بڑے افسوس کی بات یہ ہے کہ اسپین کی کمیونسٹ پارٹی کے بانی سیکریٹری جنرل کامریڈ آندرے نن پیریز کو اسٹالن کے حکم پر

سوویت یونین کی خفیہ پولیس کے کرنل الیگزینڈر اورلوف اور دیگر اہلکاروں نے 16 جون 1937 کو اغوا کر کے میڈرڈ کے قریب اذیت گاہ "الکالا ڈی ہینریز" میں رکھا اور 20 جون 1937 کو ایک اعلامیہ جاری کیا کہ آندرے نن پیریز کو پھانسی دی گئی ہے۔ ان کی میت لینے کیلیئے جب ان کے اہلخانہ گئے تو ان سے کہا گیا کہ وہ لاش ڈکٹیٹر فرانکو سے لینے کیلیئے ان کے عارضی دارالحکومت سلامانیکا جائیں۔ پھر کہا گیا کہ لاش ہٹلر سے جا کر برلن سے لیں۔ ان کی کمیونسٹ پارٹی اسپین کے وزیر صحت جیسس ہرنانڈیز ٹوماس نے لکھا کہ وہ جب کیمپ کا دورہ کرنے گئے تو مرے ہوئے کامریڈ آندرے نن پیریز کی ایک آنکھ نکلی ہوئی تھی، ایک کان بھی کٹا ہوا تھا اور ان کی کھال چھری سے اتاری جا رہی تھی۔ آندرے نن پیریز دنیا کے پہلے مسنگ پرسن ہیں جسے "فل فرائی" کیا گیا۔ ایک برادر ملک اسپین کی کمیونسٹ پارٹی کے بانی سیکریٹری جنرل کے ساتھ اس طرح کا ظلم صرف اس لیئے کیا گیا کہ وہ اسٹالن پر تنقید کرتے رہتے تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ آندرے نن پیریز کو قتل کرنے کے بعد ان کے حامی دیگر چھ ہزار کمیونسٹ پارٹی کے کارکنان کو بھی قتل کر دیا گیا جو کہ کامریڈ آندرے نن پیریز کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس واقع نے مجھے کافی صدمہ پہنچایا اور میں مارکسزم سے بڑی حد تک مایوس ہو گیا، کیونکہ کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے تقریباً تمام رہنما جوزف اسٹالن کو اپنا لیڈر مانتے اور اسے استاد کہتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ محنت کشوں کے پہلے انقلاب "پیرس کمیون" کے بارے میں کبھی کچھ بتایا ہی نہیں جاتا اور کمیونسٹ تحریک میں سب سے زیادہ قربانیاں دینے والی پیرس کمیون کی خاتون کمانڈر کامریڈ لیوس مشعل کے بارے میں بڑے بڑے کامریڈ جانتے ہی نہیں، جبکہ ان جیسا کمیونسٹ کارکن آج تک پیدا نہ ہو سکا ہے۔ پہلی بار میں نے کمانڈر لیوئس مشعل اور کمانڈر نیسترماخنو کو پڑھا اور ان کی جدوجہد اور کارناموں پر اس کتاب میں مختصر روشنی بھی ڈالی ہے جسے پڑھ کر نوجوانوں کو وہ مشعل راہ مل جائے گی جس کے وہ متلاشی ہیں۔ اگر انقلاب کو عورت کی نظر سے دیکھنا چاہتے ہو تو ہر انقلابی کارکن کو لازمی طور پر "لیوئس

مشعل" (Louise Michel) اور خصوصی طور پر ان کی سوانح حیات "Red Virgin" کو پڑھنا ہوگا ورنہ آپ کی کمیونسٹ تحریک کے بارے میں معلومات تشنارہ جائے گی اور یہ نہ سمجھ پائیں گے کہ "عورت انقلاب کس طرح کرتی ہے اور انقلاب حقیقی معنوں میں ہوتا کیا ہے"۔ ہمیں تو یہ بھی پتہ نہ تھا کہ کارل مارکس کی دوست کامریڈ ایلزبتھ دمتریف کو کس طرح لینن کے بالشویک انقلاب کو تسلیم نہ کرنے کی پاداش میں اذیتیں دیکر زندہ سائیبیریا میں زمین کے اندر دفن کر دیا گیا!!

یہ بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ اسٹالن نے جن عظیم لوگوں کو قتل کرایا ان میں ان کے استاد جان اسٹین بھی شامل ہیں، جس کو انہوں نے ہیگل کا فلسفہ سمجھنے کیلیئے بطور استاد رکھا تھا۔

آپ اگر کسی اچھے خاصے پڑھے لکھے ترقی پسند کارکن سے بھی پوچھیں گے کہ انارکزم کیا ہے تو وہ فوراً ایک جملہ کہہ کر اپنی جان چھڑا لے گا کہ "یہ انتشار ہے اور نراجیت ہے"۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ انہوں نے انارکزم کو پڑھا ہی نہیں، شاید میری طرح انہیں اس کا کبھی موقع ہی نہ ملا ہو۔ یہاں تک کہ لیڈر اپنے کارکنوں کو یہ تک نصیحت کرتے ہیں کہ مذہبی کتب پڑھا کرو تا کہ آپ معلومات میں اپ ڈیٹ رہیں مگر یہ کبھی آپ کو انارکزم کو پڑھنے کی حوصلہ افزائی نہیں کریں گے، کیونکہ انارکزم بتاتا ہے کہ لیڈر کیا ہوتا ہے اور کس طرح کارکنوں کو اپنی گرفت اور سحر میں جکڑے رکھتا ہے یا غلام بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ لیڈر کو خطرہ صرف انارکزم سے ہے اس لیئے وہ اپنے کارکنان کو روکتے ہیں کہ انارکزم کے قریب مت جاءو۔ لیڈر خباثتیں کرے، بدمعاشیاں کرے، کارکن کو سوالات کرنے یا مخالفت کرنے پر نکال دے اور اس سے بھی بڑھ کر آپ پر کسی خفیہ ایجنسی کا آلہ کار ہونے کا الزام لگا دے اور پارٹی سے نکال دے اور ساتھ میں یہ کہہ دے کہ یہ سینٹرل کمیٹی کا فیصلہ ہے اور اگر کبھی بھانڈا پھوٹ جائے تو خاموش رہنے کا حکم دیتا ہے اور یہ حکم نہ ماننے والے دیگر کارکنوں کو بھی پارٹی سے خارج کر دیتا ہے۔

اگرآپ کا تعلق بائیں بازو کی کسی انقلابی یا ترقی پسند سیاسی جماعت یا گروپ سے ہے اور وہ دعویٰ کرتی ہے کہ معاشرے میں برابری یا مساوات کا کمیون سسٹم لائے گی اور سب کو برابری دے گی تو چونکہ آپ اس جماعت یا گروپ کے ساتھ ہیں توآپ کا یہ حق بنتا ہے کہ یہ تقاضا کریں کہ اگراس وقت آپ معاشی برابری لانے کی پوزیشن میں نہیں تو کم از کم انسانی، سماجی اور سیاسی برابری تو دیں؟انسانی برابری یہ ہے کہ وہ پارٹی آپ کو بلا کسی ذات پات، رنگ و نسل اور مذہب ہر لحاظ سے برابری دے۔ جبکہ سماجی برابری یہ ہے کہ جس سماج میں ہم اور آپ رہتے ہیں بلا تفریق سماجی حیثیت، مقام و مرتبہ اور عہدہ آپ کو برابر سمجھے۔ جبکہ سب سے اہم بات سیاسی برابری کی ہے کہ مذکورہ سیاسی جماعت اور اس کے رہنما آپ کو جماعت اور گروپ کے اندر اور سیاسی سرگرمی کے دوران برابری دیں۔ یعنی لیڈر اور کارکن ایک ہی جگہ بیٹھیں، یہ نہ ہو کہ لیڈر کہے کہ میں اسٹیج کے اوپر رکھی گئی بڑی کرسیوں میں سے کسی ایک پر براجماں ہوں گا اور کارکن نیچے زمین پر بیٹھ کر تالیاں بجائیں!! ۔یہ عمل تو بورجواژی سیاسی جماعتیں کرتی ہیں۔ تو پھر ہم میں اور بورجواژی جماعتوں اور تنظیموں میں کیا فرق رہ گیا؟ لیڈر اچھا کھانا کھائے اور گاڑی میں گھومنا اپنا استحقاق سمجھے اور کارکنوں کو بھیڑ بکریاں سمجھے۔ کامیابی کے بعد بھی وہ برابری کے بجائے اپنے لیئے اعلیٰ مقام منتخب کرے اور کارکن وہی دھکے کھاتے رہیں جیسا کہ سابقہ سوویت یونین میں ہوا جہاں لینن، اسٹالن، برزنیف، خروشیف اور گورباچیف اور ان کے وزراء کا جو مقام و مرتبہ تھا کیا فیکٹری کے ایک مزدور کا مرتبہ جسے یہ ”پرولتاری آمر“ کہہ رہے تھے ان کی برابری کر رہا تھا اور اگر نہیں تو پھر ”برابری“ دینے کا وعدہ ایک دھوکہ نہ تھا تو اور کیا تھا؟۔ انارکزم میں ہر سطح پر برابری ہے اور یہ ایسی برابری ہے جو آپ کو کسی قربانی کے بدلے یا کوئی استحقاق سمجھ کر نہیں دی جاتی بلکہ یہ آپ کا بنیادی پیدائشی حق ہے۔

انارکزم آپ کو آج نہیں بلکہ ابھی سے یہ تینوں برابریاں یعنی انسانی، سماجی اور سیاسی برابری دیتا ہے۔ جہاں نہ کوئی لیڈر اور نہ ہی سیاسی پارٹی ہوتی ہے۔ کیونکہ پارٹی اور

اس کی قیادت ایسی قوت ہیں جو کارکنوں اور عوام کو کسی بھی صورت میں برابری نہیں دیں گے۔ ہاں بڑے دعوے ضرور کریں گے اور ببانگ دہل کہیں گے کہ ہ میں ایک دفعہ اقتدار میں آنے دو تو ہم برابری کر دیں گے!! ۔کیا یہ شرائط نہیں کہ کارکن پہلے لیڈران گرامی کو اقتدار دلائیں تب وہ ان کو برابری دیں گے؟ جبکہ یہ تجربہ سوویت یونین میں بری طرح ناکام ہو چکا ہو چکا ہے، جہاں 72 سالوں میں کوئی برابری نہ آسکی تو اب کس طرح آئے گی؟ سوویت یونین میں دو کلاس تھے ایک وہ جو حکمران کلاس تھا (صدر ،وزراء کی فوج ، بیوروکریسی یا سیاسی رہنما، فوجی جرنیل اور بااثر کارکن)اور دوسرا وہ جو محنت کش طبقہ تھا اور ان کے احکامات مانتا تھا یا دوسری معنوں میں غلام!! حکمران طبقہ ان پر حکومت کر رہا تھا تو پھر برابری کون اور کس طرح لائے گا؟ یہ صرف اور صرف انارکزم ہی دے سکتا ہے، جہاں تمام تر فیصلے اتفاق رائے سے ہوتے ہیں اور جو سنگین اختلاف کرے اسے بھی دشمن، غدار یا سی آئی اے یا کسی اور ایجنسی کا ایجنٹ نہیں کہا جاتا۔۔۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اختلاف رائے رکھنا ہر ایک کا حق ہے اور یہ حق استعمال کرنا ہر کسی کا فطری عمل ہے۔ سیاسی جماعتیں اور لیڈران کرام زیادہ سے زیادہ آپ کو صرف اور صرف دو برابریاں دیں گے۔ میرا مطلب انسانی اور سماجی برابریاں ہے۔ وہ آپ کو سیاسی برابری کبھی نہیں دیں گے۔ صرف انارکسٹ آپ کو سیاسی برابری دے سکتے ہیں۔ بڑے سے بڑا انارکسٹ بھی کبھی اپنے آپ کو لیڈر نہیں کہتا بلکہ وہ اپنے آپ کو کارکن ہی کہتا ہے تاکہ سیاسی برابری ابھی سے قائم رہے اور مستقبل میں کسی کو لیڈر بننے اور عہدے قبول کرنے اور اپنے من پسند لوگوں میں عہدے بانٹنے کی کبھی جرءت تک نہ ہو۔

ضروری نہیں کہ جو شخص خود کو انارکسٹ کہے وہ ہی واقعتاً انارکسٹ بھی ہو ، دراصل جو بھی شخص یا گروہ ریاست ، حکومت، پارٹی، قیادت اور ہر قسم کی مطلق العنانیت یا آمریت کو تسلیم نہ کرے وہ انارکسٹ ہوتا ہے۔ کوئی اسے کمیونسٹ کہے یا کوئی اور نام دے مگر وہ ہوتا انارکسٹ ہی ہے یا اسے معروف معنوں میں انارکسٹ ہی کہا جائے گا۔ انارکزم کو

سمجھنے کیلئے سب سے اولین شرط یہ ہے کہ اسے مارکسزم سے بلکل بھی نہ جوڑا جائے۔ ہاں آپ اسے مارکسزم سے الگ ہی سمجھیں تو بہتر ہے، تب ہی آپ انارکزم کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ابھی تک لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ شکاگو کے شہداء انارکسٹ تھے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ سب کے سب انارکسٹ ہی تھے۔ انارکزم کو سمجھنے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ آپ اپنی آنکھیں اور ذہن کھلا رکھیں اور یہ دیکھیں کہ اگر معاشرہ آزاد ہے اور اس پر مخصوص سیاسی جماعت اور اس کے کارکنان کا غلبہ نہیں، ریاستی ادارے نظر نہ آئیں یا ان کی مداخلت نہ ہونے کے برابر ہو یا بہت ہی کم ہو، کوئی پارٹی یا حکومت سرے سے موجود نہ ہو یا پھر اس کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہو اور معاشرے کی اصلاح کا کام خود عوام نے اپنے ہاتھوں میں لے لیا ہے تو سمجھ لیں کہ انارکسٹ معاشرے کے قیام کی طرف پیش قدمی شروع ہو چکی ہے۔ تاہم جس طرح وطن عزیز میں ہے کہ عوام کو نہ تو بنیادی حقوق حاصل ہیں اور نہ ہی یہ حقوق دینے کیلئے کسی قسم کی پیش رفت نظر آتی ہے، ہر طرف لوٹ مار، کرپشن، انسانی حقوق کی پامالی اور ظلم و جبر کا بازار گرم ہے جبکہ ریاست عوام پر مزید خونخوار جبر ڈالنے کیلئے نئے نئے قوانین بنا رہی ہے۔ اسے بنیاد پرست یا مذہبی ریاست کہا جاتا ہے، جہاں کسی کو آزادی سے سوچنے کی اجازت نہ ہو اور عوام کو جو تھوڑے بہت نام نہاد حقوق حاصل ہیں ان پر بھی شب خون مارنے کی کوشش کی جا رہی ہو، ہر طرف "ہائے لیڈر۔۔ وائے لیڈر" کی صدائیں بلند ہو رہی ہوں اور انسانوں کو بھیڑ بکری سمجھ کر ان کے تمام تر حقوق غصب کیئے جا رہے ہوں اور ان تمام زیادتیوں کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو ذلیل، خوار اور رسوا کیا جا رہا ہو تو سمجھ لیجیئے کہ یا تو وحشی طاقتیں خود کو خطرے میں محسوس کرتے ہوئے اپنی بقا کی آخری جنگ لڑ رہی ہیں یا پھر وہ کسی بھی طرح کی مخالفت برداشت کرنے کیلئے تیار ہی نہیں۔ ان حالات میں بھی اگر عوام کی مزاحمت جاری ہو تو سمجھ لیجیئے کہ فتح بالآخر آپ ہی کی ہونی ہے۔ مزاحمت مر جائے تو سمجھ لیں کہ فاشسٹ قوتوں نے عوام پر فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے

ہیں، مگر عملاً ایسا کہیں بھی نہیں ہوتا اور مزاحمتی قوت ہر دور میں اور ہر حالت میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہتی ہے۔

خواتین کے حقوق کے حوالے سے انارکسٹوں کی جدوجہد اپنی مثال آپ ہے۔ دنیا بھر میں خواتین کے حقوق کیلئے برطانیہ سمیت یورپ میں "سفراگیٹ" تحریک سے لیکر امریکہ میں فیمینسٹ تحریک تک، یہ تمام تحاریک انارکسٹوں کے وجود اور دم خم سے جاری ہیں اور ہر جگہ فتح کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں۔ مسلم معاشرے میں ابھی تک اس کا تصور نیا نیا آیا ہے۔ ٹرانس جینڈر (خواجہ سرا) کے حقوق کی تحریک میں بھی انارکسٹ ہر اول دستے کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ ایک بات واضح طور پر سمجھ لیں کہ انارکسٹ نہ تو اکثریت یا اقلیت کو مانتے ہیں اور نہ ہی کسی جنسی تفریق کو تسلیم کرتے ہیں۔ وہ صرف اتفاق رائے کو مانتے ہیں اور ان کے نزدیک کوئی بھی تفریق انسانیت کی توہین ہے۔ یہ انارکسٹ ہی ہیں جو بارسلونا (اسپین) سے لیکر ایگزارشیا (یونان) تک شام، فلسطین، عراق اور افغانستان سمیت دنیا بھر کے ہجرت کرنے والے تارکین وطن کو نہ صرف جائے پناہ دیتے ہیں بلکہ ان کو بھی وہی حقوق دیتے ہیں جو خود ان کو حاصل ہیں۔ جبکہ عرب ممالک کو ہی دیکھ لیں جہاں کئی دہائیوں سے مسلمان وہاں رہ رہے ہیں مگر کبھی بھی وہ انہیں برابری کے حقوق دینے کو تیار نہیں بلکہ غلام سمجھتے ہیں۔

آپ یہ تو صدیوں سے سنتے آرہے ہیں کہ "قانون سب کیلئے برابر ہے"، "انصاف دہلیز پر ملنا چاہیئے"، اور "جمہوریت ہی مسائل حل کر سکتی ہے"۔ مگر آج تک کبھی مسائل کیوں حل نہیں ہوئے۔ آپ نے یہ بھی سنا ہو گا کہ "ریاست ماں ہے" تو پھر کیسے اپنی اولاد پر ظلم کے پہاڑ ڈال سکتی ہے۔ "جان، مال اور عزت کی محافظ ریاست ہے" یہ اس قسم کے نعرے وقت اور حالات نے غلط ثابت کر کے دکھائے ہیں اور اب جبکہ گلوبلائیزیشن کی بات ہو رہی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ دنیا "ایک گلوبل ویلیج" ہے تو پھر ریاست، وطن اور خوشحالی چند لوگوں کی لونڈی بن کر کیوں رہ گئے ہیں اور ہم صرف

بورجوازیوں (وڈیروں) کے دیئے ہوئے نعروں کے پیچھے فاتحانہ مکے لہراتے ہوئے بغیر سوچے سمجھے آگے بڑھتے جارہے ہیں اور اس کا بھی تمام تر فائدہ ان ہی لوگوں کو ہو رہا ہے جن کا تمام تر مقصد صرف اور صرف غریبوں کے وسائل کا استحصال اور ان کے حقوق پر ڈاکہ زنی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمانہ بے وقوفی نہیں تو اور کیا ہے۔ خواتین کی آبروریزی، بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی، ماورائے انسانیت اقدامات اور لوٹ مار کے سوا اس نظام نے دیا ہی کیا ہے، بلکہ الٹا لوگوں سے سوچنے، سمجھنے اور بہتر فیصلے کرنے کی صلاحیت بھی چھین لی ہے! ۔ہم سچائی سے منہ پھیرنے کے عادی بن چکے ہیں اور جب تک سچائی سر عام نہ ہو گی تب تک مسائل حل ہونا تو دور کی بات، برابری محض ایک خواب اور خوشحالی سراب ہی رہے گی۔ مگر یہ یقین کرلیں کہ دنیا اب پیچھے نہیں جائے گی، آگے کی بڑھنے سے روکنے کی تمام تر کوششیں بے سود ثابت ہو کر رہیں گی۔

رہا سوال موجودہ جمہوریت کا تو اس کا تصور یونانی فلسفی ارسطو (Aristotle) نے 350ق م میں اپنی کتاب ''سیاست'' میں پیش کیا تھا۔ ان کے مطابق ''ایک آدمی ایک ووٹ'' جمہوریت'' ہے۔ اُس دور میں ووٹ کا حق صرف اُن مردوں کو حاصل تھا جو بادشاہ اور ان کے خاندان کا حصہ ہوں، فوجی جرنیل ہوں یا پھر ان کا تعلق اشرافیہ (امیر کبیر) طبقے سے ہو۔ آج اس جمہوری تصور کو 2375 برس بیت چکے ہیں مگر اس میں تبدیلی لانے کا کوئی نام لینے کو تیار نہیں۔ ہونا یہ چاہیئے کہ اب اشرافیہ، مڈل کلاس اور غریب طبقے کا سروے کرایا جائے اور آبادی اور تعداد کے تناسب سے سب کو نمائندگی دی جائے، جس میں اشرافیہ طبقے کو ایوان میں بمشکل 20 سیٹیں ہی مل سکتی ہیں!! مگر یہ بھی کوئی مسئلے کا حل نہیں ہے۔ صرف اشرافیہ طبقے کو یہ حق دینا کہ وہ غریب عوام کے فیصلے بھی اپنی مرضی سے کریں یہاں سے کرپشن کی ابتدا ہوئی۔ جبکہ اکتوبر انقلاب کے بعد سوویت یونین میں بھی اقتدار کمیونسٹ پارٹی اور ان کے کارکنان کے حوالے کیا گیا اور عوام کو اس سے دور رکھنے کے نتیجے میں آگے چل کر ایک قسم کی بیوروکریسی پیدا ہوئی جس کا اظہار اب خود

مارکسسٹ بھی کرتے ہیں، اس کے نتیجے میں کروڑوں لوگوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کا اختیار چند افراد کے ہاتھوں میں آگیا۔ آگے چل کر سوویت یونین سمیت 41 ممالک میں رد انقلاب ایک ساتھ ہی ہوا اور اس کی وجہ کیا ہو سکتی ہے یہ بتانا بھی ضروری ہے۔ انسانی فلاح کتابوں میں لکھی ہوئی باتوں سے نہیں آتی بلکہ لوگوں کی اپنی مرضی سے منتخب کیئے گئے نظام پر عمل کرنے سے آتی ہے۔ کمیونسٹ اگر ملاں کی طرح رٹا لگانے تک خود کو محدود کریں گے تو انقلاب کے فوائد ان لوگوں تک کیسے پہنچیں گے جو رٹا نہیں لگاتے۔ انقلاب اور انسانی برابری ایک سائنس ہے جس میں بہتری آتی رہے گی اور اگر کوئی اسے روکتا ہے تو اس میں مستقل کامیابی اس کی بھول ہے۔ لیڈروں نے کمیونزم کے ساتھ جو حشر کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ ایک گورباچیف دنیائے کمیونزم کو لپیٹ کر چلا گیا اور باقی سب اس کا منہ دیکھتے رہ گئے۔ اب عوام کی باری ہے اور عوام کبھی غلطی نہیں کرتے۔ عوام کو شامل کیئے بغیر چند لوگ فیصلہ کریں گے تو فائدہ بھی چند لوگوں کا ہی ہو گا، سب لوگ فیصلہ کریں گے تو فائدہ بھی سب کا ہی ہو گا۔ جہاں انسانی برابری ہی نہ ہو وہاں انصاف سب کیلئے برابر کیسے ہو سکتا ہے؟۔ کیا ایک ایسے معاشرے میں یہ ممکن ہے جہاں طبقات موجود ہوں اور انسانی برابری بھی ہو؟ کبھی نہیں۔

لوگ جس معاشرے میں رہتے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہی معاشرہ ہمیشہ قائم تھا اور قائم رہے گا اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ خواتین کو جو حقوق آج حاصل ہیں کیا کل بھی انہیں یہی حقوق حاصل تھے؟ بلکل بھی نہیں۔ اسی طرح معاشرے میں تبدیلی ممکن ہے بلکہ ضروری ہے کیونکہ کوئی بھی جامد معاشرہ کبھی آگے نہیں بڑھتا اور نہ ہی ترقی کر سکتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جو آج حقیقت ہے کل بھی وہی ہو۔ آج جو ہمارا وطن ہے ضروری نہیں کہ وہ آئندہ بھی یہی ہو یا ایسا ہی ہو۔ کیونکہ کل جو کچھ تھا وہ آج نہیں ہے اور بہت کچھ تبدیل ہو چکا ہے، حتیٰ کہ سرحدیں بھی بدل چکی ہیں اور آج جو کچھ ہے وہ بھی کبھی نہ کبھی تندیل ہی ہونا ہے۔ یہ کہہ کر ہم جان

نہیں چھڑا سکتے کہ چین نے ترقی کی ہے جہاں کمیونسٹ پارٹی حکومت کرتی ہے۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ چین نے معاشرتی نظام کمیونزم اپنایا اور معاشی نظام سرمایہ داری اختیار کیا ہے تب بھی یہ سوال باقی ہے کہ کیا معاشی نظام کے بغیر بھی کوئی معاشرتی نظام ہوتا ہے؟ اگر ہوتا ہے تو کوئی بتلائے اور اگر نہیں ہوتا تو آگے چل کر ان دونوں نظاموں کے مابین تصادم ناگزیر ہے اور کوئی ایک نظام کسی دوسرے کو بہر صورت کھا جائے گا اور وہی دوسرے نظام کو کھا جائے گا جو زیادہ طاقتور ہوگا۔ یعنی چین مین یقینا سرمایہ داری نظام ہی رہی سہی نام نہاد سوشلزم کو کھا جائے گا۔ جس طرح سابقہ سوویت یونین کی ریاستوں اور ان کی اتحادی سوشلسٹ ریاستوں میں مارکسزم 72/70 سال چلا اور بالآخر فطری طور پر ناکام ہوگیا۔ یہ کوئی مذہب نہیں کہ میں ضد کروں کہ اب بھی یہی عقیدہ چلے گا بلکہ یہ تو ایک سائنسی اور فطری بات ہے جو ہمارے نہ ماننے کے باوجود تبدیل ہوتا رہے گا۔ کیا کوئی معاشرہ جو ایک بار کمیونزم میں داخل ہو جائے وہ آگے بڑھنے کے بجائے پیچھے جا سکتا ہے؟۔ اگر نہیں تو پھر سوویت یونین میں یہ کس طرح ہوگیا، جہاں خروشیف یہ اعلان کر چکے تھے کہ ''سوویت یونین کمیونزم کے دور میں داخل ہو چکا ہے''؟۔ اس وقت تو تمام مارکسسٹ اور لیننسٹ خروشیف کے اعلان پر بہت خوش ہوئے تھے۔ اب اگر کوئی اسے غلط کہتا ہے تو اسے یہ بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ آمرانہ نظام میں ہر غلط اور صحیح فیصلے پر سوچنے اور فیصلہ کرنے کا اختیار صرف حکمران طبقے کو ہی حاصل ہوتا ہے، عوام کو اختلاف کرنے کے بجائے صرف ''ہاں میں ہاں'' ملانے کی اجازت ہوتی ہے۔ ناں کی صورت میں تو بس آپ کام سے گئے، یعنی ''سر تن سے جدا'' ۔ کیا سابقہ سوویت یونین میں یہ نہیں ہوا تھا؟ کامریڈ بخارین، ماریہ اسپری دونووا، کامریڈ لیون ٹراٹسکی، لیو کامنیف اور کامریڈ زینوف سمیت ہزاروں مارکسی دانشوروں اور رہنماؤں کی گردن زنی خود مارکسی حکمرانوں نے کی۔ یہاں پر میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ آپ کو ایک ایسا واقعہ سناتا چلوں کہ آپ کو ایک ہی ساتھ کئی باتیں آسانی کے ساتھ سمجھنے میں مدد ملے گی۔ ایران کی فتح کے بعد جب عربوں کو بے انتہا

مال غنیمت، سونا، چاندی اور خوبصورت کنیزیں ہاتھ لگیں تو خلیفہ وقت حضرت عمرؓ نے مال غنیمت فوجیوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا، جس پر حضرت ابوذر غفاریؓ نے اعتراض کیا کہ مال غنیمت تمام مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہے۔ جس پر حضرت ابوذر غفاریؓ پر تعزیر لگی اور اسے ایسے صحرا (ریگستان) میں پھینکا گیا جہاں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ جب میں اپنے علاقے کے مرحوم مولانا عبدالواحد مہر سے معلوم کرنے گیا کہ دونوں میں سچا کون تھا؟ مولانا صاحب نے سوچ کر جواب دیا کہ خلیفہ وقت سچا تھا۔ تو میں نے فوراً کہا کہ اس کا مطلب حضرت ابوذر غفاریؓ جھوٹا تھا!! مولانا نے ایک لمحہ ضایع کیئے بغیر کہا کہ نہیں۔۔۔ میں نے یہ تو نہیں کہا۔ اگر میں ایسا کہوں گا تو میں جہنم رسید ہو جاؤں گا۔ کیونکہ حضرت ابوذر غفاریؓ بھی جلیل القدر صحابی ہیں۔ مگر حیرت کی بات ہے کہ مارکسسٹوں سے پوچھو کہ کامریڈ بخارین، کامریڈ لیو کامنیف اور کامریڈ زینوف سچے تھے یا اسٹالن!! ۔ تو بغیر سوچے سمجھے وہ بھی یہی کہہ دیتے ہیں کہ خلیفہ وقت (اسٹالن) سچے تھے ۔ انارکسٹ تحریک میں صرف ایک ایسا واقعہ ملتا ہے جب معروف امریکی انارکسٹ جان موسٹ سے وابسطہ ایک کارکن نے کامریڈ ایریکو ملاتستا پر امریکہ میں قاتلانہ حملہ کر کے زخمی کر دیا تھا اور اس واقع کی مذمت دنیا بھر کے انارکسٹوں نے کی تھی۔ مگر یہاں خلیفہ وقت کی مذمت یا مخالفت۔۔۔ توبہ کرو!! ۔

سابقہ سوویت یونین میں اوپر سے جتنی بھی ''ڈاکٹرائینز'' لائی گئیں ان کو صرف پارٹی کارکنان (بیوروکریسی) تک ہی محدود رکھا جاتا تھا اور بیوروکریسی کا کام ہاں میں ہاں ملانا ہوتا ہے تاکہ حکمران طبقے کے اندر ان کو حاصل مفادات قائم ودائم رہیں۔ جس طرح ہر نظام میں کچھ اچھائیاں اور خرابیاں ہوتی ہیں اسی طرح سوویت یونین میں نافذ مارکسی نظام حکومت میں بھی کئی اچھائیاں بھی تھیں۔ تعلیم، صحت، روزگار، سماجی فلاح اور سیاسی اصلاح کے ساتھ صنعتوں اور زمینوں کو سرکاری تحویل میں لیا گیا تھا اور جاگیرداری اور سرمایہ داری نظاموں کا خاتمہ کیا گیا تھا۔ اس طرح کی اچھائیاں تو اسکینڈینیوین ممالک

،آئیس لینڈ، کوسٹاریکا اور فن لینڈ میں بھی ہیں مگر وہ اسے کمیونزم کا نام نہیں دیتے۔ انسان کو پیٹ بھر کر کھانے کے بعد جس دوسری بڑی چیز کی ضرورت ہوتی ہے وہ ''آزادی'' ہے اور یہ آزادی نہ تو سوویت یونین میں تھی اور نہ آج چین میں ہے۔

سوویت یونین کے فطری زوال کے بعد تو انارکزم کا بائیں بازو کی سیاسی اور سماجی تحاریک پر بہت زیادہ گہرا اثر نظر آتا ہے۔ کیونکہ سوویت انقلاب کی ناکامی کے حوالے سے جو پیشنگوئی کامریڈ پیٹر کروپوتکین (Peter Kropotkin) نے کی تھی اور کامریڈ ایما گولڈ مین نے ولادیمیر لینن سے ملاقات میں جن خدشات کا اظہار کیا تھا وہ درست ثابت ہوئے۔ فرد کی آزادی، براہ راست جمہوری تحریکوں، گلوبلائیزیشن مخالف تحریک اور چیاپاس اور روجاوا تحریکوں میں بھی انارکسٹوں کا سب سے اہم کردار رہا ہے۔ وال اسٹریٹ قبضہ تحریک جو دنیا کے 80 ممالک میں چلی اس میں بھی انارکسٹوں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ جبکہ حال ہی میں فرانس میں پیلی جیکٹ تحریک (چین کی پیلی پگڑ تحریک سے متاثر) اور امریکہ میں ایک سیاہ فام جارج لائیڈ کے پولیس کے ہاتھوں بہیمانہ قتل کے خلاف جو تحریک چلی اس کے خلاف سابق امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو بھی یہ کہنا پڑا کہ اس میں انارکسٹوں کا ہاتھ ہے۔ آج دنیا میں اگر محنت کشوں سے آٹھ گھنٹہ ڈیوٹی لی جاتی ہے تو اس میں بھی شکاگو کے شہداء کی قربانی اور ان کا لہو شامل ہے۔ ایما گولڈ مین نے جب میکسم گورکی سے شکایت کی تھی کہ کامریڈ سوویت یونین کے انقلاب میں انارکسٹوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور اب ان کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے تو گورکی نے کوئی جواب دینے بجائے اپنا سر جھکا لیا تھا۔ انارکزم میں انسانی حقوق کے مسئلے کا بہترین حل موجود ہے اور آج دنیا بھر میں جہاں کہیں بھی انارکسٹ کمیون یا امداد باہمی کا آزاد انسانی معاشرہ موجود ہے وہاں انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا مسئلہ کبھی درپیش نہیں رہا۔ انارکزم کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ کو کبھی بھی قیادت کا بوجھ اٹھانے کی ضرورت پیش نہیں آتی اور نہ قیادت کے مطالبات، احکامات اور غلط فیصلے ماننے کی مجبوری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اگر آپ انارکسٹ ہیں تو انارکزم کے بانی جوزف پرودھون (میخائیل باکونن اور کارل مارکس کے استاد) اور کامریڈ میخائیل باکونن سمیت کسی بھی بااثر انارکسٹ سیاسی کارکن کی غلطی کی نشاندہی کر سکتے ہیں جیسا کہ خود کامریڈ باکونن، کروپوتکین اور رڈولف راکر سمیت کئی سرگرم انارکسٹوں نے بھی نہ صرف جوزف پرودھون بلکہ ایک دوسرے سے بھی نظریاتی معاملات میں اختلاف رائے کیا اور آج بھی ان کو یہ آزادی حاصل ہے کہ انسانی بہتری اور نظریاتی ترویج کیلئے بدلتے ہوئے حالات کے مطابق تجاویز دیں، جبکہ اس کے برعکس اگر آپ مارکسسٹ ہیں تو مارکس، اینگلز، لینن اور اسٹالن پر سوال نہیں اٹھا سکتے (جس طرح مذہب میں کسی نبی پر سوال نہیں اٹھایا جا سکتا) اور اگر ماءوسٹ ہیں تو ماءوزے تونگ پر سوال نہیں اٹھا سکتے اور اگر ایسا کیا تو پھر آپ مارکسسٹ یا ماءوسٹ نہ رہے۔ اگر ان مارکسی حضرات پر کسی نے سوال اٹھایا ہے یعنی ان کی کچھ چیزوں کو کسی نے مسترد کیا ہے اور اگر تمام نہیں تو دنیا کی آدھی کمیونسٹ پارٹیوں نے اس نقطہ نظر کو تسلیم کیا ہے تو آپ سے میری گذارش ہے کہ ایسی کسی ایک شخصیت کا نام بتائیں! ۔ حیرت تو یہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ مارکس پر وہ تنقید کرے جو مارکس جتنا عالم فاضل شخص ہو۔ یعنی صرف اور صرف کارل کاءوٹسکی (لینن، ٹراٹسکی اور اسٹالن کے استاد جس نے کارل مارکس کے انتقال کے بعد اینگلز کے زور بھرنے پر داس کیپیٹل کے ''قدر زائد'' پر آخری تین ابواب لکھ کر اسے مکمل کیا) اور فریڈرک اینگلز جو کہ کارل مارکس کے دوست اور مارکسسٹ دانشور تھا ان دونوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مارکس پر تنقید کر سکتے ہیں۔ کارل کاءوٹسکی نے مارکس کے نظریہ قدر زائد (Theory of Surplus Value) کے تینوں ابواب لکھے ہیں۔ اینگلز کے انتقال کے بعد کارل کاءوٹسکی ہی مارکسزم پر '' وحدہ لاشریک'' تھے اور ان کے مقابل ان کے جوڑ کا کوئی اور ماکسسٹ رہنما موجود نہ تھا۔ انہوں نے '' پرولتاری ڈکٹیٹرشپ'' کے نام سے دستاویز لکھ کر بالشویک انقلاب کے بعد لینن کے سیاسی عزائم کی قلعی کھول دی، ان کے مارکس مخالف ارادوں کو مسترد کیا(حوالہ : Dictstotdhip

(of Proltariat جس پر لینن نے پلیخانوف کے بعد اپنے اس استاد سے بھی راہیں جدا کر لیں۔ کاءوتسکی نے اپنی اس دستاویز میں کہا کہ " لینن کی پرولتاری ڈکٹیٹر شپ دراصل حکومت کا ایک نمونہ ہے۔ کارل کاءوتسکی نے کہا کہ پرولتاری ڈکٹیٹر شپ حکومتی آمریت نہیں بلکہ صرف اور صرف محنت کشوں (پرولتاری) کی آمریت ہے اور صرف معاشرہ (Society) میں قائم کی جاسکتی ہے، صرف معاشرہ قائم کرو حکومت نہیں اور اس کا تعلق سماجی مفہوم سے ہے۔ اپنی اس دلیل کو دوام بخشنے کیلئے کاءوتسکی نے مارکس کی پیرس کمیون پر لکھی گئی کتاب "فرانس میں خانہ جنگی" کا حوالہ دیا اور کہا کہ اس کتاب میں مارکس نے اپنے اس تصور کو معاشرے کی معنوں میں استعمال کیا ہے۔ کاءوتسکی کا کہنا تھا کہ اس طرح لینن نے مارکس کی "پرولتاری ڈکٹیٹر شپ" کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ نہ صرف کاءوتسکی بلکہ لینن کے استاد کامریڈ جارجی پلیخانوف اور کامریڈ روزہ لکمبرگ شہید نے بھی لینن کے ریاست کے قیام کے اصرار اور اقتدار کی لالچ کو مسترد کیا بلکہ ان پر شدید تنقید بھی کی ہے۔ لینن نے جواب میں کارل کاءوتسکی کے خلاف "Renegade Kautsky" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور اس کی تشہیر دنیا بھر میں کی گئی تاکہ لوگ "مارکس اور اینگلز" کے جانشین کو کمیونزم کا دشمن سمجھیں اور ایسا ہی ہوا تاہم جب 1917 میں سوویت یونین کا زوال ہوا تو تب جاکر کارل کاءوتسکی کی اہمیت کا کارکنوں کا اندازہ ہوا تاہم تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔

یہی نہیں بلکہ سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کے رکن، ممتاز مارکسی مدبر اور سرکاری اخبار "پراودا" کے ایڈیٹر نکولائی بخارین نے 1930 میں "فورتھ کمیونزم" کی ڈاکٹرائین پیش کی اور کہا کہ اب سوویت یونین کمیونزم میں داخل ہو چکا ہے اور مزید تاخیر کی گئی تو بہت بڑا خمیازہ بھگتنا ہوگا۔ انہوں نے اپنی اس ڈاکٹرائین میں ریاست کو فوری طور پر ختم کرنے کی حمایت کی اور کہا کہ سوویت یونین کی سرحدیں ختم کی جائیں اور فوج کو بھی ختم کیا جائے مگر اس کی بات بھی کسی نے نہیں سنی۔ الٹا بخارین کو انتقام کا نشانہ

بنایا گیا۔ جب تمام سمجھدار مدبرین اس بات پر متفق تھے تو پھر کیا وجہ تھی کہ چند ناعاقبت اندیش اور اقتدار کے پجاری مارکسسٹوں نے اقتدار کی حوس پوری کرنے کیلئے ریاست کو قائم رکھنے پر بضد تھے؟ یہی سوال آج بھی لیفٹ کے لیڈروں کو الجھائے ہوئے ہے، حالانکہ یہ الجھن سوویت یونین سمیت تمام مارکسی ریاستوں کے گرنے کے بعد ختم ہو جانا چاہیئے تھی۔

تعارف: ۔کامریڈ رفیق انڈھڑ

گل محمد منگی پیشے کے لحاظ سے صحافی ہیں۔ کم عمری میں ہی ترقی پسند تحریک سے وابستہ ہو گئے۔ 17 سال کی عمر میں ہی ڈیموکریٹک اسٹوڈنٹ فیڈریشن سے وابستہ ہوئے اور ضیاء کی آمریت کے دور میں متعدد بار جیل جانا پڑا۔ سندھی ادبی سنگت اسلام آباد کی بنیاد ڈالی اور ممتاز سندھی شاعر تاجل بیوس کے بعد اس کے سیکریٹری منتخب ہوئے۔ وہ شاعر بھی ہیں اور اخبارات میں بھی کالم لکھتے رہے ہیں۔ 1986 میں کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان کے ممبر بنے۔ تاہم 2020 میں کمیونسٹ پارٹی کو خیر باد کہا اور انارکسٹ تحریک کا حصہ بنے۔ وہ شاعر بھی ہیں اور سندھی اور اردو زبانوں میں شاعری کرتے ہیں۔

گل محمد منگی یکم فروری 1962 کو موجودہ ضلع گھوٹکی کے ایک چھوٹے سے قصبے ''کھڈواری'' میں پیدا ہوئے۔ وہ صرف تین سال کے تھے تو ان کے والد خان محمد منگی 1965 میں انتقال کر گئے۔ والدہ نے دوسری شادی کی اور وہ تعلیم کے حصول کیلئے 1971 میں اپنے آبائی گاءوں کو چھوڑ کر پنو عاقل آ گئے۔ جہاں ان کی دوستی مرحوم کامریڈ رشید انڈھڑ، کامریڈ نعیم شیخ، ایس جی بھاگیا اور سرور سیف جیسے ترقی پسند ساتھیوں اور سرگرم کامریڈوں سے ہوئی۔ کامریڈ جام ساقی، کامریڈ مولابخش خاصخیلی، کامریڈ اسماعیل قریشی اور دیگر کامریڈوں سے بھی قربت رہی۔ انارکسٹ کامریڈ زبیر رحمٰن، کمیونسٹ پارٹی کے کامریڈ رشید تاج، کامریڈ علی اوسط جعفری، کامریڈ محمد خان سولنگی، کامریڈ ڈامڑو مل میگھواڑ، ڈاکٹر محمد خان ببر اور مٹھارام میگھواڑ کے ساتھ بھی دوستی رہی۔ جبکہ ان کے ذاتی دوستوں کا حلقہ وسیع ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ سندھ ممتاز علی بھٹو، جسٹس عبدالرزاق تھہیم مرحوم، ممتاز دانشور اور ادیب یوسف شاہین، شیخ ایاز، شمشیر الحیدری، جام ساقی، یونس مہر، سہیل سانگی، ڈاکٹر جبار خٹک، انور پیرزادو، فقیر محمد لاشاری مرحوم، امداد علی اوڈھو، سید صفدر علی، ضیاء قریشی، صوفی محمد عثمان انڑ، غلام عباس ڈاہری، تاج مری، کامریڈ ولیم صادق،

پروفیسر پریشان خٹک، کامریڈ ذیشان امن، کامریڈ امداد اللہ قاضی، ڈاکٹر جعفر احمد، اداکار عابد نوید، امر لال، کروڑی مل، محمد اسحٰق لاشاری، عاشق بوزدار، محمد ہاشم لغاری مرحوم، اظہار عاربی، منصور بوزدار، بابو لال، گل حسن سندھی، صحبت برڑو، عبدالرزاق سروہی، سرور سمیجو، کامریڈ ناصر منصور، عبدالخالق زدران، مرحوم غلام رسول سہتو، غلام رسول رحمانی (لیاری)، مرحوم عبدالرحمٰن نقاش، لیاقت عباسی، سید کرم علی شاہ، منصور کھوکھر، سجاد ظہیر سولنگی، ابراہیم ابڑو، عبدالرزاق منگی، ابراہیم نظامانی، مرحوم علی مراد چاچڑ، لطیف راولانی، ڈاکٹر نثار علی شاہ، عبدالرزاق باجوہ اور دیگر سے بھی قریبی تعلق رہا۔

گل محمد منگی یکم فروری 1962 کو موجودہ ضلع گھوٹکی کے ایک چھوٹے سے قصبے ''کھڈواری'' میں پیدا ہوئے۔ وہ صرف تین سال کے تھے تو ان کے والد خان محمد منگی 1965 میں انتقال کر گئے۔ والدہ نے دوسری شادی کی اور وہ تعلیم کے حصول کیلئے 1971 میں اپنے آبائی گاءوں کو چھوڑ کر پنو عاقل آ گئے۔ جہاں ان کی دوستی مرحوم کامریڈ رشید انڈھڑ، کامریڈ نعیم شیخ، ایس جی بھاگیا اور سرور سیف جیسے ترقی پسند ساتھیوں اور سرگرم کامریڈوں سے ہوئی۔ کامریڈ جام ساقی، کامریڈ مولابخش خاصخیلی، کامریڈ اسماعیل قریشی اور دیگر کامریڈوں سے بھی قربت رہی۔ انارکسٹ کامریڈ زبیر رحمٰن، کمیونسٹ پارٹی کے کامریڈ رشید تاج، کامریڈ علی اوسط جعفری، کامریڈ محمد خان سولنگی، کامریڈ ڈامڑو مل میگھواڑ، ڈاکٹر محمد خان ببر اور مٹھارام میگھواڑ کے ساتھ بھی دوستی رہی۔ جبکہ ان کے ذاتی دوستوں کا حلقہ وسیع ہے۔ سابق وزیر اعلیٰ سندھ ممتاز علی بھٹو، جسٹس عبدالرزاق تھہیم مرحوم، ممتاز دانشور اور ادیب یوسف شاہین، شیخ ایاز، شمشیر الحیدری، جام ساقی، یونس مہر، سہیل سانگی، ڈاکٹر جبار خٹک، انور پیرزادو، فقیر محمد لاشاری مرحوم، امداد علی اوڈھو، سید صفدر علی، ضیاء قریشی، صوفی محمد عثمان انڑ، غلام عباس ڈاہری، تاج مری، کامریڈ ولیم صادق، پروفیسر پریشان خٹک، کامریڈ ذیشان امن، کامریڈ امداد اللہ قاضی، ڈاکٹر جعفر احمد، اداکار عابد نوید، امر لال، کروڑی مل، محمد اسحٰق لاشاری، عاشق بوزدار، محمد ہاشم لغاری مرحوم،

اظہار عاربی، منصور بوزدار، بابو لال، گل حسن سندھی، صحبت برڑو، عبدالرزاق سروہی، سرور سمیجو، کامریڈ ناصر منصور، عبدالخالق زدران، مرحوم غلام رسول سہتو، غلام رسول رحمانی (لیاری)، مرحوم عبدالرحمٰن نقاش، لیاقت عباسی، سید کرم علی شاہ، منصور کھوکھر، سجاد ظہیر سولنگی، ابراہیم ابڑو، عبدالرزاق منگی، ابراہیم نظامانی، مرحوم علی مراد چاچڑ، لطیف راولانی، ڈاکٹر نثار علی شاہ، عبدالرزاق باجوہ اور دیگر سے بھی قریبی تعلق رہا۔

پنو عاقل میں انہوں نے پرائمری تعلیم گورنمنٹ پرائمری اسکول پنو عاقل سے مکمل کی اور اسکالرشپ حاصل کی، میٹرک کا امتحان گورنمنٹ (پروونشلائیزڈ) ہائی اسکول پنو عاقل (ضلع سکھر) ، انٹرمیڈیٹ گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر اور بی کام گورنمنٹ اسلامیہ کالج سکھر سے پاس کیا۔ جبکہ ایم اے (اکنامکس) شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیرپور سے کیا۔ 1989 سے کراچی میں رہ رہے ہیں۔ لسانی فسادات کے دوران بھی کراچی میں رہے۔ انہوں نے روزنامہ عوامی آواز، روزنامہ برسات، روزنامہ انتخاب اور روزنامہ خبریں سمیت متعدد اخبارات میں کام کیا ہے۔ جبکہ ان ہی اخبارات میں کالم بھی لکھتے رہے ہیں۔ ادیبوں میں تاجل بیوس مرحوم سے زیادہ قربت تھی۔ مرحوم غلام ربانی آگرو سے بھی قربت رہی۔

میری نظر میں گل محمد منگی

انارکسٹ کارکن: ۔زبیر رحمٰن

گل محمد منگی جنہیں ہم سب کامریڈ منگی کے طور پر جانتے ہیں۔ میں انہیں غالباً 30سال یا اس سے بھی زیادہ عرصے سے جانتا ہوں۔ جب یہ نوجوانی میں ڈیموکریٹک اسٹوڈنٹس فیڈریشن (ڈی ایس ایف) اور سندھی ادبی سنگت میں سرگرم ہوا کرتے تھے۔ میں (راقم) کمیونسٹ پارٹی میں تھا اور کامریڈ منگی بھی کمیونسٹ پارٹی سے منسلک تھے۔ ان کے رکھ رکھاؤ، انداز، بیانیہ کہیں سے بھی دانشور یا معروف آدمی نہیں لگتے۔ مگر ان کی سوچ، دلیل، مطالعہ، اردو، سندھی اور انگریزی تینوں زبانوں میں عبور رکھتے اور ترجمہ کرنے کے ماہر ہیں۔ گفتار میں اتنی نرمی ہے کہ کبھی کسی سے تکرار ہو جائے تو صرف یہ بولتے ہیں کہ " آپ غصہ کیوں کر رہے ہیں" ۔ یہ اپنی ذاتی زندگی میں اس بات پر نہ صرف اصولی طور پر قائل ہیں بلکہ اس پر ہمہ وقت عمل پیرا رہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ دوسروں سے کیا کام لیا جائے یہ سوچنے کے بجائے یہ سوچنا چاہیئے کہ دوسروں کے کام کیسے آیا جائے۔ شاید اسی مقولے کے تحت وہ "انارکزم" یا برابری کے فلسفے کی جانب راغب ہوئے۔ یہ اپنے ساتھیوں کو امداد باہمی کے سماج کی جانب متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنی اہلیہ، لڑکے اور لڑکیوں کو بھی قائل کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ ہر چند کہ پاکستان میں انارکزم پر محمد مظاہر، یوسف شاہین، اور سرور بوٹا نے خاصی کتابیں ترجمہ کی ہیں اور ادبی تخلیقات بھی کی ہیں اور کر رہے ہیں، لیکن گل محمد منگی میں یہ خصوصی جھکاؤ، لگن اور جان فشانی ہے کہ وہ دوستوں کو ٹیم کی شکل میں جوڑنے اور اپنے دلائل کے ساتھ فکری یکجہتی پیدا کرتے ہیں۔ اسی ہنر و فن کی وجہ سے شاید وہ "انارکسٹ نظریہ" نامی کتاب لکھنے کی

جانب رجوع ہوئے۔ انہوں نے دل و جان سے انارکزم کو سمجھنے اور سمجھانے کیلئے متعدد کتابوں کا مطالعہ کیااور خاص طور پر باکونن، پیٹر کروپوتکین، ایما گولڈ مین، لیوس مشعل، نیستر ماخنو جیسے عظیم انارکسٹوں کی تحاریر پڑھیں۔ کامریڈ منگی نے سب سے پہلے "انار کو "اور" انارکیا" کی تشریح کی۔ انہوں نے کہا کہ انار کو لفظ یونانی زبان میں "بلا حکومت اور اقتدار کے بغیر کارہائے زندگی کو رواں دواں رکھنے کا نام ہے اور لاطینی زبان میں "انارکیا" کا بھی یہی مطلب نکلتا ہے۔ اس سے انہوں نے یہ ثابت کیا کہ انارکزم خلفشار پھیلانے کا نام نہیں بلکہ ایسا معاشرہ قائم کرنا ہے جو ریاست، اس کے ذیلی ادارے، جائیداد، ملکیت، فوج، خاندان اور طبقات کی نفی کرتا ہے۔ جو اجتماعی ملکیت کا حامی ہے اور نجی ملکیت کی نفی کرتا ہے۔ دوسری اہم بات یہ لکھی ہے کہ کارل مارکس کا 1883 میں انتقال ہوا۔ انہوں نے انتقال سے قبل "داس کیپیٹل" (سرمایہ) کے نوٹس اور تین چیپٹر لکھے۔ غالباً 1886 میں 9 چیپٹرز پر مشتمل "داس کیپیٹل" جرمن زبان میں جرمنی سے شایع ہوا، جن میں تین چیپٹرز کارل مارکس، تین چیپٹرز اینگلز اور تین چیپٹرز کارل کاءوتسکی کے شامل تھے۔ اینگلز کا انتقال 1895 میں ہوا اس لیئے انہوں نے داس کیپیٹل کے 34 چیپٹر لکھے اور قدر زائد پر تینوں چیپٹرز کارل کاءوتسکی نے لکھے۔ قدر زائد داس کیپیٹل کی جان ہے ۔ کاءوتسکی کا موقف تھا کہ "پرولتاری آمریت" کے بجائے "پرولتاری معاشرے" کا قیام ہونا چاہیئے۔ وہ ریاست کے انکاری تھے یعنی ریاست کے تمام ذیلی اداروں کے بھی۔ کامریڈ منگی نے انارکزم کے تاریخی پس منظر، اس کے معنی، اقسام، عملی جدوجہد، نظریہ اور انارکسٹوں کی قربانیوں اور موجودہ دور میں دنیا بھر کے مختلف خطوں، ملکوں، علاقوں، شہروں اور میونسپلٹیز میں کمیون نظام یا امداد باہمی کے سماج سے متعلق تفصیلی وضاحت کی ہے۔ انہوں نے عوام الناس کو برملا دعوت دی ہے کہ وہ ان ملکوں اور خطوں کا دورہ کر کے انارکسٹ معاشرے کا جائزہ لیں۔ گل محمد منگی نے 1871 کے پیرس کمیون کی عظیم رہنما لیوس مشعل کے بارے میں زبردست انکشاف کیا ہے۔ جنہیں فرینچ

حکومت نے بیسوں بار گرفتار کیا۔ لیوس مشعل کو پیرس کمیون کی ناکامی کے بعد جب زنجیروں میں جکڑ کر 20 سال قید بامشقت کاٹنے کیلئے اپنے وطن سے دور "نیو کلدونیہ" جزیرے میں بھیجا گیا اور اس ساڑھے پانچ فٹ قد والی خاتون کو چار فٹ کے پنجرے میں دو سال تک قید رکھا گیا تب بھی ان کا عزم ایک لمحے کیلئے بھی کمزور نہ پڑا۔ دو سال بعد جب اسے پنجرے سے نکال کر بقیہ سزا کاٹنے کیلئے جزیرے میں رکھا گیا تو انہوں نے مقامی لوگوں کو فرینچ زبان سکھائی اور ان کی زبان خود بھی سیکھی۔ بعد ازاں انہیں منظم کر کے نو آبادیاتی فرینچ حکمرانوں کے خلاف بغاوت کروائی۔ جب اس کی سزا ختم کر کے واپس فرانس بھیجا گیا تو انہوں نے نیو کلدونیہ جزیرے میں قید الجزائر کے آزادی پسندوں کی رہائی کیلئے فرانس میں تحریک چلائی، جس میں فرانس کے ایک عظیم فلسفی ژاں پال سارتر نے بھی بھرپور کردار ادا کیا۔ واضع رہے کہ لیوس مشعل نے دنیا کے مزدوروں کے پہلے انقلاب "پیرس کمیون" کیلئے 30 ہزار خواتین کو منظم کیا اور انہیں فوجی تربیت بھی دی اور وہ خواتین کی اس برگیڈ کی کمانڈر تھیں۔ کامریڈ منگی نے ایک اور زبردست انکشاف یہ کیا ہے کہ عظیم انارکسٹ کمانڈر نیستر ماخنو جس نے 1917 - 1921 تک جنوبی یوکرین میں خود مختار انارکسٹ خطہ تشکیل دیا۔ انہوں نے کسان آرمی یا بلیک آرمی قائم کی اور وائیٹ آرمی کے چار ہزار جوانوں کو گرفتار کیا۔ اس کسان آرمی کے کمانڈر نیستر ماخنو تھے۔ اس کسان آرمی نے حملہ آور پروشیا کی فوج اور آسٹرو۔ ہنگری کی فوج کو شکست دی۔ انہوں نے سوویت یونین کی ریڈ آرمی (جسے ناقابل شکست سمجھا جاتا تھا) اسے بھی شکست فاش دی اور ریڈ آرمی کے 10 ہزار فوجیوں کو گرفتار کیا۔ تاہم ایک معاہدے کے تحت انہیں رہا کیا لیکن معاہدے کے مطابق روس میں قید انارکسٹوں کو سوویت یونین کی حکومت جن کی قیادت لینن اور ٹراٹسکی کے ہاتھ میں تھی رہا کرنے سے مکر گئے۔ ایک اور اہم انکشاف یہ کیا کہ لیو ٹالسٹائی کے پیروکاروں نے 1921 میں سوویت یونین میں "لائیف اینڈ لیبر کمیون" قائم کر رکھا تھا جو عدالتی جنگ جیتنے کے بعد لینن کی ہدایت پر ماسکو سے سائیبیریا منتقل کیا گیا تھا اور نومبر

1939 تک قائم رہا۔ یہ لوگ مل کر پیداوار کرتے تھے اور مل کر بانٹ لیتے تھے۔ اسٹالن نے جب اپنے اقتدار کیلئے خطرہ محسوس کیا تو بزور طاقت اس کمیون کو ختم کیا۔ کامریڈ منگی نے دنیا بھر میں راءج انارکسٹ معاشرہ یا امداد باہمی کے معاشروں سے متعلق لگ بھگ 100 جگہوں، خطوں اور علاقوں میں موجودگی کا عملی ثبوت پیش کیا ہے۔ جس میں صرف یورپ، امریکہ، افریقہ اور ایشیا کے چند علاقوں کا تذکرہ کروں گا۔ یہ بتاتا چلوں کہ کوریا، منچوریا، اسپین، یوکرائین، اٹلی، روس اور برازیل میں امداد باہمی کا آزاد معاشرہ قائم تھا جسے سرمایہ داروں اور مارکسسٹوں نے حملے کرکے تباہ کردیا۔ بولیویا کے علاقے فیجوے میں 1957 میں کمیون سماج قائم ہونے کے بعد ابھی تک نہ کوئی جرم ہوا اور نہ ہی کسی کو کوئی سزا دی گئی ہے۔ صرف ایک مرتبہ کسی شخص کا قتل ہوا تھا تو اس کے قاتل کے گھر پر پتلا بنا کر اسے پھانسی کی طرح لٹکایا گیا تھا تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ اس گھر کے مکین نے قتل کا ارتکاب کیا ہے۔ پانچ سال تک کسی نے اس شخص سے بات نہیں کی اور اس کے بعد وہاں چھوٹا تو کیا کوئی بڑا جرم تک نہیں ہوا ہے۔ یہاں کے مکینوں نے گیس اور پانی کے ذخائر کی نجکاری کے عمل کو رکوا دیا۔ یہاں امداد باہمی کی انجمنیں قائم ہیں اور ملکیت اجتماعی ہے۔ معمولی جھگڑوں کا تصفیہ مقامی کونسلیں کراتی ہیں۔ مجرموں کی سزا متعین ہونے پر مجرمان "سماجی بائیکاٹ" کی وجہ سے اس علاقے سے خود بھاگ جاتے ہیں۔ یہاں تعلیم اور صحت کا مفت انتظام ہے۔ اسپین کے صوبے کیتلونیا میں بھی امداد باہمی کا سماج قائم ہے مگر اس کے دارالحکومت بارسلونا میں ملا جلا سماج قائم ہے۔ 1936 سے 1939 تک سارے علاقے میں کمیون سسٹم قائم تھا۔ 62 سال بعد جب کیتلونیا میں 2017 میں ریفرینڈم ہوا تو 92 فیصد ووٹ کیتلونیا کی آزادی کے حق میں پڑے۔ کیتلونیا کی آبادی 70 لاکھ ہے اور کیتلونیا کو تارکین وطن کی جنت بھی کہا جاتا ہے، جبکہ بارسلونا کا میئر انارکسٹ ہے اور بارسلونا میں 20 ہزار پاکستانی بھی آباد ہیں۔ اسپین کے ہی علاقے پورٹوریل میں بائیں بازو کی جماعتیں 1980 سے اب تک مل کر معاملات چلا رہی ہیں۔ عوامی اسیمبلیوں کا یہاں

نمایاں کردار ہے۔ اسپین میں بہترین تعلیمی ادارے پورٹوریل میں ہیں۔ اسپین کی میونسپلٹی "میری نلیدا" خود مختار ہے اور یہاں امداد باہمی کے نظام کی وجہ سے بے روزگاری نہیں ہے۔ پورے ملک سے سب سے زیادہ ترقی میری نلیدا میں ہے۔ وفاق سے اس علاقے کو سات فیصد سے بھی کم وسائل ملتے ہیں۔ یہاں کمیون نظام قائم ہے اور یہ میونسپلٹی اتنی خوشحال ہے کہ جرمنی، سوئیٹزرلینڈ اور فرانس سے لوگ یہاں آکر آباد ہو جاتے ہیں۔ یہاں کی شاہراہوں اور عمارتوں کے نام انقلابیوں کے ناموں پر رکھ دیئے گئے ہیں۔ جن میں چی گویرا، ڈاکٹر آلندے وغیرہ شامل ہیں۔ یہاں دو بڑے اسپتال اور 18 کمیونٹی کلنکس قائم ہیں۔ کیمیائی کھاد اور زرعی ادویات کے استعمال پر پابندی ہے۔ بچہ پیدا کرنے کا اختیار عورت کو حاصل ہے۔ یہاں کے کسانوں نے "جو بوئے سو کھائے" کا نعرہ لگا کر یہاں کی زمینوں پر 1980 میں قبضہ کرلیا تھا۔ یہاں بہترین سماجی نظام قائم ہے۔ 1993 میں تمام سرکاری دفاتر اور عمارتوں پر انقلابیوں نے قبضہ کیا۔ یہاں کے لوگ ہر ماہ ایک ہفتہ "ریڈ سنڈے" مناتے ہیں او تمام شہر اور قصبات کی صفائی کرتے ہیں۔

اسپیرانوالبانیز (اٹلی) کی آبادی آٹھ ہزار ہے اور یہاں مکمل کمیون نظام قائم ہے۔ اس میں 150 کمیونٹیز شامل ہیں۔ 1992 سے یہاں کمیون نظام کامیابی سے چل رہا ہے۔

زپاٹسٹا خودمختار میونسپلٹی (میکسیکو) 1994 میں میکسیکو کی ریاست چیاپاس میں بغاوت کے نتیجے میں کمیون نظام قائم ہوا۔ 1996 میں سان آئیندے معاہدہ ہوا مگر ابھی تک میکسیکو کی حکومت نے اس معاہدے پر عمل نہیں کیا۔ اس میونسپلٹی میں کوئی لیڈر نہیں ہے۔ اس نظام کو "گوڈ گورنمینٹ" چلاتی ہے۔ زپاٹسٹا آرمی ہے مگر اس کا کوئی کمانڈر ہے اور نہ کوئی عہدیدار۔ یہاں معاشی برابری کا نظام قائم ہے۔

اوکسا کا ریکارڈو فلورز میگن (میکسیکو) یہاں کمیون نظام 20 ویں صدی میں قائم ہوا۔ نجی املاک کے خاتمے اور زمین کی اجتماعی ملکیت کے تصور پر قائم ہے۔

26 دیہی کمیونٹیوں کو انارکسٹ کمیونٹی میں منظم کیا گیا ہے۔ 1994 میں زپاٹسٹا بغاوت کو کچلنے کیلئے یہاں سے گذرنے والی فوج کا راستہ بند کر دیا گیا تھا۔ یہ تنظیم دیگر کمیونٹیز کو بھی اپنی خدمات پیش کرتی ہے۔

آروولے (بھارت) Auroville۔ آروولے بھارت کی ریاست تامل ناڈو کے ضلع ولوپورم اور وفاق کے زیر انتظام پانڈے چری کے قریب 1968 میں ایک فرینچ خاتون میرا الفاسا نے قائم کیا تھا۔ یہ کمیون بھارت کی آزادی کی تحریک کے رہنما آرو بندو کے نام پر قائم کیا گیا ہے۔ اس کمیون میں 70 فیصد لوگ بھارتی شہری ہیں جبکہ 30 فیصد لوگ فرانس، امریکہ، جرمنی، برطانیہ اور دیگر ممالک کے آباد ہیں۔ یہ جگہ ایک صحرا تھی تاہم میرا الفاسا نے ہر مکین کو پابند کیا کہ وہ ایک درخت لگائے گا جس کے بعد آج یہاں ایک گھنا جنگل بن گیا ہے۔ یہاں کرنسی کے بجائے آرو کارڈ استعمال ہوتا ہے۔ جبکہ صحت اور تعلیم مفت ہے۔ اس کمیون میں داخل ہوتے ہی آپ کو صرف موٹر سائیکل یا سائیکل کے علاوہ کوئی بڑی گاڑی نظر نہیں آئے گی۔ یہ کمیون 20 چورس کلومیٹرز پر مشتمل ہے اور یہاں پر رہنے کیلئے 10 ہزار لوگوں کی درخواستیں زیر غور ہیں، جبکہ اس کمیون کی مجموعی آبادی صرف پانچ ہزار اور اتنے ہی لوگ قرب و جوار کے علاقوں سے یہاں کام کرنے آتے ہیں۔ آروولے میں آج تک کوئی جرم نہیں ہوا تاہم قریب کے دیہات کے لوگ کبھی کبھار یہاں گھس کر لوٹ مار کر لیتے ہیں اور ایک قتل بھی کیا ہے۔ 1973 میں میرا الفاسا کے انتقال کے بعد اس کمیون کے منتظمین کے آپس کے اختلافات کی وجہ سے حکومت نے اس کا انتظام سنبھالا ہوا ہے اور 1980 میں بھارتی پارلیمینٹ نے ایک ایکٹ منظور کیا جس کے بعد سے یہاں کا انتظام حکومت چلاتی ہے۔ اس کمیون میں ہندو، مسلمان، عیسائی اور دیگر مذاہب کے لوگ بلا تفریق مذہب، رنگ و نسل کے رہتے ہیں۔

کیران: ۔ کیران میکسیکو کے مغرب میں 200 کلومیٹرز کی دوری پر ہے۔ یہ کمیون 11۔ میونسپلٹیوں پر مشتمل ہے۔ یہاں کی آبادی 20 ہزار ہے۔ 2001 کی

عوامی بغاوت کے نتیجے میں یہاں کمیون معاشرہ قائم ہوا۔ طویل قانونی جنگ کے بعد میکسیکو کی حکومت نے اسے تسلیم کیا۔ یہاں کے شہریوں نے سیاسی جماعتوں پر پابندی لگا دی ہے۔ 80 فیصد آبادی کو پینے کا صاف پانی میسر ہے۔ فی کس سالانہ آمدنی تین ہزار ڈالر ہے۔

مورلوس کمیون: ۔ یہ کمیون 1915 سے قائم ہے۔ اختیارات چند لوگوں کے حوالے کرنے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ یہاں خود مختار کسان کمیون قائم ہے۔ عوامی اسیمبلیاں اور میونسپلٹیوں کا نظام قائم ہے۔ ان کے سرکردہ رہنما کامریڈ ایملیانو زپاٹا تھے۔ انہوں نے اقتدار لینے سے انکار کر کے ایک نئی مثال قائم کی۔ 1917 میں فوج نے حملہ کر کے شہر کو جلا دیا اور کامریڈ زپاٹا کو مذاکرات کیلئے دعوت دیکر بلایا اور دھوکے سے قتل کر دیا۔ لیکن وہاں پر اب بھی کمیون معاشرہ قائم ہے۔

پٹاگونیا (ارجنٹینا): ۔ 1920 سے 1922 کے درمیان ارجنٹینا کے صوبے سانتا کروز کے علاقے پٹاگونیا میں دیہی محنت کشوں نے بغاوت کر کے یہاں کمیون قائم کیا۔ یہ کمیون آج تک کامیابی سے کام کر رہا ہے اور لوگ بڑے خوش ہیں۔

ایگزارشیا (یونان): ۔ یہ اتھینز کا ایک ضلع ہے۔ یہاں 2008 سے کمیون نظام قائم ہے اسے یونان کا ''انارکسٹ کمیون'' بھی کہتے ہیں۔

شمالی الجیریا میں بارباچا کمیون 2001 میں 24 قصبات پر مشتمل چھوٹے سے علاقے میں یہ کمیون قائم ہوا۔ پولیس اور فوج کو یہاں سے بھگا دیا گیا۔ یہاں روایتی دیہی کونسلز قائم ہیں اور مضبوط غیر حکومتی نظام موجود ہے جسے انارکسٹ سراہتے ہیں۔

ابالالی بیس جندولو (جنوبی افریقہ): ۔ 2005 میں جھونپڑیوں میں آباد کسانوں کی بڑی تحریک چلی اور کسانوں نے زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ یہ پارٹی سیاست کو مسترد کرتے ہیں۔ انتخابات کا بھی بائیکاٹ کرتے ہیں۔ یہ 2009 میں عدالتی جنگ جیتے۔ یہ این جی اوز کے ساتھ بھی کام نہیں کرتے۔ اس تحریک نے کمیون نظام کو اپنایا ہوا ہے۔

شمال مشرقی شام (روجاوا کمیون): ۔ یہ نیا کمیون نظام کردوں نے شام میں خانہ جنگی کے نتیجے میں 2012 میں قائم کیا۔ براہ راست جمہوریت، سیکولرازم اور انارکسٹ معاشرہ قائم کیا ہے۔ اس کے باوجود اختیارات کی مرکزیت موجود ہے۔ 70 اراکین پر مشتمل جنرل کونسل ہے۔ خواتین کو فوجی تربیت دی گئی ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہاں پر داعش کے حملوں کو ناکام بنادیا گیا۔

افریقہ کے ملک اتھوپیا کے علاقے **اورا امبا میں کمیون** نظام قائم ہے اور انہوں نے انارکسٹ اصولوں کو اپنایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ فرانس میں 1650 ایکڑز پر مشتمل علاقے میں **ڈیم ڈیس لینڈ** کے نام سے کمیون نظام قائم ہے۔ یہ زون ٹوڈفینڈ کے نام سے بھی مشہور ہے۔

سرووداناشرمادانا تحریک (سری لنکا): ۔ یہ دور دراز دیہات میں قائم ہے۔ کتھالووا کے علاقے میں 2004 میں کمیون قائم کیا گیا۔ یہاں لوگ اجتماعی کاشتکاری کرتے ہیں۔

جزائر انڈومان اور نیکوبار (بنگلادیش): ۔ یہاں قدیم کمیون نظام قائم ہے ۔ یہاں پر آباد لوگ شکار کرکے برابری کی بنیاد پر بانٹ کر گذارہ کرتے ہیں۔ ان میں نجی ملکیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

یہ تو دنیا کے 100 سے زیادہ علاقوں میں قائم انارکسٹ معاشروں میں سے چند کا تذکرہ ہے۔ مگر امداد باہمی کے آزاد سماج کے قیام کیلئے اس وقت دنیا کے تقریباً سبھی ملکوں اور خطوں میں محکوم طبقات، پیداواری قوتیں اور شہری استحصالی قوتوں کے خلاف نبرد آزما ہیں۔

کامریڈ گل محمد منگی نے اس کتاب ”انارکزم ۔۔۔۔ایک سیاسی فکر“ میں جو انکشافات اور حقائق کو آشکار کیا ہے یہ پاکستان میں شاید پہلی بار کسی نے کتابی شکل میں شایع کیا ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس کتاب کی اشاعت سے پاکستان سمیت برصغیر اور جنوب

مشرقی ایشیا کے محنت کشوں، نوجوانوں اور پیداواری قوتوں کو ایک زبردست مشعل راہ ملے گی جو دنیا کو ایک کرنے میں مددگار و معاون ثابت ہوگا۔ جہاں ایک آسمان تلے ایک ہی خاندان ہوگا، کوئی طبقہ ہوگا اور نہ ہی کوئی ریاست۔ کامریڈ گل محمد منگی کی یہ جان فشانی، محنت اور جدوجہد ایک دن رنگ لائے گی۔

انارکزم کی تاریخ۔۔۔۔۔۔History of Anarchism

انارکزم یونانی زبان کے لفظ انارکوس (Anarchos) اور لاطینی زبان کے لفظ (Anarchia) سے ماخوذ ہے اور دونوں زبانوں میں اس کا مطلب بغیر حکومت، بلا حکمرانی یالا حکومتی معاشرہ ہے۔ یونانی زبان میں لفظ An کا مطلب ناں یا نہیں اور Archos کا مطلب حکومت ہے، یعنی ایسا معاشرہ جہاں کوئی حکومت نہ ہو(حوالہ کتاب انارکزم: مصنف جارج ووڈ کاک اور ''ڈمانڈنگ امپوسیبل (Demanding Impossible) مصنف: پیٹر مارشل) ۔ ویسے بھی ریاست کو انارکسٹ جبر و استبداد اور ظلم کا ادارہ سمجھتے ہیں۔ معلوم تاریخ میں پہلی بار لفظ انارکی دنیا کی پہلی شہری ریاست (City State) اتھینز(موجودہ یونان) کے تھیٹر ڈراموں میں دو بڑے ڈرامہ نگاروں ایسچیلیس (Aeschylus) اور سوفوکلز (Sophocles) جو کہ 523 سے 406ق م میں گزرے ہیں انہوں نے اپنے لکھے گئے ڈراموں میں استعمال کیا۔ انہوں نے ایک فرضی یا دیومالائی کردار اینٹی گون (Antigone) نامی عورت کو ریاستی قوانین اور ذاتی خود مختاری کے حوالے سے تنازعہ کے طور پر پیش کیا ہے۔ جس میں اینٹی گون نامی خاتون کو انفرادی خود مختاری کے حق میں اور ریاست کے خلاف آواز بلند کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے۔ سقراط تو زندگی بھر تسلسل کے ساتھ اتھینز کی ریاست سے سوالات کرتے رہے اور ضمیر کی انفرادی آزادی کیلئے سوالات کی صورت میں آواز بلند کرتے رہے۔ ایک اور یونانی فلسفی سافینکس نے انسانی قوانین اور اس کے نتیجے میں جنم لینے والی آمریت کو مسترد کیا اور وہ فطرت کے تقاضوں کے مطابق رہنے کیلئے کوشاں رہے۔ اس طرح ایک اور یونانی فلسفی اسٹائکس (Soics) نے ریاست کے وجود کے بغیر بلا حکومتی بنیاد پر تمام شہریوں کے مابین دوستانہ تعلقات پر مشتمل معاشرے کے قیام کی حمایت کی۔ اسے ایک اور یونانی فلسفی زینو آف سائیتم (Zeno of Citium) نے اپنی کتاب

جمہوریہ (Republic) میں وضاحت کے ساتھ پیش کیا۔ معروف انارکسٹ فلسفی کامریڈ میخائیل باکونن ان کی کتاب ''جمہوریہ'' سے بہت زیادہ متاثر تھے۔ زینو آف سائیتم کی یہ کتاب افلاطون کی لکھی ہوئی کتاب ریپبلک سے بلکل ہی برعکس ہے۔ جس میں یونان میں ریاستوں کے وجود میں آنے سے پہلے قدیم نظام کا تذکرہ کیا گیا ہے، جہاں نہ قانون تھا نہ ہی طبقات تھے۔ سب لوگ برابری کی بنیاد پر رہتے اور معاشرے کے معاملات چلانے کیلئے رضاکار انجمنیں ہوتی تھیں۔ تاہم قبل مسیح میں یونان میں شہری ریاستیں قائم ہوئیں، جن میں اتھینز، اسپارٹا، تھیبیز، کورنیتھ، مکدونیا اور روڈس سمیت ایک ہزار سے زیادہ ایسی شہری ریاستیں موجود تھیں۔

ماقبل تاریخ (Pre-historic) کے دور میں جب انسان نے درختوں کی شاخوں سے اتر کر پتھر کی غاروں کے اندر اکٹھے رہنا شروع کیا تو مرد شکار کرنے جاتے تھے جبکہ خواتین دن کو زیادہ تر وقت غاروں کے باہر میدانی علاقوں میں رہتیں۔ ان کا بنیادی کام بچوں کی پرورش کرنا ہوتا تھا۔ تاہم خواتین نے جڑی بوٹیوں سے علاج کرنے، اپنی رہائش کی جگہوں کو مزید بہتر اور خوبصورت کرنے، پھول اور دیگر پودے اگانے اور بڑے، گھنے اور مضبوط پتوں سے جسم ڈھانپنے کیلئے اور سردی سے بچنے کیلئے ابتدائی دور کے کپڑے بنانے جیسے فراءض بھی انجام دیئے۔ مرد جو کچھ شکار کر کے لاتے تھے ان پر مرد وزن کے فرق کے سب کا برابر حق ہوتا تھا۔ ایک اندازے کے مطابق پتھر کا دور 70800 سال قبل کا ہے۔ اس دور سے لیکر ابتدائی زرعی دور تک دنیا میں یہی قدیم انارکسٹ یا امداد باہمی کا آزاد سماجی نظام تھا۔ جہاں نہ کوئی ریاست ہوا کرتی تھی اور نہ ہی حکومت نام کی کوئی چیز موجود تھی۔ نہ کوئی قانون تھا اور نہ ہی کسی قسم کا اسلحہ ہوتا تھا، بس انسان نے خونخوار جنگلی جانوروں سے نمٹنے اور ان کا شکار کرنے کیلئے ضروری آلات بنائے تھے۔ نہ کوئی قوم اور نہ ہی خاندان تھا تاہم اس دور کا انسان بولنا جان چکا تھا اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کا ہنر بھی سیکھ لیا تھا۔ دشمنی تو دور کی بات شاید ہی کبھی کوئی اختلافات ہوتے ہوں جنہیں بڑے

بزرگ رفع دفع کرادیتے تھے۔ لڑائی جھگڑے کا تصور اور تعصب وغیرہ سے ان انسانوں کے ذہن پاک ہوتے تھے۔ خاندان اور ذاتی ملکیت کا تصور نہ ہونے کی وجہ سے یہ لوگ ایک دوسرے کی مدد کرتے اور آپس میں مل جل کر رہتے تھے۔ کوئی کمتر یا برتر اور غلام یا آقا نہ تھا، سب انسان برابر تھے اور ان میں کسی قسم کی تفریق بھی نہ تھی۔ ان کی کل کائنات یا جمع پونجی ان سب کی مشترکہ ملکیت تھی۔

ریاست کی ابتدا سے قبل جب خواتین نے فارغ وقت میں پتھر کی غاروں کے سامنے میدانوں میں پہلی بار بیج بو کر دنیا کو زراعت اور کھیتی باڑی سے روشناس کرایا اور اناج بھی اگانا شروع کیا تو یہ شکار سے زیادہ سود مند اور بہت آسان کام تھا۔ مردوں نے اپنے زور بازو پر اس منافع بخش کام پر قبضہ کرنا شروع کیا تو اس کی خالق یعنی خواتین نے مردوں کے اس عمل کے خلاف زبردست مزاحمت کی۔ مگر مردوں نے زبردستی اپنے شکاری ہتھیاروں کے بل بوتے پر عورتوں کو زیر کر لیا اور ان کے ناک، کان، ہاتھوں اور پاءوں میں بیڑیاں ڈال کر انہیں گھر تک محدود کر لیا۔ اس مزاحمت کے دوران بڑی تعداد میں خواتین ماری گئیں اور بڑی تعداد میں ہاتھوں، پاءوں اور ناک میں بیڑیاں ڈال کر انہیں قابو کر لیا گیا۔ یہ بیڑیاں رفتہ رفتہ زیورات میں تبدیل ہو گئیں جو آج عورتوں کے غلامانہ دور کی یاد دلاتی ہیں مگر عورتوں نے اب انہیں بخوشی پہناوے کے طور پر قبول کر لیا ہے۔ اس طرح کی ذلت و رسوائی کے باوجود خواتین نے کبھی بھی ہار نہ مانی اور انہوں نے جانوروں کو پالنے کی ذمہ داری لے لی۔ پالتو جانور زمین سے بھی زیادہ قیمتی ثابت ہوئے۔ ان سے دودھ اور گوشت دونوں حاصل کیئے جانے لگے۔ خواتین کسی نہ کسی صورت میں معاشی سرگرمیوں میں مرد کے شانہ بشانہ ساتھ رہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ ذاتی ملکیت کا تصور پیدا ہوتا چلا گیا۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر خاندان کا تصور سامنے آیا۔ اس طرح ذاتی ملکیت خاندان میں منتقل ہونا شروع ہوئی۔ خاندان سے برادری، قبیلہ اور گن نے جنم لیا اور یوں ریاست کی بنیاد قائم ہو گئی، جسے چلانے کیلئے کچھ قوانین اور اصول بھی بنائے گئے جن کے نفاذ کیلئے تنخواہ دار اسلحہ

بردار محافظوں کو مقرر کیا گیا، تاکہ وہ ریاست کے شہریوں اور ان کی املاک کا تحفظ کریں۔ (حوالہ کتاب خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز۔ مصنف: فریڈرک اینگلز) ۔تب پرانا انارکسٹ یا امداد باہمی کا نظام مٹتا چلا گیا۔ قدیم انارکسٹ یا امداد باہمی کے نظام کی باقیات آج بھی وادی سندھ کے شہروں موہن جو دڑو (لاڑکانہ، موجودہ سندھ) ، ہڑپہ (موجودہ پنجاب) ، مہر گڑھ (موجودہ بلوچستان) اور ڈھولاویرہ (بھارتی گجرات) میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ یہ شہر 2600 ق م سے 6000 ق م قدیم ہیں۔ موہن جو دڑو کی دریافت نے جہاں وادی سندھ کی تہذیب کو دنیا کی قدیم تہذیبوں کی صف میں لا کھڑا کیا وہاں دنیا کی قدیم تاریخ کو از سر نو مرتب کرنے پر بھی مجبور کیا۔ دنیا کو یہ جان کر حیرت ہوئی کہ اس جدید طرز کے پختہ اینٹوں کے شہر میں نہ تو باقائدہ کسی ریاست کے وجود کا نشان ملا اور نہ ہی کوئی حکومت کے آثار ملے۔ موہن جو دڑو سے نہ کوئی اسلحہ ملا اور نہ ہی کسی باقاعدہ مذہب کے نشانات ملے۔ یہاں کے لوگ ``ورونا`` نامی خدا کو ضرور مانتے تھے، مگر ان کا خیال تھا کہ ان کا خدا ``بے پرواہ`` ہے جو عبادت اور پوجا کرنے کا تقاضہ نہیں کرتا (حوالہ کتاب قدیم سندھ کے لوگوں کی کہانی، مصنف: یوسف شاہین) ۔ تمام ماہرین آثار قدیمہ اس بات پر متفق ہیں کہ یہ قدیم انارکسٹ یا امداد باہمی کا نظام 1700 سے 2000 سال تک کامیابی سے چلتا رہا بلکہ اس خطے کو جنگ سے بھی روکے رکھا، تاہم وہ ابھی تک یہ معلوم نہیں کر سکے ہیں کہ یہ انارکسٹ نظام اور یہ اتنے بڑے جدید اور مہذب شہر کس طرح اور کیونکر تباہ و برباد ہو گئے۔ اس بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا۔ تاہم توقع ہے کہ جیسے ہی موہن جو دڑو سے ملنے والی تحریر کو پڑھنے میں کامیابی ہوئی تو لازمی طور پر دنیا کی قدیم تاریخ اور تہذیب کو نئے سرے سے لکھنے کی ضرورت پیش آئے گی۔

شہروں اور بڑی بڑی انسانی آبادیوں کے قائم ہونے سے جہاں انسان ایک دوسرے کے قریب آئے اور ان کے مابین کاروباری لین دین شروع ہوا تو قدیم انارکسٹ نظام بھی ختم ہوتا چلا گیا اور اب تو اس کے صرف نشانات ہی باقی ہیں۔ قدیم انارکسٹ نظام

کی جگہ استحصال پر مبنی ریاستی نظام نے لے لی اور پہلی بار انسانوں میں طبقات پیدا ہو گئے۔ شہری ریاستوں میں بادشاہتیں قائم ہوئیں۔ قدیم میسوپوٹیمیا اور بابل میں مذہبی پیشوا ہی بادشاہ بن بیٹھے۔ بابل سے ملنے والی تختیاں جو اس وقت برٹش میوزیم میں موجود ہیں، اس سچائی کی گواہی دے رہی ہیں تاہم بعد ازاں طاقتور قبائل کے سردار اور سورما اپنی طاقت کی بدولت بادشاہ بن گئے، جنہیں بے پناہ اختیارات حاصل تھے۔ ان بادشاہوں میں سے کچھ نے اپنے آپ کو خدا یا خدا کی اولاد اور کچھ نے پیامبر ہونے کا دعویٰ کیا جس کا مقصد لوگوں کو یہ باور کرانا تھا کہ وہ خدا کی مرضی سے بادشاہ بنے ہیں اس لیئے ان کی اطاعت کرنا عام رعایا جسے آج عوام الناس کہتے ہیں ان کا اولین فرض ہے۔ یوں غلامانہ دور کا باقائدہ آغاز ہوا۔ وہ مرد جنہوں نے ابتدائی زرعی دور میں عورتوں کو غلام بنایا تھا وہ اب خود بھی غلام بن کر رہ گئے اور ان کی بغاوتوں کو کچلنے کیلیئے تنخواہ دار ریاستی محافظ موجود تھے (حوالہ: ۔لیوئس ہینری مورگن کی کتاب ``قدیم معاشرہ`` اور فریڈرک اینگلز کی کتاب ``خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز``)۔ ریاست کو چلانے کیلیئے فوج، پولیس، عدلیہ، بیوروکریسی اور مذہبی پیشواؤں کی ضرورت پڑی اور یہ فریضہ بھی ریاست کو مقدس بنا کر انجام دیا گیا۔ شاید اسی دور میں ریاست کو "ماں" کا درجہ دیا گیا اور حکمران کو "اولی الامر" کہا گیا۔ یہ ادارے حکمرانوں اور بیوروکریسی کی خدمت کے ساتھ ذاتی ملکیت کے تحفظ کیلیئے بھی ہمہ تن موجود تھے۔ جنہیں ضرورت کے مطابق حکمران اور ان کے کارندے عام لوگوں کو قابو میں رکھنے کیلیئے استعمال کرتے رہے ہیں۔ عدلیہ اور مذہبی پیشواؤں سے فتوے لیکر لوگوں کی گردن زنی کرنا کوئی جرم ہی نہ تھا۔ پہلی بار عوام کو کیڑے مکوڑوں جیسا درجہ دیا گیا۔ غلامانہ دور نے انسانیت کی تذلیل کو جائز قرار دیا۔ ریاستی امور کو چلانے اور انہیں جائز قرار دینے کیلیئے قانون اور عدلیہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

معلوم تاریخ میں بابل کے بادشاہ حمورابی نے سب سے پہلے (جو کہ 1792 ق م سے لیکر 1750 ق م تک 42 سال تک بابل کے بادشاہ رہے) قوانین بنائے۔ ان کے

بنائے ہوئے 282 قوانین میں " آنکھ کے بدلے آنکھ" اور "دانت کے بدلے دانت "سمیت مختلف نوعیت کے قوانین شامل تھے۔ 1754 ق م میں بنائے گئے ان قوانین میں بھی طبقات کی تفریق موجود ہے۔ آزاد اور غلام شہریوں کے حوالے سے غلاموں پر ان قوانین کا سختی کے ساتھ اطلاق کرنے کا حکم دیا گیا تھا جبکہ آزاد شہریوں کو رعایت دی گئی تھی ۔ خواتین کے مقابلے میں مردوں کے ساتھ نرمی برتی جاتی۔ عام لوگوں کے مقابلے میں اشرافیہ طبقہ کو ان قوانین سے استثنیٰ حاصل تھا۔ مشہور یونانی فلسفی ارسطو کو اسی وجہ سے یہ کہنا پڑا کہ " قانون ایک جال ہے جس میں کمزور پھنس جاتا ہے اور طاقتور اسے توڑ کر نکل جاتا ہے " ۔ ان قوانین پر جب مذہبی پیشواؤں کی رسائی ہوئی تو " حلال اور حرام"، "جائز اور ناجائز"، " اعلیٰ اور ادنیٰ"، "گناہ اور ثواب"، "کم نسل اور اعلیٰ نسل" اور "یہ کرو وہ نہ کرو" کے احکامات بھی صادر ہوئے۔ یہ کوئی تحریری احکامات تو نہ تھے مگر انہیں خدائی احکامات کا نام دیا گیا جو کہ بادشاہوں کے تحریری احکامات سے بھی زیادہ طاقتور تھے اور ان پر ہر صورت میں عمل کرنا لازمی قرار دیا گیا تھا۔ جبکہ یہ بھی حکم صادر ہوا کہ اگر کوئی چھپ کر ان قوانین کی خلاف ورزی کرے گا تو خدائی طاقت اسے دیکھ رہی ہوتی ہے اور کسی بھی وقت اس کی پکڑ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا ان خدائی قوانین میں ترمیم کرنے کی کسی میں جرءت نہ تھی اور نہ ہی ان قوانین کو کوئی چیلینج کرنے والا تھا۔ کسی نے اگر چیلینج کرنے کی ہمت کی تو اسے تہ تیغ کیا گیا۔ سب سے کمزور طبقات کو غلامی میں دھکیل دیا گیا۔ ھندستان میں اسے "اچھوت" کا نام دیا گیا، کہیں پر تو اسے اچھوت سے بھی کم درجہ دیا گیا۔ غلامی کے نتیجے میں جہالت نے زور پکڑا۔ اس طرح معاشرے کی ترقی تو در کنار معاشرے کے آگے بڑھنے اور سوچنے کا مثبت عمل بھی شدید متاثر ہوا۔ قدیم دور میں یونانی فلسفیوں کے ساتھ چینی فلسفیوں جس میں ایک بڑا نام " لاءوزے" کا ہے اور کنفیوشش و دیگر فلسفیوں نے بھی ریاست پر سوالات اٹھائے اور انفرادی آزادی کو اخلاقی حق قرار دیا۔ انارکزم کیلیئے 5 ویں سے 15 ویں صدی کا دور انتہائی تاریک دور کہلاتا ہے۔ اس دور میں انارکزم کے حوالے

سے نہ تو کوئی تحریک چلی اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی خاطر خواہ تحریر موجود ہے۔ تاہم وسطی عہد (Middle Age) میں اسلامی دنیا اور مغربی یورپ میں کچھ ایسی مذہبی تحریکیں چلیں جن میں انارکزم کا رنگ دکھائی دیتا ہے۔ رومن سلطنت کے زوال کے بعد یورپ میں مذہبی انارکی نے جنم لیا۔ فارس (موجودہ ایران) میں مزدک (Mazdak) نامی صوفی منش مذہبی پیشوا نے بادشاہت کے خاتمے اور برابری پر مشتمل معاشرے کے قیام کیلئے ``مزدک تحریک`` چلائی تو ساسانی بادشاہ'' کواز اول" (Kawad-1) نے اسے پھانسی پر لٹکا دیا۔ مزدک پر انارکسٹ اور سوشلسٹ ہونے کے الزامات عائد کیئے گئے۔ بصرہ میں مذہبی لوگوں (خارجیوں) نے ریاست کے خلاف آواز اٹھائی تو انہیں کچل دیا گیا اور ان پر طرح طرح کے فتوے لگائے گئے۔ مزدک ایک انقلابی معبد تھا اور ان کی ڈاکٹرائن کو ابتدائی کیمونزم بھی سمجھا جاتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ "خدا نے جو نعمتیں زمین پر اتاری ہیں تاکہ وہ ان میں برابر تقسیم کی جائیں، مگر طاقتور نے زبردستی ان کو ہتھیا لیا ہے اور اپنی اجارہ داری قائم کر کے نابرابری کی داغ بیل ڈالی ہے۔ جس کی وجہ سے "پانچ شیطان" طاقت میں آ گئے جن میں "حسد"، "قہر"، "انتقام"، "ضرورت" اور "لالچ" پیدا ہوئے۔ ان شیطانوں پر قابو پانے کیلئے انصاف کو بحال کر کے ہر آدمی کیلئے اضافی چیزیں اپنے بھائیوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے۔ تاہم یہ واضح نہیں کہ کس طرح اس کو باقاعدہ بنانا اور چلانا چاہتے تھے اور اس حوالے سے اسے کتنی شدید مخالفت کا سامنا تھا۔ مزدک نے زیادہ شادیاں کرنے کے رواج کے خلاف اور غریبوں کو بیویاں دلانے کیلئے کیا اقدامات کیئے اور خواتین کی برابری سے متعلق اسے کن چیلینجز کا سامنا تھا اس بارے میں محققین تذبذب کا شکار ہیں۔ مزدک کی تعلیمات سے متاثر بادشاہ "کواز اول" بھی اس کا پیروکار بن گیا، جس کی وجہ سے انہوں نے ماسوائے تین بڑے عبادتخانوں کے باقی سب بند کرا دیئے تھے۔ انہوں نے غریبوں کی مدد کیلئے گودام بھی بنائے۔ جس کی وجہ سے امراء اور مذہبی پیشوا بادشاہ کواز اول کو 496 عیسوی میں عہدے سے ہٹانے میں کامیاب ہو گئے تاہم وہ تین

سال بعد دوبارہ اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ مگر اب وہ مزدک سے دور ہو گئے اور "انوشیروان" کو مزدک کے خلاف 524 یا 528 عیسوی میں مہم چلانے کی ہدایت کی، جس کے نتیجے میں مزدک اور ان کے ہزاروں پیروکار مارے گئے اور شدت پسند زرتشت تعلیمات بحال ہو گئیں۔ یورپ میں بھی ریاست مخالف فرقوں نے جنم لیا۔ یورپ میں نشاتِ ثانیہ (Renaissance) کی تحریک کے دوران استدلال (Reasoning) اور انسان دوستی کے جذبات پھلنے اور پھولنے لگے جس کی وجہ سے آزاد خیالی بڑھتی چلی گئی اور پہلی بار مذہبی پیشواؤں کو اپنی پیشوائی خطرے میں محسوس ہونے لگی۔

اسی گھٹن کے دور میں ایک ایسا واقع رونما ہو گیا جسے انارکزم کی تاریخ میں سنہری الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ فرانس کے ایک کیتھولک چرچ میں مذہبی تعلیمات دینے والے ایک مسیحی مذہبی پیشوا جان میسلیئر (Jean Meslier) کے انتقال کے بعد ان کے مخطوطات میں سے ایک ایسا فلسفیانہ نسخہ مل گیا جس نے کیتھولک دنیا میں ایک بھونچال کھڑا کر دیا۔ جان میسلیئر (1729-1664) کے اس طویل فلسفیانہ مضمون نے جس کا عنوان عہدنامہ (Testament) ہے ایک حد تک انارکزم کی بنیاد فراہم کر دی۔ اس مضمون سے پتہ چلا کہ جان میسلیئر دراصل مذہبی پیشوائیت کی آڑ میں الحاد (Atheism) اور مادیت (Materialism) کی تعلیمات کو پروان چڑھا رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ جان میسلیئر کو ان کے والد نے مذہبی پیشہ اختیار کرنے پر مجبور کیا تھا ورنہ وہ کچھ اور بننا چاہتے تھے۔ جان میسلیئر نے نہ صرف خدا کے وجود سے انکار کیا بلکہ اپنے طالب علموں کو بتایا کہ دنیا مادی ہے اور مادہ ہی سے انسانی وجود تخلیق ہوا ہے۔ ظاہر ہے ان کے خلاف کیتھولک چرچ اور پوپ کی ناراضگی بنتی تھی جو کہ مذہب کے محافظ تھے۔ معروف فلسفی روسو کی تعلیمات سے متاثر ہو کر 1789 میں انقلاب فرانس برپا کیا گیا۔ جس میں پہلی بار یورپ کے ملک فرانس کے بادشاہ لیوئس xvi کو اہلیہ سمیت عوام نے

پکڑ کر 1792 میں پھانسی دے دی۔ جدید تاریخ میں انارکزم لفظ پہلی بار انقلاب فرانس کے دوران استعمال کیا گیا۔ انقلاب میں حصہ لینے والی لبرل پارٹی "گیروندین" کے ایک معروف رہنما جیکس پائرے بریسوٹ (Jaques Pierre Brissot) انقلاب فرانس میں شامل ایک ریڈیکل گروپ "انریجز" (enrages) کو اپنی تقاریر میں انارکسٹ کے نام سے پکارنے لگے۔ ایک بار اپنی تقریر میں بریسوٹ نے انارکی کی تشریح کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ "قوانین پر عملدرآمد نہ کرنا، حکومت اور اقتدار کے بغیر اختیارات، املاک کا خاتمہ اور انفرادی تحفظ کی خلاف ورزی، لوگوں کے اخلاق کو بدعنوان بنانا، نہ آئین ہو، نہ حکومت اور نہ ہی عدلیہ" یہ ہے انارکی۔ بریسوٹ کا شکریہ کہ اس نے کم از کم بھونڈے طریقے سے ہی سہی پہلی بار انارکزم کی تشریح تو کر دی۔ جب انریجز کے رہنما جیکس راءوکس (Jaques Roux) جو کہ ایک مذہبی پیشوا تھے، انہوں نے مطالبہ کیا کہ انقلاب فرانس کا پھل غریبوں اور پسے ہوئے طبقات تک بھی جانا چاہیئے تو اسے "پاگل شخص"، قرار دے دیا گیا۔ بلکل اسی طرح جیسے فرعون اخنتین کو مصر کے زیر قبضہ علاقوں اور وہاں کے عوام کو آزادی دینے کی پاداش میں "پاگل" قرار دیکر قتل کیا گیا تھا۔

اکثر لوگ انارکزم کو طبقاتی جدوجہد سے جوڑتے ہیں تو کچھ اسے اور طرح سے بیان کرتے ہیں ۔ معروف انارکسٹ فلسفی مرے بک چن (Murray Bookchin) اسے انسانی آزادی کے ورثہ کا تسلسل قرار دیتے ہیں۔ جہاں تک علمی اور فلسفیانہ کام کا تعلق ہے تو اگر کارل مارکس نے "سرمایہ"، فریڈرک

اینگلز نے "جدلیاتی مادیت اور تاریخی مادیت" اور لینن نے "ریاست اور انقلاب" جیسی کتب لکھی ہیں تو اس شعبہ میں بھی انارکسٹ ان سے کسی طرح پیچھے نہیں۔ ولیم گاڈوین کی کتاب "سیاسی انصاف" (Political Justice) جوزف پائرے پرودھون کی کتاب "انقلاب کا عمومی تصور" (General Idea of

the Revolution) اور پیٹر کروپوتکین کی کتاب "میوچل ایڈ" (Mutual Aid) ان کے ہم پلہ فلسفیانہ کام ہے اور انارکزم کے فلسفے کو آگے لے جانے اور انسان کی شعوری سطح بلند کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ انارکسٹوں نے کبھی بھی مارکس کی طرح پوری تحریک کو ہپناٹائیز (شعوری طور پر یرغمال) کیا اور نہ ہی اپنے ان کاموں کے بدلے "اعزاز یا اعلیٰ مقام" کا کبھی مطالبہ کیا۔ مارکس، اینگلز اور لینن کی تحاریر اور ان کے کام کو انقلاب روس کے بعد سرکاری سرپرستی میں بڑے پیمانے پر شائع کر کے پھیلانے کا موقع ملا جبکہ انارکسٹوں کو ابھی تک اشاعت کے حوالے سے کبھی سرکاری سرپرستی نصیب نہیں ہوئی۔ جو کچھ بھی کام ہوا ہے عوام اور انارکسٹ لکھاریوں نے اپنے بل بوتے پر کیا ہے۔ ویسے بھی انارکسٹ "ہیروازم"، "نام اور نمود کی نمائش" اور ہر قسم کی "لیڈری" کے مخالف ہیں جس کی وجہ سے ان کی تحاریر اور سیاسی کام عوام کی ملکیت ہے اور جو کوئی بھی اس سے استفادہ کرنا چاہے بلا روک ٹوک کر سکتا ہے۔

1872 میں جب ہیگ میں کمیونسٹ اور ورکرز پارٹیوں کی پہلی انٹرنیشنل کی پانچویں کانگریس منعقد ہوئی تو مارکس اور ان کے ساتھیوں نے بے تکے الزامات لگا کر انارکسٹوں کے ممتاز کارکن کامریڈ میخائیل باکونن اور جیمز گوئلامے (James Guillame) کو انٹرنیشنل سے ان کی غیر موجودگی میں خارج کر دیا۔ کامریڈ باکونن سوئیٹزرلینڈ میں کارکنوں کی میٹنگز میں مصروفیات کی وجہ سے ہیگ کانفرنس میں شریک نہ ہو سکے تاہم دیگر انارکسٹ کارکن جن میں امریکی انارکسٹ الیگزینڈر برک مین (Alexander Barkman) اور دیگر انارکسٹ اس کانفرنس میں شامل تھے۔ اس موقع کی مناسبت سے کامریڈ باکونن نے وہ تاریخی کلمات ادا کیئے جو تب سے لیکر آج تک اور آنے والے دنوں میں سچائی کے ساتھ انارکسٹوں کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ میخائیل باکونن نے پیشنگوئی کی کہ "اگر مارکس کی شرائط پر انقلابیوں نے اقتدار حاصل کیا تو یہ محنت کشوں کے ساتھ ایک نیا ظلم ہوگا"۔ کامریڈ باکونن نے کہا کہ اگر مارکسی پارٹی اقتدار

میں آگئی تو اس کا انجام حکمران طبقے کی طرح خراب ہوگا جس کے خلاف لڑ کر وہ اقتدار حاصل کریں گے (حوالہ کتاب، ریاست اور انارکی، مصنف: میخائیل باکونن) ۔بعد کے حالات نے ان کی یہ پیشنگوئی درست ثابت کر دی۔مارکس کی شرائط میں پارٹی اور قیادت کا ہونا لازمی شرائط ہیں اور اس کے بغیر انقلاب کا حصول ممکن نہیں ،جبکہ ایک شرط ''پرولتاری آمریت'' بھی ہے۔تاہم انارکسٹ کہتے ہیں کہ ''پارٹی'' اور'' قیادت'' کے بوجھ کی وجہ سے عوام سازشوں کے اندر پھنس کر رہ جائیں گے اور اگر کبھی کسی پارٹی قیادت نے ''غدارانہ'' کردار ادا کیا تو اسے کوئی روکنے اور ٹوکنے والا نہیں ہوگا اور مارکس کی عقیدت کے مارے لوگ ہر اس عمل کو مارکسزم سمجھنے لگیں گے جو ان پر ان کی ہی بھلائی کے نام پر اوپر کے قائدین کی طرف سے تھوپا جائے گا، جیسا کہ میخائیل گورباچیف نے کیا۔
فرسٹ انٹرنیشنل کے خاتمے کے بعد کامریڈ باکونن اور دیگر انارکسٹوں نے پیٹر کروپوتکین کے زیر اثر سوئیٹزرلینڈ کے شہر'' سینٹ آمیر'' میں اس سے بھی بڑی انٹرنیشنل کانگریس منعقد کی۔ 1871 میں پیرس کمیون میں شامل انارکسٹوں نے آزادانہ وفاق اور اشیاء کی ضرورت کے مطابق تقسیم کی وکالت کی۔ 1881 میں لندن میں منعقد ہونے والی کانگریس میں اس کا نام انٹرنیشنل ورکنگ پیپلز ایسوسی ایشن رکھ دیا گیا۔

انارکسٹ چونکہ شخصی نمودونمائش کے نظریاتی طور پر مخالف ہیں اور تحریری کام اور جدوجہد کا صلہ طلب نہیں کرتے اس لیئے وہ پیروکار پیدا نہیں کرتے اور ہمیشہ اپنے نظریئے کو عوام کی بہتری کیلیئے رضاکارانہ طور پر پھیلاتے ہیں اور پھر معاشرے پر اثر انداز ہونے کے ساتھ خود کو ایک عام کارکن کی حیثیت سے معاشرے میں جذب کر دیتے ہیں۔
جوزف پرودھون، میخائیل باکونن، پیٹر کروپوتکین ،ایما گولڈ مین ،ایریکو ملاتستا اور جیمز گوئلامے معروف انارکسٹ ہیں۔انارکسٹوں میں اختلاف ہوتا رہتا ہے مگر ایسا کبھی نہیں ہوا کہ ایک انارکسٹ نے دوسرے کو اختلاف رائے کی بنیاد پر جان سے مارا ہو، ایسا شاذ و نادر

ہی ہوا ہوگا۔ مگر مارکسسٹوں میں یہ بات عام ہے جیسا کہ اسپین میں آندرے نن پیریز (Andreu Nin Perez) کے ساتھ ہوا جنہوں نے اسپین میں
کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی مگر بعد ازاں جب وہ کیٹلونیا کے پہلے وزیر انصاف بنے تو اسپین میں روسی سفیر نے اسے عہدے سے برطرف کرنے کی دھمکیاں دیں اور 1937 میں روس کی خفیہ پولیس این۔کے۔وی۔ڈی (N.K.V.D) نے اسے گرفتار کر لیا اور 20 جون 1937 کو بدترین تشدد کا نشانہ بنا کر اسے قتل کر دیا، بلکل اسی طرح جس طرح شہید حسن ناصر اور شہید نظیر عباسی کو خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں نے دوران حراست قتل کر دیا تھا۔آندری نن کوئی معمولی آدمی نہ تھا بلکہ کمیونسٹ پارٹی آف اسپین کا بانی ہے۔یوکرینی انارکسٹ اور گوریلا کارکن نیستر ماخنو کے ساتھ بھی یہی ہوا۔
انہوں نے روس کے اکتوبر انقلاب کو بچانے کیلیئے شمالی یوکرین میں انارکسٹ کسانوں کی فوج کو ریڈ آرمی کی مدد کیلیئے میدان میں اتارا مگر ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ اگر ریڈ آرمی اور کسان فوج نے فتح حاصل کی تو ریڈ آرمی پلٹ کرہ میں کچلنے میں ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں کرے گی۔ روسی مارکسسٹوں نے نہ صرف وعدہ کیا بلکہ ایک تحریری معاہدہ اور یقین دہانی بھی کرا دی مگر یہ سب بے سود ثابت ہوئے اور تاریخ گواہ ہے کہ نیستر ماخنو کی بات سچ ثابت ہوئی۔ ریڈ آرمی نے نہ صرف جنوبی یوکرین میں رضاکار کسان فوج پر چڑھائی کی بلکہ جنوبی یوکرین جہاں ایک امداد باہمی کا کمیون معاشرہ قائم ہو چکا تھا اور امداد باہمی کی انجمنیں بھی کام کر رہی تھیں وہ پورا بنا بنایا سسٹم صرف کمیونسٹ پارٹی کو اقتدار دلانے کیلیئے تہس نہس کر دیا۔ خود روس میں پیٹر کروپوتکین سمیت ہزاروں انارکسٹوں کو جیلوں میں ڈالا اور کروندت بحری اڈے اور شہر میں انارکسٹوں کے خلاف طاقت کا بدترین استعمال کیا جہاں 20 ہزار سے زیادہ انارکسٹ، سیلرز اور عام لوگ قتل کیئے گئے۔
انارکزم کی تاریخ میں پیرس کمیون سب سے اہم واقع ہے، جہاں 18۔مارچ 1871 کو ریڈیکل سوشلسٹ انقلابی کمیون قائم ہوا جو صرف 72 یوم تک برقرار رہتا ہم

ان 72 دنوں میں نہ صرف پورا فرانس بلکہ پوری دنیا متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ پیرس کمیون میں پہلی بار تین نامور خواتین انارکسٹ کارکنان محترمہ لیوئس مشعل (Louise Michel)وکٹورین بروکر (Victorine Brocher) اور نتھالی لیمیل (Nathalie Lemel)سمیت دیگر انارکسٹ خواتین سمیت ہزاروں خواتین نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا اور وہ کارنامے سرانجام دیئے جسے دنیا بھر کے تمام تاریخ دانوں نے سنہرے الفاظ میں درج کیا ہے۔ لیوئس مشعل، نتھالی لیمیل، وکٹورین بروکر (Victorine Brocher)، پال منک (Paule Mink) اور این جیکلارڈ (Anne Jaclard)نے نیشنل گارڈز میں شامل ہو کر مردوں کے شانہ بشانہ پیرس کی گلی کوچوں میں بہادری سے جنگ لڑی اور دشمن کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انقلاب کی محافظ کی حیثیت سے اپنا لوہا منوایا۔ جب انقلاب پر شب خون مارا گیا تو لیوئس مشعل، نتھالی لیمیل اور وکٹورین بروکر کو گرفتار کیا گیا۔ جنہیں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور وکٹورین بروکر کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا مگر وہ فرار ہو کر لندن چلی گئیں۔ وکٹورین کی والدہ نے دوران لڑائی ہلاک ہونے والوں میں سے ایک لڑکی کی لاش کو غلطی سے اپنی بیٹی وکٹورین بروکر کے طور پر شناخت کیا تھا۔ جبکہ لیوئس مشعل اور نتھالی لیمیل کو بدترین تشدد کے بعد ''نیوکلدونیہ جزیرے'' کے انتہائی نگہداشت و قید تنہائی والے قید خانے میں رکھا گیا۔ لیوس مشعل کی دلیری کی داد تو ان کے بدترین مخالفین بھی دیتے ہیں کہ جب اسے جج کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے برملا یہ کہا کہ '' میرا جرم اتنا سنگین اور انقلابی ہے کہ میں اپنے لیئے پھانسی کی سزا کا مطالبہ کرتی ہوں'' ۔تاہم اسے عمر قید کی سزا دی گئی۔آٹھ سال تک قید میں رہنے کے بعد انہیں رہا کیا گیا۔ پیرس کمیون کی ناکامی کے بعد 20 سے 25 ہزار سیاسی کارکنوں کو پھانسی دے دی گئی جن میں اکثریت انارکسٹوں کی تھی۔ اتنی ہی تعداد میں دیگر لوگوں کو فرنیچ کالونیز میں واقع کیمپوں میں قید رکھا گیا۔ سب سے افسوسناک اور اہم بات یہ ہے کہ پیرس کمیون کے وقت کارل مارکس اور اینگلز زندہ تھے تاہم کسی مارکسی کمیونسٹ نے

نہ تو پیرس کمیون میں حصہ لیا اور نہ ہی پیرس کمیون کو غریبوں کا انقلاب تسلیم کیا۔ مگر جب کارل مارکس نے '' فرانس کی خانہ جنگی'' کے نام سے ایک مضمون لکھا اور یہ انکشاف کیا کہ '' فرانس کی خانہ جنگی'' سے ہ میں اس معاشرے کا عکس مل گیا ہے جو ہم قائم کرنے کے خواہاں ہیں۔ مگر یہ کتنے ظلم کی بات ہے کہ پیرس کمیون کے صرف 72 دنوں میں کارل مارکس کو وہ معاشرہ مل گیا جسے وہ قائم کرنے کے خواہاں تھے، مگر اس کو کیا کہیں کہ یہ معاشرہ قائم کرنے کی توفیق مارکسسٹوں کو سوویت یونین میں 72 سالوں میں بھی نصیب نہ ہوئی!! ! یہ بات بھی ذہن نشین کرنے کی ہے کہ کارل مارکس جسے پیرس کی خانہ جنگی کہتا ہے دنیا اسے '' پیرس کمیون'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔ کیونکہ یہ ''پہلا پرولتاری انقلاب '' ہے، جسے کارل مارکس اور اینگلز نے ''پرولتاری ڈکٹیٹر شپ'' قرار دیا ہے۔ جبکہ انقلاب لانے والے انارکسٹ اس انقلاب کو پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے بجائے ''محنت کشوں '' کا انقلاب کہتے ہیں۔

دریں اثناء ''انقلاب اسپین'' میں بھی انارکسٹوں کا اہم کردار رہا، جہاں انہوں نے پہلی بار اپنا انارکسٹ کمیون قائم کیا تاہم بعدازاں انہوں نے ایما گولڈ مین کی مخالفت کے باوجود مارکسی رہنماوں کی ضد پر اقتداری طریقہ کار اختیار کیا اور مارکسسٹوں کے ساتھ اقتدار میں شامل ہوئے۔ اسپین میں اقتداری طریقہ کار اختیار کرنے کے بعد آج تک انارکسٹوں کے مابین یہ بحث جاری ہے کہ یہ طریقہ بہتر تھا یا نہیں ہونا چاہیئے تھا۔ مگر اس دوران 1936 سے 1939 تک اسپین کے صوبہ کیتلونیا میں کمیون سسٹم نافذ رہا۔ جب سوویت یونین نے اپنی فوج اسپین بھیجی تو وہاں پر سوویت افواج نے انارکسٹوں کو قتل کیا (حوالہ : ۔ جارج اورویل کی کتاب اسپین کی جنگ آزادی ۔ Homage to Catolinia)۔ انارکسٹوں کا سوویت یونین میں مارچ اور اکتوبر 1917 کے انقلاب میں بھی بہت بڑا کردار رہا۔ وہ زار شاہی کے خلاف لڑے ۔ معروف انارکسٹوں پیٹر کروپوٹکین اور میخائیل باکونن کو قید اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور طویل عرصہ ملک بدری کی

سزاءوں کو بھی بھگتا۔ جب روسی انقلاب کامیابی سے ہمکنار ہوا تو شروع میں بالشویکوں کا انارکسٹوں کے ساتھ بہتر رویہ رہا، تاہم 1921 میں جب بالشویکوں کا اقتدار پر قبضہ مضبوط ہو گیا تو انہوں نے انارکسٹوں کو نشانا بنانا شروع کیا۔ 15 ہزار انارکسٹوں کو قتل کیا گیا۔ سرگرم انقلابی پیٹر کروپوتکین کو نظربند کیا گیا جہاں وہ فروری 1921 میں بھوک اور خوراک کی قلت کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ پیٹر کروپوتکین نے بالشویکوں پر تنقید کرتے ہوئے کہا کہ " لینن نے اقتدار عوام کے بجائے کارکنوں کے حوالے کرکے اکتوبر انقلاب کو دفنادیا ہے" ۔ جب ایما گولڈ مین اور الیگزینڈر برک مین کو امریکہ سے ملک بدر کیا گیا تو وہ سوویت یونین پہنچے۔ جب ان کی ملاقات سوویت یونین کے سربراہ کامریڈ ولادیمیر لینن سے ہوئی تو انہوں نے روسی انارکسٹوں کے خلاف مظالم پر شدید احتجاج کیا۔ ایما گولڈ مین نے اس ملاقات میں تاریخی جملہ بھی کہا جو بعد ازاں سچ ثابت ہوا۔ ایما گولڈ مین نے کامریڈ لینن سے کہا تھا کہ " جس طرح میں دس جگہوں پر تلاشی دیتی ہوئی اور سلامیاں لیتی ہوئی آپ تک پہنچی ہوں اس سے واضع ہوتا ہے کہ آپ کی یہ ریاست زیادہ دیر تک چلنے والی نہیں " ۔72 سال بعد سوویت یونین میں دسمبر 1991 کو رد انقلاب ہوا اور سوویت ریاست کا شیرازہ بکھر گیا۔ اس طرح ایما گولڈ مین کی یہ پیشنگوئی سچ ثابت ہوئی۔

انارکزم کی تاریخ پر نظر ڈالیں گے تو ایک اور اہم واقع ملتا ہے جو دیگر تمام واقعات سے بہت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ مزدوروں کی جدوجہد اور ان کے حقوق کیلئے کی جانے والی کوششوں میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ واقع " ھے مارکیٹ " شکاگو میں پیش آیا اور دنیا آج اسے "یوم مئی" کے نام سے ہر سال یکم مئی کو مناتی ہے۔ امریکہ کے ایک صنعتی شہر شکاگو میں 4 مئی 1886 کو سانحہ "ھے مارکیٹ" پیش آیا۔ جس کے نتیجے میں پانچ مزدور رہنماءوں کو پھانسی دے دی گئی۔ شکاگو کے مزدوروں نے روزانہ 8۔ گھنٹہ ڈیوٹی کیلئے احتجاجی تحریک شروع کی ہوئی تھی۔ اس زمانے میں مزدوروں کی روزانہ ڈیوٹی بارہ سے سولہ گھنٹے ہوا کرتی تھی۔ " ھے مارکیٹ " میں ہونے والے احتجاجی مظاہرے

میں دوران احتجاج کسی سرکاری اہلکار یا ملز مالکان کے کارندے نے پولیس پر بم پھینک دیا جس کے نتیجے میں چار پولیس اہلکار مارے گئے۔ پولیس کی جانب سے کی گئی فائرنگ میں تین مزدور بھی ہلاک ہوئے۔ اس واقع کے بعد مزدوروں کے خلاف پکڑ دھکڑ شروع ہو گئی بہت سارے سرگرم مزدور یا تو گرفتار کیئے گئے یا وہ روپوش ہوگئے۔ گرفتار مزدوروں پر قتل، ہنگامہ آرائی اور پولیس پر حملوں سمیت مختلف نوعیت کے الزامات کے تحت مقدمہ درج کیا گیا۔ 20۔ اگست 1886 کو جج جوزف گرے کی سربراہی میں جیوری نے سات مزدوروں کو پھانسی کی سزا سنائی جبکہ آٹھ مزدوروں کو عمر قید سمیت مختلف میعاد سزائیں سنائی گئیں۔ شنوائی کے دوران یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ جیوری میں شامل تمام ججز مزدور دشمن خیالات رکھتے تھے اور ان کا جھکاءو سرمایہ داروں کی طرف تھا۔ اس زمانے میں امریکہ میں ججوں کا انتخاب فریقین کی رضامندی سے ہوا کرتا تھا مگر سانحہ ھے مارکیٹ کے مقدمے میں ایسا کرنے کے بجائے ایک مزدور دشمن سرکاری کارندے کو مقرر کیا گیا اور اسے اختیار دیا گیا تھا کہ ججز کا انتخاب وہ خود کرے، جنہوں نے دوران انٹرویو ان ججز کو یکسر مسترد کیا جو مزدوروں سے تھوڑی بہت ہمدردی رکھتے تھے ۔ 11 اگست 1887 کو چار سرگرم انارکسٹ مزدور کارکنوں آگسٹ اسپائیز، جارج اینگلز، البرٹ پارسنز اور اڈولف فشر کو "کک کاءونٹی جیل" میں پھانسی دے دی گئی۔ جبکہ لیوئس لنگ نے ایک یوم قبل 10 نومبر 1887 کو یہ کہہ کر جیل کے اندر خودکشی کرلی تھی کہ وہ سرکار کے ہاتھوں مرنا نہیں چاہتے۔ ان پانچوں مزدوروں نے حکومت یا ریاستی گورنر کو رحم کی اپیل کرنے سے بھی انکار کردیا تھا۔ اس دور میں سرعام پھانسی دینے کا رواج تھا اور البرٹ پارسنز کی اہلیہ لوسی پارسنز جب اپنے شوہر البرٹ پارسنز اور دیگر کامریڈوں کو الوداع کہنے پہنچی تو اسے جیل کے اندر جانے سے روک دیا گیا تھا۔ پھانسی کے تختے پر چاروں مزدور " ہرے انارکزم " کے نعرے لگاتے ہوئے پہنچے۔ کامریڈ اڈولف فشر نے کہا کہ آج ان کی زندگی میں خوشی کا سب سے بڑا دن ہے کہ وہ کسی عظیم مقصد کیلئے جان قربان کرنے جارہے ہیں۔ آگسٹ اسپائیز جو

کہ پیشے کے اعتبار سے صحافی تھے اور انارکسٹ جریدے کے ایڈیٹر تھے اور مزدوروں کے جلسے جلوسوں میں بھی سرگرم رہتے تھے اور بہت ہی اچھے مقرر تھے انہوں نے پرجوش انداز میں کہا کہ " آج ہماری آوازوں کو دبانے والو سن لو! وہ وقت دور نہیں جب ہماری خاموشی ہماری دبائی گئی آوازوں سے زیادہ طاقت کے ساتھ ابھرے گی" ۔البرٹ پارسنز نے کہا کہ وہ بھی کچھ بولنا چاہتے ہیں، تاہم جلاد نے اس کے بولنے سے قبل ہی پھانسی کا پھندہ کھینچ لیا اور اس طرح یہ چاروں مزدور پھانسی کے پھندے پر جھول گئے۔ وقت نے ثابت کر دیا کہ وہ حق پر تھے۔ آج اگر دنیا کے مزدوروں کو آٹھ گھنٹہ ڈیوٹی کا حق ملا ہے تو شکاگو مزدور شہداء کا خون اس میں شامل ہے۔ جبکہ دیگر دو انارکسٹوں سموئیل فیلڈن اور اور مائیکل شواب کی سزائے موت کو ریاست الینوس کے نئے گورنر نے عمر قید میں تبدیل کیا۔

آج بھی پوری دنیامیں انارکسٹوں کی تحریک اسی آب وتاب اور زور شور سے جاری ہے کیونکہ ان پر نہ تو سوویت یونین کے ٹوٹنے کا اثر ہوا اور نہ ہی ان کی تحریک میں کوئی مایوسی کا لمحہ آیا۔ ان کے سرگرم انارکسٹ ساتھی "کامریڈ باکونن" ، "لیوئس مشعل"، " پیٹر کروپوتکین" اور " کامریڈ ایما گولڈ مین" پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ سوویت ریاست زیادہ دیر تک چلنے والی نہیں، کیونکہ وہاں پرولتاری کے بجائے لیڈران کرام نے اپنی آمریت قائم کر رکھی ہے۔ عوام کے بجائے اقتدار " کارکنوں" اور " پارٹی" کے حوالے کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے کارکن بیوروکریسی کی شکل اختیار کر لیں گے۔ آج دنیا کی کمیونسٹ پارٹیاں تسلیم کرتی ہیں کہ سوویت یونین میں بیوروکریسی پیدا ہوگئی تھی مگر وہ کامریڈ باکونن ، کروپوتکین اور ایما گولڈ مین کا نام لیتے ہوئے گھبراتے ہیں کہ کہیں کارکن اصل سچائی تک نہ پہنچ جائیں۔ ایسا ہوا تو ان کی لیڈری خطرے میں پڑ سکتی ہے۔ آج آپ اگر کہیں کسی مظاہرے یا جلسے جلوس میں لفظ " ہلہ بول" سنیں تو سمجھ لیں کہ انارکسٹ متحرک ہیں ۔ انارکسٹ ہر سیاسی سرگرمی اور عوامی مزاحمت کے پروگرام میں شامل ہوتے ہیں اور ان کیلئے قیادت کرنا ضروری نہیں کیونکہ وہ قیادت اور پارٹی کو مانتے ہی نہیں۔ ان کیلئے عوام کی

جدوجہد ہی کافی ہے۔ تاہم وہ کسی مذہبی جلسے جلوس یا تقریب میں شامل نہیں ہوتے۔ آج امریکہ میں سیاہ فام جارج لائیڈ کی پولیس کے ہاتھوں ہلاکت پر امریکہ سمیت دنیا بھر میں احتجاج کی لہر ہو یا فرانس میں پیلی جیکٹ تحریک، انارکسٹ جدوجہد کی پہلی صف میں کھڑے نظر آتے ہیں۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ امریکہ میں جارج لائیڈ کے حق میں ہونے والے ملک گیر مظاہروں میں انارکسٹ ملوث ہیں۔ انارکسٹ ظلم کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز میں اپنی آواز کو شامل کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اس سے قبل وال اسٹریٹ قبضہ تحریک میں بھی انارکسٹوں نے بھرپور حصہ لیا جو دنیا کے 88 ممالک میں چلی ۔ فرانس میں پیلی جیکٹ تحریک کے دوران ہونے والے احتجاجوں میں جب فرینچ صدر نے کہا کہ مظاہرین کے رہنما ان سے آکر بات کریں تو کوئی ایک بھی شخص بات کرنے نہیں گیا کیونکہ انارکسٹوں کے لیڈر یا رہنما ہوتے ہی نہیں ، وہ پارٹی اور لیڈری کے بوجھ سے آزاد نظریاتی کارکن ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ فرانس کی حکومت نے بغیر مذاکرات کے ان کے 11 مطالبات بھی مان لیئے۔ یہ معلوم تاریخ کا پہلا واقع ہے کہ مسلسل ڈیڑھ سال تک مظاہرے ہوتے رہے۔ گلوبل مخالف تحریک میں تو انارکسٹوں نے اپنا لوہا منوالیا۔ انارکسٹ سرمایہ دار مخالف اور ترقی پسند رجحانات رکھنے والی تمام تحاریک میں اپنی حیثیت کے مطابق ضرور حصہ ڈالتے رہے ہیں اور آئیندہ بھی ایسا کرنا ان کے سیاسی فراءض میں شامل ہے۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائیزیشن ہو ،جی۔ 8 ممالک کے اجلاس ہوں یا پھر ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس ہوں انارکسٹ ان کے خلاف بھی بر سر پیکار ہیں اور استحصال کرنے الے ہر ادارے کے خلاف آواز اٹھانے میں پیش پیش رہے ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ انارکسٹ اپنی ان خدمات اور جدوجہد کا کبھی کوئی صلہ نہیں مانگتے۔ سوویت یونین کے زوال اور دیوار برلن کے گرنے کے بعد کمیونسٹ کارکن بھی اس سچائی کو جان چکے ہیں جو میخائیل باکونن نے فرسٹ انٹرنیشنل سے خارج کیئے جانے کے موقع پر کہی تھی کہ " اگر انقلابیوں نے مارکس کی شرائط پر اقتدار حاصل کیا تو یہ محنت کش طبقے پر ایک نیا ظلم ہوگا" ۔ مارکس کی

شرائط یہ تھیں کہ ایک پارٹی اور اس کی قیادت انقلاب کیلئے ضروری ہے، جبکہ انارکسٹ پارٹی اور قیادت کے خلاف ہیں۔ سوویت یونین میں یہی پارٹی (کمیونسٹ پارٹی) اور یہی قیادت تھی جس نے 1991 میں گورباچیف کی قیادت میں ظالمانہ نظام کے خلاف بغاوت کی اور آج روسی عوام کو دوبارہ اسی " لال بتی" کے پیچھے لگانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ روس سمیت سابقہ سوویت یونین میں شامل تمام مسلم ریاستوں اور سوویت یونین میں شامل دیگر تمام ریاستوں نے رفرینڈم کے موقع پر سوویت یونین کو برقرار رکھنے کے حق میں اپنا رائے دہی استعمال کیا مگر کمیونسٹ پارٹی اور اس کی قیادت (میخائیل گورباچیف اور ان کے حواریوں بورس یلسن اور روس کے موجودہ صدر ولادیمیر پیوتن) نے سازش کرکے پھر بھی سوویت ریاست کے ٹکڑے کردیئے اور اس طرح 41 سے زیادہ ممالک میں ردانقلاب ہوا، جہاں پارٹی اور اس کی قیادت نے نہ مانا تو اسے گولیوں سے بھون دیا گیا جیسا کہ رومانیہ میں کامریڈ چاؤشسکو، اس کی اہلیہ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ہوا۔ سوویت یونین کے انہدام سے تقریباً پندرہ ممالک آزاد ہوئے، جو کہ 72 سالوں تک غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے! اس طرح سوویت یونین کے انہدام کے بعد مایوسی کے اس دور میں یہ انارکسٹ ہی تھے جنہوں نے مارکسی کارکنوں کو سہارادیا اور انہیں سرمایہ دارانہ اور بورجوازی اثرات سے بھی محفوظ رکھا، جس طرح انہوں نے چین اور کیوبا میں مارکسسٹوں کو سہارادیا تھا۔ مگر ضدی اور انا پرست کامریڈ اب بھی اس بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں اور وہ ان ہی بتوں کی پوجا کرنے پر اڑے ہوئے ہیں جن کی پالیسیوں کی وجہ سے دنیا میں محنت کشوں کو سرمایہ داروں کے ہاتھوں شکست ہوئی۔ پارٹی قیادت تو کبھی بھی سرمایہ داروں کے ہاتھوں بک سکتی ہے مگر عوام تو کبھی نہیں بکتے اور اگر درمیان میں سے پرولتاری کی بہتری کیلئے قیادت کو ہی ہٹادیا جائے اور انقلاب صرف عوام کے حوالے ہو تو اس میں کون سی خرابی اور برائی ہے، جس سے مارکسی قیادت ڈرتی ہے کہ کہیں ان کی پارٹی اور اس پر لیڈران کی قائم اجارہ داری کا خاتمہ نہ ہوجائے۔ اب وقت آگیا ہے کہ یورپ کی طرح ایشیا

میں بھی کارکن فیصلہ خود کریں۔ کیونکہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی حالت یہ ہے کہ اس کے اجلاسوں میں لینن ازم پر کاربند کمیونسٹ پارٹی آف رشین فیڈریشن کی نمائندگی جو پارٹی کر رہی ہے اس کے لیڈر اور کارکن صرف دو ہی ہیں اور ان دونوں میں ایک " میاں" اور دوسری اس کی " بیوی " ہیں۔ چین کی کمیونسٹ پارٹی کے نمائندے انٹرنیشنل کے اجلاسوں میں شریک ضرور ہوتے ہیں مگر وہ بولتے نہیں صرف سنتے رہتے ہیں کیونکہ انہیں ان کی قیادت نے زبان بندی کا حکم دیا ہوا ہے! کیا یہ غلامی کی شکل نہیں ہے؟ غیر ملکی دوروں کے شوقین لیڈران کرام کو کمیونسٹ انٹرنیشنل کے اجلاسوں میں کبھی بھی کیوبا، ویتنام، عوامی جمہوریہ چین اور نیپال کے نمائندوں پر یہ تنقید کرنے کی جرءت ہی نہیں ہوئی کہ وہاں حکومت مارکسسٹوں کی ہے مگر معاشی نظام سرمایہ داری کیوں اپنالیا گیا ہے۔ کیا کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز نے یہی کہا تھا؟

وادی سندھ کی قدیم تہذیب موہن جو دڑو سے ملنے والے آثار اس بات کا ٹھوس ثبوت ہیں کہ اس شہر میں نہ کوئی حکومت نام کی چیز تھی، نہ اسلحہ ملا اور نہ ہی کوئی عبادتگاہ ملی ہے۔ اس طرح موہن جو دڑو میں ایک انارکسٹ معاشرہ موجود تھا اور یہ معاشرہ 1700 سے 2000 سالوں تک قائم رہا (حوالہ: کتاب موہن جو دڑو والیم۔1 مصنف: جان مارشل اور وادی سندھ کے قدیم مکینوں کی کہانی، مصنف: یوسف شاہین)۔ جبکہ ہڑپہ (صوبہ پنجاب، پاکستان) اور ڈھولا ویرہ (بھارتی گجرات) میں قدیم انارکسٹ معاشرے کی موجودگی کے نشانات ملے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں قدیم انارکسٹ معاشرہ ہر جگہ موجود رہا ہے۔ یہی وہ وادی سندھ کا عظیم معاشرہ ہے جس نے پورے خطے میں دو ہزار سالوں تک جنگ کو روکے رکھا۔ یہ امداد باہمی کا معاشرہ ہر خطے اور ہر براعظم میں ایک ہی شکل میں موجود تھا۔ جہاں لوگ مل جل کر رہتے تھے اور ان کے درمیان معاشی برابری قائم تھی۔ بعد ازاں جب زرعی انقلاب آیا تو غلامانہ دور کی ابتدا ہوئی جس میں انسان نے دوسرے انسان کو غلام بنایا اور انسانوں کی خرید وفروخت کا کاروبار منافع بخش شکل اختیار

کرتا چلا گیا۔ دنیا بھر میں بادشاہتیں قائم ہونے لگیں۔ غلامانہ دور کے بعد جاگیر داری سماج وجود میں آیا اور اس دور میں فتوحات اور توسیع پسندی کو عروج ملا۔ ایشیا، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا میں یورپی ممالک نے جدید اسلحے اور طاقت کے بل بوتے پر آزاد ممالک پر قبضہ کر کے وہاں اپنی کالونیاں قائم کیں۔ جاگیر دارانہ دور کے بعد سرمایہ دارانہ انقلاب آیا تو لوگوں میں شعور کی نئی سطح بلند ہوئی۔ نئے نظریات خاص طور پر امریکہ، روس، فرانس اور جرمنی میں عوام ترقی پسند فکر سے روشناس ہوئے۔ روسو کی سوچ سے متاثر ہونے والوں نے انقلاب فرانس برپا کیا جبکہ معروف انارکسٹ پائرے جوزف پرودھون کے نظریات سے لیس انارکسٹوں اور دیگر ترقی پسند سوچ اور فکر سے متاثر عوام نے جدید دور میں محنت کشوں کا پہلا انقلاب ''پیرس کمیون'' برپا کیا اور دنیا کو ایک پیغام دیا کہ اگر محنت کش متحد ہو جائیں تو اپنی مرضی کا معاشرہ قائم کر کے وہاں خوشحال زندگی گذار سکتے ہیں اور بڑی سے بڑی بادشاہتوں کا برج الٹ سکتے ہیں۔ اس سے قبل امریکہ میں یورپ کے مختلف نسل کے آباد لوگوں نے برطانوی سامراج کو شکست دیکر 1776 میں وہاں پر برطانوی استعمار سے نجات حاصل کر کے آزادی کا پرچم لہرادیا اور 13 ریاستوں پر مشتمل متحدہ ہائے امریکہ کے نام سے ایک آزاد ملک قائم کیا اور وہاں پر جمہوری نظام برپا کیا۔ برصغیر پاک و ہند سمیت بر طانیہ کی دیگر کالونیوں اور افریقہ اور پورے آسٹریلیا میں بھی آزادی کی تحاریک شروع ہو گئیں۔ جنگ عظیم دوئم کے بعد دنیا کے کئی ممالک نے یورپی ممالک سے آزادی حاصل کی۔ سوویت یونین میں لینن کی قیادت میں بالشویک انقلاب برپا ہوا اور اس انقلاب کی بدولت دنیا کے کئی ممالک میں بائیں بازو نے فتح حاصل کی۔ اسپین کے علاقے کیٹلونیا ،چین کے علاقے منچوریا اور جنوبی یوکرین میں انارکسٹوں نے امدادی باہمی کے معاشرے قائم کیئے۔ ھندستان اور پاکستان آزاد ہوئے جبکہ چین میں کسانوں نے ماءوزے تونگ کی قیادت میں انقلاب برپا کیا۔ بیسویں صدی انقلابوں کی صدی تھی۔ جبکہ اسی صدی میں رد انقلاب بھی ہوا۔ روس سمیت 41 سوشلسٹ ممالک میں کسی مزاحمت کے بغیر دوبارہ

سرمایہ داری نظام قائم ہو گیا۔ جس کے نتیجے میں پسے ہوئے اور مظلوم طبقات کیلئے نجات کا واحد ذریعہ انارکزم رہ گیا، کیونکہ بالشویکوں کی شکست کے باوجود دنیا بھر میں قائم ایک سو سے زیادہ انارکسٹ معاشروں پر اس ردانقلاب کا رتی برابر بھی اثر نہ ہوا۔ انارکزم کے خلاف جتنی غلط پروپیگنڈہ، غلط بیانی اور بدگمانی نام نہاد جمہوریت پسندوں اور سرمایہ داروں نے پھیلائی ہے اس سے کہیں زیادہ سکہ بند کمیونسٹوں نے پارٹی اور لیڈری کے شوق اور عناد و عداوت میں پھیلائی ہے تاکہ امداد باہمی کے اشتراکی معاشرے کے آگے بند باندھا جا سکے۔ سوویت یونین کے انہدام کے بعد جب سرمایہ داروں نے اعلانات کیئے کہ اب دنیا سے ناکامی کے بعد کمیونسٹ نظام ہمیشہ کیلئے ختم ہو چکا ہے تب بھی انہیں یہ کہنے کی جرءت نہ ہوئی کہ '' انارکزم'' ناکام ہوا ہے کیونکہ انارکسٹ سوویت انہدام کے بعد زیادہ زور و شور سے آگے آئے اور ہر محاذ پر سرمایہ داری کے خلاف بھرپور آواز اٹھائی۔ دنیا کے کئی علاقوں میں ان کے قائم کیئے گئے کمیونز پر روس کے ردانقلاب کا کوئی اثر نہیں ہوا۔ یہی وجہ ہے کہ ممتاز سائنسدان آئن اسٹائن کو بھی یہ کہنا پڑا کہ انسانی سوچ بلکہ سوشل سائینسز میں ترقی تکنیکی ترقی کے پیچھے لڑکھڑا رہی ہے۔ مطلب یہ کہ انسانی ترقی کے بجائے تکنیکی ترقی نے زیادہ تیز رفتاری سے ترقی کی ہے کیونکہ سرمایہ داروں نے اس شعبے میں زیادہ سرمایہ لگایا تاکہ وہ زیادہ فائدہ حاصل کر سکیں۔ فلسفیوں نے یہاں تک کہا ہے کہ اگر لوگ کسی وبا کی وجہ سے زیادہ تعداد میں مرنے لگیں تو سرمایہ دار اپنے فائدے کیلئے '' کفن کی فیکٹریاں'' لگانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔ ناعاقبت اندیش مخالفین انسانی برابری کی مخالفت اور امن دشمنی میں انارکزم کو '' بے راہ روی'' سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ پال گڈمین نے لکھا ہے کہ مستقل مملکت قائم کرنے کی معنوں میں انارکزم کی کوئی تاریخ نہیں ہو سکتی۔ یہ اس کے الٹ صورتحال سے نبرد آزما ہونے کا عزم مسلسل ہے اور آزادی کو صلب ہونے سے بچانے اور مخالفت برائے مخالفت پر نہ جانے کی نگرانی کو یقینی بناتا ہے۔ (In decade of anarchy-P-39)۔

17 ویں صدی میں سر رابرٹ فلمر نے بادشاہت کو محدود کرنے کے مطالبے کو انارکی سے تشبیہ دیا۔ عام طور پر اس اصطلاح کو خوف اور دہشت کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا رہا ہے۔ انارکزم ایک ایسا اصول ہے جس کا مقصد براہ راست غیر سرکاری عمل کے ذریعے لوگوں کو سیاسی بالادستی اور معاشی استحصال سے نجات دلانا ہے۔ تاریخی طور پر اس کا تعلق محنت کش طبقے کی سرگرمی سے ہے تاہم اس کی مدبرانہ جڑیں عوامی تنظیم کے دور سے کچھ پہلے 19 ویں صدی میں پیوستہ ہیں۔ یورپ انارکزم کا پہلا جغرافیائی مرکز تھا اور 20 ویں صدی کی ابتدائی دہائیوں میں اسے عظیم کامیابی ملی۔ حالیہ دنوں میں انارکزم کا اثر و نفوذ پوری دنیا میں امریکہ سے لیکر چین تک پھیل چکا ہے۔ جبکہ اس سے قبل انارکزم عملی طور پر 1939 کے بعد گم ہو گیا تھا، جب جنرل فرانکو نے انقلاب اسپین کو کچل دیا تھا۔ تاہم آج یہ ممکن ہے کہ انارکزم اور انارکسٹ تحریک پر بات کی جا سکے ۔ ہمعصر انارکزم کی اصلیت کے نشانات 1968 تک ملتے ہیں ۔ ناقدین کی مایوسی اور ناقابل غیر یقینی کے برعکس خوشی اور حیران کن طور پر محنت کش کارکنوں اور باغی طلباء نے انارکزم کو دوبارہ سیاسی ایجنڈہ میں ڈال دیا ہے ۔ 20 ویں صدی کے اختتام اور 1 2 ویں صدی کے انارکسٹ کردار اور ان کی ترکیب کا 20 ویں صدی کے اوائل میں انارکزم سے تعلق پر مختلف انارکسٹ سرکلز میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ تاہم سب اس بات پر متفق ہیں کہ انارکزم دوبارہ زندہ ہو چکا ہے اور دیگر نظریات اور ان کے کارکنان کے مقابلے میں زیادہ تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے اور سرگرمی کے حوالے سے بھی زیادہ متحرک ہے۔ اب یہ امید پیدا ہو چکی ہے کہ انارکسٹ خیالات دوبارہ ہمعصر سیاست میں حقیقی اثر و نفوذ پیدا کر رہے ہیں۔ اس کے اثر و نفوذ کا عمل ودخل حیوانات کے تحفظ، فوجی طاقت کی بڑھوتری اور ایٹمی اسلحہ کی مخالفت، شہری تجدید کے غیر معروف پروگرامز کو روکنے اور متبادل میڈیا کی ترقی، مفت تعلیم، بنیاد پرست جمہوریت اور کارپوریٹ لیبر کے خلاف تحاریک سے ملتا ہے ۔ 18 ویں صدی کے فلسفی ایڈمنڈ بورک نے انارکی کو بڑھتے ہوئے امریکی تنازعات کا

نتیجہ قرار دیا اور کہا کہ لوگوں کو آزادی دیکر مزید تنازعات سے بچا جا سکتا ہے ۔ پوپ الیگزینڈر نے تو انارکزم کو عظیم انتشار قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ ایک خوفناک سلطنت ہے جس میں مسیحی روح ڈوب جائے گا۔ یہ افراتفری ہے جو کہ سب کو دفن کرنے کیلیئے ” آفاقی اندھیرا “ لائے گی ۔ انارکزم کی جانب سرمایہ داروں اور ان کے گماشتہ مذہبی پیشواؤں کا رویہ شروع دن سے یہی رہا ہے اور یہ بات ذی شعور انسان یقین کی حد تک سمجھ لے کہ مستقبل میں بھی ریاست اور ان کے اداروں، حکمران طبقات اور مذہبی پیشواؤں کا رویہ اس سے بھی زیادہ برا تو ہو سکتا ہے مگر کسی طرح ایک فیصد بھی اچھا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی بقا اور مفادات کا ضامن صرف استحصالی نظام ہی ہے۔

نظریہ انارکزم۔۔۔۔۔۔۔۔ Theory of Anarchism

نظریہ انارکزم کیا ہے؟ آزادانہ رویہ کے لحاظ سے نظریہ انارکزم کی وضاحت کرنا" جوئے شیر" لانے کے برابر ہے۔ یہ متعین اصولوں کو یکسر مسترد کرتا ہے اس لیئے اسے نظریہ سے زیادہ ایک فکر ہی سمجھا جائے تو بہتر ہے۔ سخت گیر منظم نظریات سے دانستہ انحراف کرنے اور اس سے بھی بڑھکر انتہائی آزادی کیلئے زور دینے، اکثریت رائے کے بجائے اجتماعی فیصلوں اور اتفاق رائے کو ترجیح دینے، برابری کے اصولوں کے قریب تر رہتے ہوئے ناقابل فہم حد تک اختلافی نقطہ نظر کو یکجا کر کے آگے بڑھنے کا نام "انارکزم" ہے۔ دراصل انارکزم مختلف اور تغیر پذیر دونوں طریقوں سے تاریخی تناظر میں اپنے وجود کا اظہار کرتا رہا ہے۔ انارکزم بطور نظریہ یا فکر ہر دور میں مسلسل تبدیلی کے عمل سے گزرتا رہا ہے، جس کی وجہ سے اسے سائنسی نظریہ اور فکر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ کوئی ٹھوس، ایک طرح سے ناپا ہوا اور نامور شخصیات کے سحر میں جکڑا ہوا نظریہ یا فکر نہیں کہ ایک بار جو کچھ طئے ہوا تو پھر اس میں صرف اسی جوڑ کے فلسفی کے بغیر ناقابل قبول حد تک تبدیلی یا ترمیم کرنے کی ممانعت ہے۔ انارکزم تحریک کے طور پر آگے بڑھتا اور شناخت ظاہر کرتا رہتا ہے ۔ یوں یہ کبھی نہ ختم ہونے والا نظریہ اور فکر ہے جس میں ایک بار انارکسٹ انقلاب یا انارکسٹ معاشرہ قائم ہونے کے باوجود بہتری کی گنجائش لازمی طور پر موجود رہتی ہے ۔ کیونکہ انارکسٹ معاشرے کی باگ ڈور تمام عوام کے ہاتھ میں ہوتی ہے لہٰذا عوام اس کو مزید بہتر بنانے میں مکمل طور پر بااختیار ہیں۔ 1840 سے انارکزم یورپ، امریکہ، افریقہ ،آسٹریلیا اور ایشیا میں تسلسل کے ساتھ موجودگی برقرار رکھے ہوئے ہے۔ جہاں صدی کی سب سے بڑی مستعار لی گئی تحاریک دم توڑ چکی ہیں وہاں انارکزم نے اپنا وجود ہمہ وقت قائم ودائم رکھا ہوا ہے۔

انارکزم کا یہ تسلسل تنظیم کی طرف اس کے منفی رویہ میں پنہاں ہے۔ انارکسٹ ہر لحاظ سے تنظیم کے بوجھ، قیادت کی دھونس، ریاست کے تمام اداروں بشمول پارلیمنٹ، فوج، عدلیہ، پولیس وغیرہ کو مسترد کرتے اور ریاست کو جبر کا ادارہ سمجھتے ہیں۔ دراصل انارکزم کے بنیادی اصول انسانی آزادی اور رضاکارانہ خودمختاری کی وکالت کرتے ہیں۔ انقلاب آتے ہی امداد باہمی کے آزاد اداروں کے قیام کی طرف پیش قدمی کرنے پر زور دینے کی حکمت عملی پر عمل پیرا ہونا ہے ورنہ بورجوازی طبقہ سازش کر کے تمام کیئے دھرے پر پانی پھیر دیں گے، جیسا کہ سوویت یونین، مشرقی جرمنی، رومانیہ، بلغاریہ سمیت 41 ممالک میں ایک ہی جھٹکے سے ریاستی سوشلسٹ نظام کا بوریا بستر گول کر دیا گیا۔ سخت گیر تنظیم کے امکان اور خصوصی طوپر اقتدار پر قبضہ کر کے اسے قائم رکھنے کیلئے سیاسی جماعت یا تنظیم قائم کرنے کی کسی بھی کوشش کو روکنا بھی انارکزم کے فراءض میں شامل ہے۔ فرینچ انارکسٹ اور فلسفی جوزف پرودھون نے کہا ہے کہ " اقتدار کی خواہش رکھنے والی تمام سیاسی جماعتیں اور قائدین بغیر کسی تمیز کے مطلق العنانیت کے خواہاں ہیں" ۔ تنظیم کی حمایت کرنے والوں کے مقابلے میں انارکسٹ انفرادی اور مقبول تحاریک کو متبادل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ بطور نظریہ و فکر انارکزم میں اتنی طاقت ہے کہ وہ بلا کسی اعتراض، تمیز، تفریق اور تفتیش کے کمیونسٹ، ترقی پسند اور بائیں بازو کے کارکنان کو بھی اپنے ساتھ ملانے میں خوف محسوس نہیں کرتا۔ انارکسٹ اختلاف رائے رکھنے والوں کو غدار، مفاد پرست، ایجنٹ یا کسی اور منفی خطاب سے نوازنے کے بجائے نہ صرف ان کی رائے کا احترام کرتے ہیں بلکہ ان پر اکثریت کی رائے تھوپنے کا جبر تک نہیں کرتے۔

جس ملک میں قانون برابر نہیں اور انصاف در پر ملنے کے بجائے درپردہ ملے اس معاشرے کو تبدیلی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ روسو نے اپنی شہرہ آفاق کتاب " سماجی معاہدہ" میں لکھا ہے کہ " انسان آزاد پیدا ہوا ہے مگر ہر جگہ زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے۔ جو کوئی اپنے آپ کو دوسروں کا مالک سمجھتا ہے دراصل وہ خود ان سے بڑا غلام ہوتا ہے۔ تبدیلی

کس طرح ممکن ہو گی؟ یہ میں نہیں جانتا، تاہم یہ کیونکر جائز ہے؟ میرے خیال میں اس کا جواب میں دے سکتا ہوں" ۔انسانی سماج کی تاریخ مجموعی طور پر ہوش کے ساتھ لڑی گئی جنگوں سے زیادہ سنجیدہ تاریخ پر مشتمل ہے۔ یہ زنجیریں مادی سے زیادہ ذہنی نوعیت کی ہیں۔ ان کے خلاف جنگ خصوصی طور پر مذہب اور بالادست قوتوں کے نظریات اور ان کے نظام کے خلاف جنگ ہے۔اس میں پیداواری شرائط انتہائی اہم بلکہ قابل غور کردار ادا کرتی ہیں۔تاہم پیداواری شرائط کا انحصار اس بات پر ہے کہ بالادست قوت کون ہے؟ ایک اور فرینچ مفکر نے بھی کہا ہے کہ مستقبل میں لوگوں کے دو گروہ ہونگے۔ایک وہ جو اپنے کام کے ساتھ زندہ رہیں گے اور دوسرے وہ جو دوسروں کے کام کے ساتھ زندہ رہنا چاہیں گے ۔الیگزینڈر برک مین نے اپنی شہرہ آفاق کتاب انارکزم کی اے۔بی۔سی (A B C of Anarchism) میں لکھا ہے کہ " انارکزم سے متعلق بہت ساری جھوٹی کہانیاں گھڑ لی گئی ہیں، اس لیئے میں انارکزم کیا ہے سے پہلے یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ انارکزم کیا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ دانشوروں میں بھی اکثر و بیشتر مکمل طور پر غلط تصورات پائے جاتے ہیں۔کچھ لوگ کچھ جانے بغیر ہی انارکزم پر بات کرتے ہیں۔کچھ لوگ تو انارکزم کے بارے میں جھوٹ ہی بولتے ہیں تاکہ آپ اس کی سچائی کو نہ جان سکیں۔اس لیئے سب سے پہلے میں یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ انارکزم کیا نہیں ہے؟ یہ بم، بدامنی اور انتشار نہیں ہے۔یہ لوٹ مار اور قتل و غارت بھی نہیں ہے۔یہ سب کے خلاف ہر ایک کی لڑائی بھی نہیں ہے۔یہ بربریت اور جنگلی ریاست کی طرف واپسی کا نام بھی نہیں ہے۔انارکزم ان سب سے بلکل ہی برعکس ہے" ۔

دوسرا نقطہ نظر کارڈ میں قائم میڈیا گروپ کی طرف سے آیا ہے۔جس میں کہا گیا ہے کہ " شاید ہی کسی اور سیاسی نظریہ اور فکر کے خلاف اتنی تند و تیز مخالفت کی گئی ہو جتنی انارکزم کے خلاف کی گئی ہے۔درحقیقت اس کا انتشار، موت اور تباہی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔انارکسٹ نہ تو بم حملے کرتے اور نہ ہی بزرگوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔انارکزم سے ڈرنے

کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی یہ کوئی منتشر نظریہ یا فکر ہے۔عام طور پر انارکی کو جس طرح منفی انداز میں پیش کیا جاتا ہے، لوگوں کے ذہنوں میں وہی نقش ہو جاتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ یہ تذلیل کرنے والے گروہ ہیں۔ورنین رچرڈز نے لکھا ہے کہ " ہم انارکسٹ کس بات پر یقین رکھتے ہیں؟۔۔۔ہم انسانذات کی زیادہ سے زیادہ ترقی اور فرد کی حیثیت میں افراد کی برابری میں یقین رکھتے ہیں۔جب وہ زندگی کے مقاصد کا آزادانہ تجزیہ کریں اور برابر رہنے والوں میں برابری کرنے لگیں تو ایسا معاشرہ قائم ہو جاتا ہے، جس میں کسی قسم کی شرائط ممکن نہیں اور معاشرے میں موجود ہر قسم کی حکمرانی کو تباہ و برباد کرنا لازمی ہوتا ہے۔ (Portest without illusions) ۔

ممکن ہے کہ عمل کے میدان میں انارکسٹ عسکریت پسند انقلابی لیڈر کے آمرانہ موقف کے قریب تر ہوں تاہم اپنے جوہر میں انارکسٹوں کا بنیادی نظریہ یا فکر ہر قسم کے عہدوں کو مسترد کرتا ہے بلکہ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی حمایت کرتا ہے۔ سرگرم انارکسٹ میخائیل باکونن نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف " نظریہ ریاست اور انارکی" ۔ (Statism and Anarchy) میں واضع طور پر لکھا ہے کہ " انقلاب افراد یا خفیہ تنظمی میں نہیں بناتیں بلکہ یہ تو کسی اقدام، چیزوں کی طاقت اور بعض اوقات معمولی واقعات اور حادثات سے لگنے والے جھٹکے کے نتیجے میں جنم لیتے ہیں" ۔وہ عرصہ دراز سے مبہم طور پر عوام کے شعور میں پنپتے رہتے ہیں اور بظاہر معمولی مواقع پر پھٹ پڑتے ہیں۔کامریڈ پیٹر کروپوتکین نے اسے سائنسی انداز میں ڈھالا اور یوں بیان کیا ہے کہ " ارتقا کبھی بھی سست رفتاری اور یکسانیت سے آگے نہیں بڑھتی جیسا کہ کہا جاتا ہے۔ارتقا اور انقلاب ایک دوسرے کا متبادل تو ہو سکتے ہیں، مگر انقلاب ارتقا کو تیز کرنے کا عمل ہے۔اس عمل کا تعلق فطرت کے اتحاد سے ہے اور ارتقا کی سست روی کا انحصار بھی فطرت کے عوامل سے ہے۔یہ بات فطری ہے کہ ہر کوئی انہیں (انقلاب اور ارتقا)"انارکسٹ فلسفہ کی دنیا میں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے" ۔ ہو سکتا ہے کہ پیٹر کروپوتکین، کامریڈ باکونن، ایریکو ملاتستا اور لیوئس مشعل کی

اپنے اپنے ادوار میں انفرادی اہمیت رہی ہو تاہم مارکس، لینن اور بلانکی کی طرح انہوں نے کبھی بھی پوری تحریک کو ہپناٹائیز کر کے زیر اثر نہیں کیا اور نہ ہی کبھی اس قسم کی کوشش کی۔ نہ صرف یہ بلکہ انارکسٹوں نے تحریری میدان میں بھی کئی کارنامے سرانجام دیئے ہیں ۔ ولیم گاڈوین کی کتاب " سیاسی انصاف " (Political Justice) ، پیٹر کروپوتکین کی کتاب "باہمی امداد " (Mutual Aid) اور جوزف پرودھون کی کتاب " انقلاب کا عمومی تصور " (General Idea of the Revolution) اس میں شامل ہیں۔ تاہم ان شہرہ آفاق تحریری کام کے بدلے میں انارکسٹ مصنفین نے اپنا لوہا منوانے کیلئے کوئی صلہ، کسی قسم کا اعزاز یا اعلیٰ مقام و مرتبہ دینے کا کبھی مطالبہ نہیں کیا۔ جس طرح مارکس کی تحاریر کو عقیدے کی طرح کلیدی یا مقدس متن سمجھا جاتا ہے۔ آسان الفاظ میں یہ کہنا درست ہوگا کہ انارکسٹ ذاتی نمود و نمائش کے خلاف ہیں اور وہ ریاست، حکومت، پارٹی اور شخصیت پرستی کی قید سے آزاد ہیں جبکہ سکہ بند مارکسسٹ القابات اور اعزازات کی قید میں پھنس کر پارٹی، قیادت اور شخصیت پرستی کے سحر میں جکڑ لیئے گئے ہیں جس کی وجہ سے وہ انقلاب کیلئے اس قسم کی خرافات کو لازمی تصور کرتے ہیں۔

انارکی کو منفی معنوں میں لینے والے اسے " لاقانونیت، انتشار، توڑ پھوڑ حتیٰ کہ دہشتگردی " سے تشبیہ دیکر فتوے تک جاری کر دیتے ہیں تاہم حقیقی معنوں میں " عدم حکمرانی و آمریت اور آزاد معاشرے " کو انارکزم کہا جاتا ہے۔ انسان کا دوسرے انسان کو " حکم " دینے کی نفی کرنے کا نام انارکزم ہے۔ انارکسٹوں کو پختہ یقین ہے کہ معاشرے کو حکومت کے بغیر آزادانہ طور پر بھی چلایا جاسکتا ہے اور یہ انسانی آزادی اور معاشرتی اور معاشی برابری لانے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔ صرف اسی پر عمل کر کے ہی انسانی سماج ہر لحاظ سے طبقات سے نجات حاصل کر کے برابری کی سطح پر آسکتا ہے جیسا کہ قدیم دور (قبل مسیح) میں موہن جو دڑو میں، 1871 میں پیرس کمیون میں (جس کا اعتراف کارل مارکس نے

بھی اپنی تصنیف، فرانس کی خانہ جنگی میں کیا ہے) یا پھر جنوبی یوکرین میں 1917 سے 1921 تک اور اسپین کے صوبہ کیتلونیا میں 1936 سے 1939 تک عملی طور پر ایسا معاشرہ قائم رہا ہے۔ اس عرصے کے دوران جنوبی یوکرین اور کیتلونیا میں بڑا تو کیا کسی معمولی جرم کا واقعہ تک پیش نہیں آیا۔ یہ انارکسٹوں کا پسے ہوئے طبقات اور کچلے ہوئے عوام کیلئے ایک زندہ جاوید تحفہ ہے کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس پر فوراً عمل کر کے عوام تک انقلاب کا پھل بھی پہنچاتے ہیں۔ بعض مارکسی دانشور بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ سوویت یونین میں انقلاب کے 70 سال کے بعد بھی سوشلزم کا مرحلہ عبور نہیں کر پایا اس لیئے وہاں برابری کا حقیقی معاشرہ قائم نہ ہو سکا تھا۔ اس کے باوجود انارکسٹ سوشلسٹ انقلاب کو بہت بڑی کامیابی سمجھتے ہیں جس میں انارکسٹوں کی انقلاب سے پہلے اور بعد کی قربانیوں کو کبھی نہیں جھٹلایا جاسکتا۔

انارکزم کیا ہے؟ اس کی جدید دور میں سب سے پہلی تشریح انقلاب فرانس (1789) کے دوران ریڈیکل مخالف گروندین پارٹی کے ایک سرگرم رہنما " جیکس بریسوٹ " نے اپنی ایک مخالف اور عوام دوست ریڈیکل تنظیم " انریجز " (Enrages) کو اپنی تقاریر میں بدنام کرنے کی غرض سے انہیں " انارکسٹ " کہہ کر مخالفت کی۔ جیکس بریسوٹ نے اپنی کئی ایک تقاریر میں کچھ اس طرح انارکزم کی تشریح کی کہ " قوانین مگر بغیر عمل درآمد، اختیارات مگر اقتدار کے بغیر، جرائم کی کوئی سزا نہیں، املاک کا خاتمہ، فرد کے تحفظ کی خلاف ورزی، لوگ اخلاقی طور پر بدعنوان ہوں، آئین، حکومت اور انصاف سے انکار، یہ بریسوٹ کی نظر میں انارکی کے اہم نکات ہیں۔ مخالفت اور منفی پروپیگنڈہ کے طور پر ہی سہی مگر جیکس بریسوٹ نے انارکزم کی ایک طرح سے سب سے پہلی تشریح تو کر دی۔ تمہارا شکریہ بریسوٹ۔ (حوالہ کتاب، انارکزم۔ مصنف : پروفیسر جارج ووڈکاک)۔

جوزف پرودھون نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف " انقلاب کا عمومی تصور " میں لکھا ہے کہ پھول بھلے تصوراتی ہی کیوں نہ سمجھے جائیں مگر اس کے باوجود ان کی جڑیں زمین (مادہ) میں ہی ہوتی ہیں۔ پرودھون نے یہ بھی کہا ہے کہ جو معاشرہ خیال پرستوں کے ہاتھوں میں چلا جائے وہ لحہ بلمحہ زوال کی طرف گامزن ہوتا رہتا ہے۔ (جیسا کہ حالیہ دنوں میں ایران اور ترکی میں ہوا) میخائیل باکونن نے پیرس جاکر جوزف پرودھون اور کارل مارکس سے ملاقات کی تھی۔ وہ جوزف پرودھون سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ جدید دور میں جوزف پرودھون وہ پہلے شخص ہیں جو اعلانیہ خود کو انارکسٹ کہتے تھے اور انہوں نے اپنی کتاب " ملکیت کیا ہے؟ " میں بھی خود کو انارکسٹ کہا ہے۔ تاہم اس کے پیشرو اپنے آپ کو " میوچلسٹ " کہلاتے تھے۔ پرودھون حقیقی معنوں میں مزدور ہی تھے اور پیرس کی ایک پریس میں پروف ریڈر اور بک بائینڈر کا کام کرتے تھے، جبکہ کامریڈ باکونن اور پیٹر کروپوتکین اپنے دور کے نوابین اور جاگیر دار کلاس سے تعلق رکھتے تھے۔ جبکہ میخائیل باکونن نے اپنی زندگی انارکزم کی جدوجہد سے عبارت کردی اور مصائب و مشکلات کا شکار بھی رہے۔ آدھی زندگی جیل میں اور بقیہ زندگی جلاوطنی میں گزار دی۔ جوزف پرودھون نے اپنی کتاب " ملکیت کیا ہے؟" (What is Property) میں لکھا ہے کہ ملکیت چوری ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے تاریخ میں پہلی بار اپنے آپ کو انارکسٹ لکھا۔ کارل مارکس بھی جوزف پرودھون سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ جوزف پرودھون نے لکھا ہے کہ حکومت پر تنقید کرنا بدامنی کی وکالت کرنا ہرگز نہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ " فطرت کے قوانین جن پر معاشرے کو قائم کرنا چاہتے ہیں ان کا حکومت (Authority) سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اوپر سے کبھی تھوپے نہیں جاتے بلکہ معاشرے کے جوہر سے جنم لیتے ہیں" ۔ (حوالہ کتاب: انارکزم، صفحہ ۔9 اور 10 مصنف: جارج ووڈکاک) ۔
انارکسٹ کسی پارٹی، تنظیم اور قیادت کو نہیں مانتے، لہٰذا ان کی جدوجہد بغیر سیاسی پارٹی (Partyless) اور بغیر قیادت (Leaderless) ہوتی ہے۔ عوام کے حقوق کی

ہر تحریک ان کی تحریک ہوتی ہے اور وہ اس میں شامل ہو جاتے ہیں تاہم انارکسٹ کسی مذہبی تحریک کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔ کسی بھی معاملے یا مسئلے پر اکثریت رائے کے بجائے اتفاق رائے پر یقین رکھتے ہیں، سب کے سب کارکن ہوتے ہیں اور سب کی رائے بھی برابر ہوتی ہے۔ اختلاف رائے کرنے کو ہی انار کی کہا جاتا ہے اور اختلاف کرنے والے اپنے طور پر اپنے کام اور عمل کے ذمہ دار خود ہوتے ہیں۔ اختلاف رائے رکھنے والوں کو نہ تو مخالف اور نہ ہی غدار اور سازشی وغیرہ سمجھا جاتا ہے بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اختلاف رائے کرنا ان کا حق ہے اور وہ اپنا یہ حق استعمال کر رہے ہیں۔ انارکسٹ اسے کبھی غلط نہیں کہتے بلکہ کسی رائے کو زبردستی تبدیل کرنے کی کوشش کو جبر اور غلط سمجھتے ہیں۔

کچھ انارکسٹوں کا ان کے کام کی وجہ سے تھوڑا بہت اثر ہو سکتا ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ان کی ہر بات پر سر تسلیم خم کیا جائے۔ جیسا کہ پیٹر کروپوتکین کا انارکسٹ تحریک پر زبردست اثر تھا مگر جب انہوں نے عالمی جنگ اول میں اتحادی ممالک کی حمایت کی تو اس سے دیگر انارکسٹوں نے یہ کہہ کر منہ موڑ لیا کہ وہ ان کی عزت ضرور کرتے ہیں مگر جنگ کی حمایت کرنے پر اس سے اختلاف رائے رکھتے ہیں، کسی نے پیٹر کروپوتکین کو انارکسٹ تحریک سے نہیں نکالا۔ اس کے برعکس جب روزہ لکسمبرگ نے جنگ کی مخالفت کی تو اسے جرمن کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا اور اس پر طرح طرح کے الزامات عائد کیئے گئے۔ اس بات سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ انارکسٹ کس طرح اپنی دھن کے پکے اور نظریاتی طور پر پختہ ہوتے ہیں۔ ان کو شخصیت (قیادت) اور پارٹی کے بجائے نظریہ سے لگاؤ ہوتا ہے۔ اقتدار پرستوں کا حال یہ ہے کہ جب سابق سوویت یونین کے صدر میخائیل گورباچیف نے "گلاسنوسٹ" اور " پریسترائیکا" کے نام سے اپنی ڈاکٹرائن متعارف کرائی اور ایک پارٹی (کمیونسٹ پارٹی) کے بجائے ایک سے زائد پارٹیوں (ملٹی پارٹیز) کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت دینے کی حمایت کی تو ماسوائے جاپان اور امریکہ کی کمیونسٹ پارٹیوں، ماءونواز اور ٹراٹسکائیز کے علاوہ کسی اور نے گورباچیف سے اختلاف رائے نہیں کیا اور سوویت یونین

کے خاتمے کے اعلان تک ''لکیر کے فقیر'' بن کر اس ڈاکٹرائن کی تعریفوں کے وہ پل باندھے کہ آج خود اپنے اس عمل پر پشیماں ہیں اور جیسے ہی سوویت یونین ٹوٹ گیا تو دنیا بھر کی کمیونسٹ پارٹیوں نے گورباچیف کو موقع پرست، غدار اور کمیونسٹ دشمن قرار دیا۔آپ نظریہ پر سچائی کے ساتھ قائم رہنے کا اندازہ اس بات سے بھی بخوبی لگا سکتے ہیں کہ جب جنوبی یوکرائن میں قائم انارکسٹ کمیون کے سرگرم انارکسٹوں نے سوویت یونین کے رہنماءوں کی اپیل پر نئے سوویت انقلاب کو بچانے اور ''وائیٹ آرمی'' کو کچلنے کیلئے کمانڈر'' نیستر ماخنو'' کی قیادت میں رضاکار کسان فوج کو بھجوایا تو'' ریڈ آرمی'' سمیت دنیا بھر کے اقتدار پرست کمیونسٹ رہنماءوں نے انارکسٹ رضاکار کسان فوج کی تعریف کی۔تاہم جب وائیٹ فورسز کو مکمل شکست ہوگئی تو روسی فوج (ریڈ آرمی) نے جنوبی یوکرائن پر حملہ کر دیا اور وہاں پر پہلے سے قائم امداد باہمی کے کمیون معاشرے کو تہس نہس کر دیا۔جب فرینچ حکومت نے نوآموز سوویت انقلاب کو ناکام بنانے کیلئے لڑنے والی'' وائیٹ آرمی'' کو اسلحہ بھجوانے کا اعلان کیا تو انارکسٹوں کے زیر اثر مزدور یونینوں نے سمندری جہازوں پر اسلحہ لادنے سے ہی انکار کر دیا اور ہڑتال پر چلے گئے۔سوویت یونین کی کمیونسٹ حکومت نے اس عمل پر ان مزدوروں کے اس انقلاب دوست اقدام کا خیر مقدم کیا۔تاہم جیسے ہی بالشویک حکومت مضبوط ہوئی اس نے اناکسٹوں کو کچلنا شروع کیا اور ان کا قتل عام کیا۔اسی طرح اسپین میں بھی انارکسٹوں کو اسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا جہاں پر انارکسٹوں نے بھرپور اکثریت کے باوجود کیٹلونیا میں کمیونسٹوں کو اپنے ساتھ شامل کیا، مگر جیسے ہی اسپین کی حکومت کی اپیل پر ''ریڈ آرمی'' وہاں پہنچی تو اس نے جنرل فرانکو سے نمٹنے کے بجائے انارکسٹوں کے خلاف کارروائی شروع کر دی اور جب اسپین کی کمیونسٹ پارٹی نے اس وعدہ خلافی پر روسی فوج کی حمایت کرنے سے صاف انکار کر دیا تو آندرے نن پیریز سمیت کئی کمیونسٹ رہنماءوں اور کارکنوں کو گرفتار کر کے بدترین تشدد کرنے کے بعد قتل کیا گیا۔

حدتو یہ ہے کہ سوویت یونین میں رد انقلاب کے بعد پاکستان میں '' بالشویک انقلاب کی ناکامی'' پر جو کتاب شایع کی گئی ہے جو کہ اصل میں یونان کی کمیونسٹ پارٹی (KKE) کا موقف ہے، اس میں بھی سکہ بند یا اقتدار پرست کمیونسٹوں (Authortarian Communists) نے انارکسٹ کارکنوں و مفکرین کامریڈ میخائیل باکونن، پیتر کروپوتکین اور کامریڈ ایما گولڈ مین کی جانب سے سوویت ریاست کی ناکامی سے متعلق کی گئی پیشنگوئیوں پر ایک لفظ بھی نہیں بولا۔کامریڈ باکونن نے واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ اگر'' کارل مارکس کی شرائط پر انقلابیوں کو اقتدار ملا تو یہ مزدوروں کے ساتھ ایک نیا ظلم ہوگا'' ۔جبکہ پیتر کروپوتکین نے بھی کہا تھا کہ '' لینن نے اقتدار عوام کے بجائے کارکنوں کے حوالے کر کے انقلاب کو اپنے ہاتھوں سے دفنا دیا ہے'' ۔ پیتر کروپوتکین نے تو خبردار کیا تھا کہ مارکسسٹ ''پرولتاری آمریت'' کی آڑ میں اپنی ڈکٹیٹر شپ قائم کرنا چاہتے ہیں، وہ پرولتاری (محنت کش طبقہ) کو کبھی بھی ڈکٹیٹر نہیں بنائیں گے اور ان کی یہ بات بعد کے حالات نے درست ثابت کر دی۔ایما گولڈ مین نے تو کامریڈ لینن سے ہونے والی ملاقات میں ہی ان کو یہ کہا تھا کہ '' کامریڈ لینن! میں دس جگہوں پر تلاشی دیتی ہوئی اور سلامیاں لیتی ہوئی آپ تک پہنچی ہوں، آپ کی یہ ریاست زیادہ دیر چلنے والی نہیں'' ۔اس کے باوجود سوویت ریاست کا 70 سالوں تک قائم رہنا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔انارکسٹ مفکرین کی پیشنگوئیاں سچ ثابت ہونے کے بعد ہی دنیا بھر میں اقتدار پرست کمیونسٹ (Authortarian Commnist) کارکنان نے دھڑا دھڑ انارکسٹ تحریکوں میں شمولیت اختیار کر لی اور آج یورپ اور امریکہ میں انارکسٹ تحریک نے زور پکڑ لیا ہے۔اور تو اور اس کتاب میں انہوں نے کامریڈ ایلزبتھ دمتریف، مارکس اور اینگلس کے جانشین کامریڈ کارل کاءوتسکی، لینن کے سیاسی استاد کامریڈ جارجی پلیخانوف اور کامریڈ روزہ لکسمبرگ کے اختلاف رائے کو بھی شامل نہیں کیا۔یہ دراصل اپنے ہی کارکنوں کو اندھیرے میں رکھنے والی بات ہے۔امریکہ میں ایک سیاہ فام شہری جارج لائیڈ

کی پولیس کے ہاتھوں ہلاکت پر جو احتجاجی تحریک چلی، اس کیلئے امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ نے انارکسٹوں کو مورد الزام ٹھہرایا۔ یہ نظریہ انارکزم کی فتح ہے، کیونکہ انارکسٹوں کے پاس نظریہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا، نہ پارٹی ہوتی ہے اور نہ ہی قیادت ہوتی ہے، وہ سب برابر کے کارکن ہوتے ہیں۔ ان میں کالے یا گورے سمیت کسی قسم کی کوئی تفریق نہیں ہوتی۔ وہ نہ تو اقتدار کی کوئی خواہش رکھتے ہیں اور نہ ہی ذاتی نمود و نمائش کے خواہاں ہیں۔ ان کا مطمع نظر صرف اور صرف امداد باہمی کے رضاکارانہ معاشرے کا قیام ہوتا ہے، جس کیلئے مارکسسٹ کہتے ہیں کہ یہ سب سے آخر میں مرحلہ وار لائیں گے، جس کو لانے کی کم از کم سوویت یونین میں تو انہیں 70 سالوں میں توفیق نہ ہوئی۔

کامریڈ میخائیل باکونن نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف '' نظریہ ریاست اور انارکی'' (Statism and Anarchy) میں انتہائی سادہ انداز میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ '' اگر ریاست ہوگی تو لازمی طور پر ایک طبقے کی دوسرے طبقے پر حکمرانی ہوگی، اس کا نتیجہ لا محالہ غلامی ہے۔ ریاست اور اس کے ادارے ہوں اور غلامی نہ ہو یہ سوچ سے بالاتر ہے اور یہی وجہ ہے کہ انارکسٹ ریاست کے دشمن ہیں'' ۔ کامریڈ باکونن سوال کرتے ہیں کہ '' کیا پرولتاری آمریت کا یہ مطلب نہیں کہ پرولتاری کو حکمران طبقے میں تبدیل کیا جائے گا؟ کیا یہ ممکن ہے کہ کروڑوں محنت کشوں (پرولتاریہ) کو حکومت کے اوپر بٹھادیا جائے؟ کامریڈ باکونن نے کہا کہ یہاں تقریباً چار کروڑ (19 صدی کی پہلی دہائی میں) جرمن ہیں، کیا یہ تمام چار کروڑ لوگ حکومت کے رکن یعنی پرولتاری ڈکٹیٹر ہونگے؟ ہرگز نہیں'' ۔ اگر ریاست ہوگی تو لا محالہ ایک وہ لوگ ہونگے جو حکمرانی کریں گے اور دوسرے وہ جو رعایا (غلام) ہونگے۔ باکونن نے کہا کہ ایسی صورتحال میں مارکسزم یا تو اصلاح پسندی کی طرف چلا جائے گا (مارکسی طریقہ انتخاب کی وجہ سے) یا وہ ریاستی بیوروکریسی اور ریاستی سرمایہ داری کی وجہ سے نئے طبقاتی نظام کی طرف چلا جائے گا ۔ اب آپ خود سوچیں کہ کیا سوویت یونین کی 70 سالہ تاریخ میں ایسا ہی ہوا؟

امریکن مصنفہ ارسولا کے لی گن نے کہا ہے کہ ہم چونکہ سرمایہ دارانہ دور میں رہتے ہیں اس لیئے اس کی طاقت ناگزیر معلوم ہوتی ہے۔ اس سے قبل بادشاہوں کے خدائی حق کے دور میں بھی یہی سمجھا جاتا تھا۔ مزاحمت کسی بھی انسانی طاقت کے خلاف کی جاسکتی ہے اور انسان تبدیلی لا سکتا ہے۔ آج 21 ویں صدی میں پوری دنیا تبدیلی کے عمل سے گزر رہی ہے۔ جب بادشاہتیں ختم ہوسکتی ہیں تو سرمایہ داری نظام کس کھیت کی مولی ہے، وہ بھی ختم ہونے کے قریب ہے۔ سرمایہ داری نظام کے خاتمے کا بگل بہت پہلے بج چکا ہے۔ مگر اس کیلئے اب بھی جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ اس گرتی ہوئی دیوار کو آج بھی سہارا دینے کیلئے ریاستیں، حکومتیں اور سیاسی پارٹیاں موجود ہیں، جو اس کی بقا کیلئے ایڑھی چوٹی کا زور لگائیں گی۔ یہ مت بھولیں کہ جو نظام زوال پذیر ہوتا ہے وہ جاتے جاتے اپنی آخری ہچکی ضرور لیتا ہے اور یہ ہچکی ظاہر ہے کہ نئے نظام سے بھرپور انتقام لیتی ہے۔ ہرے انارکزم۔

انارکزم کے اصول (Principles of Anarchism)

انارکسٹ چونکہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے متعین کردہ قوانین، آئین، منشور اور اصولوں کے بجائے صرف فطری قوانین اور اصولوں کو مانتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انارکزم کو سمجھنے کیلئے ان فطری قوانین اور اصولوں کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔ جہاں تک انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کا تعلق ہے تو یہ قوانین بابل کے بادشاہ ہمورابی (Hammurabi) نے 1754 ق م میں بنائے تھے جو آج کے قوانین سے ملتے جلتے ہیں۔ ہمورابی نے پہلی بار جسمانی سزاؤں کا اطلاق کیا۔ اس سے پہلے ار۔ نمو کے قوانین لاگو ہوتے تھے جن میں جسمانی سزاؤں کے بجائے معاوضہ دینے کا رواج تھا۔ توریت میں حضرت موسیٰ ;174; کے بتائے گئے قوانین اور ہمورابی کے قوانین میں یکسانیت پائی جاتی ہے۔ مثلاً قتل کے بدلے قتل۔۔۔ سوچیئے یہ قانون آج بھی عمل پذیر ہے۔ ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان بھی ہمورابی کے قوانین میں شامل ہے"۔ اس حوالے سے معروف سیاستدان موہن داس کرم چند گاندھی (ایم کے گاندھی) نے ایک زبردست جملہ کہا ہے کہ "اگر ہمورابی کے قانون پر عمل جاری رکھا جاتا تو آج دنیا بھر میں کسی کے کان اور ناک شاید سلامت نہ رہتے"۔ جبکہ انارکسٹ ہمورابی کے قوانین سمیت ہر قسم کے غیر فطری اور انسانوں کے بنائے گئے قوانین کی نفی کرتے ہیں اور ان کی جگہ صرف ان فطری قوانین کو مانتے ہیں، جن میں جسمانی سزاؤں کے بجائے مجرم کو سدھارنے کیلئے فطری قوانین اور اصولوں پر عمل کیا جاتا ہے۔ جس میں مجرم کا سوشل بائیکاٹ کرنا اور نقصان کا ازالہ کرنے جیسے اصول شامل ہیں۔ جسمانی سزاؤں کے مروجہ طریقہ کار نے مجرم پیدا کرنے کی فیکٹریوں کی شکل اختیار کرلی ہے اور جتنی سخت سزائیں اتنے جرائم بڑھتے جارہے ہیں۔ امیر طبقہ ان قوانین کو توڑ کر مزے لیتا ہے جس کی ایک مثال حالیہ دنوں میں "کرنل کی بیوی" کی لیک ہونے والی وڈیو ہے۔ تو انارکزم کا پہلا اصول غیر فطری قوانین کی جگہ

فطری قوانین یا اصولوں کا اطلاق ہے۔ جبکہ دوسرا اصول چیز کے بدلے چیز کی فراہمی کا عالمی تجارتی اصول ہے جس میں استحصال کا خاتمہ اور منصفانہ تجارت اور لین دین کا اصول مروج کرنا ہے۔

انارکسٹ جب فطری قوانین اور اصولوں کی بات کرتے ہیں تو اس میں انسانوں کے پیدائشی حقوق بھی شامل ہیں جن میں سر فہرست انسانی آزادی ہے کیونکہ انسان آزاد پیدا ہوتا ہے اور پیدائشی طور پر بھی وہ برابر پیدا ہوتا ہے یعنی یہ کہ پیدائشی طور پر ان کے بھی دیگر بچوں کی طرح دو کان، دو ہاتھ، دو ٹانگیں، ایک منہ اور تمام عضو ایک جیسے ہوتے ہیں۔ جب انسان آزاد اور برابر پیدا ہوتا ہے تو اسے غلام رکھنا اور نابرابری کے حالات سے دوچار کرنا بلکل ہی غیر فطری ہے۔ غلامی اور غیر فطری قوانین سے نجات کی جدوجہد کا نام انارکزم ہے۔ جیسا کہ ریاست کی تشکیل سے قبل کا غیر سائنسی مگر برابری کا معاشرہ تھا۔ اب اس کی جگہ شعوری طور پر ایک برابری کا سائنسی معاشرہ قائم کرنا انارکسٹوں کا خواب ہے جس کو عملی جامہ پہنانے کیلئے ایک بین الاقوامی تحریک کئی دہائیوں سے جاری ہے، جو اب برصغیر پاک وہند اور جنوبی ایشیائی ممالک میں بھی پنپ رہی ہے جہاں اس سے قبل کامریڈ بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں نے بھی زبردست کوششیں کی تھیں اور اس کی پاداش میں انہیں پھانسی کی سزا دی گئی تھی۔

یہ قوانین طاقتور طبقے کیلئے ایک لونڈی سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔ جبکہ ان ہی قوانین کی زد میں پسماندہ اور غریب طبقے کے لوگ آتے ہیں۔ اس کے ساتھ جو سرمایہ دار اور جاگیردار ریاست کے اقتدار پر فائز یا قابض ہو چکے ہیں انہیں ان قوانین سے استثنیٰ حاصل ہوتا ہے جیسے صدر، وزیراعظم، گورنر، وزیر اعلیٰ وغیرہ وغیرہ۔۔ جبکہ اس کے علاوہ کچھ لوگ تو استثنیٰ حاصل نہ ہونے کے باوجود سب سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اور ان کا کوئی نام تک نہیں لے سکتا!! ۔ ریاست کے انتہائی طاقتور لوگ یا ادارے ان قوانین کو خاطر میں نہیں لاتے۔ کچھ لوگ تو ان عدالتوں میں پیش ہونے کو بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں۔ فیصلہ

سازی کا اختیار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے قانون بنانے والوں سے لیکر ان کے نفاذ کے ذمہ داران سمیت ان قوانین پر عمل درآمد کرانے والوں تک سب ہی ان کے حکم کے طابع ہوتے ہیں۔ فیصلے بھی ان کی مرضی سے آتے ہیں۔ اب تو یہ بات بھی اعلانیہ سامنے آچکی ہے کہ عدالتوں کے بینچ تک ان کی مرضی سے بنتے ہیں۔

ریاست اور اس کا خاتمہ: ۔ انارکسٹوں کا ایک اہم اصول ریاست کا خاتمہ ہے جو زرعی دور سے قبل تھی ہی نہیں اور تمام انسان بلا شرکت غیرے تمام وسائل اور مسائل کے وارث اور امین تھے اور برابری کی بنیاد پر رہتے تھے۔ نہ وہ فتوحات کے ذریعے کسی اور انسان کو غلام بنانے کی سوچ رکھتے او نہ ہی انہیں کبھی اس کی ضرورت پیش آئی بلکہ وہ اپنے اڑوس پڑوس کے دوسرے بھائیوں کی اس طرح مدد کرتے تھے جیسے وہ ان کے قریبی عزیز و اقارب ہوں۔ یہ سوچ آج بھی پیدا کرنا کوئی ناممکن نہیں۔ ویسے بھی مخالفین یہ کہتے ہیں کہ انارکسٹ ناممکن کو ممکن بنانے کی جدوجہد اور تگ و دو میں لگے ہوئے ہیں۔ (حوالہ: کتاب۔ ڈمانڈنگ امپوسیبل، مصنف؛ پیٹر مارشل) ۔ دیکھا جائے تو ریاست کا خاتمہ مارکسسٹ بھی چاہتے ہیں مگر وہ ریاست کے خاتمے سے قبل سرمایہ داروں اور اشرافیہ طبقے سے اپنا انتقام لینے کیلئے ریاست کو برقرار رکھنے کے حق میں ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ وہ اس طرح انتقام بھی لیں گے اور آگے چل کر ارتقا کے ذریعے ریاست کا آہستہ آہستہ مٹ جانا بھی ضروری تصور کرتے ہیں جبکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ جس ریاست کی وہ آبیاری کر رہے ہوتے ہیں وہ دراصل جبر کا ادارہ اور اشرافیہ طبقے کا ہتھیار ہے اور کسی بھی لمحے ان کے مفادات کی نگہبانی کرتے ہوئے واپس ان ہی سرمایہ داروں اور اشرافیہ طبقے کے ہاتھوں میں لازمی طور پر چلی جائے گی، جس کی ایک زندہ مثال سابقہ سوویت یونین اور اس کی لے پالک مشرقی یورپ کی ریاستیں تھیں۔ جہاں سوشلزم کے نام پر عوام سے آزادیاں چھین کر انہیں لولی پاپ پر راضی کرنے کی تمام تر کوششیں بے سود ثابت ہو چکی ہیں۔

حکومت اور حکمرانی: ۔ ذہنی عیاشی اور انتقام کی تسکین کیلئے سرمایہ داروں کی بقا کی ضامن ریاست کو برقرار رکھ کر اس پر حکمرانی کے خواب دیکھنے والے ہمیشہ اس دھوکے میں رہتے ہیں کہ وہ دراصل عوام کی امنگوں کی ترجمانی کر رہے ہیں مگر ریاست کبھی بھی عوام کی امنگوں کی ترجمان نہیں ہوتی۔ انارکسٹوں میں نہ تو حکمرانی کا کوئی تصور موجود ہے اور نہ ہی وہ ریاست کو عوام کا نگہبان سمجھتے ہیں۔ ان کی نظر میں ریاست ہی تمام برائیوں کی جڑ ہے اور اس پر حکمرانی کرنے کا مطلب ہی انقلاب کے خلاف عملی شروعات کرنا ہے یا رد انقلاب کیلئے عوام کو تیار کرنے والی مشنری کا ہاتھ بٹانا ہے۔ حکمرانی کا اصل مقصد لوگوں کو محکوم بنا کر انہیں غلام بنانا ہوتا ہے اور اس طرح وہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو سرمایہ داروں سے بھی بھیانک ثابت ہوتا ہے اور بالآخر ریاست انہیں ٹھوکر مار کر واپس اپنے اصل مالکان یعنی سرمایہ داروں کی گود میں چلی جاتی ہے اور اس کے ذریعے تبدیلی لانے والے تھک ہار کر سرمایہ داروں کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ جس کی ایک زندہ مثال چین، ویتنام اور نیپال ہیں جبکہ یہ سلسہ اب کیوبا میں بھی شروع ہو چکا ہے۔ رہا سوال شمالی کوریا کا تو آج نہیں تو کل وہاں بھی ریاست نے یہی کام کرنا ہے۔ حکومت چلانے کیلئے ریاست کے اندر جن اداروں کی ضرورت پڑتی ہے وہ ادارے ظاہر ہے کہ سرمایہ دار ہوں یا مارکسسٹ دونوں کو ہر صورت میں قائم کرنے اور برقرار رکھنے ہوتے ہیں اور یہ جانتے ہوئے بھی کہ یہی ادارے ان کے بجائے اشرافیہ طبقے کا ساتھ دیں گے، مجبوراً مارکسسٹ ہوں یا اشرافیہ طبقہ دونوں کی ایک جیسی ضرورت بن جاتے ہیں۔ حکومت ان ریاستی اداروں کے بغیر نہیں کی جاسکتی اور عوام پر ظلم کر کے اپنا اقتدار اور اختیار برقرار رکھنے کی ضرورت کے پیش نظر ان اداروں کا ہونا لازمی امر ہے اور ان اداروں سے انکار کا مطلب ہی کمیون معاشرے کا قیام ہوتا ہے۔ اتھارٹی منوانے کیلئے ان ہی ریاستی اداروں کی اور ان ہی ظالمانہ قوانین کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بغیر ریاست قائم نہیں رکھی جاسکتی۔ حکومت کا مطلب چند لوگوں کی زیادہ لوگوں پر حکمرانی کرنا ہوتا ہے اور یہ کام ریاست کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔

بھلے اب مارکسسٹ کامریڈ فریڈرک اینگلس کی کتاب ''خاندان، ذاتی ملکیت اور ریاست کا آغاز'' میں لکھے گئے ان کلمات کا ہی حوالہ کیوں نہ دیں کہ ''ریاست جبر کا ادارہ ہوتی ہے'' مگر اس کے باوجود انہیں ''ولادیمیر لینن'' کی طرح ریاست بہت پیاری لگتی ہے جہاں عیاشیاں، سلامیاں اور عوام کے اوپر حکم چلانے کا مزہ ریاست کو قائم رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ مگر اس سے عوام کی بھلائی کا کیا تعلق؟

ولادیمیر لینن نے مارکسزم کو یہی سمجھا کہ ''پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کا مطلب'' ریاست کو برقرار رکھنا، اسے زیادہ طاقتور بنانا، اقتدار و اختیار کو دوام بخشنے کیلئے ان ہی پرانے اداروں یعنی فوج، پولیس، خفیہ ایجنسیوں، دوما (پارلیمنٹ)، عدلیہ اور میڈیا کو استعمال کرنا اور ان پر اعتماد کرنا ضروری اور لازمی ہے۔ نہ صرف لینن بلکہ ماؤزے تونگ، فیڈل کاسترو، ہوچی منہ اور دیگر مارکسی رہنماؤں نے بھی یہی سمجھا اور اس پر عمل بھی کیا اور اس کا نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ اب اگر مارکسزم کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ ''ریاست کے اقتدار پر قبضہ کرو اور اسی کے اندر رہ کر عوام کی بہتری کیلئے جو کچھ کر سکتے ہو کرو اور اسی ریاست کے ذریعے دنیا بھر میں اسی طرح کے انقلابات کرتے جاءو اور قوموں کے حقوق کا نعرہ لگا کر عوام کی آزادیوں کیلئے جانفشانی کرو اور پھر سوشلزم کا نعرہ دیکر لوگوں سے ''امن، زمین اور روٹی'' کے نام وہی آزادیاں چھین کر انہیں بھیڑ بکریوں کی طرح اپنی مرضی سے ہانکنا شروع کرو'' تو یہ سلسلہ ظاہر ہے کہ ایک دن ''رد انقلاب'' بن کر ملبے کی صورت میں آپ کے اوپر ہی گرنا ہے اور پھر ظاہر ہے کہ آپ اسی طرح اس ملبے میں دب جائیں گے جس طرح دنیا کے اندر ''آثار قدیمہ'' کی صورت میں سینکڑوں انسانی معاشرے اور تہذیبیں دبی ہوئی ہیں۔

طبقات اور طبقاتی نظام: ۔ جیسا کہ سرمایہ دار، جاگیردار اور اشرافیہ طبقے نے اقتدار اور اختیار کے بل بوتے پر ریاستی مشنری کی مدد سے طبقاتی نظام لاگو کیا ہوا ہے۔ جن کی حفاظت کیلئے ریاستی ادارے یعنی پارلیمنٹ (مقننہ)، عدلیہ، سکیورٹی ادارے اور میڈیا یہ

چاروں ادارے بمع خفیہ ایجنسیاں ہمہ تن موجود رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کیلئے لوٹ کھسوٹ، استحصال اور عوام کی دولت پر ہاتھ صاف کرنا بہت ہی آسان ہو جاتا ہے۔ بلکہ یہ بلا خوف و خطر ایسا کرتے ہوئے ہچکچاتے ہی نہیں۔ غریب اور پسے ہوئے لوگ ان کے آگے بے بس اور مجبور نظر آتے ہیں بلکہ ان کے رحم و کرم پر زندگی گذارتے ہیں۔ اب ان ہی اداروں اور اسی پرانی مشنری کے ذریعے اگر مارکسسٹ دنیا بھر میں انسانی سماج کو کمیونزم کی طرز پر چلانے کیلئے استعمال کریں گے تو لازمی طور پر ناکامی ان کا مقدر بنے گی اور بدنامی ان کے ساتھ سائے کی طرح چمٹ جائے گی اور پھر زندگی بھر اس بدنامی سے جان چھڑانے کیلئے اگر یہ لوگ وہی پرانی دھن کی راگنی گانے کا سلسلہ جاری و ساری رکھیں گے تو لازمی طور پر ریاست انہیں مزید بدنامی کی طرف دھکیلتی چلی جائے گی۔

سیاسی جماعتیں اور انارکزم: ۔ سیاسی جماعتوں میں چونکہ عہدے، اونچ نیچ، حاکمیت اور نابرابری ہوتی ہے اور لیڈر اپنے حاکمانہ طریقہ کار کی وجہ سے باقی عام لوگوں کو رعایا اور غلام سمجھتے ہیں لہٰذا انارکسٹ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس اہم معاملے پر انارکسٹوں کے سیاسی جماعتوں اور ان کے قائدین سے شدید اختلافات رہتے ہیں اور یہ ایک ایسا واحد نقطہ ہے جس پر نہ صرف سرمایہ دار بلکہ مارکسسٹ دونوں ہی انارکسٹوں کی مخالفت کے حوالے سے ایک پیج پر ہیں اور نظریئے کو بالائے طاق رکھ کر انارکسٹوں کے خلاف ہر قسم کی منفی پروپیگنڈہ ملکر کرتے رہتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں میں چونکہ عہدے اور اختیارات ہوتے ہیں اور ہر عہدے کے سامنے متعین اختیارات کا تذکرہ موجود ہے اس لیئے صرف انارکسٹ انہیں چیلینج کرتے ہیں اور ایک ایسی متبادل تنظیم فراہم کرتے ہیں جس میں نہ تو کوئی عہدے دار ہوتا ہے اور نہ ہی کسی فرد کے پاس کوئی اختیار ہوتا ہے۔ ایک دفعہ اختیار مل جانے سے فرد مطلق العنان بن جاتا ہے اور اس کو افراد پر حکم چلانے کی عادت پڑ جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ انارکسٹ اس قسم کے طرز عمل اور طریقہ کار کی مخالفت کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں میں عہدیداروں کے بعد سینٹرل کمیٹیاں، ایگزیکٹو کمیٹیاں،

پولٹ بیورو اور آخر میں عام کارکن ہوتے ہیں اور صرف یہ عام کارکن ہی بے اختیار ہوتے ہیں باقی عہدیدار ہوں یا سینٹرل اور ایگزیکٹو کمیٹیاں ہوں یا پولٹ بیورو ہو ان کے پاس اختیارات ہوتے ہیں اور وہ یہ اختیارات اپنے کارکنان اور خاص طور پر عوام پر چلاتے ہیں تاکہ کارکن ان کے احکامات کو مانتے ہوئے ان پر عملدرآمد کریں اور یوں ان کے حکم میں رہتے ہوئے کوئی اختلاف کرنے کی بھی جرءت نہ کرسکیں۔ یہ پورا عمل مفادات کے تحت گھومتا رہتا ہے۔ عام کارکن بھی اپنے مفادات کے حصول کی خاطر ان کے احکامات کو مان لیتے ہیں اور ان کے ایک حکم پر بقول ان کے جان دینے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ مارکسسٹ بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے اسی طرح کی سیاسی جماعتیں اور عہدے تشکیل دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب کارکن ان کے اس حصار اور سحر میں رہ کر ان کی ہر بات پر لبیک کہتے ہوئے ان ہی کے گرد اور ان ہی کے آگے پیچھے گھومتے رہیں گے۔ جو کوئی حکم نہ مانے اسے جماعت سے نکال باہر کرتے ہیں اور جو کوئی اختلاف کرتا ہے اس سے نمٹنے کیلئے اس سے عہدے چھین لیتے ہیں اور رکنیت ختم کردیتے ہیں اور ایسے شخص کو پارٹی کے اندر بلکل بھی برداشت نہیں کرتے۔ یہ کام کسی سیاسی عناد کے ساتھ ساتھ ذاتی یا انفرادی طور پر اختلاف ظاہر کرنے والوں کو سزا دینے کیلئے بھی کیا جاتا ہے۔ اس معاملے میں بے رحمانہ فیصلے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا اور اگر اس سیاسی جماعت کی حکمرانی ہو تو پھر مخالفت کرنے والے کارکن یا عہدیدار کو نہ صرف ہٹایا جاتا ہے بلکہ اسے سزا دینے کیلئے تنگ کرنے کا سلسلہ بھی شروع کیا جاتا ہے جس میں جھوٹے مقدمات قائم کرکے اسے جھکانا بھی شامل ہے اور پھر بھی وہ اتھارٹی کی مخالفت کرے تو اسے جان سے مار دیا جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ یہ کام ماضی میں ان ممالک میں بھی ہوا جہاں کمیونسٹ پارٹیوں کی حکومت رہی ہے۔ اتھارٹی نہ ماننے یا چیلینج کرنے والے کارکن ہوں یا بڑے اور چھوٹے عہدیدار ہوں انہیں کچلنا یا بھگانا ان سیاسی جماعتوں کا ایک اصول رہا ہے اور یہ اپنے ان اصولوں پر سختی سے کاربند رہتی ہیں تاکہ ان کی اتھارٹی کو چیلینج کرنے والا کوئی نہ ہو۔

عام انتخابات اور پارلیمنٹ: ۔ سرمایہ داری نظام میں عام انتخابات اور اس کے ساتھ جڑی ہوئی جمہوریت محض ایک ڈھونگ اور استحصال کا ایک طریقہ ہے اور یہ استحصالی نظام کو دوام بخشنے کیلئے ایک ایسا طریقہ کار ہے جو کہ صرف اور صرف بورجواژی اور سرمایہ دار طبقے کے مفادات کو دوام بخشتا ہے۔ اگر پارلیمنٹ ختم کرکے آمریت کو لایا جائے تب بھی بورجواژی طبقے کی اکثریت ان آمروں کے ساتھ وفاداری نبھاتی ہے بلکہ آمریت میں ان کے زیادہ مزے ہوتے ہیں۔ اگر کبھی کوئی فوجی آمریت بھی آجائے تو یہ اپنی پارٹی اور قیادت سے وفاداری بھول کر راتوں رات آمروں کے وفادار بن جاتے ہیں۔ ان کا مقصد، ان کے قوانین اور ان کے اصول صرف دولت جمع کرکے مزید طاقت حاصل کرنا اور عوام کو دبانا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں آمریت ہو یا جمہوریت دونوں میں ان کے مفادات کو ہر ممکن تحفظ حاصل رہتا ہے۔ خطرے کی صورت میں یہ سودہ بازی کرکے بیرون ملک چلے جاتے ہیں اور دوبارہ وقت اور موافق حالات دیکھ کر واپس آتے ہیں۔ ان کیلئے وطن یا حب الوطنی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ الیکشن واحد طریقہ ہے جو انہیں مناسب اور بہتر لگتا ہے۔ ایما گولڈ مین نے بلکل ٹھیک ہی کہا ہے کہ ”اگر انتخابات مسائل کا حل ہوتے تو اشرافیہ طبقہ کب کا اس پر پابندی لگا چکا ہوتا“ ۔ الیکشن کے اخراجات اتنے بڑھائے جاتے ہیں کہ ایک عام آدمی الیکشن لڑنا تو دور کی بات اس میں حصہ لینے کیلئے سوچنے سے بھی گھبراتا ہے۔ تاہم اگر کوئی اتفاق سے بااصول آدمی الیکشن جیت بھی جائے تو پہلے اسے لالچ اور خوف دیکر اپنا طرفدار اور وفادار بناتے ہیں ورنہ اسے تنگ کرکے اس کا حشر خراب کردیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب انارکسٹ عام انتخابات اور الیکشن کو نہیں مانتے تو اس میں حصہ بھی نہیں لیتے! ۔ اس کے برعکس انارکسٹ بلدیاتی انتخابات پر یقین رکھتے ہیں اور اس کے ذریعے انارکسٹ معاشرے کے قیام کیلئے کوششیں کرتے رہتے ہیں۔ اگر کسی خطے یا علاقے میں ایک بار انارکسٹ معاشرہ قائم ہو جاتا ہے تو اس کو ختم کرنا ممکن نہیں رہتا تاہم کئی ملکوں میں انارکسٹ معاشرے قائم ہو چکے ہیں مگر انہیں ختم کرنے کی کوششیں جاری رہتی ہیں اور ان

پر مختلف پابندیاں لگا کر انہیں تنگ کرنے کا عمل شروع کر دیا جاتا ہے۔ مگر اسے ختم کرنا اتنا آسان بھی نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود کبھی خصوصی قوانین تو کبھی سازشوں کے ذریعے انارکسٹ معاشرے کو ختم کرنے کیلیئے نئے نئے طریقے تلاش کیئے جاتے رہے ہیں۔ مگر یہ بہت ہی مشکل ہے کہ انارکسٹ معاشرے کو ختم کیا جا سکے جس کی ایک اچھی مثال کیتیلونیا ہے جہاں 83 سال بعد 2017 میں جب عوام کو ریفرینڈم کا موقعہ ملا تو انہوں نے انارکسٹوں کے حق میں 92 فیصد ووٹ دیکر ان کی مکمل حمایت کر دی۔

ریاست اور اس کی سرحدیں: ۔ انارکسٹ ریاست اور اس کی سرحدوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ ان کیلیئے پوری دنیا تمام انسانوں کیلیئے یکساں اور ان کے رہنے کی جگہ ہے۔ وہ ویزہ، پاسپورٹ اور اجازت ناموں کے مخالف ہیں اور اس طرح کی پابندیوں کو انسانی آزادی میں رکاوٹ تصور کرتے ہیں۔ ویسے بھی سرمائے نے سرحدوں کو کسی حد تک تو ختم ہی کر دیا ہے۔ انارکسٹوں کا ماننا ہے کہ جب جانوروں، پرندوں اور دیگر مخلوق کیلیئے اس قسم کی کوئی قید نہیں تو پھر

انسانوں کیلیئے یہ پابندیاں کیونکر لگائی گئی ہیں؟ جب سرمائے اور سرمایہ داروں کیلیئے پوری دنیا کھلی ہے اور کسی قسم کی رکاوٹ نہیں بلکہ انہیں بخوشی خوش آمدید کہا جاتا ہے تو پھر محنت کشوں اور ہنرمندوں کیلیئے اس قسم کی پابندیوں کا کیا مقصد ہے؟ سرمایہ سرحدوں کا محتاج نہیں بلکہ جب چاہے جہاں چاہے اپنے پنجے گاڑ رہا ہے اور ریاست اور حکومتیں اس کی آمد کو خوش بختی سمجھ رہی ہیں تو پھر عام آدمی کیلیئے روک ٹوک کیوں؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان پر روپے، پیسے اور دولت کو فضیلت حاصل ہے۔ اس طرح کی قدریں سرمایہ داری نظام کو اہمیت دیتی ہیں اور عام انسان کیلیئے تضحیک اور توہین کا باعث بنی ہوئی ہیں جس کی وجہ سے ان کا خاتمہ ضروری ہے اور ایسا کیئے بغیر انسانی ترقی ممکن نہیں!!

فوج، پولیس اور سکیورٹی ادارے: ۔ انارکسٹ فوج، پولیس اور دیگر سکیورٹی اداروں کو ریاست کا دلال اور سرمایہ داروں کا محافظ اور ایجنٹ سمجھتے ہیں۔ یہ ادارے

کبھی بھی سرمایہ داروں اور اشرافیہ طبقے کے خلاف نہیں جاتے حالانکہ ان میں بھرتی ہونے والے زیادہ تر لوگ غریب طبقے سے تعلق رکھتے ہیں مگر ان کی تربیت اس طرح کی جاتی ہے کہ یہ اپنے آقا کا حکم ماننے تک محدود اور مجبور ہیں اور جو آقا کا حکم نہیں مانتا اس کو سزا دینے کے ساتھ ساتھ بے روزگاری، بدحالی اور ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیئے تاریخی طور پر یہ غریب عوام اور کمزور طبقات کو کچلنے کا کردار ادا کرتے رہے ہیں۔ ریاست عوام کے ٹیکس سے ان کی ضروریات پوری کرتی ہے مگر یہ عوام کے کنٹرول میں کبھی نہیں رہتے بلکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ضروریات ریاست اور سرمایہ دار طبقہ پوری کر رہا ہے۔ ان اداروں کو کبھی بھی اشرافیہ طبقے کے خلاف استعمال میں نہیں لایا جاتا یہاں تک کہ سابقہ سوویت یونین میں بھی ان اداروں نے "مارکسی ریاست" کو بچانے کے بجائے اپنا تاریخی کردار ادا کرتے ہوئے "دوما" پر بمباری کی اور گولے برسائے اور اس طرح انہوں نے سوویت یونین کو دوبارہ طشتری میں رکھ کر سرمایہ داروں کو پیش کرنے میں اپنا کردار ادا کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ریاست کبھی بھی محنت کشوں کی نہیں ہوتی کیونکہ یہ بنائی گئی ہی محنت کے استحصال اور محنت کش طبقے کو کچلنے کیلیئے ہے۔

انسانی حقوق اور آزادی: ۔ مارکسزم اور مارکسی ریاست میں انسانی حقوق اور انسانی آزادی کی کوئی ضمانت نہیں۔ جب تک شہری مارکسی ریاست اور مارکسی حکمرانوں کے وفادار ہوتے ہیں تب تک وہ قابل قبول ہوتے ہیں مگر جیسے ہی مارکسی حکمرانوں اور ریاست کے جبر کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو انہیں کچلنے کیلیئے ریاست وہی ظالمانہ ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے جو سرمایہ دار اور جاگیردار ریاست اور ان کے حکمران کرتے ہیں۔ یہ سب اسٹیٹسکو (Statuseque) کے قائل ہوتے ہیں اور کبھی نہیں چاہتے کہ عوام غلامانہ زندگی سے نکل کر آزادانہ زندگی میں داخل ہوں۔ ریاست اپنے شہریوں کو سیدھا کرنے کیلیئے تشدد سمیت ہر قسم کے حربے اختیار کرتی ہے۔ یہ معاملہ انسانی آزادیوں اور ان کے وقار کیلیئے انتہائی ذلت کا موجب بنا ہوا ہے مگر اقتدار اور اختیار پر قابض لوگ اسی کو جمہوریت اور

معاشرے کو درست کرنے کا موزوں طریقہ سمجھتے ہیں۔اس میں وہ ریاستیں بھی شامل ہیں جہاں مارکسزم نافذ ہے، بلکہ وہاں تو حالت اور بھی خراب ہے۔ چین پر بھی سابقہ سوویت یونین کی طرح انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں اور انسانی حقوق کی پامالی کے الزامات لگائے جاتے رہے ہیں۔ تیامن اسکوائر میں ہونے والے قتل عام پر تو چین پر مغربی ممالک اور امریکہ کی جانب سے زبردست تنقید ہوتی رہی ہے۔ اگر دیکھا جائے تو اس بات میں صداقت بھی ہے۔ خود برطانیہ کے ممتاز شاعر ادیب اور دانشور برٹرینڈ رسل نے بھی یہ بات دھڑلے سے کہی ہے کہ انسانی حقوق اور آزادی کی ضمانت صرف انارکزم ہی فراہم کرتا ہے۔ حالانکہ برٹرینڈ رسل کا تعلق برطانیہ کے مارکس وادی ادیبوں میں ہوتا تھا۔ دراصل انارکزم میں کوئی اتھارٹی موجود نہیں اس لیئے انسانی آزادیوں پر قدغن لگانے کی کسی میں ہمت بھی نہیں۔ بلکہ انارکزم خود ہی ہر اس آزادی کی حمایت کرتا ہے جو کہ کسی اور کی آزادی میں رکاوٹ نہ بنے۔ یہی وجہ ہے کہ ممتاز کمیونسٹ کارکن کامریڈ باکونن نے کہا ہے کہ ” سوشلزم کے بغیر آزادی استحقاق اور ناانصافی ہے جبکہ آزادی کے بغیر سوشلزم غلامی اور بربریت ہے“ ۔ یہی انارکزم کی وہ طاقت ہے جس کا توڑ نہ تو سرمایہ داری نظام اور نہ ہی مارکسزم میں ہے۔ سوویت یونین میں اکتوبر انقلاب کے بعد خود لینن کی سربراہی میں سینٹرل کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ فی الحال کسی کو بھی حکومت مخالف بات کرنے یا حکومت پر تنقید کرنے پر پابندی ہو گی اور پھر یہ پابندی اسٹالن سمیت تمام مارکسی حکمرانوں کے دور میں لاگو رہی۔ غلامی کو زنجیروں کو اتار پھینکنا انسانی عظمت اور ہر انسان کا بنیادی حق بھی ہے اور بالآخر 1991 کے اواخر میں مارکسی قید خانہ بکھر ہی گیا۔

سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کا خاتمہ: جس طرح سرمایہ دار اور ان کے گماشتے سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام کی حمایت کرتے ہیں اسی طرح انارکسٹ اس کی مخالفت میں تحریکوں کے ذریعے عوامی ابھار سے اس کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ انارکسٹ فوری طور پر سرمایہ داری اور جاگیرداری کا خاتمہ کرکے زمینیں اور کارخانے عوام کے

حوالے کرتے ہیں جبکہ مارکسسٹ زمینوں اور کارخانوں کو ”سرکاری تحویل میں لے کر“ ریاست کے حوالے کردیتے ہیں اور اس طرح ریاست چونکہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا ہتھیار ہوتی ہے تو وہ وقت آنے پر دونوں چیزیں یعنی کارخانے اور زمینیں دوبارہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو کسی نہ کسی شکل میں واپس کردیتی ہے۔ یوں زمینوں اور کارخانوں کو حکومت اور ریاست کی ملکیت میں لینے اور چند دہائیوں بعد انہیں دوبارہ سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے حوالے کرنے کا نہ ختم ہونے والا یہ سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے جس طرح کہ سوویت یونین اور اس کے اتحادی مشرقی یورپ کے ممالک میں ہوا۔ جہاں خون خرابے کا سلسلہ اکتوبر انقلاب کے بعد بھی نہ رک سکا اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کو لینن کی ”نیو اکنامک پالیسی“ کے نتیجے میں کچھ وقت تک کیلئے ریلیف مل گیا مگر مزدوروں کی ریاست میں ”مزدوروں، محنت کشوں اور کسانوں“ کو کسی قسم کا ریلیف نہ ملا۔ ”ایک بڑی صفائی ضروری ہے“ کا سلسلہ شروع ہوا اور اس طرح ”گریٹ پرج (Great Purge) کے نام پر لاکھوں کسانوں اور مزدوروں کو قتل کرکے یہ ”عظیم صفائی“ کا فریضہ بھی سرانجام دیا گیا۔ اس طرح عمل کے میدان میں مارکسزم ” پسے ہوئے طبقات کو مزید رگڑا“ دینے کا موجب بنا جس کی وجہ سے آپ اور ہم نے دیکھا کہ لینن کے رد انقلاب کے نتیجے میں کسی ایک بھی محنت کش یا کمیونسٹ پارٹی آف سوویت یونین کے کسی کارکن نے بالشویک انقلاب کو بچانے کیلئے ایک منٹ کیلئے بھی مزاحمت نہ کی اور اگر چند کارکنان نے زبان کو لگا تالا پہلی بار توڑ کر کچھ بولنا چاہا تو الٹا ریڈ آرمی انہیں ڈرا دھمکا کر خاموش کرتی رہی، جبکہ ان کو اسی کمیونسٹ پارٹی نے یہ کہہ کر نکال دیا کہ ”یہ بات سر عام بولنے کیلئے تم نے پارٹی سے اجازت نہیں لی تھی!!“ ۔ سوویت یونین کی ”ریاست“ نے وہی کام کیا جو اس کا تاریخی فریضہ بنتا ہے اور اس نے سرمایہ داری اور اشرافیہ کو دوبارہ کھڑا کرنے کیلئے کھل کر ساتھ دیا۔ لہٰذا سابقہ سوویت یونین میں اگر کوئی بہتری ہوئی بھی تو اس میں محنت کشوں کا لہو شامل تھا۔

اتھارٹی اور غلامی سے انکار: انارکسٹ ہر قسم کے اختیار اور انسانی غلامی کے مخالف ہیں اور ان دونوں خرابیوں اور برائیوں کے خلاف جدوجہد کو اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔ امریکہ میں جہاں غلامی کے خلاف جدوجہد ہوئی تو اس جدوجہد میں سب سے بڑا حصہ انارکسٹوں کا رہا ہے۔ ممتاز انارکسٹ اور "آٹھ گھنٹہ ڈیوٹی لیگ" کے سربراہ اور سرگرم انارکسٹ جناب البرٹ پارسنز نے غلامی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ میں سب سے زیادہ حصہ ڈالا۔ انارکسٹ جنگوں کے بھی شدید ترین مخالف رہے ہیں۔ جب پیٹر کروپوتکین نے "مینیفیسٹو آف سکسٹین" کے تحت عالمی جنگ دوئم میں اتحادیوں کی حمایت کی تو دنیا بھر کے انارکسٹوں نے اس عظیم کارکن کو بھی نہ بخشا اور اس کا سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ مگر اس کے برعکس جب کامریڈ روزہ لکسمبرگ شہید نے پہلی عالمی جنگ کی مخالفت کی تو نہ صرف اسے جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا تھا بلکہ اس کا وہ حشر کیا گیا کہ وہ کہیں کی نہ رہی اور مجبور ہو کر اسے "اسپارٹکس لیگ" کے نام سے اپنا الگ گروپ بنانا پڑا۔ اسی طرح انارکسٹ ریاستی دہشتگردی سمیت ہر قسم کی دہشتگردی اور نسلی، مذہبی اور لسانی امتیاز سمیت ہر قسم کے امتیاز کے شدید ترین مخالف رہے ہیں اور یہ بات اور ہے کہ بعد ازاں سرمایہ داروں نے بھی "دہشگردی اور نسلی امتیاز" کی مخالفت شروع کی مگر آج دیکھیئے کہ وہ اس سے خطرناک یعنی "مالیاتی دہشتگردی" کی وکالت کر رہے ہیں جس کے ذریعے انہوں نے کمزور ریاستوں کے حکمرانوں کو کرپشن کے راستے پر لگا کر ترقی کے نام پر ان کے وسائل کی بے دردی سے لوٹ کھسوٹ کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور اس کے دفاع میں تقاریر اور تحاریر کے ذریعے اپنے استحصال کو جائز کرنے کی تبلیغ بھی جاری رکھی ہوئی ہے۔

انارکزم کے دیگر بنیادی اصولوں میں براہ راست ایکشن، محنت کشوں سے یکجہتی اور محنت کشوں کی رضاکارانہ انجمنوں کا قیام شامل ہے۔ انارکسٹ ایسی تنظیم کے خلاف ہیں جو حکم چلاتی ہو، وہ انسانی درجہ بندی، سرمایہ داری، ریاست، نمائندہ جمہوریت، سوشلسٹ

ریاستوں، سامراج، گوروں کی بالادستی اور پدرانہ نظام کی مخالف کرتا ہے۔ ان کے عام اصولوں میں حکمرانی کی مخالفت کرنا، فری ایسوسی ایشن، امداد باہمی، حد درجہ مساوات پسندی اور حقوق نسواں کی حمایت کرنا شامل ہے۔ انارکسٹ معاشرے میں معروف عوامی اسمبلیاں، کونسلز، اتفاق رائے، براہ راست جمہوریت، امداد باہمی کا نظام، اجتماعیت پسندی، شراکت داری والی معیشیت اور گفٹ ایکنامی کے اصول ہوتے ہیں۔

انارکسٹ تحریک اور جدوجہد:۔ (Anarchist Movement and Struggle)

اس اہم ترین باب میں صرف چند انارکسٹ تحریکوں اور اہم انارکسٹ کارکنوں کی جدوجہد سے آگاہ کرنے کی جسارت کرتا ہوں، جنہوں نے انارکزم کے نظریئے اور جدوجہد کو مشعل راہ بنایا اور دنیا بھر کے انسانوں کو روشنی کی کرنوں سے منور کیا اور انارکزم کو شدید مخالفتوں کے باوجود ذریعہ نجات کے طور پر منوایا۔ ان کی جدوجہد کی بدولت انارکزم آج بنی نوع انسان کی آزادی اور ان کے تمام حقوق کی ضمانت دیتا ہے، جبکہ انسانذات کو کامیابی کی ایسی راہ پر ڈال دیا کہ ناکامی کا تصور ان کے "خیال وخواب" اور "وہم وگمان" سے بھی مٹ چکا ہے۔ نہ صرف ان کارکنان کی جدوجہد اور ان کی تحاریر نے سڑتے ہوئے سماج کی بدبو سے بچ نکلنے کا آسان نسخہ بھی تجویز کیا ہے بلکہ برابری کی یقینی ضمانت بھی انارکزم ہی فراہم کرتا ہے۔ میں یہاں چند معروف انارکسٹوں کے حالات زندگی اور ان کی جدوجہد کے بارے میں آپ کو آگاہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ آپ ان کی قربانیوں کے بارے میں بخوبی جان سکیں۔

جوزف پرودھون:۔ (1809-1865)

پائرے جوزف پرودھون کو انارکزم کا بانی سمجھا جاتا ہے، جس کی تعلیمات نے نہ صرف کامریڈ میخائیل باکونن، پیٹر کروپوتکین، کارل مارکس، کامریڈ فریڈرک اینگلز، جیمز گوئلامے، ایریکو ملاتستا، لیوس مشعل، ایما گولڈ مین، بھگت سنگھ، اشفاق اللہ خان اور دیگر انقلابیوں اور باشعور مفکرین پر سب سے گہرا اثر ڈالا بلکہ انارکزم کی تحریک کا باقاعدہ رخ متعین کیا۔ وہ 15 جنوری 1809 کو فرانس کے شہر بیسانکن میں پیدا ہوئے اور 19 جنوری 1865 کو پیرس میں انتقال کر گئے۔ جوزف پرودھون وہ پہلے شخص تھے جس نے پہلی بار اپنے آپ کو اعلانیہ انارکسٹ کہا۔ فروری 1848 کے فرینچ انقلاب کے بعد وہ فرانس کی پارلیمنٹ کے رکن بھی منتخب ہوئے۔ جہاں خود کو فیڈرلسٹ کے طور پر متعارف کرایا۔ وہ پروف ریڈر اور پرنٹر تھے اور کتب بھی شایع کرنے کا کام کرتے تھے۔ اس طرح وہ حقیقی معنوں میں پسے ہوئے مزدور تھے۔ انہوں نے اپنی پہلی کتاب " ملکیت کیا ہے ؟" (What is Property) میں لکھا کہ ملکیت چوری ہے۔ یہ کتاب 1840 میں شایع ہوئی تھی۔ جہاں اس کتاب نے فرینچ حکمران طبقے کو متوجہ کیا وہاں کامریڈ باکونن، کارل مارکس اور فریڈرک ایگلز بھی اس سے بہت متاثر ہوئے۔ مارکس نے اسے خط لکھے اور جلاوطنی کے دوران پیرس جا کر ان سے ملاقات بھی کی۔ بعد ازاں جب کامریڈ باکونن پیرس آئے تو انہوں نے بھی جوزف پرودھون اور کارل مارکس سمیت فرانس کے اہم فلسفیوں اور مفکرین سے ملاقات کی تھی۔ پرودھون اور مارکس کا تعلق تب ختم ہوا جب مارکس نے پرودھون کی کتاب "افلاس کا فلسفہ" (Philosophy of Poverty) کے جواب میں " فلسفے کا افلاس " (Poverty of Philosophy) کے نام سے کتاب لکھی۔ یہ تنازعہ انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن (محنت کشوں کی عالمی انجمن) میں انارکسٹ اور مارکسسٹ دھڑوں کے مابین اختلاف کا باعث بنا اور انٹرنیشنل کے دولخت ہونے کی شکل میں سامنے آیا۔ پرودھون نے ورکرز

ایسوسی ایشن یا کوآپریٹوز کے قیام اور انفرادی مزدور;47;کسان کو نجی ملکیت رکھنے یا زمین اور کام کی جگہوں کو قومیانے کی حمایت کی۔ ان کا خیال تھا کہ سماجی انقلاب پرامن طریقے سے بھی لایا جا سکتا ہے۔ اپنی کتاب " انقلابی کا اعتراف" (Confession of Revolution) میں جوزف پرودھون لکھتے ہیں کہ " انارکی "اقتدار اور حکومت کے بغیر" ہوتی ہے۔ جس بات سے انارکسٹ بعد ازاں بہت زیادہ متاثر ہوئے وہ "A" کا گول دائرے والا نشان ہے۔ انہوں نے سرمایہ داروں اور ان کے شراکت داروں پر انکم ٹیکس لاگو کر کے اس رقم سے نیشنل بنک قائم کرنے کی ناکام کوشش کی۔ انہوں نے کریڈٹ یونین (Credit Union) بھی قائم کی جو سود سے پاک قرضہ دیتی تھی۔ جوزف پرودھون کے والد کلاڈے فرانسوا مالی طور پر انتہائی کمزور تھے، جس کی وجہ سے وہ اپنے بیٹے کو تعلیم بھی نہ دلا سکے۔ تاہم ان کو کالج میں تعلیم دلانے کی کوشش کی اور کچھ پیسوں کا انتظام بھی کیا مگر پرودھون کے پاس کتابیں اور جوتے خرید کرنے کی سکت نہ تھی، جس کی وجہ سے کالج میں دوران تعلیم وہ اپنے امیر کبیر ہم کلاسیوں کے سامنے اپنی غربت پر نالاں رہتا تھا۔ اس کے باوجود اسے لکھنے پڑھنے کی بہت زیادہ خواہش تھی اور زیادہ وقت اسکول کی لائبریری میں گزارتا تھا۔ ان کی والدہ بچپن میں خود اس کو پڑھاتی تھیں۔ 1827ء میں انہوں نے پرنٹنگ کے شعبے میں تربیت حاصل کی۔ اگلے سال ایسٹر پر اپنے ایک ہم کلاسی کی پریس میں منتقل ہوئے۔ اس زمانے میں مذہب کی طرف رجحان بہت زیادہ ہوتا تھا اس لیئے پریس میں زیادہ تر مذہبی نوعیت والا مواد چھپائی کیلئے آتا تھا۔ وہ یہ مواد پڑھتے اور سوالات اٹھاتے، جنہوں نے اسے عیسائیت کو مسترد کرنے میں مدد دی۔ 1829 میں وہ مذہبی معاملات کے بجائے سماجی مسائل میں دلچسپی لینے لگے۔ اس دوران ان کی ملاقات چارلس فوریئر سے ہوئی، جو اپنی کتاب کی اشاعت کیلئے ان کی پریس میں آئے۔ اسے فوریئر سے مختلف سماجی اور فلسفیانہ مسائل پر بات کرنے کا موقع ملا۔ ان بحث مباحثوں کا ان کی زندگی پر گہرا اثر ہوا۔ اس دوران اس کی قربت گستاف فالوت نامی شخص سے ہوئی جو ایک امیر

صنعتکار خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ ان سے قربت کی وجہ سے پرودھون کو معروف ادیبوں اور مفکرین جن میں مائیکل ڈی ۔ موینتنے ، فرانسوا رابیلس ، جان روسو ، والٹیئر ، ڈینس دائیرات اور دیگر شامل ہیں ان سے ملاقاتیں کرنے کا موقع ملا اور ان سے بحث و مباحثوں میں حصہ لینے کا بھی موقع نصیب ہوا۔ بعد ازاں اسے سوئیٹزرلینڈ میں ایک پرنٹنگ اسکول میں ملازمت مل گئی۔ اس دوران ان کے امیر دوست فالوت نے اسے فلسفہ میں تعلیم کے حصول کیلئے مالی مدد کرنے کی پیشکش کی جو اس نے قبول کرلی۔ اسے فالوت کی جان پہچان والے شہری مفکرین سے ملاقاتوں کا موقع بھی ملا مگر وہ ان امراء کے درمیان خود کو پرسکون محسوس نہ کرتا۔ اس طرح وہ تنہا پڑھائی میں مصروف رہا۔ تاہم پیرس میں جب کالرا پڑا تو ان کا امیر دوست فالوت بیمار ہوگیا اور بیماری کی وجہ سے ان کی مالی امداد جاری نہ رکھ سکا۔ بعد ازاں گستاف فالوت کا 1836 میں انتقال ہوگیا۔ اس دوستی کی وجہ سے پائرے جوزف پرودھون کو کم از کم فلسفہ پڑھنے کا موقع ملا۔ ان کی ایک اور تحریر جس کا نام ''مالکان کو تنبیہ'' ہے، یہ فوریئر کوان کی طرف سے لکھا گیا ایک خط ہے، جو 1842 میں شائع ہوا۔ اس تحریر پر جوزف پرودھون کے خلاف مقدمہ بنا تاہم ججوں نے یہ کہہ کر اسے بری کردیا کہ یہ ایک ایسا فلسفہ ہے جسے وہ خود بھی سمجھ نہیں پارہے۔ 1846 میں جوزف پرودھون نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''افلاس کا فلسفہ'' لکھی جو آج تک انارکسٹوں اور مارکسسٹوں کے مابین وجہ اختلاف بنی ہوئی ہے۔ کارل مارکس نے اس کتاب کے رد میں اپنی کتاب ''فلسفے کا افلاس'' لکھی۔ مارکس چونکہ اس وقت معروف لکھاری نہ تھے اس لیئے پرودھون نے اسے کوئی خاص جواب نہیں دیا۔ پرودھون نے 1848 کے ''انقلاب فروری'' میں حصہ لیا اور رکن پالیمنٹ بھی بنے۔ جوزف پرودھون نے 1789 کے فرینچ انقلاب پر متعدد اعتراضات بھی کیئے اور کہا کہ عبوری حکومت پر آزاد خیال سیاستدانوں کا قبضہ تھا، جبکہ پرودھون انقلاب فرانس کے موقع پر سماجی اقتصادی تبدیلیاں لانے کے حق میں تھے۔ انقلاب فرانس جوزف پرودھون کی پیدائش سے 18 سال پہلے ہوا تھا۔ اس حوالے سے

جوزف پرودھون نے ''سماجی مسئلے کا حل'' نامی کتاب لکھی، جس میں انہوں نے مزدوروں کے مابین باہمی مالی تعاون کا نمونہ پیش کیا۔ اسے یقین تھا کہ اس پر عملدرآمد کے نتیجے میں سرمایہ کاروں سے معاشی تعلقات کا کنٹرول مزدوروں کو منتقل ہو جائے گا۔ اس منصوبے کا مرکزی نقطہ ایک بنک قائم کرکے انتہائی آسان شرائط پر قرضہ جات فراہم کرنا اور سون کے رہن رکھنے کے بدلے رقومات کو نوٹوں کی شکل میں دینا شامل تھا۔ دوسری فرینچ جمہوریہ (1848-1852) کے دوران جوزف پرودھون کی صحافتی شعبے میں لکھی گئی تحاریر کا عوام پر گہرا اثر ہوا۔ وہ ایک ساتھ چار اخبارات میں لکھتے رہے۔ وہ مسلسل حکومت پر تنقید کرتے رہے اور قرضہ جات اور تبادلوں میں اصلاحات پر زور دیا۔ وہ 4۔ جون 1848 میں ہونے والے انتخابات میں کامیاب ہوئے اور ڈپٹی منتخب ہوئے۔ جوزف پرودھون کو فرینچ بادشاہ نیپولین بوناپارٹ کی تضحیک کرنے کی پاداش میں 1849 سے 1852 تک قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں۔ 1858 سے 1862 تک وہ بیلجیم میں جلاوطن رہے۔ تاہم 1863 میں فرانس واپس آئے۔ باکونن کے مطابق جوزف پرودھون پہلے شخص تھے، جس نے اپنی تصنیف ''ملکیت کیا ہے؟'' میں اپنے آپ کو انارکسٹ کہا ہے۔ انہوں نے انارکی کی وضاحت بھی کی اور کہا کہ '' جو مالک (Master) کے بغیر آزاد ہو'' ۔ پرودھون نے یہ بھی کہا کہ انسان چاہتا ہے کہ انصاف میں مساوات ہو۔ اسی طرح معاشرہ انارکی چاہتا ہے۔ انہوں نے 1849 میں اپنی تصنیف '' انقلابی کے اعتراضات'' میں لکھا ہے کہ اگر کوئی میرے اوپر ہاتھ رکھ کر حکم چلائے تو وہ '' غاصب اور ظالم'' ہے اور میں اسے اپنا دشمن سمجھتا ہوں۔ 1851 میں لکھی گئی اپنی شہرہ آفاق تصنیف '' انقلاب کا عمومی تصور'' میں جوزف پرودھون نے لکھا ہے کہ '' معاشرہ بغیر حکومت'' کے ہونا چاہیئے۔ انہوں نے لکھا کہ '' حکمرانی کرنے کا مطلب نظر رکھنا، مشاہدہ کرنا، جاسوسی کرنا، ہدایت کرنا، قوانین تھوپنا، شمار کرنا، باقائدہ بنانا ، اندراج کرنا، اپنے متعین اصولوں پر چلانا، تبلیغ کرنا، قابو میں لانا، چکاس کرنا، اندازے لگانا

، قدر کرنا، یقینی بنانا، متنبہ کرنا اور دوسروں پر عبور رکھنا'' ہوتا ہے۔ جبکہ مخلوق کو ایک دوسرے پر ایسا کرنے کا کوئی حق نہیں اور یہ کوئی دانشمندی یا خوبی نہیں ہے۔ حکومت کا مطلب کارروائی کرنا، ہر لین دین کو نوٹ کرنا، رجسٹرڈ کرنا، گننا، ٹیکس لگانا، مہر ثبت کرنا، ناپ کرنا، تجزیہ کرنا، لائیسنس دینا، اختیار دینا، نصیحت کرنا، دور رکھنا، منع کرنا، اصلاح کرنا، درست کرنا اور سزا دینا ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ مفاد عامہ کے بہانے اور عوامی امنگوں کے نام پر شراکت، استحصال، نرمی، اجارہ داری، بھتہ خوری، نچوڑنے، دھوکہ بازی اور لوٹ مار کی شکل میں کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد معمولی مزاحمت یا شکایت پر دبانا، جرمانہ کرنا، بدنام کرنا، خوفزدہ کرنا، نشانہ بنانا، بے عزت کرنا، مارنا پیٹنا، غیر مسلح کرنا، پابند کرنا، جیل بھجوانا، فیصلہ کرنا، سزا دینا، گولی مارنا، بے دخل کرنا، قربان کرنا، فروخت کرنا، دھوکہ دینا، تاج پہنانا، ولی عہد بنانا، طنز کرنا، تمسخر اڑانا اور مشتعل کرنا۔ '' یہ حکومت ہے'' ۔'' یہ اس کا انصاف ہے'' اور یہ اس کی ''اخلاقیات ہے'' ۔ انہوں نے '' ملکیت کیا ہے؟ '' میں لکھا کہ ''ملکیت ایک طرح سے چوری ہے۔ ناممکن چیز ہے، آمریت ہے اور ملکیت کام سے گلوخلاصی ہے'' ۔ جب پرودھون یہ کہتا ہے کہ ملکیت چوری ہے تو اس سے اس کی مراد جاگیردار اور سرمایہ دار کی جانب سے مزدور کی محنت اور اس کا اجورہ چوری کرنا ہے۔ پرودھون نے کہا کہ سرمایہ دار کا ملازم اور اس کا ماتحت استحصال زدہ ہوتا ہے۔ اس کی مستقل حالت فرمانبرداری ہے۔ پرودھون کے مطابق ملکیت کا جائز ذریعہ صرف محنت ہے۔ جو جس کا پیدا کرنے والا ہے وہ اس کی ملکیت ہے، اس سے آگے کچھ نہیں۔ پرودھون نے مزدوروں کی خود انتظامی کی وکالت کی اور ذراءع پیداوار کی نجی ملکیت ہونے کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ پیداوار کا حق مخصوص اور متعین ہے۔ جبکہ ذراءع پیداوار کا حق اجتماعی ہے۔ اس کا اطلاق زمین پر کیا جانا چاہیئے۔ زمین ایک اجتماعی چیز ہے اور اسی طرح کام کی جگہیں بھی اجتماعی ہیں اور کوئی اس پر مخصوص حق نہیں جتا سکتا۔ انہوں نے دلیل دی کہ جب معاشرے نے زمین کی ملکیت یا پیداواری ذراءع حاصل کیئے تو اس کے استعمال، اس

کے کنٹرول کرنے اور انہیں چلانے کا اجتماعی حق (معاشرے کی نگرانی میں) حاصل کر لیا۔ انہوں نے مارکس پر کسی قسم کی تنقید نہیں کی کیونکہ مارکس اس دور میں مقبول نہ تھے۔ تاہم انہوں نے اپنے دور کے آمریت پرست سوشلسٹوں بالخصوص لیوئس بلانکی (جرمن کمیونسٹ) پر تنقید کی اور کہا کہ لیوئس بلانکی نہ تو کیتھولک ازم، نہ ہی بادشاہت اور نہ ہی نوابی کو چاہتا ہے۔ اس کے برعکس وہ ایک خدا، ایک مذہب، ایک آمریت، سنسرشپ، درجہ بندی، تفریق اور عہدہ داری پر یقین رکھتا ہے۔ میں ان کے خدا، آمریت، پابند خود مختاری، منصفانہ ریاست اور صوفیانہ نمائندگی کو مسترد کرتا ہوں۔ پرودھون کی کتاب '' ملکیت کیا ہے؟ '' کو پڑھنے کے بعد نوجوان مارکس اس بات پر آمادہ ہوئے کہ '' نجی ملکیت کا خاتمہ'' ہونا ضروری ہے۔ مارکس نے اپنی ایک پہلی تصنیف '' مقدس خاندان'' میں لکھا ہے کہ پرودھون نے پرولتاریہ کے حق میں لکھا اور خود بھی پرولتاری تھے۔ فرنیچ پرولتاریہ پر ان کا کام سائنسی منشور ہے۔ تاہم انہوں نے پرودھون کے '' انارکزم'' سے اتفاق نہیں کیا۔ مارکس نے بعد میں '' فلسفے کا افلاس'' لکھ کر پرودھون کے '' افلاس کے فلسفے'' کو مسترد کیا۔ تمام تر مصائب اور خرابیاں یہیں سے شروع ہوئیں۔ پرودھون نے اپنے ایک خط میں انقلاب سے متعلق مارکس کے نقطہ نظر سے اختلاف کیا اور کہا کہ کامیابی کیلئے ''پارٹی'' یا ''تنظیم'' کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ سماجی اصلاحات کے ذراءع کے طور پر ہم انقلابی اقدامات کو موخر نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس قسم کے اقدامات کو محض ان قوتوں کو اپیل، ثالثی کرنا یا مختصر یہ کہ ایک تضاد ہی کہا جا سکتا ہے۔ پرودھون آمریت، فوج اور جنگ کے خلاف تھے۔ انہوں نے کہا کہ جنگ کو ختم کرنے اور معاشی توازن لانے کیلئے محنت کش ہی کافی ہیں۔ رابرٹ ہوفمین نے بھی لکھا ہے کہ جنگ پر تحفظات کرنے سمیت اسے تنقید کا نشانہ بنانے سے بھی جنگ کا خاتمہ ممکن ہے اور اس کا حتمی نتیجہ جنگ کے متروک ہونے کی شکل میں نکلے گا۔ پرودھون کے مطابق '' میوچل ازم'' کے تحت نہ کوئی قومیت اور نہ ہی وطنیت باقی رہے گی۔ سیاسی لحاظ سے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہاں صرف پیداوار اور

پیدائش کی جگہیں ہونگی۔ انسان کا رنگ و نسل کوئی بھی ہو وہ کائنات کا مکین تصور ہوگا۔ شہریت کچھ نہیں انسان جہاں چاہے بلا روک ٹوک آزادی سے رہ سکتا ہے۔ یہ اس کا آفاقی حق ہے۔ پرودھون نے 1860 میں ہر قسم کی آمریت کو مسترد کرتے ہوئے لکھا کہ وہ ہمیشہ سے جمہوریت پسند، جمہوری اور لین دین کے معاملے میں سوشلسٹ ہیں۔ معروف انارکسٹ تاریخدان پروفیسر جارج ووڈکاک نے پرودھون کی اس تجویز کو مسترد کیا ہے کہ ہر شہری کو ایک یا دو سال کیلئے ملیشیا میں خدمات انجام دینی چاہئیں۔ جوزف پروھون کا مشہور قول ہے کہ اگر معاشرہ خیال پرستوں کے ہاتھوں میں چلا گیا تو وہ لمحہ بلمحہ زوال کی طرف چلا جائے گا۔ (یہ صورتحال ایران اور ترکی میں پیش آئی)۔

لیوس مشعل۔۔۔۔(Louise Michel -1830-1905)

”اگر تم بزدل نہیں ہو تو مجھے سزائے موت دو“ ۔۔۔ یہ الفاظ پیرس کمیون میں خواتین کی برگیڈ کی نڈر سالار خاتون انارکسٹ لیوس مشعل کے ہیں جو انہوں نے کورٹ مارشل ہونے کے بعد پہلی بار پیشی پر جج کے سامنے سر اونچا کرکے کہے، جسے دنیا ”Red Virgin“ یعنی لال کنوار کے نام سے بھی یاد کرتی ہے۔ وہ 29۔ مئی 1830 کو فرانس میں پیدا ہوئیں اور 10۔ جنوری 1905 کو فرانس کے شہر مارسیل میں انتقال کر گئیں۔ ان کی آخری رسومات میں ایک لاکھ 20 ہزار سے زیادہ افراد نے شرکت کی۔ وہ پہلی محنت کش انارکسٹ خاتون ہیں جو پیشے کے اعتبار سے استانی تھیں۔ ممتاز صحافی بریان ڈورتی نے لیوس مشعل کو فرانس میں انارکی کی ”عظیم ہستی“ قرار دیا ہے۔ وہ اپنی والدہ ماریان مشعل کی غیر قانونی اولاد تھیں اور اس کی پرورش اس کی دادی شارلوٹ اور دادا چارلس ایتائین دیماس نے کی اور انہیں لبرترین تعلیم دلائی، جن کے انتقال کے بعد انہوں نے استانی کی تربیت مکمل کی اور قرب و جوار کے اسکولوں میں پڑھاتی رہیں۔ انہوں نے

1885 میں پیرس میں اپنا اسکول کھولا جہاں وہ ترقی پسند اور جدید تعلیم دیتی تھیں۔ وہ پیرس کی ریڈیکل سیاست میں سرگرم ہوئیں۔ انہوں نے شاعری شروع کی اور وکٹر ہوگو سے خط و کتابت بھی کرتی رہیں۔ ان کے ساتھیوں میں آگسٹ بلانکی، جولیس ویلز اور تھیوفائیل فیرے جیسے ترقی پسند لوگ شامل تھے۔ وہ 1869 میں خواتین کے حقوق کی تحریک میں شامل ہوئیں جس میں وہ خود اور پال منک، ایلسکا منسیت اور کیرولین ڈی براءو ماریہ دیرسمیس شامل تھیں۔ اس گروپ نے لڑکیوں کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی۔ 1870 میں مشعل نے ممتاز صحافی وکٹر نائر (Victor Noir) کی آخری رسومات میں شرکت کی اور کہا کہ وکٹر نائر کی موت کو شاہی حکومت کو گرانے کیلئے استعمال نہ کرنے پر اسے افسوس ہے۔ وکٹر نائر کو بادشاہ نپولین بوناپارٹ کے بھانجے پائرے بوناپارٹ نے بادشاہت کی مخالفت کرنے پر گولی مار کر قتل کردیا تھا۔ جب پیرس کمیون ہوا تو وہ نیشنل گارڈز میں شامل ہوئیں اور اسے ”مونتمارتے خواتین وجیلنس کمیٹی“ کی سربراہ کے طور پر منتخب کرلیا گیا۔ انہوں نے پیرس کمیون میں قائدانہ کردار ادا کیا۔ 1871 میں وہ فرینچ حکومت کے خلاف مسلح جدوجہد میں شامل ہوگئیں۔ وہ پیرس کمیون کے دو جنگجوؤں فیرے (Ferre) اور راءول ریگالت (Raoul Rigault) کی قریبی ساتھی بن گئیں۔ جنہوں نے اسے فرانس کی قومی حکومت کے چیف ایگزیکیوٹو اڈولف تھیئرس (Adolphe Thiers) کو قتل کرنے کے منصوبے سے بعض رکھا۔ خواتین کا پیرس کمیون میں کردار بہت ہی قابل ستائش ہے اور ان سب میں لیوس مشعل کا کردار ناقابل فراموش ہے۔ پیرس کمیون کی ناکامی کے بعد اسے گرفتار کرکے کورٹ مارشل کیا گیا اور دسمبر 1871 میں چھٹی وار کونسل کے سامنے پیش کیا گیا۔ ان پر حکومت کو گرانے کی کوشش کرنے، شہریوں کو مسلح کرنے کی ترغیب دینے اور خود یونیفارم پہن کر اسلحہ استعمال کرنے کے الزامات عائد کیئے گئے۔ انہوں نے انتہائی دلیری کے ساتھ کورٹ سے مخاطب کرکے کہا کہ ”اگر تم بزدل نہیں تو مجھے سزائے موت دے دو“ ۔ ان کا مزید کہنا

تھا کہ ہر وہ دل جو آزادی کیلئے دھڑکتا ہے اس کے پاس آگے بڑھنے کے سوا کوئی راستہ نہیں لہٰذا میں نے وہی کچھ کیا۔

تاہم اسے دیگر 20ہزار ساتھیوں سمیت ملک بدر کر کے فرینچ کالونی کے جزیرے نیو کلدونیہ (کالا پانی) کی جیل بھیج دیا گیا۔ نیو کلدونیہ کی جیل میں اسے خاتون انارکسٹ نتھالی لیمیل (Nathalie Lemel) کے ساتھ ایک ہی لوہے کے پنجرے میں قید رکھا گیا اور وہ ان کی صحبت میں انارکسٹ بن گئیں۔ نتھالی لیمیل بھی محنت کش تھیں اور وہ بک بائینڈر کا کام کرتی تھیں۔ 8۔ سال تک نیو کلدونیہ میں رہنے کے دوران انہوں نے مقامی ''کناک لوگوں'' سے دوستی پیدا کی اور ان کی زبان بھی سیکھی اور انہیں فرینچ زبان میں تعلیم بھی دی۔ نتھالی لیمیل سے مل کر وہ کناک لوگوں کی جنگ آزادی بھی لڑتی رہیں اور ان میں فرانس سے آزادی لینے کیلئے بغاوت بھی پھیلائی۔ 1880 میں فرینچ صدر کی جانب سے عام معافی کے اعلان کے بعد لیوس مشعل واپس پیرس پہنچیں اور انہوں نے 21نومبر 1880 کو ایک جلسہ عام سے خطاب کیا اور پورے یورپ میں انقلابی سرگرمیاں شروع کیں۔ لیوس مشعل نے 1881 میں لندن میں ہونے والی انارکسٹ کانگریس میں بھی شرکت کی، جہاں انہوں نے مظاہروں کی قیادت کی۔ انہوں نے خواتین کے حقوق کی تحریک ''سفرا گیٹ'' کی سرگرم رہنما مسز ایملین پنکھرسٹ (Emmeline Pankhurst) کے گھر رسل اسکوائر میں ہونے والے اجلاس میں شرکت کی اور وہاں ان کی تقریر سے ایملین اور رچرڈ پنکھرسٹ کی صاحبزادی سیلویا پنکھرسٹ بہت زیادہ متاثر ہوئیں۔ انہوں نے فرانس کے زیر تسلط نیو کلدونیہ میں قید الجزائر کے بے دخل سیاسی کارکنوں کی رہائی اور وطن واپسی کیلئے پیرس اور دیگر شہروں میں زبردست مظاہرے منعقد کیئے جس کے نتیجے میں انہیں رہائی ملی۔ مارچ 1883 میں انہوں نے پیرس میں بیکریوں سے بے روزگار کیئے جانے والے مزدوروں کی حمایت میں نکالے گئے احتجاجی مظاہرے میں پہلی بار ''سیاہ پرچم'' بلند کیا تو یہ پرچم تب سے ابتک

انارکسٹوں کا ''نشان'' بن گیا۔ اس مظاہرے میں ہنگامہ آرائی کے الزام میں لیوس مشعل کو چھ سال قید بامشقت کی سزا دی گئی۔ اسے 1886 میں رہائی ملی۔ 1890 میں اسے دوبارہ گرفتار کیا گیا۔ پولیس اسے بار بار گرفتار کر کے بالآخر تنگ آگئی اور اپنے آخری حربے کے طور پر اسے '' پاگل خانے'' میں پہنچایا، جہاں سے فرار ہو کر وہ لندن پہنچیں۔ وہ لندن میں چھ سال جلاوطن رہیں، وہاں انہوں نے ایک اسکول بھی کھولا جہاں میخائیل باکونن کی کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ وہ انگریزی کے انارکسٹ جرائد میں بھی لکھتی رہیں۔ مشعل کے اس اسکول کو مبینہ طور پر ان کے تہہ خانے سے بارود برآمد ہونے کا الزام لگا کر 1892 میں بند کر دیا گیا۔ انہوں نے سیباستیان فورے (Sebastien Faure) سے مل کر فرینچ زبان میں لندن سے ایک انارکسٹ جریدہ شایع کیا۔ لندن میں انارکسٹ کانگریس میں جب نوجوان ایما گولڈ مین کا سامنا لیوس مشعل سے ہوا تو وہ ان سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ اسے ''بلندی کی انتہا تک پہنچی ہوئی سماجی جبلت'' سے تعبیر کیا۔ مشعل کی زندگی کے سخت ترین حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایما گولڈ مین نے اسے خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ مشعل نے جس جبر، ظلم اور نامساعد حالات کا مقابلہ کیا اب ہر انارکسٹ چاہے گا کہ وہ اس سے بھی زیادہ مشکلات کا سامنا کرے'' اور ' 'جب انسانی جبلتیں اس طرح انتہا کو پہنچ جائیں تو ہر انارکسٹ اس شرط کا اصرار کرتا ہے کہ حالات چاہے مشعل کے دور کی طرح کتنے ہی خراب اور بدتر ہوں مگر وہ اور بھی ریڈیکل ہونگے اور خاموش نہیں رہیں گے'' ۔

مشعل نے پورے یورپ کا دورہ کیا اور ہر جگہ بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا۔ انہوں نے 1882 میں اپنا پہلا انارکسٹ ڈرامہ ''نادین'' اسٹیج کیا۔ وہ بہت ہی نامور شاعرہ بھی تھیں۔ ان کے پیرس کمیون کے شہداء ساتھیوں کیلئے لکھی گئی شہرہ آفاق نظم کو ہر اجتماع میں آج بھی سنایا جاتا ہے۔ اگر انقلاب اور وہ بھی مزدوروں کے انقلاب کو کسی عورت کی آنکھ سے دیکھنا ہے تو پھر آپ کو لیوس مشعل کی جدوجہد اور اس کی کتب خاص طور پر ان کی آپ بیتی ''ریڈ ورجن'' کا مطالعہ کرنا ہوگا۔ لیوس مشعل واحد انارکسٹ بااثر خاتون ہیں کہ انارکسٹ

ہونے کے باوجود کارل مارکس کو بھی کبھی ان پر تنقید کرنے کی جرءت نہ ہو سکی۔ کیونکہ کارل مارکس نے پیرس کمیون پر جو کتاب ''پیرس کی خانہ جنگی'' لکھی ہے وہ روس کی سوشلسٹ خاتون صحافی ایلزبیتھ دمتریف (Elizabeth Dmitrieff) کی پیرس سے بھیجی گئی رپورٹس کی بنیاد پر لکھی ہے، جبکہ ایلزبیتھ دمتریف پیرس میں مارچ 1871 میں پہنچیں جسے کارل مارکس نے ہی بھیجا تھا اور وہ کمانڈر لیوس مشعل کی قیادت میں تشکیل دی گئی ''خواتین کی بریگیڈ'' میں شامل ہو گئی تھیں اور انقلاب کی ناکامی کے بعد وہ فرار ہو کر واپس روس چلی گئی تھیں، ان رپورٹس کی بنیاد پر کارل مارکس نے لیوس مشعل کی شجاعت کی تعریف کی ہے۔ جب نیو کلدونیہ کی جیل سے کئی قیدیوں

نے اپنی رہائی کیلئے معافی نامے لکھے تو ایسے وقت میں بھی یہ لیوس مشعل ہی تھیں جنہوں نے ''معافی دینے کیلئے بنائی گئی کمیشن (Commission of Pardon) کو جو خط لکھا اسے پڑھتے ہی اراکین کمیشن کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور ایسا خط صرف لیوس مشعل ہی لکھ سکتی تھیں۔ انہوں نے لکھا کہ میں معافی (Pardon) لے کر جیل سے رہا ہونا نہیں چاہتی، میں صرف اسی صورت میں جیل کو خیر باد کہوں گی جب تمام قیدیوں کیلئے عام معافی (Amnesty) کا اعلان ہوگا۔ خاموش ہو جائیں!! میں معافی لفظ بھی سننا نہیں چاہتی۔ کمیونسٹ جدوجہد کو سمجھنے کیلئے لیوس مشعل کا یہ خط پڑھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا کمیونسٹ معاشی نظام کو سمجھنے کیلئے کارل مارکس کی کتاب ''داس کیپیٹل'' اور کمیون سسٹم کو سمجھنے کیلئے کامریڈ پیٹر کروپوٹکین کی کتاب ''میوچل ایڈ'' کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ انہوں نے یورپی ممالک میں لیکچر دینے، جلسے جلوسوں اور مظاہروں میں شرکت کرنے کے علاوہ کچھ اہم کتب بھی تحریر کی ہیں جن میں ان کی آپ بیتی ''ریڈ ورجن'' (Red Virgin) '' باغیانہ زندگی (Rebel Lives) دی نیو ورلڈ (The New World)، ''لا کمیون (La Commune) اور دیگر کتب شامل ہیں۔ لیوس مشعل نے اپنی آپ بیتی ''ریڈ

ورجن'' کیا لکھی وہ اسی ''ریڈ ورجن'' کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ دنیائے انارکزم کی ''ریڈ ورجن'' لیوس مشعل 10۔ جنوری 1905 کو نمونیا کی بیماری سے لڑتے ہوئے فرانس میں انتقال کر گئیں۔ اسے پیرس کے ''لیوالس پریت'' قبرستان میں دفن کیا گیا جہاں ایک کمیونٹی ان کی قبر کی باقاعدگی سے دیکھ بھال کرتی ہے۔ آج بھی اپنی جدوجہد اور اپنے نام کی طرح وہ یقینی انسانی برابری کیلئے ''مشعل راہ'' بنی ہوئی ہیں۔ لیوس مشعل کی شاعری آج بھی دنیا بھر کے انقلابیوں کا لہو گرمانے کیلئے کافی ہے۔ ان کی شاعری کا ترجمہ دنیا کی اکثر و بیشتر زبانوں میں ہو چکا ہے۔

میخائیل باکونن (1814-1876)

انارکسٹ تحریک کی تاریخ میں طویل جدوجہد کرنے، مشکلات، ملک بدری، بار بار جیل کی صعوبتیں برداشت کرنے اور تین بار سزائے موت کا سامنا کرنے کے باوجود اپنے موقف پر قائم رہ کر میخائیل باکونن (Mikhail Bakunin) نے ایک نئی تاریخ رقم کی ہے۔ ان کا تعلق روس سے تھا اور وہ اجتماعی انارکزم (Collective Anarchism) کے بانی سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے ''خدا اور ریاست'' (God and State) اور '' ریاستی نظام اور انارکی '' (Statism and Anarchy) سمیت کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔ ان کی جدوجہد، قربانیوں اور تحاریر کی وجہ سے انارکزم کی تحریک پر آج بھی ان کا گہرا اثر ہے۔ وہ زار شاہی کے دور میں روس کے بڑے نوابین میں شمار ہوتے تھے۔ وہ ماسکو اور جرمنی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد فرانس چلے گئے۔ جہاں پیرس میں معروف انارکسٹ پائرے جوزف پرودھون اور کارل مارکس سے ملاقات کی۔ وہ جوزف پرودھون کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئے۔ پولینڈ پر روسی قبضے کے خلاف تقاریر کرنے پر باکونن کو روس کے بادشاہ زار کے دباؤ پر پولینڈ بدر کیا گیا اور وہ پیرس آ گئے۔ 1849 میں اسے ڈریسڈن (موجودہ جرمنی) میں گرفتار کر لیا گیا

اوراسے واپس روسی حکومت کے حوالے کیا گیا۔ جہاں اسے سینٹ پیٹرس برگ کی جیل اور شلسبرگ قلعہ میں قید رکھا گیا۔ 1857 میں اسے مزید سزا کاٹنے کیلئے سائیبیریا بھیج دیا گیا۔ جہاں سے وہ فرار ہو کر پہلے جاپان اور بعد میں امریکہ چلے گئے۔ بعد ازاں وہ لندن پہنچے جہاں وہ الیگزینڈر ہرزن کے جریدے میں کام کرتے رہے۔ 1872 میں ہیگ میں ہونے والی فرسٹ انٹرنیشنل کی پانچویں کانگریس میں کارل مارکس نے سوشلزم لانے کیلئے ریاست کے استعمال کی حمایت کی تو میخائیل باکونن نے ریاست کے بجائے معاشرے کو خود کار انجمنوں اور رضاکار کمیون میں تبدیل کرنے کی وکالت کی۔ جس پر جاری اختلافات مزید گہرے ہوگئے۔ باکونن سوئیٹزرلینڈ میں مصروفیات کی وجہ سے خود اس کانگریس میں شریک نہ ہوسکے تھے اور ان کی عدم موجودگی میں کارل مارکس، فریڈرک اینگلز اور دیگر مارکسسٹوں نے باکونن اور ان کے دیگر ساتھیوں کو انٹرنیشنل سے نکال باہر کیا۔ باکونن پورے یورپ میں انارکسٹ تحریک میں سرگرم رہے۔ وہ مارکس کی پرولتاری ڈکٹیٹر شپ سمیت ہر قسم کی ڈکٹیٹر شپ کے مخالف تھے۔ پیٹر کروپوتکین اور پروفیسر نوم چومسکی سمیت کئی سرگرم انارکسٹ اور کمیونسٹ کارکنوں پر ان کا گہرا اثر ہے۔

باکونن کے والد میخائلووچ باکونن اٹلی اور فرانس میں روس کے سفیر رہے۔ رٹائرمنٹ پر اپنی خاندانی جاگیر سنبھال لی۔ میخائیل باکونن فوج میں افسر بھرتی ہوئے مگر وہاں ان کا دل نہ لگا۔ وہ ماسکو میں فلسفے کی تعلیم حاصل کرنے کے دوران گوءٹے اور ہیگل کو پڑھتے رہے۔ وہ جرمنی گئے اور وہاں ینگ ہیگلین سوشلسٹ گروپ میں شامل ہوگئے۔ انہوں نے ڈریسڈن میں لورینز وان ایسٹن کی کتاب " سوشلزم سے کمیونزم تک " کا مطالعہ کیا۔ ان کی سرگرمیوں کی وجہ سے روسی حکومت نے اسے وطن واپس آنے کو کہا تو باکونن نے انکار کیا جس کی وجہ سے اس کی ملکیت ضبط کرلی گئی۔ وہ زیورخ چلے گئے جہاں انہوں نے جرمن کمیونسٹ ولیم ویٹلنگ سے قربت پیدا کرلی۔ باکونن وہاں سے پولینڈ چلے گئے جہاں انہوں نے پولش قوم پرستوں سے قریبی رابطہ قائم کیا مگر جب ان قوم پرستوں

نے پولینڈ کی پرانی 1776 والی سرحدوں کی بحالی کا مطالبہ کیا تو ان کے قوم پرستوں سے اس بات پر اختلافات پیدا ہوئے۔ باکونن غیر پولش لوگوں کے حقوق کی بھی بات کرتے تھے۔ 1844 میں روس کے بادشاہ نکولس اول نے ان کی ملکیت ضبط کرلی اور " نواب " کا خطاب بھی واپس لے لیا۔ وہ ڈریسڈن میں بغاوت میں حصہ لینے کے الزام میں 13 ماہ تک جیل میں بند رہے، جس کے بعد مقدمہ چلا تو اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا، اس کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کردی گئی۔ اس کے بعد باکونن کو روس یا آسٹریا میں سے کسی ایک ملک کو حوالے کرنے کا فیصلہ کرنا تھا تاہم اسے آسٹریا کے حوالے کیا گیا جہاں پر باکونن کے خلاف گیارہ ماہ تک مقدمہ چلانے کے بعد اسے دوسری بار سزائے موت کا حکم سنایا گیا، بعد ازاں سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کردیا گیا۔ مئی 1851 میں آسٹریا کی حکومت نے اسے روس کے حوالے کردیا۔ جہاں اسے پہلے پیٹر اینڈ پال قلعے میں قید رکھا گیا ۔ اسے مزید چار سال سلسبرگ قلعے میں بند کیا گیا جہاں وہ قید تنہائی میں رہے۔ سینٹ پیٹرس برگ جیل میں قید رہنے کے دوران اسے دانتوں کی بیماری لاحق ہوگئی اور ان کے تمام دانت گر گئے۔ انہوں نے دوران قید بدترین حالات میں بھی یونانی دیومالائی کردار پرومیتھس (Prometheus) سے طاقت حاصل کی جسے انسانوں کو آگ سے روشناس کرانے کی پاداش میں دیگر خداءوں نے الٹا لٹکا کر ایک باز کو اس پر چھوڑ دیا تھا جو روزانہ اس کا جگر کھاجاتا تھا اور یہ خدا دوبارہ اسے نیا جگر لگا دیتے تھے۔ 1858 میں سائیبیریا میں نظر بندی کے دوران انہوں نے انتونینا ویا تکوسکا سے شادی کرلی، جن کا تعلق بھی موراویف کے نواب خاندان سے تھا۔ باکونن وہ روسی انارکسٹ کارکن تھے جنہوں نے پولینڈ پر روسی قبضے کے خلاف پولش عوام کی جانب سے شروع کی گئی مزاحمتی تحریک میں حصہ لیا۔ 1868 میں باکونن نے " فیڈرل ازم، سوشلزم اور فریڈم " کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا اور اس میں کہا کہ " آزادی کے بغیر سوشلزم ناانصافی اور استحقاق کے مترادف ہے، جبکہ سوشلزم کے بغیر آزادی اصل میں غلامی اور بربریت ہے "۔

1872 میں جب ہیگ میں ہونے والی فرسٹ ورکنگ مینز ایسوسی ایشن (فرسٹ کمیونسٹ انٹرنیشنل) کی پانچویں کانگریس میں کارل مارکس اور ان کے ساتھیوں نے باکونن اور پیٹر کروپوتکین پر بلاوجہ الزامات عائد کر کے انارکسٹوں کو انٹرنیشنل سے خارج کر دیا تو سرمایہ داروں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور وہ یہ سمجھے کہ اب کمیونزم دم توڑ دے گا مگر ان کی یہ خوشی اسی وقت دم توڑ گئی جب اگلے سال کامریڈ باکونن نے سوئیٹزرلینڈ کے شہر " سینٹ آمیر" میں ہیگ سے بھی بہت بڑی انٹرنیشنل کا انعقاد کیا۔ باکونن کی جدوجہد طویل ہے مگر اسے یہاں مختصر طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ان کی جدوجہد اور قربانیاں کارل مارکس، فریڈرک اینگلس اور لینن سے بہت زیادہ ہیں۔

جب کارل مارکس اور فریڈرک اینگلز نے کمیونسٹ مینیفیسٹو لکھ کر مکمل کیا تو اینگلز نے کہا کہ کمیونسٹ مینیفیسٹو میں انہوں نے کامریڈ باکونن کی جانب سے دی جانے والی تمام تجاویز کو شامل کر لیا ہے تاہم حقیقت یہ ہے کہ باکونن کی کئی اہم تجاویز کو نظرانداز کیا گیا۔ جس میں ریاست اور مذہب کے حوالے سے ان کی دی جانے والی تجاویز بھی شامل ہیں۔ بعد کے معروضی حالات نے باکونن کی تجاویز کو سچ ثابت کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ باکونن بہت بڑے عالم تھے اور نہ صرف ان کی عملی جدوجہد بلکہ ان کی قربانیوں اور قلمی کام کی وجہ سے اسے انارکزم کا " باوا آدم" کہا جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اگر باکونن نہ ہوتے تو انارکزم کی سچائی شاید اس دور میں واضع ہو کر سامنے نہ آتی کیونکہ ان کے مدمقابل کارل مارکس، فریڈرک اینگلز اور لیوئس بلانکی جیسے کمیونسٹ دانشور مارکسزم کیلئے برسرپیکار تھے۔ باکونن، مارکس کی پرولتاری آمریت کے شدید مخالف تھے جسے آج دنیا کی اکثر و بیشتر کمیونسٹ پارٹیوں نے اپنے منشور سے نکال دیا ہے اور یہ باکونن کی نظریاتی پختگی کی واضع فتح ہے۔ باکونن نے عملی جدوجہد کے ساتھ قلمی کام بھی کیا۔ ان کی دو کتب " ریاستی نظام اور انارکی" (Statism and Anarchy) اور " خدا اور ریاست" (God and State) کے علاوہ بہت ساری تحاریر آج بھی انقلابیوں کیلئے مشعل

راہ ہیں۔ جبکہ پیرس کمیون پر باکونن کی تصنیف " پیرس کمیون اور ریاست کا تصور" (Paris Commune and the Idea of State) پیرس کمیون پر لکھی گئی سب سے بہترین تحریر سمجھی جاتی ہے اور اسے دنیا بھر کی کئی زبانوں میں ترجمہ کیا گیا ہے۔ جبکہ ان کی کتاب " اسٹیٹزم اینڈ انارکی" کو دنیا کی بہت ساری یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ کامریڈ میخائیل باکونن کا انتقال بھی جلاوطنی کے دوران یکم جولائی 1876 کو سوئیٹزرلینڈ کے شہر برن میں ہوا اور اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ ان کی قبر پر نصب کتبے پر ان ہی کا قول درج ہے " ناممکن کو ممکن بنانے کی جدوجہد کے دوران انسان نے ہمیشہ وہی حاصل کیا جو ممکن ہے"۔

جان رڈولف راکر (1873-1958)

جرمن انارکسٹ، مصنف اور سرگرم کارکن رڈولف راکر (Rudolf Rocker) مارچ 1873 کو جرمنی کے شہر مینز میں پیدا ہوئے۔ ان کا ماننا تھا کہ سب سے پہلے انسان کی ذاتی اور سماجی آزادی کا تحفظ ہونا چاہیئے۔ ان کی تحاریر اور سرگرمیاں انارکو سنڈیکلسٹ تھیں۔ ان کے دادا نے 1848 کے انقلاب مارچ میں حصہ لیا تھا۔ ان کا خاندان جمہوری سوچ رکھنے والا اور فاشسٹ مخالف تھا۔ جب وہ چار سال کے تھے تو ان کے والد جارج فلپ راکر انتقال کر گئے۔ اس طرح ان کی پرورش ان کے چچا کارل رڈولف نومن نے کی جو سوشلسٹ پارٹی کے رکن تھے۔ اسکول کے زمانے میں ہی اس کے اپنے اساتذہ کے پڑھانے کے حاکمانہ طرز عمل سے نفرت ہو گئی اور اس طرح وہ پڑھنے میں کمزور طالب علم سمجھا جاتا تھا۔ راکر کی والدہ نے دوسری شادی کی اور اس سے اس کا ایک بھائی پیدا ہوا مگر اس سے ان کی کبھی نہ بن سکی۔ 1887 میں ان کی والدہ کا انتقال ہوا تو راکر کو کیتھولک یتیم خانے میں داخل کرا دیا گیا۔ وہ دوبار یتیم خانے سے بھاگے، پہلی بار تین رات بعد واپس آئے مگر دوسری بار 14 سال کی عمر میں اس وجہ سے بھاگے کہ کیتھولک یتیم

خانے والے اسے برتنوں کو قلعی کرنے کے کام پر لگانا چاہتے تھے۔ وہ بعد ازاں واپس آئے مگر اپنے چچا کا ٹاء پنگ کا کام اپنالیا۔ ان کے چچا کارل کی ایک لائبریری تھی جس میں ہر قسم کا سوشلسٹ مواد موجود تھا اور راکر نے وہیں کارل مارکس کا ''سرمایہ'' اور دیگر تحاریر پڑھیں اور سوشلسٹ فکر سے وابستہ ہوگئے۔ 1890 میں سوشلسٹ مخالف قوانین کے خاتمے کے بعد سوشلسٹ پارٹی کے اندر اس نئی صورتحال اور حکمت عملی پر بحث مباحثے ہوئے تو پارٹی میں ایک زیادہ ریڈیکل نوجوانوں کا گروپ بنا جو انقلاب کیلئے کوشاں ہوگئے۔ یہ نوجوان برلن، مدسبرگ اور ڈریسڈن میں زیادہ مضبوط تھے۔ اسی دوران راکر نے ایک ریڈنگ سرکل بنایا اور جرمن سوشلسٹ پارٹی کے رہنما جوسٹ پر تنقید کی تو اسے پارٹی سے نکال دیا گیا۔ جب اکتوبر 1891 میں برسلز انٹرنیشنل سوشلسٹ کانگریس ہوئی تو رڈولف راکر اس میں ہونے والے مباحثوں بالخصوص جرمن وفد کی جانب سے عسکریت پسندی کی نفی نہ کرنے کی وجہ سے سخت مایوس ہوئے۔ وہ ڈچ سوشلسٹ اور بعد میں انارکسٹ فکر اختیار کرنے والے فردینند دومیلا نوویینہیس (Ferdinand Domela Nieuwenhuis) سے بہت متاثر ہوئے جنہوں نے عسکریت پسندی کی شدید مخالفت کی۔ راکر ایک جرمن انارکسٹ کارل ہوفر کو جانتے تھے جو بیلجیم سے انارکسٹ مواد جرمنی بھجواتے تھے۔ کارل ہوفر نے کامریڈ میخائیل باکونن کی کتاب ''خدا اور ریاست'' اور پیٹر کروپوتکین کی کتاب ''انارکسٹ اخلاقیات'' اور ایک جریدہ ''آٹونومی'' فراہم کیا ۔ ان پر باکونن کا کافی اثر ہوا اور اپنی تقاریر میں ان کے انقلابی خیالات کا زیادہ تذکرہ کرنے لگے مگر وہ ابھی مکمل طور پر متاثر نہ تھے۔ اس کے برعکس اسے کروپوتکین نے زیادہ متاثر کیا۔ 1891 میں داجنگن کے تمام اراکین کو سوشلسٹ پارٹی سے خارج کیا گیا تو انہوں نے یونین آف انڈیپنڈنٹ سوشلسٹ (VUS) قائم کی اور راکر ان کے رکن بن گئے۔ انہوں نے مینز میں اس کا ایک سیکشن قائم کیا۔ 1891 میں وہ مزدوروں کے اجتماعات میں مسلسل تقاریر کرتے تھے۔ 18 دسمبر 1892 میں راکر نے بے روزگار نوجوانوں کے

ایک اجتماع سے خطاب کیا اور اس کے بعد آنے والے مقرر جو کہ مینز شہر سے تعلق نہ رکھتے تھے انہوں نے اپنے خطاب میں نوجوانوں کو مشورہ دیا کہ وہ امراء سے اپنا حق چھین لیں جس پر پولیس نے دھاوا بولا اور اس مقرر کو گرفتار کرلیا مگر راکر کسی طرح وہاں سے بچ نکلے۔ راکر ویسے بھی دیگر زبانیں اور نئے انارکسٹ خیالات کو جاننے کیلئے ملک چھوڑنے کا فیصلہ کر چکے تھے، اس لیئے وہ پیرس چلے آئے۔ پیرس میں وہ پہلے یہودی انارکسٹوں سے رابطے میں رہے اور ان کے ایک اجلاس میں شریک بھی ہوئے اور ان سے کافی متاثر تھے مگر وہ چونکہ یہودی نہ تھے اس لیئے یہ سلسلہ ترک کیا۔ بعد ازاں وہ انارکو سنڈیکلسٹ کی جنرل کنفیڈریشن آف لیبر سے رابطے میں آئے اور باقی عمر سنڈیکلسٹ کے ساتھ منسلک ہوگئے۔ 1895 میں فرانس میں انارکسٹ مخالف جذبات ابھرنے کی وجہ سے وہ لندن چلے گئے جہاں انہوں نے جرمنی واپس لوٹنے کیلئے جرمن قونصلیٹ سے رابطہ کیا جہاں اسے بتایا گیا کہ جرمنی واپس آنے پر اسے گرفتار کیا جائے گا۔ راکر کو لندن میں کمیونسٹ ورکرز ایجوکیشن یونین میں لائبریرین کی ملازمت مل گئی جہاں اسے لیوس مشعل اور ایریکو ملاتستا کو جاننے کا موقع ملا اور وہ ان سے متاثر ہوئے۔ انہوں نے یہودیوں کے گروپ آربیٹر فینٹ میں شمولیت اختیار کی اور وہاں باقاعدہ لیکچر دیتے رہے۔ وہاں اس کی یوکرین کی خاتون یہودی انارکسٹ ملی وٹکاپ سے دوستی ہوئی جو عمر بھر قائم رہی۔ 1897 میں جب ان کی ملازمت چلی گئی تو وہ اپنے ایک دوست کے مشورے پر ملی وٹکاپ کے ہمراہ نیویارک چلے گئے۔ تاہم ابتدا میں انہیں اس لیئے قبول نہ کیا گیا کیونکہ انہوں نے باقاعدہ قانونی طور پر شادی نہ کی تھی۔ انہوں نے قانونی شادی کرنے سے انکار کیا۔ راکر کا کہنا تھا کہ وہ دونوں پیار کے رشتے میں بندھے ہوئے ہیں جس کیلئے کسی قانون کی ضرورت نہیں اور یہ ان کا آپس کا نجی معاملہ ہے اور اس کی قانونی تصدیق کی ضرورت نہیں۔ ملی وٹکاپ کا کہنا تھا کہ پیار ہمیشہ آزاد ہوتا ہے اور جب وہ کسی بندھن میں بندھ جائے تو اسے عصمت فروشی کہتے ہیں۔ کمشنر جنرل نے انہیں شادی کرنے کا مشورہ دیا اور انکار پر ان دونوں کو واپس اسی سمندری

جہاز میں لندن بھیج دیا گیا جس میں وہ امریکہ آئے تھے۔ لندن میں بے روزگاری کی وجہ سے راکر کو لیورپول میں ایک یدش اخبار میں ایڈیٹر کی ملازمت مل گئی اور اس کے صرف آٹھ شمارے ہی نکل سکے تاہم اسے دوبارہ لندن میں یہودی گروپ آربیٹر فینٹ کے ایک اخبار میں ایڈیٹر کی ملازمت مل گئی۔ مگر اس اخبار کی مالی حالت کمزور تھی اور اسے زندگی گذارنے کیلئے ملی وٹکاپ پر انحصار کرنا پڑتا۔ لندن میں انہوں نے یدش زبان میں مارکسزم پر تنقیدی مضامین لکھے۔ 1899 میں ایما گولڈ مین لندن آئیں تو راکر ان سے ملے اور بہت متاثر ہوئے۔ ایما گولڈ مین نے آربیٹر فینٹ کی کمزور مالی حالت کا سنا تو اسے سہارا دینے کیلئے تین لیکچر کیئے مگر اس سے حاصل ہونے والے فنڈز ناکافی تھے۔ مارچ 1901 میں راکر نے اپنا جریدہ ''جرمینل'' جاری کیا جو زیادہ نظریاتی تھا اور یہ 1903 تک جاری رہا۔ جب لندن میں یہودی مخالف جذبات بھڑک اٹھے تو راکر ایک سال کیلئے لیڈز چلے گئے اور جب واپس آئے تو اسے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ آربیٹر فینٹ سرگرم تھی۔ 26 دسمبر کو لندن میں یہودی انارکسٹوں کی کانگریس ہوئی جس میں دوبارہ اخبار جاری کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو کہ لندن اور پیرس کے یہودی انارکسٹوں کی نمائندہ بنی اور راکر کو اس کا ایڈیٹر مقرر کیا گیا۔ روسی سلطنت میں جب کشینیف شہر میں یہودیوں کا قتل عام ہوا تو راکر نے لندن میں ان سے اظہار یکجہتی کیلئے احتجاجی مظاہرے کی قیادت کی جو لندن میں یہودیوں کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ راکر نے بعد ازاں لیڈز، گلاسگو اور ایڈنبرگ کا دورہ کیا اور وہاں اس موضوع پر لیکچر دیئے۔ 1904 میں لندن میں یہودی انارکسٹ تحریک اپنے عروج پر تھی اور 1905 میں جریدہ جرمینل کا دوبارہ اجراء کیا گیا جس کی اشاعت دو ہزار پانچ سو تھی جبکہ اور آربیٹر فینٹ کی اشاعت پانچ ہزار تھی۔ لندن میں ایک کلب بھی قائم کیا گیا جہاں راکر مسلسل لیکچر دیتے رہے۔ اسی وجہ سے ان کی کئی غیر انارکسٹ یہودیوں سے دوستی ہوئی جن میں یہودی فلسفی بر بوروچوف بھی شامل تھے۔ 1906 میں لندن میں گارمینٹ کے مزدوروں نے ہڑتال کی تو راکر اس میں شامل ہو گئے اور تقاریر کرتے تھے، مگر یہ ہڑتال

ناکامی سے دوچار ہوئی۔ 1907 میں ایمسٹرڈم میں انٹرنیشنل انارکسٹ کانگریس ہوئی جس میں ایریکو ملاتستا، الیگزینڈر شپیرو اور راکر سیکریٹری منتخب ہوئے تاہم یہ کانگریس 1911 تک چل سکی۔ 1907 میں وہ پیرس گئے جہاں انہوں نے فرانسسکو فیرر کو بارسلونا میں پھانسی کی سزا دینے کی مخالفت میں تقاریر کیں تو اسے فرانس بدر کیا گیا۔ 1912 میں لندن کے گارمینٹ کے درزیوں نے ہڑتال کی تو راکر اس میں سرگرم ہو گئے، یہ ہڑتال کامیاب رہی اور ان کے تمام مطالبات تسلیم کر لیئے گئے۔ 1914 میں پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی تو لندن کے بائیں بازو کے دانشوروں نے دعویٰ کیا کہ یہ مختصر جنگ ہو گی تاہم رڈولف راکر نے 7 اگست 1914 کو اپنی تقریر میں کہا کہ اس جنگ میں اتنا قتل عام ہو گا کہ دنیا نے پہلے کبھی نہ دیکھا اور نہ ہی سنا ہو گا۔ انہوں نے اس تنازعے کی مخالفت نہ کرنے پر سیکنڈ انٹرنیشنل پر زبردست تنقید کی۔ اس جنگ سے متعلق آربیٹر فینٹ میں راکر اور کروپوتکین کے مابین زبردست بحث مباحثے ہوئے کیونکہ کروپوتکین جنگ میں اتحادیوں کی حمایت کر رہے تھے۔ راکر کا کہنا تھا کہ ''ہم جن مقاصد کیلئے لڑتے آئے ہیں یہ جنگ ان کے متضاد ہے''۔ اس بیان کی اشاعت کے بعد 2 دسمبر 1914 میں راکر کو اتحادیوں کا دشمن قرار دیکر گرفتار کیا گیا۔ 1915 میں برطانیہ میں یہودی انارکسٹ تحریک آربیٹر فینٹ کو کچل دیا گیا جو کہ دوبارہ کبھی ابھر نہ سکی۔ 1918 میں قیدیوں کے تبادلے کے تحت راکر کو ریڈ کراس کے توسط سے نیدرلینڈ کے حوالے کیا گیا اور وہ معروف سوشلسٹ فردینند ڈومیلا کی رہائشگاہ پر ان کے مہمان بنے، جہاں وہ صحتمند ہوئے تو ملی وٹکاپ اور ان کے بیٹے فرمین بھی ان کے ساتھ آن ملے۔ وہ 1918 میں واپس جرمنی پہنچے جہاں فرز کاٹر (Fritz Kater) کی دعوت پر برلن میں فری ایسوسی ایشن آف جرمن ٹریڈ یونین (FVdG) کے قیام میں ان کی مدد کی جو کہ انارکو سنڈیکلسٹ تھی۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران یہ تنظیم غیر سرگرم رہی مگر زیر زمین کام جاری رکھا۔ راکر نے ''پرولتاری آمریت'' کی وجہ سے مارکسسٹوں کے ساتھ کسی بھی سطح پر اتحاد کرنے کی

مخالفت کی۔وہ جرمنی میں دوبارہ بیمار ہوگئے اور 1919 میں تقاریر کرنے کے قابل ہوئے ۔انہوں نے ایرفرت میں مزدوروں کو خطاب کرتے ہوئے جنگی مصنوعات تیار نہ کرنے پر زور دیا۔اسی دوران فری ایسوسی ایشن آف جرمن ٹریڈ یونین مقبول ہوتی چلی گئی اور ان کا مارکسسٹوں سے اتحاد بھی ختم ہوگیا۔ اس تنظیم کی بارہویں قومی کانگریس 30 دسمبر 1919 کو برلن میں ہوئی۔ اس تنظیم کا نام تبدیل کرکے فری ورکرز یونین آف جرمنی رکھا گیا۔ جس نے سیاسی پارٹیوں اور پرولتاری آمریت کو بورجوازی خیال قرار دیکر مسترد کیا ۔تاہم زمین کی عوامی ملکیت، ذراءع پیداوار اور خام مال کی وکالت کی گئی، جبکہ قومی ملکیت میں لینے (قومیانے) اور کمیونسٹ ریاست کے تصور کو بھی مسترد کیا گیا۔ راکر نے قوم پرستی کو خارج ازامکان قرار دیا اور اسے جدید ریاست کا نیا مذہب کہا اور تشدد کی مخالفت کی ۔انہوں نے براہ راست عمل (Direct Action) اور کارکنوں کو تعلیم دینے کی حمایت کی۔ میونخ۔ سوویت جمہوریہ کے ابھار کے دوران گستاف لاندر (Gustav Landauer) کے موت کے بعد راکر نے کروپوتکین کی تحاریر کی جرمن اشاعت کی ایڈیٹنگ کا کام سنبھالا۔ 1920 میں سوشل ڈیموکریٹ وزیر دفاع گستاف نوسکے نے بائیں بازو کو کچلنا شروع کیا اور راکر اور فرز کاٹر کو جیل میں ڈالا۔ دوران حراست راکر نے کاٹر کو انارکزم پر قائل کرلیا جو اس وقت بھی کسی حد تک سوشل ڈیموکریٹ تھے۔ 1920 میں فری ورکرز یونین آف جرمنی کی انٹرنیشنل کانفرنس ہوئی جس کے نتیجے میں دسمبر 1922 میں اس کا نام تبدیل کرکے انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن (IWA) رکھا گیا۔ آگسٹن سوچی (Augstin Souchy) ، الیگزینڈر شپیرو (Alexander Schapiro) اور راکر کو اس کا سیکریٹری منتخب کیا گیا اور اس کے اغراض و مقاصد رڈولف راکر نے تحریر کیئے۔ 1921 میں انہوں نے "روسی کمیونسٹ ریاست کا دیوالیہ" کے نام سے ایک پمفلیٹ شایع کیا اور بتایا کہ کس طرح سوویت یونین میں عوام کی انفرادی آزادیوں کو کچل دیا گیا ہے اور 12 اپریل 1918 سے انارکسٹوں کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا

آغاز کیا گیا ہے۔اس کے برعکس انہوں نے کرونڈت بغاوت اور شمالی یوکرین میں نیسترماخنو کے اقدامات کو سراہا۔ 1924 میں انہوں نے انارکسٹ جان موسٹ (Johan Most) کی سوانح عمری شایع کی۔ راکر نے انارکسٹ تاریخ دان میکس نتالو کو اس بات پر آمادہ کیا جس کے بعد انہوں نے 1925 میں انارکزم کی تاریخ تحریر کی۔ 1921 میں جرمنی میں انارکسٹ اراکین کی تعداد ایک لاکھ 20 ہزار تھی تاہم اس کے بعد اس میں کمی آنا شروع ہوئی۔ راکر نے اسے جرمنوں کی فوجی تنظیم کی طرف رغبت قرار دیا اور مارکسسٹوں کو مورد الزام ٹھہرایا کہ وہ ان ہی طرح فاشسٹوں کو جواب دیتے ہیں۔

1925 میں راکر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "قوم پرستی اور ثقافت" لکھنا شروع کیا جو 1937 میں شایع ہوا۔ 1925 میں وہ شمالی امریکہ کے دورے پر روانہ ہوئے جہاں انارکوسنڈیکلسٹ گروپ نے ان کی پذیرائی کی اور انہوں نے امریکہ اور کینیڈا میں انارکوسنڈیکلزم کا بنیاد رکھا۔ 1926 میں جب جرمنی واپس آئے تو قوم پرستی اور فاشزم کی بڑھوتری پر شدید فکر لاحق ہوئی۔انہوں نے 1927 میں میکس نتالو کو لکھا کہ ہر قوم پرستی مزنی (Giuseppe Mazzini) سے شروع ہوتی ہے مگر یہاں پر یہ مسولینی (Mussolini) کے سائے میں پل رہی ہے۔ 1929 میں راکر نے گلڈ آف لبرترین بلیوفائیل کے نام سے اشاعت گھر کی بنیاد رکھی اور الیگزینڈر برک مین، ولیم گاڈوین، ایرک مسم اور جان ہینری میکے کی کتب کی اشاعت شروع کی۔ اسی سال وہ لیکچر دینے اسکنڈینیویا گئے جہاں وہ انارکوسنڈیکلسٹ تحریک سے خاصے متاثر ہوئے۔ 1930 کے عام انتخابات میں نازی پارٹی نے 18 فیصد سے زیادہ یعنی 60 لاکھ ووٹ حاصل کیئے تو راکر کو سخت فکر لاحق ہوئی۔ ان کا کہنا کہ اگر ایک بار نازی اقتدار میں آگئے تو ہمارا حشر لاندر اور ایزنر جیسا ہوگا جو جرمن۔ سوویت ریپبلک انقلاب کے دوران مخالفین کے ہاتھوں مارے گئے تھے۔ 1931 میں رڈولف راکر نے میڈرڈ میں ہونے والی انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن میں شرکت کی۔ فروری 1933 میں جرمن پارلیمنٹ کو آگ لگانے کے بعد نازی جرمنی

میں اقتدار پر قابض ہوگئے۔ جس کے بعد راکر اور وٹکاپ نے جرمنی چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ کچھ یوم بعد انہیں ایرک مسم کی گرفتاری اور 1934 میں اس کی ہلاکت کی خبر ملی۔ انہوں نے ایرک مسم کی جدوجہد اور مشکلات و مصائب پر ایک پمفلیٹ شایع کیا۔ راکر 8۔مارچ کو سوئیٹزرلینڈ کے شہر باسل پہنچے۔ دو ہفتے بعد دونوں راکر اور وٹکاپ فرانس پہنچے جہاں انہوں نے ایما گولڈ مین کا ساتھ دیا۔ مئی میں دونوں میاں بیوی لندن واپس آگئے۔ انہوں نے پیرس میں IWA کے غیر معمولی اجلاس میں شرکت کی جس میں یہ طئے ہوا کہ انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن کا جریدہ جرمنی اسمگل کیا جائے گا۔ 26۔مارچ 1933 میں راکر اپنی اہلیہ وٹکاپ کے ہمراہ نیو یارک، امریکہ منتقل ہوگئے۔ اکتوبر میں راکر نے امریکہ اور کینیڈا کا دورہ کیا اور نسل پرستی، فاشزم، آمریت، انگلستان، یدش اور جرمنی میں سوشلزم سے متعلق لیکچر دیئے۔ اسے امریکہ میں بہت سارے یدش زبان بولنے والے یہودی کامریڈ مل گئے جو لندن سے امریکہ ہجرت کرکے چلے گئے تھے۔ انہوں نے یدش کے انارکسٹ جریدے ”فری آربیٹر اسٹیم“ میں لکھنا شروع کیا۔ جب اسپین میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو انہوں نے ”اسپین سے متعلق سچ“ لکھا جو امریکہ سے شایع ہونے والے انارکسٹ جریدے میں شایع ہوا۔ انہوں نے 1937 میں ”سانحہ اسپین“ لکھا۔ اس کے بعد وہ اور وٹکاپ نیو یارک سے 50 میل دور لبرترین کمیون ”موہیگان کالونی“ منتقل ہوگئے۔ 1937 میں ان کی کتاب ”قوم پرستی اور ثقافت“ شکاگو کے کامریڈوں کی مدد سے شایع ہوئی۔ تین جلدوں میں یہ کتاب بارسلونا سے ہسپانوی زبان میں شایع ہوئی جو کہ انارکسٹوں کا مضبوط گڑھ ہے۔ راکر نے اپنی اس کتاب میں دعویٰ کیا کہ ثقافت اور اقتدار لازماً عداوتی تصورات ہیں اور ”نئے انسانی سوشلزم“ کی وکالت کی۔ راکر نے اس کتاب میں ریاست کی حقیقت کو مذہب میں تلاش کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ ”تمام سیاست کا دارومدار مذہب کے حتمی نتیجے پر ہے“، دونوں (ریاست اور مذہب) اپنے تخلیق کرنے والے کو غلام بناتے ہیں اور دونوں ثقافتی ترقی کا ذریعہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ اپنے

اس ماڈل کو انسانی تاریخ پر لاگو کرتے ہیں اور وسطی دور، نشاۃ ثانیہ، روشن خیالی اور جدید سرمایہ دارانہ معاشرے سے لے کر سوشلسٹ تحریک کا تجزیہ کیا۔ 1938 میں راکر نے انارکسٹ فکر کی تاریخ شایع کی۔ 1939 میں ایک بڑا آپریشن ہونے کے باعث راکر نے دیگر مصروفیات منسوخ کردیں، اسی سال ”راکر پبلیکیشن کمیٹی“ تشکیل دی گئی جس نے ان کی کتب کا ترجمہ کرکے شایع کرنے کا کام انجام دیا۔ اسی دور میں کئی دوست جن میں الیگزینڈر برک مین، ایما گولڈ مین، میکس نتالو و دیگر انتقال کرگئے جبکہ کئی احباب نازی کنسنٹریشن کیمپس میں بند تھے۔ راکر نے پہلی عالمی جنگ میں اتحادیوں کی حمایت کرنے پر اپنے استاد پیتر کروپوتکین کی مخالفت کی۔ تاہم راکر نے دلیل دی کہ دوسری عالمی جنگ میں اتحادیوں کی کوششیں منصفانہ ہیں جس سے آزادیوں کے اقدار کو تحفظ ملے گا، تاہم ہر ریاست کی ترتیب اس طرح بنائی گئی ہے کہ وہ عوام کا معاشی استحصال کرنے میں معاون ہو۔ دوسری عالمی جنگ کی حمایت کرنے پر امریکہ کے بہت سارے انارکسٹ راکر سے ناراض ہوگئے جو کہ کسی بھی جنگ کی حمایت نہیں کرتے تھے۔ جنگ کے خاتمے پر جریدہ ”فری آربیٹر اسٹیم“ میں امریکہ سے اپیل کی گئی کہ وہ جرمن انارکسٹوں کی مدد کریں اور امریکہ سے جرمنی کے انارکسٹوں کیلئے بڑے پیمانے پر پارسل بھیجے گئے۔ 1947 میں راکر نے جرمنی کی صورتحال پر ایک کتابچہ تحریر کیا، جس میں جرمنی میں دوسری انارکسٹ تحریک کے ناممکن ہونے کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ جنگ کے بعد یہ پہلی انارکسٹ تحریر تھی جو جرمنی میں تقسیم کی گئی۔ راکر کے خیال میں جرمن نوجوان جو کہ فاشزم سے راغب یا سچائی سے دور تھے لہٰذا نئی نسل کا انتظار کرنا ہوگا جو انارکسٹ تحریک کو آگے بڑھائے گی۔ مگر اس کے برعکس 1947 میں سابقہ (FAUD) کے اراکین نے فیڈریشن آف لبرترین سوشلسٹس (FFS) کا بنیاد رکھا۔ راکر نے ان کے جریدے کیلئے لکھنا شروع کیا جو 1953 تک شایع ہوتا رہا۔ راکر نے 1949 میں ایک اور اہم تحریری کام ”امریکہ کی آزادی کے بانیان“ لکھا جو مضامین کی صورت میں تھا، جس میں امریکہ کی آزادی اور

انارکسٹ فکر کی تاریخ بیان کی گئی ہے۔انہوں نے اس خیال کو دفن کر دیا کہ امریکہ کی تاریخ اور ثقافت پر ریڈیکل خیالات بیرون ممالک سے آئے اور تارکین وطن نے درآمد کیئے ہیں ۔1953 میں راکر کی 80 ویں سالگرہ لندن میں منائی گئی جس میں البرٹ آئن اسٹائین، تھامس مین، ہربرٹ ریڈ اور برٹرینڈ رسل کے پیغامات پڑھ کر سنائے گئے۔ وہ 10۔ ستمبر 1958 کو موہیگن کالونی امریکہ میں انتقال کر گئے۔انہوں نے کئی اہم تحریری کام کیئے جن میں ''قوم پرستی اور ثقافت'' (Nationalism and Culture) ، انارکو سنڈیکلزم۔ نظریہ اور عمل (anarcho Syndicalism-Theory and Practice)، ''امریکہ کی آزادی کے بانیان'' (Pioneers of American Freedom)، سانحہ اسپین (Tragedy of Spain) اور انارکزم اور انارکو سنڈیکلزم (Anarchism and Anarcho-Syndicalism) شامل ہیں۔ جبکہ تین جلدوں پر مشتمل سوانح عمری بھی لکھی جو اسپین میں شایع ہوئی اور اس کا یدش زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

بوناوینچر ادرونتی۔۔ Buenaventura Durruti (1896-1936)

اسپین کے عظیم انقلابی انارکسٹ شہید بوناوینچر ادرونتی 14 جولائی 1896 کو اسپین کے شہر لیئن(;76 (eon; میں ریلوے میں کام کرنے والے مزدور کے گھر میں پیدا ہوئے ۔ان کے ایک بھائی اکتوبر 1934 میں استوریا میں ہونے والی بغاوت میں اور دوسرے بھائی انقلاب اسپین میں میڈرڈ کے محاذ پر فاشسٹ افواج کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے ۔انہوں نے 14 سال کی عمر میں ریلوے میں ٹرینی مکینک کے طور پر کام شروع کیا۔ وہ اپنے والد کی طرح سوشلسٹ یونین جنرل ڈیل ٹرابا جو ڈورز تنظیم میں شامل ہو گئے۔انہوں نے 1917 کی ریلوے کی ہڑتال میں بھی حصہ لیا جس میں فوج کے ہاتھوں 70 محنت کش شہید ہو گئے، پانچ سو زخمی ہوئے اور دو ہزار کو مقدمہ چلائے بغیر جیلوں میں قید کیا گیا۔

کامریڈ دروتی اسپین سے فرار ہو کر فرانس پہنچے جہاں ان کا اسپین کے پناہ گزین انارکسٹوں سے میل جول ہوا۔چار سالہ جلاوطنی ترک کر کے وہ 1920 میں واپس اسپین چلے آئے۔ جہاں انارکسٹ پیرا ملٹری گروپ تشکیل دیا جس نے 1921 میں اسپین کے بادشاہ الفانسو تیرہویں پر قاتلانہ حملہ کیا۔انقلاب اسپین میں ان کا کردار انتہائی شاندار تھا اور انہوں نے وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ انقلابی کامریڈ اسے ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ان کا تعلق انارکو سنڈیکلسٹ سے تھا اور وہ کانفیڈریشن نیشنل ٹراباجو **(Confederation National del Trabajo)** یعنی CNT اور فیڈریشن انارکسٹا آئبریکا (Federation Anarchista Ibrica) یعنی **FAI** سے وابستہ رہے اور محنت کشوں کی ان دونوں مشہور و معروف تنظیموں میں کام کرتے رہے۔

کامریڈ دروتی کی سیاسی زندگی میں اہم موڑ اس وقت آیا جب Confederation National del Trabajo (CNT) نے اسے بارسلونا بھیجا جہاں حکومت نے انتہائی ظالمانہ طریقے سے انارکسٹوں کو کچلنے کا سلسلہ شروع کیا ہوا تھا۔ کئی انارکسٹوں کو پھانسی دی گئی، ہزاروں کو جیلوں میں بند کیا گیا۔ جب 1923 میں میگوئل پریمو ڈی ریورا نے اقتدار پر قبضہ کیا تو دروتی اور ان کے ساتھیوں نے بارسلونا اور فرانس سے ملنے والی سرحد پر فوجی بیرکوں پر حملے کیئے مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ جس کی وجہ سے اپنے دیگر ساتھیوں فرانسسکو اسکاسو اور جان گاشیا اولیور کے ہمراہ لاطینی امریکہ فرار ہو گئے۔ جہاں وہ کیوبا، چلی اور ارجنٹینا میں سرگرمیاں کرتے رہے۔ کامریڈ دروتی جلد ہی واپس اسپین آ گئے اور بارسلونا اور اسپین کے دیگر کئی علاقوں میں CNT اور FAI جیسی سرگرم انارکسٹ تنظیموں میں کام کرنے لگے۔ دروتی اور ان کے ساتھیوں کی مسلح جدوجہد کے نتیجے میں جنرل گوڈیڈ بارسلونا میں اقتدار پر قبضہ کرنے میں بری طرح ناکام رہے۔ اتارازانا فوجی بیرکوں پر حملوں میں دروتی کے قریبی ساتھی کامریڈ اسکاسو فرانسسکو شہید ہو گئے۔ 24 جولائی 1936 کو دروتی نے اپنے تین ہزار مسلح انارکسٹ ساتھیوں کے

ہمراہ بارسلونا سے سارگوزا تک رسائی حاصل کی۔ان کا ایک مقولہ بہت مشہور ہوا کہ " ہم ہر چیز کو ترک کر سکتے ہیں مگر فتح کو نہیں" ۔

کامریڈ بوناوینچرا دروتی کا اسپین کی جنگ آزادی میں بہت بڑا کردار رہا ہے۔ وہ جنرل فرانکو کے خلاف جنگ میں ہر اول دستے کی حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ اسپین میں انارکسٹ تحریک کو فروغ دینے اور محنت کش طبقے کو حقوق دلانے میں کامریڈ دروتی نے بہت زیادہ جانفشانی کا مظاہرہ کیا اور آج اسپین میں انارکسٹ تحریک کی کامیابی اور اس کی ترویج میں اگر کسی کا سب سے زیادہ اور نمایاں کردار ہے تو وہ کامریڈ دروتی ہیں۔ وہ 12 نومبر 1936 کو اپنے ایک انارکسٹ ساتھی کی درخواست پر ایراگون سے میڈرڈ پہنچے۔ یہ اسپین میں خانہ جنگی کا دور تھا اور کامریڈ دروتی کو اس لیئے میڈرڈ آنے کی درخواست کی گئی تھی تاکہ وہ شہر کو جنرل فرانکو کے قبضے سے بچا سکیں۔ 19 نومبر 1936 وہ کو میڈرڈ میں گولی لگنے سے شہید ہو گئے۔ عام خیال یہ ہے کہ کسی دشمن کے سپاہی نے اسے ٹارگیٹ کر کے قتل کیا۔ گولی اس کی دل میں لگی تھی اور وہ دوسرے دن یعنی 20 نومبر 1936 کو دوران آپریشن انتقال کر گئے۔انتقال کے وقت ان کی عمر 40 سال تھی۔اسے کیتلونیا کے دارالحکومت بارسلونا میں انتہائی اعزاز کے ساتھ دفن کیا گیا۔

بھگت سنگھ : ۔(1907-1931) برصغیر پاک و ہند میں انارکسٹ تحریک کے حوالے سے کامریڈ بھگت سنگھ کا نام سب سے اہم ہے، جنہوں نے انگریز سامراج سے آزادی کی جنگ لڑتے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا۔ جب اسے پھانسی دی گئی تو ان کی عمر صرف 23 سال تھی، تاہم اپنی بہادری اور اپنے نظریئے کے ساتھ سچائی کی وجہ سے بھگت سنگھ آج بھی آزادی کے متوالوں کی ذہنوں میں زندہ ہیں۔ 1928 کو لاہور میں ہونے والے ایک احتجاجی مظاہرے پر لاٹھی چارج کے دوران برصغیر کے ایک نامور سیاسی رہنما لالہ لجپت رائے پولیس کے تشدد میں شدید زخمی ہوئے اور بعد ازاں دوران

علاج اسپتال میں انتقال کر گئے۔اس کا بدلہ لینے کیلئے بھگت سنگھ اور ان کے ساتھی شیوارام راج گرو نے لاٹھی چارج کا حکم دینے والے پولیس سپرنٹینڈنٹ جیمز اسکاٹ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا، تاہم اتفاق سے اسسٹنٹ پولیس سپرنٹینڈنٹ جان سونڈرس ان کی گولیوں کا نشانہ بنے اور ہلاک ہو گئے۔ برطانوی پولیس نے پورے علاقے کو گھیرے میں لیکر تلاشی شروع کر دی۔ مگر قاتلوں کا پتہ لگانے میں ناکام ہو گئی اور اس طرح بھگت سنگھ اور راج گرو بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔اس کے بعد بھگت سنگھ اور ان کے ایک ساتھی بٹوکشور دت نے 8۔اپریل 1929 کو دہلی میں مرکزی قانون ساز اسمبلی کے اندر گھس کر اسمبلی کے اجلاس کے دوران اراکین پر دو بم پھینکے۔ گیلری سے اراکین اسمبلی کو پوسٹر بھی دکھائے جن پر آزادی کے نعرے درج تھے، جبکہ انہوں نے بھاگنے کے بجائے گیلری سے شدید نعرہ بازی بھی کی۔ ورنہ اسمبلی میں بم پھینکنے سے دھواں پھیل گیا تھا اور وہ چاہتے تو آسانی کے ساتھ فرار ہو سکتے تھے۔انہوں نے بھاگنے کے بجائے اپنے آپ کو حکام کے حوالے کر دیا۔ اس بم حملے میں قانون ساز اسمبلی میں وائسرائے کی جانب سے نامزد کیئے گئے انگریز رکن اسمبلی بھی معمولی زخمی ہوئے تاہم کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، جبکہ وہ کسی کو جان سے مارنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ پورے برصغیر میں ان کی بہادری کے چرچے ہونے لگے۔

بھگت سنگھ لائیلپور (موجودہ فیصل آباد) کی تحصیل جڑانوالہ کے ایک قصبے چک نمبر 105 گ ب کے قریب ایک چھوٹے سے گاءوں بانگا میں 28 ستمبر 1907 کو پیدا ہوئے۔ جس روز بھگت سنگھ پیدا ہوئے اس دن ان کے والد کشن سنگھ اور دو چچا اجیت سنگھ اور سورن سنگھ جیل سے رہا ہو کر آئے تھے۔ بھگت سنگھ کے والد کشن سنگھ اسے 12 سال کی عمر میں جلیانوالہ باغ دکھانے گئے تھے جہاں 1921 میں انگریز جنرل ڈائر کے حکم پر سینکڑوں آزادی پسند سکھوں کو انگریز فوج نے گولیوں سے بھون ڈالا تھا۔ان کے والد اور چچا سیاست میں حصہ لیتے تھے اور انگریز کی غلامی سے نجات حاصل کرنے کیلئے جیل گئے تھے۔ وہ غدر پارٹی کے سر گرم کارکن تھے۔ جبکہ ان کے دادا آریہ سماج پارٹی میں ہوتے

تھے۔ اس طرح وہ ایک سیاسی ماحول میں پلے اور بڑھے۔ ان پر بائیں بازو کی ریڈیکل تحریکوں کا بھی اثر رہا۔ وہ لاہور میں آریہ سماج کی طرف سے قائم کیئے گئے ''دیانند اینگلو ویدک ہائی اسکول اور نیشنل کالج لاہور میں پڑھے، جس کا بنیاد لالہ لجپت رائے نے رکھا تھا۔ بھگت سنگھ نے 1926 میں ''نوجوان بھارت سبھا'' قائم کی۔ انہوں نے اپنے دفتر میں کامریڈ باکونن کی تصویر لگائی ہوئی تھی اور وہ باکونن کی کتابوں کا مطالعہ بھی کر چکے تھے۔ اس کے ساتھ ہی وہ لیون ٹراٹسکی، کامریڈ کارل مارکس اور کامریڈ لینن کو بھی پڑھتے رہے۔ اسے پہلی بار 1926 میں لاہور میں کیئے گئے بم حملوں کے الزام میں گرفتار کیا گیا تاہم الزامات ثابت نہ ہونے پر رہا کر دیا گیا۔ دوبارہ 1927 میں گرفتار ہوئے مگر ایک ماہ بعد ہی اسے رہائی مل گئی۔ انہوں نے امرتسر سے کرتی کسان پارٹی کے ترجمان پنجابی جریدے '' کرتی'' اور ایک اردو جریدے میں مضامین لکھے۔ انہوں نے اپنے ایک مضمون '' میں ملحد کیوں ہوں؟'' میں لکھا ہے کہ ملحد ہونے کا حتمی مقصد مکمل آزادی ہے۔ اس کے مقصد میں یہ بھی شامل تھا کہ کوئی دولت کیلئے پاگل نہ ہو۔ آزادی ملنے پر نہ تو کوئی انسان کو پابند کر سکے گا اور نہ ہی کوئی ریاست پر کنٹرول کرنے کا خواہشمند ہوگا۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ ریاست اور نجی املاک کا خاتمہ چاہتے تھے۔ جو کہ انارکزم کا اصول ہے۔ ان کا ایک مشہور قول ہے کہ ''انقلاب انسان کا اٹوٹ حق ہے۔ آزادی تمام انسانوں کا لافانی پیدائشی حق ہے'' ۔ ان کا ایک اور قول ہے کہ ''معاشرے کی حقیقی بقا محنت ہے'' ۔ بھگت سنگھ نے یہ بھی کہا کہ '' میں ایسا دیوانہ ہوں کہ میں جیل میں بھی آزاد ہوں'' ۔ ان کا کہنا تھا کہ انقلاب بموں اور بندوقوں سے نہیں بنتا، انقلاب کی تلوار کو خیالات کے پتھر پر تیز کرنا پڑتا ہے'' ۔ غدر پارٹی کے زیادہ تر رہنما جلاوطن ہو کر امریکہ چلے گئے تھے۔ جب باکونن جلاوطن ہو کر امریکہ گئے تو وہ ان سے بھی ملاقاتیں کرتے رہے اور اس کے ساتھ وہ ایما گولڈ مین سمیت دیگر انارکسٹوں سے رابطے میں تھے اور ان سے مشورے کرتے تھے۔ جبکہ ایما گولڈ مین کے لیکچر بھی سنتے رہتے تھے۔ ان میں کرتاپور سرابھا اور ہردیال سنگھ زیادہ

سرگرم تھے۔ مہاتما گاندھی نے جب گرفتاری کے بعد برطانوی اشیاء کے بائیکاٹ کی مہم ختم کرنے کا اعلان کیا تو بھگت سنگھ ان پر سخت ناراض ہوئے تھے۔ بھگت سنگھ نے دہلی سے نکلنے والے جریدے '' ویرار'' میں بلونت، رنجیت اور ودھرو کے نام سے مضامین لکھے۔ وہ فرینچ انارکسٹ آگست ویلانت (Auguste Vaillant) سے بہت ہی زیادہ متاثر تھے، جس نے پیرس کی پارلیمنٹ میں اراکین اسمبلی (Deputies) کے چیمبر پر بم سے حملہ کیا تھا۔ ویلانت نے 9۔ دسمبر 1893 کو ڈپٹیز کے چیمبر کی گیلری سے ان پر بم پھینکا تھا، جس میں ایک ڈپٹی زخمی ہوئے تھے۔ آگست ویلانت اپنے ساتھی راواکول (Ravachol) کے قتل کا بدلہ لینا چاہتے تھے جسے پیرس میں کلیچی افیئر کا مجرم ٹھہراتے ہوئے سزائے موت دی گئی تھی۔ آگست ویلانت کو 32 سال کی عمر میں پھانسی دے دی گئی تھی۔ بھگت سنگھ نے ویلانت سے متاثر ہو کر لالہ لجپت رائے کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے نہ صرف پولیس افسر سوندرس کو قتل کیا بلکہ دہلی کی قانون ساز اسمبلی میں اراکین اسمبلی کے اوپر بم پھینکا۔ جب 1928 میں سائیمن کمیشن برصغیر کے دورے پر آیا تو اس کے خلاف احتجاج ہوا۔ لاہور میں ان کی آمد پر معروف قوم پرست رہنما لالہ لجپت رائے کی قیادت میں ایک زبردست احتجاجی جلوس نکالا گیا۔ جس پر لاٹھی چارج کے نتیجے میں لالہ لجپت رائے شدید زخمی ہوگئے۔ ان کے سر پر گہری چوٹیں آئیں اور وہ چھ دن تک اسپتال میں موت سے جنگ کرتے ہوئے زندگی کی بازی ہار گئے۔ بھگت سنگھ نے ان کے قتل کا بدلہ لینے کی ٹھان لی۔ وہ پولیس سپرنٹینڈنٹ جیمز اسکاٹ کو قتل کرنا چاہتے تھے مگر اتفاق سے جان سوندرس ان کی گولیوں کا نشانہ بن گئے۔ وہ خاتون سیاسی کارکن درگاوتی دیوی کی مدد سے دہلی سے کانپور فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔

مرکزی قانون ساز اسمبلی پر بم حملے اور بھگت سنگھ کی گرفتاری کے بعد ہندستان سوشلسٹ ریپبلکن ایسوسی ایشن کے کچھ اور کارکن بھی پکڑے گئے جنہوں نے دوران تفتیش پولیس کو بتایا کہ بھگت سنگھ اور راج گرو ہی اسسٹنٹ پولیس سپرنٹینڈنٹ جان

سونڈاس کے قتل میں ملوث ہیں، جس کے بعد بھگت سنگھ پر قتل کا مقدمہ قائم کر کے اسے میانوالی جیل منتقل کیا گیا۔ بھگت سنگھ، راج گرو، سکھ دیو سمیت ان کے 21 ساتھیوں پر لاہور میں مقدمہ چلایا گیا۔ ان پر اسسٹنٹ جیل سپرنٹنڈنٹ جان سونڈرس کے قتل، مرکزی قانون ساز اسمبلی میں بم پھینکنے اور بارود کی فیکٹریاں قائم کرنے کے الزامات لگائے گئے۔ بھگت سنگھ نے میانوالی جیل میں اپنے دیگر گرفتار ساتھیوں کو " سیاسی قیدی " کا درجہ دلانے کیلئے بھوک ہڑتال شروع کی تو انہیں پورے برصغیر میں عوام کی پذیرائی حاصل ہوئی۔

کانگریسی رہنما جواہر لال نہرو نے ان سے میانوالی جیل میں ملاقات کی اور ایک بیان جاری کر کے ان کے مطالبات کی حمایت کی۔ جبکہ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کی حمایت میں مرکزی قانون ساز اسمبلی میں آواز اٹھائی اور کہا کہ " بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کی وجہ سے پورے برصغیر کے عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے "۔ بھوک ہڑتال کے 63 ویں دن ایک کارکن جتیندر ناتھ داس انتقال کر گئے تو پورے برصغیر میں احتجاج ہوا اور بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا گیا اور ان کی بہادری پر انہیں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ بھگت سنگھ نے کانگریس کی قرارداد میں کی گئی اپیل اور اپنے والد کی گزارش پر 116 ویں دن بھوک ہڑتال ختم کی۔ یکم جون 1930 کو وائسرائے ہند لارڈ ارون (Lord Irwin) نے ایک حکم کے تحت اسپیشل ٹریبونل قائم کیا تاکہ بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف قائم مقدمات کو جلد نمٹایا جا سکے۔ 7 اکتوبر 1930 کو ٹریبونل نے بھگت سنگھ اور ان کے دیگر ساتھیوں راج گرو اور سکھ دیو کو پھانسی کی سزا سنائی تو بھگت سنگھ نے کہا کہ ان کیلئے یہ سزا بہت کم ہے اسے توپ کے دہانے پر رکھ کر اڑا دیا جائے۔ ان کے ساتھیوں نے اسے جیل سے بھگانے کی کوشش کی مگر اس میں ناکام رہے۔ 23 مارچ 1931 کو صرف 23 سال کی عمر میں بھگت سنگھ کو ان کے دونوں ساتھیوں راج گرو اور

سکھ دیو سمیت لاہور جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ پھانسی کے بعد جیل حکام نے خوف کی وجہ سے جیل کے مرکزی دروازے کے بجائے جیل کی دیوار کو توڑ کر رات کے اندھیرے میں ان کی لاشوں کو گاءوں " گندھاپور والا " لے گئے، جہاں آخری رسومات کے بعد ان کی راکھ کو دریائے ستلج میں بہا دیا گیا۔ بھگت سنگھ کو پھانسی دینے پر بطور احتجاج پنجاب اسمبلی کے دو اراکین گوپی چند اور محمد عالم نے اسمبلی کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا۔ 1931 میں جب کراچی میں کانگریس پارٹی کا مرکزی کنونشن ہوا تو بڑی تعداد میں نوجوان کارکنوں نے گاندھی جی کے خلاف احتجاج کیا اور نہ صرف نعرہ بازی کی اور ان پر پتھراءو کیا بلکہ کانپور سے آنے والے کارکنوں نے تو گاندھی جی کی خاموشی پر ان پر حملہ کر دیا۔ پورے برصغیر میں احتجاج شروع ہو گیا۔ کانگریس کے کراچی سیشن کا جو اعلامیہ جاری کیا گیا اس میں کہا گیا کہ کانگریس سیاسی تشدد کے خلاف ہے اور وہ بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کو ان کی بہادری پر خراج عقیدت پیش کرتی ہے۔ گاندھی جی نے وائیسرائے ہند کو بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں کی سزا معاف کرنے کیلئے جو اپیل کی تھی وہ خط اسے پھانسی دینے سے صرف ایک دن پہلے وائیسرائے ہند لارڈ ارون کو لکھا گیا تھا اور سزا پر عملدرآمد کے ایک دن بعد واسرائے ہند کو موصول ہوا تھا۔ کانگریس نے موقع پرستی کا مظاہرہ کیا یا صرف خانہ پوری کی اس بات کا فیصلہ تاریخ نے کرنا ہے۔ بھگت سنگھ کی پھانسی کے چار سال بعد برطانیہ کی انٹیلیجنس بیورو کے ڈائریکٹر سر ہوریس ولیم سن نے لکھا کہ بھگت سنگھ کی تصاویر ہر چھوٹے بڑے شہر میں لوگوں نے لگائی ہوئی تھیں اور وہ اس دور میں گاندھی جی شہرت کیلئے خطرہ بن چکے تھے۔ 15۔ اگست 2008 میں بھارت کے سابق صدر پرتیبھا پٹیل نے پارلیمینٹ کی عمارت کے سامنے بھگت سنگھ کے مجسمے کا افتتاح کیا، 18 فٹ اونچا مجسمہ معروف مجسمہ ساز رام وی سوتر نے تراشہ تھا۔ بھارت سرکار کے محکمہ ڈاک نے 1968 میں بھگت سنگھ کیلئے ایک یادگاری ٹکٹ جاری کیا۔ بھگت سنگھ، سکھ دیو اور راج گرو کی یاد میں حسین والا (بھارتی پنجاب) میں ایک یادگار بھی تعمیر کیا گیا اور تینوں کے مجسمے نصب کیئے

تاہم 1971 کی پاک ۔ بھارت جنگ میں یہ یادگار تباہ کر دیا گیا اور ان تینوں کے مجسمے پاکستان کے پاس ہیں تاہم 1973 میں اس یادگار کو دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ بھگت سنگھ کے پچاسویں یوم شہادت پر ان کے آبائی گاءوں کھٹکار کلاں میں شہید اعظم سردار بھگت سنگھ میوزم قائم کیا گیا ہے جہاں بھگت سنگھ کی استھیاں، خون آلودہ ریت اور خون آلودہ اخبار میں یہ استھیاں لپٹی ہوئی رکھ دی گئی ہیں۔ جبکہ لاہور سازش کیس کے فیصلے کا ایک صفحہ جس میں کرتار سنگھ سرابھا کو سزائے موت سنائی گئی تھی اور اس پر بھگت سنگھ کی لکھی گئی تحاریر بھی نمائش کیلئے اس میوزم میں رکھی ہوئی ہیں۔ جبکہ لاہور جیل میں انہیں بھگونت گیتا کا دیا گیا نسخہ جس پر ان کے دستخط ہیں اور دیگر ذاتی استعمال کی اشیاء بھی میوزم میں موجود ہیں۔ 2007 میں بھگت سنگھ کے صد سالہ یوم پیدائش پر بھارت کی سپریم کورٹ کی عمارت میں اہم مقدمات کے رکارڈ کی نمائش کی گئی تو سب سے پہلے بھگت سنگھ کا مقدمہ نمائش کیلئے رکھا گیا۔ 2008 میں بھارت کے ایک جریدے " انڈیا ٹوڈے " نے ایک پول منعقد کیا تو بھگت سنگھ مہاتما گاندھی اور سبھاش چندر بوس سے بھی زیادہ مقبول ثابت ہوئے۔ 23 مارچ 2001 اور 2005 میں بھارتی پارلیمینٹ نے

بھگت سنگھ کو خراج عقیدت پیش کیا اور ان کے احترام میں دو منٹ کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کی۔ پاکستان میں شادمان چوک لاہور جہاں بھگت سنگھ کو پھانسی دی گئی تھی اسے بھگت سنگھ فاءونڈیشن اور سیاسی کارکنوں کے طویل مطالبے کے بعد شہید بھگت سنگھ چوک کا نام دیا گیا تاہم پاکستان کی ایک عدالت نے اس کے خلاف فیصلہ دیا تو فاءونڈیشن نے اس کے خلاف 6۔ ستمبر 2015 کو لاہور ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ سال 2002 میں بھگت سنگھ پر بھارت میں ایک ساتھ تین فلمیں ریلیز ہوئیں جن میں بوبی دیول، اجے دیوگن اور سونو سوڈ نے بھگت سنگھ کا کردار ادا کیا۔ جبکہ 1954 میں پہلی فلم اور 1963، 1965 اور 1974 میں بھی ان پر فلمیں بنائی گئیں۔ 2006 میں بھگت سنگھ پر بننے والی فلم میں اداکار سدارتھ نے بھگت سنگھ کا کردار ادا کیا۔ اس کے علاوہ بھارت اور

پاکستان میں لاتعداد تھیٹر ڈرامے بھگت سنگھ اور ان کے ساتھیوں پر کیئے گئے۔ ان پر کئی انقلابی ترانے بھی گائے گئے ہیں۔ جن میں ایک بھگت سنگھ کے ساتھی اور ہندستان ریپبلکن ایسوسی ایشن کے ایک رہنما رکن رام پرساد بسمل **(Ram Prassad Bismil)** کا لکھا ہوا "میرے رنگ دے بسنتی چولا" ہے جو بہت مقبول ہوا۔ رام پرساد بسمل کو ککوری سازش کیس میں 19۔ دسمبر 1927 میں پھانسی دی گئی تھی۔

ایما گولڈ مین (Emma Goldman):-(1869-1940) ایما گولڈ مین امریکن انارکسٹ مفکرین میں سب سے اہم نام ہے۔ وہ 27 جون 1869 کو روس کی ریاست لتھوانیہ کے قصبے کورنو میں ایک غریب خاندان میں پیدا ہوئیں۔ اس طرح وہ مکمل طور پر مزدور تھیں۔ 15 سال کی عمر میں اسے امریکہ کی طرف ہجرت کرنا پڑی، جہاں ان کی ایک بہن پہلے ہی رہائش پذیر تھیں۔ امریکہ میں وہ ایک فیکٹری میں ملازمت کرتی تھیں، تاہم اس کے بعد جب وہ نیویارک منتقل ہوئیں تو اسے ایک انارکسٹ اخبار میں کام کرنے کا موقع ملا۔ 1906 سے 1917 تک انہوں نے اپنے رفیق حیات الیگزینڈر برک مین جسے وہ پیار سے ساشا کہتی تھیں ان کے ساتھ مل کر " مدر ارتھ " (Mother Earth) کے نام سے انارکسٹ جریدہ نکالا جو بہت ہی مقبول ہوا۔ شکاگو میں سانحہ " ھے مارکیٹ " کے بعد وہ باقائدہ انارکسٹ سیاست میں سرگرم ہوئیں اور مزدوروں، پسے ہوئے طبقات اور تارکین وطن محنت کشوں کے حقوق کیلئے جدوجہد شروع کی۔ انہوں نے فریڈرک نٹشے، جان موسٹ، ہنری ڈیوڈ تھورو، میخائیل باکونن، پیٹر کروپوتکین، آسکر وائیلڈ اور دیگر معروف انارکسٹ مفکرین اور دانشوروں کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ 1892 میں جب الیگزینڈر برک مین نے معروف امریکی صنعتکار ہنری کلے وک پر قاتلانہ حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا تو اسے 22 سال کی سزا ہوگئی۔ ہنری کلے وک کوکاکولا کمپنی اور دیگر کاروباری اداروں کے مالک تھے۔ 14 سال جیل کی سزا کاٹنے کے بعد

برک مین کو رہائی ملی۔ 1917 میں پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی تو امریکہ میں لازمی فوجی خدمت کا قانون متعارف کرایا گیا۔ ایما گولڈ مین اور الیگزینڈر برک مین کو اس جنگی قانون کی مخالفت کرنے پر دو سال قید کی سزا ہوئی۔ امریکہ میں قیام کے دوران جب امریکی صدر ولیم میک کنلی (William Mckinly) کو ایک انارکسٹ کارکن لیوئن زولگوز (Leon Czolgoz) نے 1901 میں گولیاں مار کر قتل کیا تو دوران تفتیش انہوں نے پولیس کو بتایا کہ وہ ایما گولڈ مین کی تقاریر سننے کے بعد اس عمل پر آمادہ ہوئے۔ اسی وجہ سے ایما گولڈ مین اور ان کے دیگر انارکسٹ ساتھیوں اسحٰق ہاویل سمیت دس انارکسٹ کارکنان کو گرفتار کر لیا گیا۔ تاہم دو ہفتوں تک تفتیش کرنے کے بعد ثبوت نہ ملنے پر اسے رہا کر دیا گیا۔ جبکہ ولیم میک کنلی کے پیشرو روزویلٹ تھیوڈور نے انارکسٹوں کے خلاف کریک ڈاءون کرنے کا حکم دیا۔ 1903 میں امریکی کانگریس نے انارکسٹوں کی ملک بدری کا قانون منظور کیا تو احتجاج کی ایک نئی ملک گیر لہر شروع ہوگئی۔ ایما گولڈ مین نے اپنے جریدے "مدر ارتھ" میں جوزف پرودھون، پیٹر کروپوٹکین اور فریڈرک نٹشے کی تحریروں کو شایع کیا اور خود بھی لکھنا شروع کیا۔ انہوں نے اگست 1907 میں ایمسٹرڈم میں ہونے والی انٹرنیشنل انارکسٹ کانگریس میں شرکت کی۔ ایمسٹرڈم کانگریس میں شرکت سے واپسی پر ملک بھر میں جلسوں، جلوسوں، کانفرنسوں اور ریلیوں کا سلسلہ شروع کیا جن میں ہزاروں محنت کش شریک ہوتے تھے۔ وہ روزانہ درجنوں جلسوں اور جلوسوں کو خطاب کیا کرتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ اسے "انارکسٹوں کی ماں" کے خطاب سے نوازا گیا۔ ستمبر 1916 میں انہوں نے ملک گیر دورہ کیا اور محنت کشوں اور استحصال کا شکار لوگوں کو لیکچر دیئے۔ جب ووڈرو ولسن امریکہ کو جنگ سے دور رکھنے کا نعرہ لگا کر 1916 کے عام انتخابات میں کامیاب ہوئے اور امریکہ کے صدر منتخب ہوئے تاہم بعد ازاں جرمنی پر آبدوز تعینات کرنے کا الزام لگا کر 1917 میں جنگ کیلئے لازمی فوجی خدمات کا ایکٹ لائے تو 21 سے 30 سال تک کے نوجوانوں کی فوجی خدمات کیلئے رجسٹریشن شروع کی۔

اس پر ایما گولڈ مین نے اپنے جریدے "مدر ارتھ" میں اس کی وعدہ خلافیوں پر شدید تنقید کی تو اسے اور الیگزینڈر برک مین کو 15 جون 1917 میں نیویارک سے گرفتار کر لیا گیا۔ ایما گولڈ مین نے عدالت میں موقف اختیار کیا کہ ایک ایسی حکومت جو اپنے ملک کے اندر آزادی اظہار کو کچل رہی ہو وہ ملک سے باہر جمہوریت کیلئے لڑنے کا دعویٰ کیسے کر سکتی ہے؟ عدالت نے ایما گولڈ مین اور الیگزینڈر برک مین کو دو سال کی سزا 10 ہزار ڈالر جرمانہ اور رہائی کے بعد اگر حکومت ضروری سمجھے تو ملک بدر کرنے کا حکم سنایا۔ 21 ستمبر 1919 کو ایما گولڈ مین اور برک مین سمیت 58 انارکسٹوں اور دیگر افراد کو جیل سے رہائی پر سیدھا سمندری جہاز میں بٹھا کر ملک بدر کیا گیا۔ 17 جنوری 1920 کو فن لینڈ کی سرحد پر انہیں سوویت یونین کے حکام کے حوالے کر دیا گیا۔ ان دونوں نے ابتدا میں کمیونسٹ انقلاب کو سراہا تاہم بعد ازاں سوویت یونین میں خانہ جنگی کا خطرہ ظاہر کیا۔ انہوں نے برک مین کے ہمراہ سوویت یونین کا تفصیلی دورہ کر کے صورتحال کا جائزہ لیا اور ملک میں جبر، بدانتظامی اور کرپشن کو دیکھ کر افسوس کا اظہار کیا۔ انہیں سینٹ پیٹرس برگ میں کمیونسٹ پارٹی کے عہدیدار کے منہ سے یہ سن کر بہت افسوس ہوا کہ "آزادانہ تقاریر کرنا" بورجوازیوں کا طریقہ ہے۔ بعد ازاں جب وہ ماسکو آئیں اور کریملن میں لینن سے ملاقات کی تو لینن نے اسے کہا کہ "پریس کی آزادی کو دبانے کا حکومتی اقدام جائز ہے"۔ کامریڈ لینن نے اسے یہ بھی کہا کہ انقلاب کے دوران کسی کو بھی آزادانہ تقریر کرنے کی اجازت نہیں۔ مارچ 1921 میں جب سینٹ پیٹرسبرگ میں کھانے کیلئے اچھا راشن دینے اور مزدور یونینوں کو مزید خود مختاری دینے کا مطالبہ منوانے کیلئے محنت کش روڈوں پر نکلے تو ایما گولڈ مین نے یہ کہہ کر ان کی حمایت کی کہ اب مزید خاموش رہنا جرم ہوگا۔ کرونڈت بندرگاہ اور شہر میں جب بے چینی بڑھی تو حکومت نے ہڑتالی سیلرز، عام شہریوں اور انارکسٹوں کو کچلنے کیلئے فوج بھجوائی۔ جس میں کئی احتجاج کرنے والے لوگ مارے گئے اور دو ہزار سے زائد افراد کو گرفتا کر لیا گیا، جن میں سے اکثر کو پھانسیاں دی گئیں۔ جس پر گولڈ مین اور برک مین نے یہ کہہ

کر سوویت یونین کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا کہ وہ ظلم پر خاموش رہ کر زندگی گزارنا نہیں چاہتے اور یہاں رہ کر وہ کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں۔ وہ لیٹویا چلے گئے جہاں سے پہلے اسٹاک ہام سے ہوتے ہوئے برلن پہنچے۔ انہوں نے امریکی اخبار نیویارک ورلڈ میں کئی مضامین لکھے۔ جبکہ سوویت یونین میں قیام کے دوران پیش آنے والے واقعات اور حالات پر " روس میں میری مایوسی" اور " روس میں میری مزید مایوسی" کے نام سے دو کتب بھی شایع کیں، جس میں انقلاب کے بعد سوویت یونین کی قیادت کی جانب سے انقلاب مخالف اقدامات اور خاص طور پر انارکسٹوں پر ہونے والے مظالم کو بیان کیا گیا ہے۔ جبکہ الیگزینڈر برک مین نے " کمیونسٹ متھ" (Communist Myth) کے نام سے کتاب لکھی جسے دنیا بھر میں ترجمہ کیا گیا۔ ستمبر 1924 میں لندن میں خاتون صحافی اور مصنفہ ربیکا ویسٹ کی جانب سے ان کے اعزاز میں دیئے گئے عشائیے میں برٹرینڈ رسل اور ایچ جے ویلز سمیت 200 سے زائد سیاسی کارکنان اور مفکرین نے شرکت کی۔ ایما گولڈ مین نے جب روس میں قیام کے دوران پیش آنے والے واقعات پر اپنی مایوسی کا اظہار کیا تو کچھ مندوبین اٹھ کر چلے گئے جبکہ کچھ نے کہا کہ نومولود سوویت حکومت کو کچھ موقع ملنا چاہیئے، ایما گولڈ مین کی بات قبل از وقت ہے اور فوری طور پر وہ کوئی رد عمل دینے کی پوزیشن میں نہیں۔ ایما گولڈ مین 1927 میں کینیڈا پہنچیں جہاں پر اسے اطالوی انارکسٹوں نکولا ساکو اور بارٹولومیو واسٹی کو امریکہ کے شہر بوسٹن میں سزائے موت دینے کا علم ہوا۔

1928 میں انہوں نے فرانس کے شہر سینٹ ٹروپیز میں اپنی زندگی کی "آپ بیتی "Living my Life" لکھنا شروع کی (اردو ترجمہ انارکسٹ دانشور محمد مظاہر نے "سرخرو" کے نام سے کیا ہے)۔ 1934 میں ایما گولڈ مین کو مشروط طور پر امریکہ میں داخلے کی اجازت ملی کہ وہ صرف " ڈرامہ" اور اپنی " آپ بیتی" پر اپنی تقریر کو محدود رکھیں گی۔ امریکہ میں جب اس کے ساتھیوں نے اسے اپنے درمیان پایا تو ان کی خوشی کا

ٹھکانہ نہ رہا۔ مئی میں ان کے ویزے کی میعاد ختم ہوئی تو ٹورنٹو چلی گئیں جہاں سے دوبارہ امریکہ کے ویزے کی درخواست دی جو مسترد کر دی گئی۔

1936 میں اسپین میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو انارکسٹ اپنے زیر اثر علاقوں میں آزاد امداد باہمی کی انجمنوں کا قیام عمل میں لائے۔ انہوں نے ایما گولڈ مین کو بارسلونا آنے کی دعوت دی تو وہ اسپین پہنچیں، جہاں پر ان کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ وہ اپنے اسپینی کامریڈوں کے جذبہ خیر سگالی سے بہت خوش ہوئیں۔ انہوں نے اپنے ایک خط میں اس بات کا اعتراف کیا کہ " وہ پہلی بار حقیقی معنوں میں انارکسٹ اصولوں پر قائم کمیونٹی میں رہ کر بہت خوشی محسوس کر رہی ہیں"۔ جب اسپین کے انارکسٹوں نے کمیونسٹوں کے ساتھ اتحاد کیا تو ایما گولڈ مین نے انہیں سوویت یونین میں انارکسٹوں پر ہونے والے مظالم اور ان کے ساتھ کی گئی وعدہ خلافیاں یاد دلائیں اور کہا کہ کمیونسٹ کسی بھی مرحلے پر انہیں دھوکہ دے سکتے ہیں۔ بعدازاں جب سوویت یونین کی حکومت اور اسٹالن اسپین کے انارکسٹوں کو اسلحہ کی فراہمی کے وعدے سے مکر گئے اور انارکسٹوں کے خلاف یورپ اور امریکہ میں ہونے والے پروپیگنڈہ میں اپنا حصہ ڈالا تو ایما گولڈ مین لندن واپس چلی آئیں۔ تاہم انہوں نے اسپین میں انارکسٹ سنڈیکلسٹ (انارکسٹوں کا ایک گروپ) کی حمایت جاری رکھی۔ 1937 میں جب اسپین کی حکومت کی درخواست پر سوویت یونین کی ریڈ آرمی بارسلونا پہنچی تو وہی ہوا جس کا خطرہ ایما گولڈ مین نے ظاہر کیا تھا۔ ریڈ آرمی نے بارسلونا سمیت انارکسٹوں کے مضبوط گڑھ اور ان کے زیر اثر علاقوں پر چڑھائی کر دی اور وہاں پر قائم امداد باہمی کے معاشرے کو تباہ و برباد کر دیا۔ معروف انارکسٹ ادیب اور برطانوی صحافی جارج اورویل جو اسپین کی خانہ جنگی میں شامل رہے انہوں نے اپنی کتاب " اسپین کی عوامی جنگ " (Homage to Catalonia) میں لکھا ہے کہ مئی 1937 میں بارسلونا میں ہر چیز کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ (جارج اورویل اسپین کی عوامی جنگ میں زخمی ہوئے تھے)۔ اسپین کی عوامی جنگ میں ایما گولڈ مین کی خدمات کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان

کی 70ویں سالگرہ جو کہ پیرس میں منائی گئی، وہاں پر سیاسی پناہ حاصل کرنے والے اسپین کے معروف انارکسٹ اور (CNT-FAI) کے جنرل سیکریٹری ماریانو وزکوئی نے اسے انارکسٹوں کی '' روحانی ماں'' کہہ کر پکارا اور اسے زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی اسپین میں خدمات کو کبھی نہیں بھلا سکتے۔ ایما گولڈ مین نے پہلی عالمی جنگ کی شدید مخالفت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ فرانس اور برطانیہ نے فاشزم کو ختم کرنے کا ایک موقع کھو دیا اور یہ جنگ دنیا میں پاگل پن کی ایک نئی شکل میں رونما ہوئی۔ ایما گولڈ مین 14۔ مئی 1940 کو کینیڈا کے شہر ٹورنٹو میں انتقال کر گئیں۔ اسے اس کی وصیعت کے مطابق شہدائے شکاگو کی قبروں کے قریب '' ھے مارکیٹ'' کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ ایما گولڈ مین انتہائی نڈر اور اپنے نظریئے پر ثابت قدم رہنے والی سرگرم انارکسٹ تھیں۔ انہوں نے ایک بار اپنی تقریر میں کہا تھا کہ '' سرمایہ داری کی سب سے بڑی طاقت عسکریت پسندی ہے، اگر یہ درمیان میں سے ہٹ جائے تو ہم دنیا کو چند مٹھی بھر استحصالی طبقے کے افراد سے پاک کر کے اسے دنوں میں تبدیل کر سکتے ہیں'' ۔ اپنے ایک لیکچر میں انہوں نے یہ بھی کہا کہ '' ترقی کی تاریخ ان مرد و خواتین کے لہو سے تعبیر ہے جنہوں نے غیر معروف مقاصد کو نظر انداز کرنے کی کوشش کی۔ مثال کے طور پر سیاہ فام مرد اپنے جسم اور خواتین اپنے روح پر جو حق آج رکھتی ہیں وہ صرف ایک صدی پہلے ان کی جانب سے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔ ایما گولڈ مین کا مشہور قول ہے کہ '' جب ہم خواب دیکھنا چھوڑ دیں تو سمجھ لیں موت واقع ہو چکی'' ۔ ان کا یہ مقولہ بھی بہت مقبول ہوا کہ '' اگر غریبوں کو طبقاتی بنیاد پر جنت میں رہنے دیا گیا تو اسے بھی خوفناک جگہ بنانا ضروری ہے'' ۔ ایما گولڈ مین نے کہا کہ '' آزاد محبت ;238; گویا کہ محبت کچھ بھی نہیں تاہم وہ آزاد ہے، انسان نے دماغ تو خرید لیا ہے مگر دنیا میں لاکھوں لوگ محبت خرید کرنے میں ناکام رہے ہیں'' ۔ ایما گولڈ مین نے اپنے نظریہ اور اصولوں پر کبھی سمجھوتہ کیا اور نہ ہی اپنے کامریڈ ساتھیوں اور مخالفین کی غلط حرکتوں کی کبھی پردہ پوشی کی۔ انہوں نے ہمیشہ

سچائی کا ساتھ دیکر ہمارے یقین کو غیر متزلزل نظریاتی شعور بخشا ہے، وہ آزاد محبت (Free Love) کی علمبردار تھیں۔ اسے ہر دور میں سرخ سلام کرنے والے موجود رہیں گے۔ ایما گولڈ مین نے امریکہ میں خواتین کے حقوق کیلئے کی جانے جدوجہد اور فیمینسٹ تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔

چارلی چپلن (Charlie Chaplin) :- (1889-1977) چارلی چپلن دنیائے انارکزم کا وہ چمکتا ستارہ ہے جس نے امریکہ، برطانیہ اور سوئیٹزرلینڈ میں انارکسٹ تحریکوں میں نہ صرف خود حصہ لیا بلکہ مالی طور پر بھی سپورٹ کیا۔ چارلی چپلن اپنے دور کے سب سے مشہور اداکار اور فلمساز تھے اور آج بھی ان کی شہرت میں کوئی کمی نہیں آئی۔ ان کا پورا نام چارلس اسپینسر چپلن تھا۔ وہ برطانیہ میں 16۔ اپریل 1889 میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنے دور میں ہالی ووڈ کے سب سے مقبول ترین اداکار تھے۔ ان کی خاموش فلموں اور بعد میں بلیک اینڈ وائیٹ فلموں کو آج اسی طرح دلچسپی کے ساتھ دیکھا جاتا ہے جس طرح اس وقت دیکھا جاتا تھا۔ چارلی چپلن کا بچپن لندن میں انتہائی پرسان حالی میں گذرا۔ ان کے والد چارلس سینیئر کا 38 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کی والدہ حنا اداکارہ اور گلوکارہ تھیں تاہم چارلس سینیئر کے انتقال کے بعد انہوں نے مالی تنگدستی دیکھی جس کی وجہ سے چارلی چپلن اچھی تعلیم حاصل کرنے سے بھی محروم رہے۔ جب وہ 14 سال کے تھے تو ان کی والدہ نفسیاتی مریضہ ہو گئیں اور اسے ذہنی امراض کے ادارے میں داخل کرا دیا گیا۔ اس طرح چارلی چپلن بھی ایک محنت کش تھے۔ چارلی چپلن نے بچپن ہی میں اداکاری کا آغاز کر دیا تھا اور اسٹیج اداکار کے طور پر مزاحیہ کردار ادا کرنے لگے۔ 19 سال کی عمر میں وہ فریڈ کامو کمپنی سے منسلک ہو گئے جو اسے امریکہ لے گئی۔ انہوں نے امریکہ میں کئی فلموں میں کام کیا اور اپنی فلمیں بنانے کا بھی آغاز کیا۔ وہ 1918 میں پوری دنیا میں شہرت کی بلندیوں پر پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے 1919 میں یونائیٹڈ آرٹس کے نام سے اپنی

فلم تقسیم کار کمپنی بنائی تو اسے اپنی فلموں پر کنٹرول حاصل ہو گیا۔ ان کی پہلی فیچر فلم " دی کڈ" 1921 میں، دوسری فلم " ویمن آف پیرس" 1923 میں، " گولڈ رش" 1925 میں اور " دی سرکس" 1928 میں سینیما گھروں کی زینت بنیں۔ جب بولنے والی فلمیں بننے لگیں تو پہلے پہل انہوں نے ان فلموں میں کام کرنے سے انکار کیا۔ انہوں نے 1931 میں مشہور فلم " سٹی لائیٹس" بنائی، جبکہ 1936 میں " ماڈرن ٹائیمز" فلم بنائی۔ چارلی چیپلن کی پہلی آواز والی فلم " دی گریٹ ڈکٹیٹر" تھی جو انہوں نے 1940 میں ہٹلر پر بنائی۔ اس فلم کے بعد ان پر انارکسٹ اور کمیونسٹ ہونے کا الزام لگا۔ امریکن خفیہ ادارے ایف بی آئی نے ان کے خلاف تفتیش شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے اسے مجبوراً امریکہ چھوڑنا پڑا اور وہ سوئیٹزرلینڈ منتقل ہو گئے۔ ان کا ٹریمپ کا کردار بہت ہی مقبول ہوا۔ پہلی عالمی جنگ میں عدم شرکت پر امریکی اور برطانوی پریس میں چارلی چیپلن کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا، جس کے بعد امریکہ میں انہوں نے اپنے آپ کو جنگ کیلئے رجسٹرڈ تو کرالیا مگر اسے کبھی بھی بلایا نہ گیا۔ اس کے باوجود وہ فوج میں بھی بہت مقبول تھے۔ انہوں نے کسانوں اور غریبوں پر فلم " دی کڈ" بنائی جو بہت مقبول ہوئی۔

1931 میں چارلی چیپلن یورپ کے دورے پر روانہ ہوئے اور بعد ازاں جاپان پہنچے، جہاں اسے انتہا پسند قوم پرستوں نے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ 15 مئی 1931 کو کیئے گئے حملے میں جاپانی وزیر اعظم انوکائی سوشی ہلاک ہو گئے تاہم چارلی چیپلن استقبالیہ میں تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے بچ گئے۔ انتہا پسند جاپانی قوم پرست چارلی چیپلن کو ہلاک کر کے امریکہ سے جنگ چھیڑنا چاہتے تھے۔ اس دورے میں ان کی ملاقات مشہور دانشوروں اور اہم شخصیات سے بھی ہوئی۔ وہ امریکہ میں مزدوروں کی حالت زار سے خاصے پریشان رہنے لگے تھے۔ انہیں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ سرمایہ داری نظام کی وجہ سے کام کی جگہوں پر مشنری آنے سے بیروزگاری بڑھ جائے گی۔ اس موضوع پر انہوں نے " ماڈرن ٹائیمز" کے نام سے فلم بنانے کا اعلان کیا۔ یہ فلم 1936 میں ریلیز ہوئی۔ اس فلم میں

سیاسی معاملات اور سماجی حقائق کو موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چیپلن کے نہ چاہنے کے باوجود پریس میں اسے زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔ آج بھی اسے ایک عظیم ترین فیچر فلم تسلیم کیا جاتا ہے۔ اپنے سیاسی نقطہ نظر " انارکزم" کو دلیری سے واضع کرنے اور کچھ ذاتی وجوہات کی بناء پر امریکہ میں چیپلن کی شہرت کو نقصان پہنچا۔ اپنی آنے والی فلم " دی گریٹ ڈکٹیٹر" میں چارلی چیپلن نے ہٹلر پر براہ راست تنقید کی اور فاشزم کو نشانہ بنایا۔ آمدن کے لحاظ سے ان کی یہ فلم سب سے کامیاب فلم تھی۔ فلم کے آخری سین میں ان کی پانچ منٹ کی تقریر جنگ کے خلاف تھی۔ جو کہ اس وقت انارکسٹوں کا مقبول عام نعرہ تھا۔ اس فلم نے پانچ اکیڈمی ایوارڈ حاصل کیئے۔ تاہم اس کے بعد ان کے خلاف کئی اسکینڈل کھڑے کیئے گئے، جس کی وجہ سے ان کی شہرت بھی متاثر ہوئی۔ انہوں نے نہ صرف سوویت یونین کی حمایت کی بلکہ امریکہ میں " سوویت امریکن دوستی گروپ" کی بھی حمایت کی اور لاس اینجلز میں سوویت سفا تکاروں کی دعوت میں بھی شرکت کی۔ جس پر ایف بی آئی نے اس کے خلاف تحقیقات کا آغاز کیا جس کا مقصد چارلی چیپلن کو ملک بدر کرنا تھا۔ انہوں نے اپنے اوپر کمیونسٹ ہونے سے متعلق لگنے والے الزامات سے انکار کیا کیونکہ وہ انارکسٹ تھے۔ فلم " لائیم لائیٹ" کے پریمیئر شو میں شرکت کیلئے 18 ستمبر 1952 کو لندن روانہ ہوئے تو انہوں نے اس موقع پر واضع کیا کہ وہ امریکہ واپس نہیں آئیں گے۔ انہوں نے اپنی بقیہ زندگی سوئیٹزرلینڈ میں گزاری۔ انہوں نے چین کے وزیر اعظم چو این لائی اور روس کے صدر نکیتیا خروشیف سے بھی ملاقاتیں کیں۔ اسے ورلڈ پیس کونسل نے امن کا عالمی ایوارڈ بھی دیا۔ 1954 میں انہوں نے لندن میں اپنی پہلی فلم (A King in New York) بنائی، جس میں امریکی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اس فلم کی ریلیز کے بعد انہوں نے اپنے ایک انٹرویو میں واضع الفاظ میں کہا کہ وہ سیاسی طور پر " انارکسٹ" ہیں۔ انہوں نے کہا کہ " میں حکومت اور قوانین" سے نفرت کرتا ہوں اور۔۔۔ لوگوں کو لازمی طور پر آزاد ہونا چاہیئے۔ اس فلم پر 1953

تک امریکہ میں دکھانے پر پابندی تھی۔ چارلی چپلن کو دوبارہ امریکہ میں پذیرائی حاصل ہونے لگی۔ نیویارک ٹائیمز اور دیگر اخبارات نے ان کے حق میں اداریئے لکھے۔ آکسفورڈ اور درھم یونیورسٹیوں نے اسے ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگریاں دیں۔ چارلی چپلن اکیڈمی ایوارڈ حاصل کرنے کیلئے جب 20 سال بعد 1972 میں امریکہ گئے تو 12 منٹ تک تمام حاضرین نے کھڑے ہو کر تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔ 1975 میں ملکہ برطانیہ ایلزبیتھ دوئم نے اسے " سر" کا خطاب دیا۔ چارلی چپلن 25 دسمبر 1975 کو 80 سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ اسے سوئیٹزرلینڈ میں دفن کر دیا گیا۔ دنیائے فلم کے اسے عظیم ستارے کی لاش کو تین سال بعد یکم مارچ 1978 کو پولینڈ کے دو مہاجرین رومن وارداا و بلغاریہ کے گانچو گانیف نے قبر کو کھود کر چرا لیا۔ وہ چارلی چپلن کی بیوہ اونا چپلن سے تاوان کی رقم وصول کرنا چاہتے تھے۔ مگر پولیس نے مئی 1978 میں ایک بہت بڑے آپریشن کے بعد ملزمان کو گرفتار کر کے لاش اپنے قبضے میں لے لی جسے دوبارہ دفن کر کے ان کی قبر کو کنکریٹ سے پختہ کیا گیا۔ فلمی صنعت کی دنیا آج تک چارلی چپلن جیسا اداکار پیدا نہ کر سکی ہے ۔ ان کا ایک تاریخی مقولہ ہے کہ " اگر میں پیغمبر ہوتا تو رسالت میری خوشی ہوتی، میری بشارت آزادی اور میرا معجزہ بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ لانا ہوتا۔ کسی کو نہ تو دوزخ سے ڈراتا اور نہ ہی جنت کا وعدہ کرتا۔ بس سب کو سوچنے، تحقیق کرنے اور انسان بننے کی تلقین کرتا" ۔

پیتر کروپوتکین (Peter Kropotkin) :-(1842-1921)

بین الاقوامی انارکسٹ تحریک کا ایک بہت بڑا نام پیتر کروپوتکین (Peter Kropotkin) 9 دسمبر 1842 کو ماسکو میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد الیکسی پیترووچ روس کے بادشاہ زار کی فوج میں میجر جنرل تھے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف 12 سال کی عمر میں اسے "پرنس" کا خطاب ملا۔ پیتر کروپوتکین نے بھی ابتدا میں فوج میں کمیشن

حاصل کیا اور فوجی افسر بن گئے۔ اسے روس کے انتہائی دور دراز اور موسم کے لحاظ سے سرد ترین علاقے سائیبیریا میں تعنیات کیا گیا۔ سائیبیریا میں تعیناتی کے دوران پیتر کروپوتکین نے انارکسٹ مفکر جوزف پرودھون کو پڑھا اور اس کے خیالات سے بہت متاثر ہوئے۔ انہوں نے سائیبیریا میں جاگرافی پر کافی کام کیا۔ وہ 30 سال کی عمر میں 1872 میں انارکسٹ فکر سے وابستہ ہو چکے تھے اور انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کے رکن بن گئے تھے۔ سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں اسے گرفتار کر کے پیتر اینڈ پال قلعے میں نظر بند کیا گیا۔ ان کے خلاف مقدمہ کی کارروائی شروع کرنے کیلئے جب اسے قلعہ سے سینٹ پیٹرس برگ منتقل کیا جا رہا تھا تو وہ وہاں سے فرار ہو گئے۔ وہ پہلے لندن اور اس کے بعد سوئیٹزرلینڈ پہنچے۔ جہاں انہوں نے انارکسٹوں کی جورا فیڈریشن میں شمولیت اختیار کی۔ 1877 میں وہ پیرس گئے جہاں انہوں نے کئی انارکسٹ مفکرین سے ملاقاتیں کیں۔ وہ دوبارہ سوئیٹزر

لینڈ آئے تاہم 1881 میں زار الیگزینڈر دوئم کے قتل کے بعد اسے سوئیٹزرلینڈ سے نکال دیا گیا۔ انہوں نے 1881 میں لندن میں ہونے والی انارکسٹ کانگریس میں بھی شرکت کی۔ 1882 میں اسے پیرس میں گرفتار کیا گیا اور 1883 میں اسے پانچ سال قید کی سزا سنائی گئی۔ 1886 میں اسے جیل سے رہائی ملی تو وہ لندن چلے گئے جہاں پر وہ تحریری کام کرنے کے ساتھ انارکسٹ تحریکوں میں حصہ لینے لگے۔ انہوں نے انارکو کمیوسٹ فکر کو متعارف کرایا اور نوجوانوں کو بڑی تعداد میں متاثر کیا۔ پیتر کروپوتکین کا روس میں بہت بڑا حلقہ بن گیا جو عملی طور پر زار مخالف تحریکوں میں زور و شور سے شامل رہا۔ 1916 میں پہلی عالمی جنگ کے حق میں اتحادی فوج کی حمایت میں " مینی فیسٹو آف سکسٹین" لکھا تو دنیا بھر کے انارکسٹوں نے جنگ کی حمایت کرنے پر پیتر کروپوتکین سے ناطہ توڑ لیا اور واضح طور پر کہا کہ " کامریڈ! ہم آپ کا احترام ضرور کرتے ہیں مگر جنگ کے خلاف ہیں اور ہمیشہ رہیں گے" ۔ اس طرح پیتر کروپوتکین ایک عرصے تک اکیلے اور تنہا

رہ گئے۔انہوں نے جنگ کی حمایت میں انارکسٹوں کو آمادہ کرنے کی بھرپور کوشش کی مگر اس میں ناکامی ہی نصیب ہوئی۔فروری 1917 میں روس میں انقلاب آنے کے بعد 40 سالہ جلاوطنی ختم کر کے پیٹر کروپوتکین روس واپس چلے آئے تو ان کا والہانہ استقبال کیا گیا ۔عبوری حکومت میں اسے وزیر تعلیم کے عہدے کی پیشکش کی گئی جسے اس نے یہ کہہ کر ٹھکرادیا کہ انارکسٹ عہدوں کے بجائے آزادانہ انجمنوں پر مشتمل رضاکار معاشرے کے قیام پر یقین رکھتے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اس پیشکش کو قبول کرنے کا مطلب انارکسٹ اصولوں سے انحراف ہے کیونکہ انارکسٹ عہدوں کو نہیں مانتے۔جب بالشویک اقتدار میں آئے تو انہوں نے پہلے ان کے کچھ اقدامات کو سراہا تاہم بعدازاں جب بالشویک حکمران فاشزم کی طرف جانے لگے تو انہوں نے بالشویکوں کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ ان کے اقدامات آمرانہ ہیں۔انہوں نے کہا کہ بالشویکوں کے اقدامات ایسے ہی ہیں جیسے انقلاب فرانس میں جیکبن بابیف نے کیا تھا۔انہوں نے ایک بار لکھا کہ " پارٹی ڈکٹیٹر شپ کے سخت گیر قوانین کے تحت مرکزی ریاستی کمیونزم کے بنیاد پر کمیونسٹ جمہوریہ کو قائم کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ ناکام ہوجائے گی " ۔ پیٹر کروپوتکین جو کہ ایک سائنسدان بھی تھے انہوں نے انارکزم کے اصولوں کو سائنسی بنیادوں پر استوار کیا۔ 1917 کے بالشویک انقلاب کے بعد ہونے والی متعدد تبدیلیوں پر پیٹر کروپوتکین نے تنقید کی تو اسے بالشویک حکومت کی جانب سے سخت ریاستی تادیبی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔اسے سخت بیمار ہونے کے باوجود خاندان کے افراد سمیت ایک فارم ہاءوس میں نظربند کیا گیا جبکہ ان کے دیگر انارکسٹ ساتھیوں کو روس کی مختلف جیلوں میں قید رکھا گیا۔وہ بھوک اور افلاس کی حالت میں دیمتریف میں 8 جنوری 1921 کو دوران قید انتقال کر گئے ۔ولادیمیر لینن اور ٹراٹسکی کی اجازت سے اس کی ماسکو میں تدفین کے موقع پر جیلوں میں بند انارکسٹوں کو ان کی آخری رسومات میں شرکت کی اجازت دی گئی جو " ہرے انارکزم " کے نعرے لگاتے ہوئے پہنچے۔یہ انارکسٹ قیدی بالشویکوں کے مظالم کے خلاف نعرے لگا

رہے تھے۔سوویت یونین میں انارکسٹوں کا یہ آخری سب سے بڑا اجتماع تھا۔بعد میں ریاستی جبر کی وجہ سے انارکسٹوں پر عائد پابندیوں نے انہیں آگے بڑھنے کا کبھی موقع نہیں دیا۔ان کی تدفین کے موقع پر ایما گولڈ مین اور ایرون بارون نے خطاب کیا اور اپنے ساتھی پیٹر کروپوتکین کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا۔روس میں بالشویک حکومت اور لینن اور ٹراٹسکی کے حکم پر 15 ہزار سے زائد انارکسٹ کارکنوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا جبکہ اس سے کہیں زیادہ انارکسٹوں کو جیلوں میں قید رکھا گیا جہاں وہ بھوک ،افلاس اور بدحالی سے ہلاک ہوگئے۔

پیٹر کروپوتکین نے اپنی کتاب " باہمی امداد " (Mutual Aid) میں باہمی امداد، باہمی حمایت اور رضاکارانہ تعاون پر مشتمل معاشرے کے قیام کا ایک سائنسی خاکہ پیش کیا اور بتایا کہ انسانی معاشرے میں اس طرح کا رجحان پہلے سے موجود ہے۔ انہوں نے اپنی اس شہرہ آفاق کتاب میں یہ بھی بتایا کہ " ڈاروِن کے ماننے والوں کے مطابق یہ معاشرہ مسابقت کے بجائے تعاون پر مبنی ارتقائی دباءو کا نتیجہ تھا جو پرجاتیوں (خاندان) کی کامیابی کا موجب بنا۔جانوروں کی دنیا میں ہم نے دیکھا ہے کہ پرجاتیوں کی ایک بڑی اکثریت اجتماعی سماجوں کی طرح مل جل کر رہتی ہے اور زندگی کی جستجو میں بہترین ہتھیار کے طور پر انجمنیں بناتی ہیں۔یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ مجموعی طور پر صرف اپنے وجود کی بقا کیلئے ہی نہیں بلکہ پرجاتیوں میں پیش آنے والے تمام ناموافق حالات کے خلاف جدوجہد کیلئے مل جل کر کام کرتی ہیں " ۔ تنگ حدود کی وجہ سے جانوروں کی وہ پرجاتیاں جن میں انفرادی جدوجہد کی کمی ہوتی ہے تو باہمی مدد پر عمل کر کے بہت ہی ترقی کر لیتی ہیں ۔لامحدود باہمی امداد کی وجہ سے وہ سب سے زیادہ خوشحال ہوتی ہیں اور مزید آگے بڑھنے کیلئے ان کی راہیں بھی کھلی رہتی ہیں۔اس سلسلے میں باہمی تحفظ، ممکنہ بڑھاپے اور تجربے کی منتقلی، فکری ترقی اور سماجی اطوار میں مزید اضافے، پرجاتیوں کی دیکھ بھال کو مزید آگے کی

طرف لے جانے ،اس کی توسیع اور ارتقا کی مزید ترویج کا حصول ممکن ہوتا ہے۔اس کے برعکس جو پرجاتیاں سماج کے بغیر رہتی ہیں وہ تباہ ہو جاتی ہیں۔

پیٹر کروپوتکین کو پختہ یقین تھا کہ باکونن کا اجتماعی معاشی ماڈل عام معنوں میں محض " ویج سسٹم " ہے۔اور یہ نظام سرمایہ داروں کے ویج سسٹم کی طرح مرکزیت اور نابرابری کو پھر سے جنم دے گا۔انہوں نے مزید لکھا کہ " سماجی محنت کے نتیجے میں ہونے والی پیداوار میں انفرادی حصہ داری کا تعین ناممکن ہے۔اگر اس کے تعین کیلئے کسی کو ذمہ داری دی گئی تو وہ ان ویجز پر اپنا اختیار چلانا شروع کرے گا۔انہوں نے خوراک کی خود انحصاری پر زور دیا اور درآمد پر انحصار نہ کرنے کی حمایت کی۔ پیٹر کروپوتکین کی کتاب " میوچل ایڈ" ان کا سب سے اہم تحریری کام سمجھا جاتا ہے جبکہ ان کی ایک اور کتاب " روٹی کی فتح" (Conquest of the Bread) کو بہت ہی اہم تحاریر کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔جنہیں دنیا کی زیادہ تر زبانوں میں ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔"نوجوانوں کے نام" پیٹر کروپوتکین کی وہ تحریر ہے جو آجکل بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے ہر نوجوان کے ہاتھ میں نظر آتی ہے۔انہوں نے جب یہ پیشنگوئی کی تھی کہ " لینن نے اقتدار پرولتاریہ کے بجائے کارکنوں کو حوالے کر کے انقلاب کو ہی دفنا دیا ہے " تو اس کی اس بات کو کئی حلقوں نے سنجیدگی سے لینے کے بجائے محض ایک جملہ قرار دیا، تاہم جب سوویت یونین کا زوال ہو گیا تو کمیونسٹ تحریک کے سرگرم کارکن و رہنما بھی اس طرف متوجہ ہوئے اور اسے سنجیدگی سے لینا شروع کیا۔ان کی یہ بات سچ ثابت ہونے میں سات عشرے ضرور لگے مگر بالآخر روسی کامریڈوں کو اس سچائی کا سامنا کرنا ہی پڑا جس کا اظہار پیٹر کروپوتکین نے کیا تھا۔اب تو دنیا بھر کے مارکسسٹ یہ بات مانتے ہیں کہ سوویت یونین میں نظریاتی کارکنوں کی کمی کی وجہ سے وہاں پر ایک طرح کی " بیوروکریسی " نے جنم لے لیا تھا، جس کی وجہ سے سوویت یونین کا زوال ہوا۔ نظریاتی کارکنوں کی کمی اس لیئے پیدا ہوئی کہ جوزف اسٹالن نے کامریڈ زینوف، کامنیف اور بخارین سمیت ہزاروں نظریاتی کمیونسٹ

کارکنوں کو قتل کرادیا۔رہی بات بیوروکریسی کی تو یہ بات تو پیٹر کروپوتکین نے دوسرے انداز میں کہی تھی،اس میں نئی بات کیا ہے جو پیٹر کروپوتکین نے نہیں کی۔فرق یہ ہے کہ یہ بات 70 سال پہلے ایک انارکسٹ مفکر نے کی تھی اور 70 سال بعد وہی بات مارکسسٹوں نے سمجھ لی ہے۔ ستر سال آگے کو سوچنے پر پابندی مذہبی فریضہ تو ہو سکتا ہے مگر سائنسی طریقہ ہرگز نہیں۔اس میں کوئی شک نہیں کہ سوویت یونین نے اسلحہ کی پیداوار اور خلائی میدان میں کی گئی تحقیق کے بجائے یہ رقم دنیا بھر کے بھوک اور افلاس کے مارے لوگوں پر خرچ کی جانی چاہیئے تھی، جبکہ تعلیم و صحت کے شعبوں سمیت کچھ اور شعبوں میں بھی اپنی سبقت منوالی تھی مگر سماجی اور معاشی میدان میں ان کی ناکامی کی وجہ سے ایک جگہ آکر ترقی کا تمام تر عمل رک گیا تھا۔لینن کی " نیو اکنامک پالیسی " بھی کسی کام نہ آسکی۔

نیسٹر ماخنو:۔ (1888-1934)

نیسٹر ماخنو دنیا کے سب سے بڑے گوریلا لیڈر تھے جس نے 1917 سے 1921 تک چار سالوں تک جنوبی یوکرین میں انڈیپینڈنٹ انارکسٹ ٹیری ٹری (Independent Anarchist Territory of Ukraine) قائم کی جس نے انارکسٹ معاشرے کی داغ بیل ڈالی جو امداد باہمی کے تحت نہ صرف کامیابی سے قائم رہا بلکہ کوئی بڑا تو کیا چوری جیسا چھوٹا جرم بھی نہیں ہوا مگر اس معاشرے کو کسی اور نے نہیں بلکہ حکمرانی کے رسیا سوویت یونین کے بالشویک حکمرانوں نے نیست و نابود کردیا ۔یہ انسان دوست گوریلا انارکسٹ نیسٹر ماخنو ہی تھے جس نے سوویت یونین کی اپیل پر ریڈ آرمی کی مدد کیلئے اپنی "رضاکار کسان فوج " (PORSTANTSI) کو بورجوازیوں کی " وائیٹ آرمی " کو کچلنے کیلئے بھیجا اور لینن کی قیادت میں 1917 میں آنے والے بالشویک انقلاب کو بچالیا، ورنہ "وائیٹ آرمی" سوویت یونین کی فوج کا پیچھا کرتی اور اسے پے درپے شکست دیتی ہوئی ماسکو تک پہنچ چکی تھی۔ نیسٹر ماخنو کی زیر کمان " رضاکار

کسان فوج“ نے بہادری کے وہ جوہر دکھائے کہ سوویت قیادت نے نیسترماخنواوران کی ”رضاکارکسان فوج“کو” ماسکوکے محافظ“ (Saver of the Mascow) کا خطاب دیا۔ مگر نیسترماخنونے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ ریڈآرمی کوجب بھی موقع ملا اور وہ طاقتور ہوگئی تو ان پر حملہ آور ہوگی۔ نیسترماخنونے سوویت یونین کی قیادت کی دعوت پر نہ صرف ماسکو کا دورہ کیا بلکہ کریملن میں لینن سے بھی ملاقات کی تھی۔ مگر اس ملاقات کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا۔ لینن سے ملاقات کرنے سے پہلے نیسترماخنونے اپنے سیاسی استاد کامریڈ پیتر کروپوتکین سے ملاقات کی۔(حوالہ: نیسترماکھنو کی کتاب کریملن کا دورہ۔ (A Visit to Kremlin)۔

نیسترماخنو جسے فادر ماخنو یا عام طور پر باسکو ماخنو بھی کہتے ہیں، 27اکتوبر 1889کو یوکرین کے شہر ھولائی پول (Huliai Pole) میں پیدا ہوئے، ان کے والد ایک غریب کسان تھے جس کی وجہ سے وہ نیسترماخنو کو اچھی تعلیم بھی نہ دلا سکے۔ نیسترماخنو صحیح معنوں میں پائرے جوزف پرودھون کی طرح ایک پرولتاری تھے۔ وہ صرف 45سال کی عمر میں ٹی بی کے مرض کی وجہ سے 25جولائی 1934کو فرانس میں جلاوطنی کے دوران انتقال کرگئے۔ نیسترماخنو18 سال کی عمر میں انقلابی تحریک کیلئے فنڈ اکٹھا کرنے کی غرض سے دوران ڈکیتی یوکرین میں ایک پولیس آفیسر کو قتل کرنے کے الزام میں جیل گئے، اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا جسے بعدازاں زار روس نے نوعمری کی وجہ سے 1910 میں عمر قید میں تبدیل کیا۔ روس کی” بتورکی جیل“ میں قید رہنے کے دوران ان کی ملاقات انارکسٹ قیدیوں سے ہوئی جنہوں نے ان کی تربیت کی اور وہ ایک پکے نظریاتی انارکسٹ بن گئے اور مرتے دم تک اپنے نظریئے اور اصولوں کیلئے لڑتے رہے ۔ فروری 1917 کے انقلاب کے بعد دیگر سیاسی قیدیوں کی طرح اسے بھی 2مارچ 1917 میں رہائی ملی تو نیسترماخنو جنوبی یوکرین میں اپنے شہر” ھولائی پول“ واپس پہنچے۔ وہ کامریڈ پیتر کروپوتکین سے متاثر تھے اور انارکو کمیوسٹ تھے۔ انہوں نے جنوبی یوکرین

میں” رضاکارانہ کسان فوج“ بنائی اور جولائی 1918 میں یوکرین پر قابض” سینٹرل پاورز“ کی فوج پر گوریلا حملے شروع کیئے جن کا تعلق جرمنی۔ آسٹریا (سابق پروشیا) سے تھا ۔ پہلی عالمی جنگ چھڑ چکی تھی جس کا مرکز یوکرین تھا۔ نیسترماخنو کے زیر اثر” رضاکار کسان فوج‘ (Porstantsi) انتہائی تربیت یافتہ فوج تھی اور گوریلا جنگ میں اس کا کوئی ثانی نہ تھا۔ نومبر 1918 میں سینٹرل پاورز کی فوج یوکرین میں کسان فوج سے شکست کے بعد جان بچاکر بھاگ کھڑی ہوئی۔ مارچ 1919 میں نیسترماخنونے وائیٹ آرمی کے جنرل انتونی ڈینکن کے خلاف لڑائی میں ریڈآرمی کا ساتھ دیا، تاہم جب اسے ریڈآرمی میں عہدہ دینے کی پیشکش کی گئی تو انہوں نے معذرت کرلی جس کی وجہ سے ریڈآرمی نے ان سے کیا ہوا معاہدہ ختم کردیا۔

14۔ جون 1919 کو ریڈآرمی نے جنوبی یوکرین میں قائم انارکسٹ علاقے کے دارالحکومت ھولائی پول اور دیگر علاقوں میں” کسان آرمی“ پر حملہ کردیا اور وہاں پر قائم کمیون سسٹم کو تباہ کردیا۔ اسی دوران اوتامن نیکیفر ریہوری نے بالشویکوں کے خلاف جنگ کیلئے نیسترماخنو کو اتحاد کی پیشکش کی مگر ان برے حالات کے باوجود انہوں نے یہ کہہ کر ان کی پیشکش کو ٹھکرادیا کہ مارکسسٹ نظریاتی طور پر ان کے قریب تر ہیں۔ انہوں نے اوتامن نیکیفر کو شکست دیکر اسے قتل کردیا اور اس کی فوج کو بھی کسان آرمی کا حصہ بنادیا۔ 1919 کے موسم گرما میں گوریلا حملوں سے مجبور ہو کر بالشویکوں نے” کسان فوج“ کے ساتھ معاہدہ کیا۔ 26ستمبر 1919 میں ماخنو کے زیر اثر کسان آرمی نے وائیٹ آرمی کو پیرینفکا کے مقام پر شکست دی اور یوکرین کے کئی اہم شہروں پر قبضہ کرلیا۔ انہوں نے ایک روزنامہ اخبار جاری کیا اور جنوبی یوکرین اودیگر علاقوں میں امداد باہمی کا کمیون سسٹم قائم کیا اور خود کو قائد کے بجائے کارکن کہلانا پسند کیا۔ انہوں نے سماجی انصاف کا نظام فرانسس فیرر (Franesc Ferrer) اور پیتر کروپوتکین سے لیا۔ سویت یونین کے برعکس جنوبی یوکرین میں نہ صرف بالشویکوں بلکہ دیگر سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کو بھی کانگریس

میں بیٹھنے اور مشورے دینے کی آزادی تھی۔ وہ باکونن اور کروپوٹکین کے خیالات سے اتفاق کرتے تھے۔ انہوں نے 1919 میں انارکسٹ پیٹر ارشینوف (Pytor Arshinov) کو نہ صرف فوجی انقلابی کونسل، ثقافت اور تعلیم کے شعبے کا چیئرمین بنایا بلکہ اپنی انارکسٹ اخبار،، آزادی کا راستہ،، کا ایڈیٹر بھی مقرر کیا۔ جب اپریل 1919 میں انقلابی فوجی کونسل کی ایگزیکٹو کمیٹی نے انارکسٹ پلیٹ فارم اختیار کرنے کا اعلان کیا تو بالشویک ان کے دشمن بن گئے۔ انقلابی کسان آرمی نے یوکرین کی قومی جمہوری افواج، جرمنی اور آسٹر وہنگری کی سینٹرل پاورز کی فوج، ھیٹمائیٹ ریاست کی فوج، وائیٹ آرمی اور بالشویکوں کی ریڈ آرمی سمیت کئی جارحانہ حملوں کا کامیابی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں شکست فاش دی۔ یہی نہیں کسان آرمی نے ایک ایسا اسلحہ ایجاد کیا جو کہ ہیوی مشین گن تھی اور اسے گھوڑا گاڑی کے اوپر رکھ کر استعمال کیا جاتا تھا۔ اس اسلحہ کا نام " تشانکا" تھا۔ ماخنو اور ان کے انارکسٹ ساتھیوں نے زمینوں پر کمیون سسٹم قائم کرنے کے ساتھ انارکسٹ اصولوں کے مطابق سماجی اور اقتصادی نظام زندگی کو منظم کرنے کی کوشش کی۔ یہ پہلا انارکسٹ امداد باہمی کا معاشرہ تھا جو چار سالوں تک جنوبی یوکرین میں کامیابی کے ساتھ چلتا رہا۔ انہوں نے زمین کسانوں میں تقسیم کی اور مقامی سوویتس (کونسلز) اور علاقائی کانگریس کے انتخابات کرائے۔ خانہ جنگی کے باوجود یہ امداد باہمی کا نظام کامیابی کے ساتھ چلا۔ ہولائی پول میں ریڈ آرمی کو بری شکست ہوئی اور ان کے استونیا ڈویژن کے 10ہزار فوجی گرفتار ہوئے تو سوویت یونین کی ریڈ آرمی نے وائیٹ آرمی کو کچلنے کیلئے ماخنو کے ساتھ دوبارہ تحریری معاہدہ کیا۔ اکتوبر 1920 میں بالشویکوں کے ساتھ ہونے والے ایک جامع معاہدے کے تحت سوویت یونین کی حکومت نے روس کی جیلوں میں قید تمام انارکسٹوں کو رہا کرنا تھا۔ جبکہ اس معاہدہ میں فوجی تعاون بھی شامل تھا۔ اس کے بعد کسان آرمی نے ریڈ آرمی سے مل کر جنرل پیٹر رینگل کی فوج کو مکمل شکست دی تو اس کے بعد روسی حکمران اس تحریری معاہدے سے منحرف گئے۔ نیسٹر ماخنو نے 1920 میں مسلسل

وعدہ خلافیوں پر بالشویکوں کو ڈکٹیٹر کہا اور خفیہ پولیس چیکا کے اقدامات کی مخالفت کی۔ انہوں نے لازمی اختیارات اور انتظامی اداروں کے قیام کی بھی شدید مخالفت کی اور تحریر و تقریر، پریس کی آزادی اور آزاد انجمنوں کے قیام کی وکالت کی۔ جبکہ بالشویکوں نے ان پر اپنے زیر اثر علاقے میں برائے نام حکومت قائم کرنے اور فوج اور متبادل خفیہ ایجنسیوں کے قیام کا بھونڈا الزام عائد کیا اور ماخنو مخالف کمیشن قائم کر دیا۔ ان کے سر کی قیمت مقرر کی اور اسے زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ بالشویکوں نے نہ صرف لینن کے قومی آزادی کے وعدے کو بھلا دیا بلکہ یہ فتویٰ بھی جاری کر دیا کہ ایک چھوٹے سے زرعی معاشرے میں فوری طور پر کمیون سسٹم کا قیام ناممکن ہے۔ اور کچھ نہ بن پڑا تو ان پر یوکرینی یہودیوں کی نسل کشی کا ایک ایسا الزام عائد کر دیا جو کبھی ثابت نہ ہوا اور نہ ہی یوکرین کے یہودیوں نے اس الزام کے حق میں کوئی بات کی۔ نیسٹر ماخنو یوکرین کے جرمن مینونائیٹ قبیلے کی جانب سے جرمن۔ آسٹر وافواج کی قوم پرستی کے بنیاد پر حمایت کرنے سے بھی خاصے پریشان تھے۔ انارکسٹ تاریخدان پال ایرچ (Paul Avrich) نے لکھا ہے کہ ماخنو پر یہودیوں کی نسل کشی کا الزام ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت لگایا گیا جس کا مقصد اسے بدنام کرنا تھا۔ اس کے برعکس بہت سارے یہودی عالموں جن میں وولائین (Voline) اور آئیرن بیرن (Airon Barron) شامل ہیں نہ صرف ان کی جدوجہد میں شامل تھے، جنہوں نے آزاد انارکسٹ علاقے کا منشور لکھا اور ان کی اخبار کو بھی سنبھالتے رہے۔ کئی تاریخدان لکھتے ہیں کہ نیسٹر ماخنو جو کہ کامریڈ باکونن اور پیٹر کروپوٹکین سے متاثر تھے اور انہوں نے اشرافیہ اور بورجوازیوں کے خلاف جنگ کا جو اعلان کیا تھا اس میں متعدد یہودی اشرافیہ کے لوگ بھی نشانہ بنے تھے، اس بنیاد پر بالشویک ان پر یہودیوں کی نسل کشی کا الزام لگا رہے تھے جو کہ بذات خود ایک بورجوازی رویہ ہے۔ ان کی فوج میں زیادہ تر یوکرین کے کسان تھے۔ جب ریڈ آرمی نے ان سے راہیں جدا کر لیں تو بالشویک ان کے دشمن بن گئے، انہوں نے نبات (Nabat Co NFedration) پر پابندی

لگادی ، تیسری کانگریس اور اس میں کیئے گئے فیصلوں کو غیر قانونی قرار دے دیا اور انارکسٹوں کو " رد انقلابی " کہا تو صورتحال مزید خراب ہوگئی ۔اس کے جواب میں انارکسٹ کانگریس نے اعلانیہ کہا کہ " چند نام نہاد انقلابیوں نے اپنے الگ قوانین بنائے ہوئے ہیں" جو باقی عوام کو قانون دشمن کہتے پھرتے ہیں دراصل وہ نام نہاد اپنے آپ کو بڑا انقلابی کہلاتے ہیں۔ لینن نے ماخنو سے مذاکرات کیلیئے 29اپریل 1919 میں لیو کامنیف کو بھیجا اور اس کی واپسی پر نیستر ماخنو نے ماسکو کے دو پیغامات پکڑے، ایک میں سوویت ریڈ آرمی کو یوکرین کے

انارکسٹوں اور کسان فوج پر حملے کا حکم دیا گیا تھا اور دوسرے پیغام میں اسے (ماخنو) قتل کرنے کا کہا گیا تھا۔ چوتھی کانگریس کے اختتام پر ٹراٹسکی نے ریڈآرمی کو نیستر ماخنو سمیت نبات کانگریس کے تمام اراکین کو گرفتار کرنے کا حکم دیا۔1920 میں ٹراٹسکی نے ماخنو کو قتل کرنے کیلیئے خفیہ پولیس چیکا کے دو ایجنٹوں کو یوکرین بھیجا، مگر یہ منصوبہ ناکام رہا اور دونوں ایجنٹ گرفتار کرلیئے گئے۔ان ایجنٹوں نے بعدازاں اپنے جرم کا اعتراف کرلیا اور انہیں پھانسی کی سزادی گئی۔اس کے بعد ٹراٹسکی نے ریڈآرمی کو جنوبی یوکرین کے پورے کمیون سسٹم کو برباد کرنے کا حکم دیا۔اس کے باوجود کسان آرمی نے جب ریڈآرمی کے کچھ کارندوں کو گرفتار کیا تو جذبہ خیر سگالی کے طور پر انہیں رہا کردیا۔ 1919 کے اواخر میں جب ریڈآرمی لینن اور ٹراٹسکی کے حکم پر ہلائی پول میں داخل ہوئی تو انارکسٹ کسان آرمی (جسے بلیک آرمی بھی کہا جاتا ہے) نے ٹراٹسکی کی طرف سے بھیجی گئی 20ہزار بالشویک فوج میں سے استونیا ڈویژن سے تعلق رکھنے والے 10ہزار فوجیوں سے ہتھیار چھین کر انہیں گرفتار کرلیا تو ٹراٹسکی نے مجبور ہو کر ماخنو سے ایک اور تحریری معاہدہ کیا۔ جس کے تحت روس میں قید تمام انارکسٹوں کو رہا کرنا تھا، معاہدے کے تحت روسی انارکسٹوں کو سوویت یونین میں اپنے نظریئے کی پروپیگنڈہ کرنے کی اجازت تھی مگر وہ حکومت کو گرانے کی بات نہیں کریں گے۔1920 کے اواخر میں نیستر ماخنو اور انارکسٹ

کسان فوج نے وائیٹ آرمی کے جنرل رینگلز پر اچانک دھاوا بول دیا اور ان کے چار ہزار فوجیوں کو گرفتار کرلیا،اسلحہ کے ڈپو لوٹ لیئے اور خوراک کی رسد کے راستے کاٹ دیئے، وائیٹ آرمی کے دیگر فوجی اس حملے میں یا تو یا زخمی ہوئے یا پھر بھاگ کر جان بچائی۔اس کامیابی کے بعد بالشویکوں نے انارکسٹ کسان فوج اور ماخنو کو دوبارہ ریڈآرمی میں شمولیت کی دعوت دی تو انہوں نے اسے مسترد کردیا۔ جس پر ناراض ہو کر بالشویکوں نے جنوبی یوکرین کو کوئلے اور مکئی کی فراہمی روک دی۔ حیرت انگیز طور پر لینن نے خود یوکرین میں ریڈآرمی کے سربراہ کرسچن راکوفسکی کے نام تین پیغام بھیجے جس میں ماخنو اور کسان فوج کے سرگرم انارکسٹوں کو گرفتار کرکے ان پر عام مجرموں جیسے مقدمات قائم کرنے اوان کو سبق سکھانے کا حکم جاری کیا جو کہ ٹراٹسکی سے ہونے والے تحریری معاہدے کی خلاف ورزی تھی۔ایک پیغام میں لینن نے جنوبی یوکرین میں قائم امداد باہمی کے اداروں اور کونسلز کو نیست و نابود کرنے کی ہدایت کی تھی۔ وائیٹ آرمی کو تتربتر کرکے مکمل شکست دینے کی خوشی میں ریڈآرمی نے ایک تقریب منعقد کی تو اس میں نیستر ماخنو سمیت کسان فوج کے با اثر کمانڈروں کو بھی مدعو کیا تھا۔ یہ درحقیقت یوکرینی کسانوں کے خلاف ایک خفیہ سازش تھی۔اس موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ریڈآرمی نے جنگ جیت کر واپس آنے والی انارکسٹ کسان آرمی پر اچانک حملہ کردیا اور کئی کسان فوجیوں کو ہلاک وزخمی کیا اور کئی کو گرفتار کرلیا ۔تاہم نیستر ماخنو اور ان کے دیگر ساتھی کسان فوج کے کمانڈرز جو کہ بالشویک آرمی کی دعوت پر تقریب میں شرکت کیلیئے پہنچ چکے تھے انہیں دھوکے سے گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر ماخنو چند ساتھیوں کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہوگئے۔ یوکرین کی کسان فوج پر بالشویکوں نے اس قسم کا گھٹیا اور بزدلانہ حملہ کرکے دھوکہ بازی اور سازش کی ایک ایسی مثال قائم کی جسے رہتی دنیا تک " ٹریک رکارڈ " کے طور پر یاد رکھا جائے گا۔
اس اچانک کارروائی پر دنیا بھر کے تمام انارکسٹ اور مارکسسٹ حیرت زدہ ہوگئے،اگر کسی کو حیرت نہ ہوئی تو وہ نیستر ماخنو تھے کیونکہ وہ پہلے ہی کہہ چکے تھے کہ ریڈآرمی جب بھی

طاقتور ہوئی تو کسان آرمی پر ہی حملہ کرے گی۔ اگست 1921 میں پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت ریڈ آرمی نے کسان فوجیوں پر پے در پے حملے شروع کر دیئے جس کی وجہ سے شدید زخمی حالت میں نیستر ماخنو کو اپنے 77 انارکسٹ ساتھیوں سمیت رومانیہ کی طرف فرار ہونا پڑا جہاں اسے گرفتار کر لیا گیا مگر وہ کسی طرح فرار ہو کر پہلے پولینڈ اور اس کے بعد برلن پہنچے اور وہاں سے ہوتے ہوئے پیرس آ گئے۔ جنوبی یوکرین میں قائم کیئے گئے انارکسٹ معاشرے کو بچانے کیلئے ماخنو اور ان کی رضاکار کسان آرمی آخری دم تک لڑتی رہی۔ بالشویکوں کا مسئلہ صرف ''اپنی کمیونسٹ پارٹی'' اور اس کی '' قیادت'' کو اقتدار دلانے کا تھا۔ ماخنو اور ان کی انارکسٹ رضاکار کسان آرمی بالشویکوں کی نئی سازش اور اپنے سے بڑی فوج کے سامنے زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکی۔ نیستر ماخنو نے اپنی اہلیہ ہیلینا اور معصوم بیٹی یلینا سمیت فرانس میں سیاسی پناہ حاصل کی۔ جنوبی یوکرین پر قبضہ کرنے کے واقع نے لینن کے اس وعدے کی قلعی کھول کر رکھ دی جس میں کہا گیا تھا کہ جو قوم آزادی چاہے گی اسے دی جائے گی۔ نیستر ماخنو نے فرانس میں قیام کے دوران مختلف اخبارات میں اپنی یادداشتوں پر مشتمل کئی مضامین لکھے اور تمام انارکسٹوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کیلئے '' جنرل یونین آف انارکسٹس'' کے قیام کے سلسلے میں بھی بھرپور جدوجہد کی۔ 1926 میں فرانس میں جلاوطن انارکسٹ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوئے تو نیستر ماخنو اس میں شامل ہو گئے۔ انہوں نے ایک ماہوار جریدہ ''ڈیلوٹروڈ'' (مزدور کا مقصد) جاری کیا۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں وہ پیرس میں ترخان کا کام کرنے کے ساتھ پیرس اوپیرا اور فلم اسٹوڈیو میں ان کی زندگی پر بننے والی فلموں اور ڈراموں میں بھی کام کیا۔ وہ مشہور کاریں بنانے والی رینالٹ کمپنی میں بھی کام کرتے رہے۔ دنیا کے سب سے بڑے گوریلا کمانڈر نیستر ماخنو 25 جولائی 1934 کو ٹی بی کے مہلک مرض کی وجہ سے پیرس میں انتقال کر گئے۔ انہوں نے اپنی ایک تحریر میں یہ پیشنگوئی کر دی تھی کہ '' وہ وقت دور نہیں جب کچلے ہوئے اور مشکلات سے دوچار عوام پوری طاقت کے ساتھ اٹھ کھڑے ہونگے اور بالشویکوں

کے مظالم اور آمریت کو دفن کر دیں گے''۔ ان کی کسان رضاکار فوج اور کسان آزاد انجمنوں کو ہمیشہ یہ خطرہ لاحق رہا کہ کوئی ان کو ان حقوق سے محروم نہ کر دے جو انہیں انارکسٹ انقلاب کے نتیجے میں ملے ہیں۔ نیستر ماخنو کا رضاکار انجمنوں اور آزاد معاشرے کے قیام کا جرم اتنا بڑا تھا کہ ان کے انتقال کے بعد بھی ان کی اہلیہ ہیلینا اور بیٹی یلینا پر بورجوازیوں اور بالشویکوں دونوں نے ظلم کے پہاڑ توڑے۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران جب جرمنی نے فرانس پر قبضہ کیا تو نیستر ماخنو کی بیوہ ہیلینا اور ان کی بیٹی یلینا کو جرمن فوج نے گرفتار کر لیا اور انہیں جرمنی کی کنسنٹریشن کیمپ میں رکھا گیا۔ جب جرمنی کو شکست ہوئی تو دونوں ماں۔ بیٹی کو روسی خفیہ ایجنسی این کے وی ڈی نے گرفتار کر لیا۔ بالشویک حکمرانوں نے ان دونوں ماں بیٹی کو انتقام کا ایسا نشانہ بنایا کہ شاید ہی کسی کو بنایا گیا ہوگا۔ ان کو تشدد کر کے مجبور کیا گیا کہ وہ نیستر ماخنو کی ذاتی ڈائری لکھیں اور اسے نیستر ماخنو کی ڈائری کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کریں۔ نیستر ماخنو کی بیوہ ہیلینا او بیٹی یلینا پر 1946 میں کیف میں مقدمہ چلایا گیا۔ ماں ہیلینا کو 8 سال اور بیٹی یلینا کو پانچ سال قید کی سزا سنائی گئی، حالانکہ جب ماخنو یوکرین سے فرار ہوئے تھے تو ان کی بیٹی یلینا محض ایک سال کی تھیں، اس کے باوجود ایک سال کی معصوم بچی پر اپنے والد نیستر ماخنو کا ساتھ دینے اور ان کے جرائم میں شریک ہونے کا الزام عائد کیا گیا!! ۔ 1953 میں ان دونوں ماں اور بیٹی کو سوویت یونین کے جیل سے رہا کر دیا گیا۔ تاہم انہوں نے اپنی بقیہ زندگی روسی حکمرانوں کی پابندیوں کی وجہ سے قزاقستان میں گزاری اور دوبارہ یوکرین کبھی نہ جا سکیں۔ جن بالشویکوں نے اسے '' ماسکو کا محافظ'' (Saver of the Mascow) کا خطاب دیا تھا انہوں نے نیستر ماکھنو کے خلاف ایک فلم بنائی جس میں ان کے کردار کو منفی کر کے پیش کیا گیا تھا۔ تاہم ان کا بحیثیت گوریلا لیڈر کے کردار اتنا مضبوط، مستعد اور بااصول ہے کہ ان پر دنیا بھر میں 50 سے زیادہ فل میں بنائی گئیں اور ایک سو سے زیادہ کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان پر سب سے بہترین کتاب میکس نوماد کی ''جنگجو'' ہے، جو 1939 میں شایع ہوئی

۔اس کتاب میں لکھا گیا ہے کہ ان جیسا بڑا گوریلا لیڈر نہ تو دنیا پہلے پیدا ہوا اور نہ شاید کبھی پیدا ہو سکے۔ ایما گولڈ مین نے بھی اپنی ایک تحریر ”یوکرین کا دورہ“ میں نیستر ماخنو کو زبردست خراج عقیدت پیش کیا ہے۔لیون ٹراٹسکی نے اپنی آپ بیتی میں لکھا ہے کہ ” میں اور لینن نے سنجیدگی سے تجربہ کے طور پر ایک الگ انارکسٹ معاشرے کے قیام پر غور کیا تھا جو کہ غیر ریاستی معاشرے پر مشتمل تھا، تاہم ہم دونوں نے اسے ترک کر دیا“ ۔

نوم چومسکی(7دسمبر1928)

میں نے جب یہ لکھا کہ ایک نوم چومسکی ہزاروں مارکسسٹوں پر بھاری ہے اور جو سچ بولے گا وہی سرخرو ہو گا تو کئی دوستوں کو میری یہ بات پسند نہ آئی۔ وجہ کچھ بھی ہو اس پر بحث کرنا فضول ہے۔نوم چوسکی 7۔دسمبر 1928 کو امریکہ کے شہر پینسلوانیہ میں ایک یہودی خاندان میں پیدا ہوئے۔ان کا پورا نام ایرم نوم چومسکی ہے۔ وہ پیشے کے اعتبار سے استاد ہیں اور امریکہ کی اریزونا یونیورسٹی سمیت متعدد اداروں میں پڑھاتے ہیں۔انہوں نے 1955 میں پی ایچ ڈی کیا۔نوم چومسکی جو کہ ممتاز ماہر لسانیات، علمی سائنسدان، فلاسافر، تاریخ دان، سماجی نقاد اور سیاسی کارکن بھی ہیں وہ سیاسی طور پر انارکسٹ کارکن ہیں اور انارکو سنڈیکلسٹ اور لبرترین سوشلسٹ ہیں۔ وہ 93سال کی عمر کے باوجود نہ صرف چاک و چوبند ہیں بلکہ باقاعدہ پڑھاتے بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ دنیا بھر میں لیکچر بھی دیتے ہیں۔

پروفیسر نوم چومسکی کا تذکرہ نہ صرف دنیا بھر کے حکمران بلکہ امریکہ کے مخالف سیاستدان بھی کرتے ہیں اور نوم چومسکی کے حوالے سے اپنی بات رکھتے ہیں۔ عمران خان سمیت خود پاکستان کے وزرائے اعظم کو بھی متعدد معاملات میں پروفیسر نوم چومسکی کا حوالہ دیکر بات کرنی پڑتی ہے۔نوم چومسکی وہ پہلے ممتاز انارکسٹ ہیں جنہوں نے چند سال پہلے نہ صرف نئی دہلی بلکہ لاہور کا بھی دورہ کیا اور وہاں پر خطاب بھی کیا اور انارکزم سے متعلق لوگوں میں شعور پھیلایا۔اس سے پہلے یورپ اور امریکہ کا کوئی بھی نامور انارکسٹ

پاکستان یا بھارت نہیں آیا۔نوم چومسکی نے درجنوں کتب بھی لکھی ہیں اور دنیا بھر میں ان کے کام کو سراہا جا رہا ہے۔

نوم چوسکی جنگ ویتنام کے بھی شدید مخالف رہے اور انہوں نے 1967 میں جنگ ویتنام پر ایک کتاب ”دانشوروں کی ذمہ داریاں“ لکھی۔ وہ امریکہ کے سامراجی کردار پر بھی کھل کر بات کرتے رہے ہیں۔ان کی ڈاکٹریٹ کی ڈگری نے اسے لازمی فوجی سروس سے بھی بچالیا۔

نوم چومسکی اپنی سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے متعدد بار گرفتار بھی ہوئے ہیں تاہم وہ سچ بولنے سے کبھی نہیں ہچکچاتے۔اسے صدر نکسن کے دشمنوں کی فہرست میں بھی ڈالا گیا۔انہوں نے ایک ماہر لسانیات کی حیثیت میں لسانی جنگوں پر بھی لکھا ہے۔انہوں نے مشرقی تیمور پر انڈونیشیا کے قبضے پر بھی لکھا اور کھل کر انڈونیشیا کو حدف تنقید بنایا۔انہوں نے نہ صرف تقریر کی آزادی کی غیر مشروط حمایت کی، بلکہ ہولوکاسٹ سے بھی انکار کیا اور ان کا ایک مضمون ہولوکاسٹ کے منکر فرینچ دانشور رابرٹ فوریسن کی کتاب میں بھی 1980 میں شایع ہوا۔بحیثیت استاد رٹائر ہونے کے بعد وہ سیاسی طور پر بھی بہت سرگرم رہے ہیں۔پروفیسر نوم چومسکی نے کھل کر عراق جنگ کی مخالفت کی اور ”وال اسٹریٹ قبضہ تحریک“ کی بھی حمایت کی۔ 2017سے وہ یونیورسٹی اریزونا میں دوبارہ درس و تدریس دے رہے ہیں۔

تعلیم و تدریس کے میدان میں ان کا اثر دنیا بھر میں دیکھا جا سکتا ہے۔ وہ امریکہ کی خارجہ پالیسی، نءولبرلزم اور ہم عصر ریاستی سرمایہ داری پر شدید تنقید کرتے رہتے ہیں ۔وہ اسرائیل۔ فلسطین تنازعہ اور مرکزی نیوز میڈیا پر بھی تنقید کرتے رہے ہیں۔ سرمایہ دار اور سامراج مخالف تحریکوں پر نوم چومسکی کے خیالات کا گہرا اثر دکھائی دیتا ہے۔ان کے ان منصفانہ خیالات کی وجہ سے امریکی حکومت ان پر ناراض ہی رہتی ہے۔ ان کے والدین

یہودی تھے اور وہ 1913 میں روس سے فرار ہو کر امریکہ آ گئے تھے۔ نوم چومسکی اسٹالنزم کے شدید نقاد رہے ہیں جبکہ مارکسزم۔ لیننزم پر بھی تنقید کرتے رہے ہیں۔

نیویارک میں قیام کے دوران پروفیسر نوم چومسکی نے یدش انارکسٹ جریدے ''فرے آربیٹر ٹائم'' کے دفتر میں تسلسل کے ساتھ آنا شروع کیا۔ ان کی ممتاز انارکسٹ رڈولف راکر سے قربت بڑھی اور وہ ان سے متاثر ہوئے۔ انہوں نے ان کے جریدے میں لکھنا شروع کیا اور انہوں نے نوم چومسکی کو متعارف کرایا۔ انہوں نے بعد ازاں دیگر انارکسٹ مفکرین کامریڈ میخائیل باکونن، جارج اورویل، برٹرینڈ رسل، وائیٹ میک ڈونلڈ اور ڈیگوڈی سانتیلان کو بھی پڑھا۔ انہوں نے ساتھ ہی مارکسوادی دانشوروں کارل لیبکنیچ، روزہ لکسمبرگ اور کارل کورش کو بھی پڑھا۔ ان کو پڑھنے کے بعد وہ انار کو سنڈیکلسٹ سوساءٹیز کے قیام کی ضرورت پر آمادہ ہوا جو کہ انقلاب اسپین کے دوران قائم کی گئی تھیں جس کا تذکرہ جارج اورویل نے اپنی کتاب '' کیتولینا کو خراج عقیدت'' میں کیا ہے۔ انہوں نے نہ صرف جنگ ویتنام میں امریکہ کے ملوث ہونے کی مخالفت کی بلکہ مشرقی تیمور پر انڈونیشیا کے قبضے کی بھی مخالفت کی اور برملہ کہا کہ امریکہ مشرقی تیمور پر انڈونیشیا کے قبضے پر اس لیئے خاموش ہے کیونکہ انڈونیشیا اس کا اتحادی ہے۔ جبکہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''Hegemoney or Surrvival''میں عراق کی جنگ سمیت ''دہشتگردی کے خلاف جنگ'' کے تمام رخوں کی مخالفت کی۔

پروفیسر نوم چومسکی وہ واحد انارکسٹ فلاسفر ہیں جنہوں نے پہلی بار بھارت اور پاکستان میں آکر لیکچر دیئے۔ انہوں نے 2001 میں نئی دہلی میں ڈی۔ کے لکڑاوالا کے زیر اہتمام لیکچر دیئے اور ایک یوم کیلئے لاہور بھی تشریف لائے۔ جبکہ کچھ مصروفیات کی وجہ سے کراچی تشریف نہ لا سکے۔ انہوں نے امریکہ کے

سامراجی عزائم پر بھی کھل کر بات کی ہے۔ جب ترکی کے ایک پبلشر نے ان کی کتب شایع کیں تو ان پر غداری کا مقدمہ قائم ہوا۔ پروفیسر نوم چومسکی ترکی گئے اور خود کو

''شریک ملزم'' کے طور پر عدالت میں پیش کیا۔ جس پر عدالت نے اس پبلشر کے خلاف غداری کے الزامات اسی دن واپس لے لیئے۔ پروفیسر نوم چومسکی نے ترکی میں کرد علاقوں کا دورہ کیا اور کردوں کے انسانی حقوق کی کھل کر وکالت کی۔ وہ ورلڈ سوشل فورم کی بھی حمایت کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے 2002-03 میں برازیل میں ہونے والے ورلڈ سوشل فورم میں شرکت کی اور بھارت میں ورلڈ سوشل فورم میں بھی شریک ہوئے۔ نوم چومسکی نے نہ صرف ''وال اسٹریٹ قبضہ تحریک'' کی حمایت کی بلکہ کئی مواقع پر خطاب کیا اور اس کی حمایت میں ایک پمفلیٹ بھی لکھا۔ وہ ''Nuclearage Peace Foundation'' کی مشاورتی کونسل کے رکن بھی ہیں جو ہر قسم کے جوہری اسلحہ کو تلف کرنے کی تحریک چلا رہی ہے۔ 2002 میں رٹائرمنٹ کے بعد بھی وہ متعدد یونیورسٹیوں میں لیکچر دیتے رہے ہیں۔ انہوں نے 2017 میں اریزونا یونیورسٹی میں مختصر مدت کا سیاسی لیکچر دیا تو پارٹ ٹائیم پروفیسر کے طور پر اس کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔ وہ اپنی پوری تنخواہ ایک خیراتی ادارے کو دیتے ہیں۔ وہ محنت کشوں کی بین الاقوامی تنظیم ''انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ'' کے بھی رکن ہیں۔

پروفیسر نوم چومسکی امریکہ کی خارجہ پالیسی، سرمایہ دارانہ نظام اور دیگر ممالک میں اس کی ظالمانہ مداخلت کے مخالف رہے ہیں اور امریکہ کی پالیسیوں پر تنقید کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سچائی پر مشتمل تنقید کو ہمیشہ پابندیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تاہم اب ان کی بھاری بھرکم آواز ان تمام پابندیوں کو توڑ چکی ہے اور اسے روکنا کسی کے بس کی بات نہیں۔

ہیلن کیلر (Helen Keller-1880-1968)

ہیلن کیلر جسے معجزاتی لڑکی (Mircale Girl) کہا جاتا ہے وہ 27 جون، 1880 کو امریکی ریاست الباما میں پیدا ہوئیں۔ گونگے بہرے اور نابینا افراد کیلئے اشاروں

میں پڑھنے اور لکھنے جیسی حیرت انگیز ایجاد جسے اشاروں کی زبان کہتے ہیں یہ اس نابینا اور بہری عورت ہیلن کیلر کی ایجاد ہے۔ وہ صرف 19 ماہ کی عمر میں ہی آنکھوں کی بینائی سے محروم اور بہرے پن کا شکار ہو گئی تھی تاہم ان کے والدین نے اسے تعلیم دلانے کا فیصلہ کیا اور اسے ایک استانی این سلیوان کے حوالے کیا۔ انہوں نے اپنی استانی سے پہلا لفظ "WATER" سیکھا اور 24 سال کی عمر میں ہاورڈ یونیورسٹی کے ریڈ کلف کالج سے گریجوئیشن کر لیا۔ ہیلن کیلر نے دنیا کے 35 ممالک کا سفر کیا اور وہاں لیکچر زدیئے وہ بہت بڑی سرگرم انارکسٹ سیاسی کارکن تھیں اور دنیا بھر میں ترقی پسند فکر اور شعور پھیلانے میں اپنا حصہ لیا۔ یہ بات انہوں نے کہی کہ "دولت کی آواز عوام کی آواز سے زیادہ بھاری ہے"۔

انہوں نے 14 کتب تحریر کیں اور امریکن سول لبرٹیز یونین کی ممبر بنیں۔ انہوں نے 1903 میں اپنی آپ بیتی "The Story of my Life" لکھی جس پر "The Mircale Worker" کے نام سے فلم بنی اور اسے اسٹیج پر بھی دکھایا گیا۔ اس کے بعد وہ مشہور ہوئیں۔ ان کی استانی این سلیوان جب تک زندہ رہیں ان کو اپنے ساتھ رکھا اور اسے علم کے روشنی سے ایسا منور کر دیا کہ شاید یہ ان کیلئے ہی کہا گیا ہو کہ "علم انسان کی تیسری آنکھ ہے"۔ ان کے والدین ہیلن کیلر کو "آنکھ، ناک، کان اور گلے" کے بالٹیمور میں واقع ایک مشہور ڈاکٹر جولیان شیسوم کے پاس لے گئے جس نے انہیں بچی کو الیگزینڈر گراہم بیل کے پاس لے جانے کا مشورہ دیا جو ان دنوں بہرے بچوں کیلئے کام کر رہے تھے۔ گراہم بیل نے انہیں بچی کو "Perkins Institute for the Blind" میں داخلہ دلانے کا مشورہ دیا۔ کالج میں داخلے کے بعد اسے ایک استانی این سلیوان کے حوالے کیا گیا۔ جو بعد ازاں 50 سال تک ان کے ہمراہ رہیں۔ چھوٹی سی بچی کیلر کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ ہر چیز کا ایک الگ نام بھی ہوتا ہے۔ مگر بعد میں ان کی زندگی میں ایک دن ایسا بھی آیا کہ باہمت ہیلن کیلر نے طیارہ تک اڑایا اور اسے بخیر و خوبی زمین پر بھی اتارا۔

ان کا کہنا تھا کہ میری تاریکی ذہانت کی روشنی سے بھر چکی ہے مگر باہر دن کی روشنی سے منور دنیا کو دیکھو جو سماجی تاریکی میں ٹھوکریں کھا رہی اور اسے ٹٹول رہی ہے۔

حیرت میں ڈالنے والی ان معجزانہ خوبیوں کی مالک "ہیلن کیلر" دراصل سیاسی طور پر انارکسٹ فکر سے وابستہ تھیں اور وہ کامریڈ ایما گولڈ مین اور مارک ٹوین سمیت بہت سارے معروف انارکسٹوں کی بہترین دوست تھیں۔ انہوں نے سرمایہ داری اور غلامی پر سخت تنقید کی۔ اسے انسانی آزادی اور برابری پر مکمل یقین تھا اور یہ بات ان کی تحاریر میں بھی نمایاں طور پر واضع نظر آتی ہے۔ ان کی دوستی تو گراہم بیل سے بھی رہی۔ اسے 20ویں صدی کی ممتاز شخصیات میں بھی شامل کیا گیا۔ وہ امریکی صدر ووڈرو ولسن کی پالیسیوں پر شدید تنقید کرتی رہیں۔ اسے 1953 نوبل پرائیز کیلئے نامزد کیا گیا۔ ہیلن کیلر یکم جون 1968 کو 87 برس کی عمر میں انتقال کر گئیں۔ ان کی جائے پیدائش کو عجائب گھر میں تبدیل کیا گیا ہے۔

نظریہ انارکزم اور اس کی اقسام: ۔ جس طرح سکہ بند کمیونسٹوں میں مارکسسٹ، لیننسٹ، اسٹالنسٹ، ماءوئسٹ، ٹراٹسکائیز اور لبرلسٹ گروپس ہیں اسی طرح انارکسٹوں میں بھی بہت سارے گروپس ہیں، جن میں تھوڑے بہت فرق کے ساتھ بڑا اختلاف نہیں پایا جاتا۔ ان گروپس میں انارکو کمیونسٹ، انفرادی انارکسٹ، اجتماعی انارکسٹ اور انارکو سنڈیکلسٹ زیادہ مقبول ہیں۔ انارکسٹوں کے چھوٹے بڑے تمام گروپس ریاست، حکومت، پارٹی اور اسلحہ کے خاتمے کے معاملے پر مکمل طور پر متفق ہیں۔ ذیل میں انارکسٹوں کے چند اہم اور معروف گروپوں کا مختصر تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

1) **انارکو کمیونسٹ:** ۔ **(Anarcho Communist)** یہ وہ انارکسٹ ہیں جو ریاست، حکومت، مارکیٹوں، دولت، نجی املاک اور سرمایہ داری کا خاتمہ کر کے اسے عوام کی ملکیت قرار دینے کی بات کرتے ہیں۔ یہ مارکسسٹ کمیونسٹوں کے کچھ قریب ہیں، مگر اس کے باوجود مارکسسٹوں کے ہاتھوں سب سے زیادہ مار بھی انہوں نے کھائی ہے۔ انقلاب

کے ذریعے تبدیلی لانے کے بعد فوری کمیونزم کی طرف پیش رفت شروع کرنے کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ رضاکارانہ انجمنوں، براہ راست جمہوریت اور محنت کشوں کی کونسلز کے قیام کی پرزور حمایت کرتے ہیں۔ انارکو کمیونسٹوں کے ماننے والوں میں سب سے بڑا اور مقبول نام پیتر کروپوتکین اور دنیا کے سب سے بڑے گوریلا کمانڈر نیسترماخنو کا ہے۔ پیتر کروپوتکین شہرہ آفاق کتاب ''باہمی امداد'' (Mutual Aid) اور ''روٹی کی فتح'' (Conquest of the Bread) سمیت متعدد اہم کتب کے مصنف ہیں۔ سوئیٹزرلینڈ کے شہر سینٹ آمیر میں ہونے والی پہلی انارکسٹ انٹرنیشنل کانگریس ان کے زیر اثر منعقد ہوئی تھی۔ پیتر کروپوتکین اپنے نظریئے کی خاطر متعدد بار جیل گئے اور 43 سال جلاوطن رہے۔ ان کا تعلق روس سے تھا۔ انارکسٹ فکر اور تحریک پر ان کا بہت ہی گہرا اثر ہے۔ تاہم مینیفیسٹو آف سکسٹین لکھنے پر انارکسٹوں نے ان کا سوشل بائیکاٹ کیا تھا۔ اس مینیفیسٹو میں کروپوتکین نے پہلی عالمی جنگ میں اتحادی افواج کی حمایت کی تھی۔

2) اجتماعی انارکزم:۔ (Collective Anarchism) یہ وہ انارکسٹ ہیں جو ہر قسم کی نجی ملکیت اور ذراءع پیداوار سے حاصل ہونے والی ملکیت کا خاتمہ کر کے انارکسٹ معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یہ انقلاب کے پرجوش حمایتی ہیں اور یہ پر تشدد طریقہ کار یا پروپیگنڈہ دونوں کے ذریعے انقلاب لانے اور ملکیت کو اجتماعی بنانے کی وکالت کرتے ہیں۔ یہ مزدوروں کو ان کے مدمقابل چھوٹی سی بورجواژی اشرافیہ کا تختہ الٹ کر اس کی جگہ عوام کا اجتماعی معاشرہ قائم کرنے کی حمایت کرتے ہیں۔ یہ ہر قسم کی حاصل ہونے والی پیداوار کی یکساں حصہ داری اور تقسیم کی وکالت کرتے ہیں۔ یہ کمیون نظام اور کمیونزم کو اپنا مطمع نظر سمجھتے ہیں۔ صلاحیت کے مطابق کام اور ضرورت کے مطابق دینے کی بات کرتے ہیں۔ گو کہ کارل مارکس نے بھی ریاست کے خاتمے کی بات کی ہے مگر یہ مارکس کی پرولتاری آمریت (Porltariat Dictatorship) سمیت ہر قسم کی آمریت

کے شدید مخالف ہیں۔ اجتماعی انارکزم کے سب سے بڑے مفکر میخائیل باکونن ہیں۔ اس وقت دنیا کی اکثر و بیشتر کمیونسٹ پارٹیوں نے پرولتاری آمریت کو اپنے منشور سے خارج کر دیا ہے اور یہ کامریڈ باکونن کی فتح ہے۔ ہیگ میں ہونے والی فرسٹ انٹرنیشنل اسی اختلاف کی وجہ سے ٹوٹ گئی تھی۔ جان موسٹ بھی اجتماعی انارکزم کے بااثر رکن سمجھے جاتے ہیں۔

انفرادی انارکزم:۔ (Individual Anarchism) انفرادی انارکزم وہ ہے جس میں تمام سماجی اقدامات رضاکارانہ معاہدے کے بنیاد پر کرنے کی وکالت کی جاتی ہے۔ میکس اسٹیرنر، ایما گولڈ مین اور بنجمن ٹکر انفرادی انارکزم کے بااثر اور بڑے نام ہیں۔ انفرادی انارکزم اور اجتماعی انارکزم کے مابین تفریق کرنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ اجتماعی انارکزم کے اہم رکن میخائیل باکونن نے ذراءع پیداوار کو ملکیت بنانے کی وکالت کی۔ انہوں نے کارل مارکس کی جانب سے '' صلاحیت کے مطابق کام اور ضرورت کے مطابق دینے کو ایک قسم کی انا قرار دیا۔ معروف انفرادی انارکسٹ میکس اسٹیرنر نے اختیار یا حکمرانی کے تصور کو مسترد کیا اور ڈھیلے ڈھالے اتحاد کی حمایت کی۔ ان کا کہنا تھا کہ مارکیٹ انتظام سے نمٹنے کیلئے حکومت کے عمل دخل کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر کسی کا انفرادی حق کسی اور کے حقوق کو متاثر نہیں کرتا تو اسے قانون کے ذریعے ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا معاشی معاملات یا ذاتی زندگی میں دخل دینا غیر ضروری ہے۔ پرودھون نے ملکیت کو چوری کہا، اس کے برعکس انفرادی انارکسٹ صرف ٹیکس کو چوری کہتے ہیں۔ یہ سیاسی طور پر انفرادی آزادی کو انتہائی اہم سمجھتے ہیں اور اس بات پر متفق ہیں کہ مارکیٹ ہی اشیاء اور خدمات کی فراہمی میں موثر کردار ادا کرتی ہے۔ وہ خدمات جو روایتی طور پر حکومت فراہم کرتی ہے انہیں مارکیٹ کی مسابقت پر چھوڑا جائے۔

سنتھیسز انارکزم : ۔ (Synthese Anarchism) یہ وہ اناکسٹ ہیں جو انارکزم کے اصولوں کے مطابق کسی بھی صفت کے بغیر مختلف رویوں کے حامل انارکسٹوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ مختلف رجحان کے حامل انارکسٹوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کی تگ و دو کرتے ہیں ۔ 1920 کی دہائی میں انارکسٹوں کا یہ گروہ اس کے باا ثر حامیوں وولن اور سیباسٹیان فورے نے بنایا تھا۔ یہ انٹر نیشنل انارکسٹ فیڈریشن میں موجود انارکسٹ فیڈریشنوں کے مابین مرکزی اصول اور ہم آہنگی کیلئے کام کرتے رہتے ہیں۔

انارکوسنڈیکلزم : ۔ (Anarcho Syndicalism) ویں صدی میں انارکزم کے اندر انارکو سنڈیلزم ایک موثر گروپ کے طور پر ابھرا۔ سرمایہ داری نظام کی جگہ انارکزم کو لانے کیلئے سنڈیکلسٹ نے عسکری طریقہ کار اختیار کیا اور پوری توجہ مزدور انجمنوں پر دی۔ وہ ریاست کی جگہ نیا معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں جسے محنت کش چلائیں گے ۔انارکسٹوں کا یہ گروہ بھی تنخواہ، مشاہیرہ اور نجی ملکیت کے ذراءع پیداوار کو ختم کرنے کی حمایت کرتا ہے۔ سنڈیکلزم کے اہم نکات میں محنت کشوں کی یکجہتی، براہ راست اقدام (جس میں ہڑتالیں اور کام کی جگہوں کا صحت بخش ہونا) اور محنت کشوں کی اپنی منیجمینٹ بنانا شامل ہے۔ یہ انارکو کمیونسٹ یا اجتماعی انارکسٹوں کے قریب ہوتے ہیں۔ یہ اسپین، فرانس اور امریکہ میں بہت سر گرم رہے ہیں۔ یہ اسپین کے صوبے کیٹلونیا (Catalonia) میں 1936 سے 1937 تک امداد باہمی کی انجمنوں اور لوکل کونسلز کا معاشرہ قائم کرنے اور اسے چلانے میں کامیاب ہوئے۔ ان کے اہم ارکان میں **رڈولف راکر، جارج سورپل اور ایریکو ملاتستا** شامل ہیں۔ اس وقت یہ اسپین اور سویڈن میں سر گرم ہیں۔

میوچلسٹ انارکسٹ : ۔ (Mutulist Anarchist) یہ وہ انارکسٹ ہیں جو آزاد مارکیٹ اور ہنر کے تحت سوشلسٹ سوسائٹی کا قیام چاہتے ہیں ۔ یہ میوچل کریڈٹ بنک کے ذریعے آسان شرائط پر قرضہ جات کے ذریعے انارکسٹ معاشرے کو قائم

کرنا چاہتے ہیں۔ یہ محنت کے زائد نظریہ پر مشتمل ایک ابتدائی انارکسٹ اصول ہے جسے بنیاد کے طور پر استعمال کر کے معاشی قدر متعین کرنے کی بات کرتے ہیں۔ اس کا بانی جوزف پرودھون ہے، جسے نظریہ انارکزم کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ یہ انفرادی انارکزم کے بلکل برعکس اصول پر قائم ہے اور سرمایہ دارانہ سماجی تعلق کے تحت نرم قرضوں پر سرمایہ کاری اور کرائے کے تحت آمدن کے اصول کی وکالت کرتے ہیں۔ تاہم یہ انارکسٹ بھی ریاست، حکومت اور پارٹی وغیرہ کے خلاف ہیں۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میوچلسٹ فری مارکیٹ اکنامی چاہتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ یہ سب سے اولین انارکسٹ گروہ سمجھا جاتا ہے۔

پلیٹفارمزم انارکسٹ : ۔ (Platformism) یہ دراصل وسیع پیمانے پر چلنے والی انارکسٹ تحریک کے اندر ایک رجحان کا نام ہے۔ جو کہ ڈیلوٹروڈا کی جنرل یونین آف انارکسٹس کے منظم پلیٹ فارم کی روایت کے تحت چلنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ پلیٹ فارم روس میں 1917 میں آنے والے اکتوبر انقلاب کے تجربے سے متاثر ہو کر پیدا ہوئے جس میں انارکسٹوں کے مقابلے میں بالشویکوں کی فتح ہوئی۔ اس انارکسٹ گروپ نے ایک پمفلیٹ شایع کر کے روسی انقلاب میں انارکسٹوں کی ناکامی کی وجوہات اور ان کا حل پیش کیا ہے۔ اس متنازعہ پمفلیٹ کی اشاعت کی وجہ سے اس انارکسٹ گروپ پر دنیا بھر میں انارکسٹوں کی جانب سے تنقید بھی کی گئی۔

سوشل انارکزم : ۔ (Social Anarchism) سوشل انارکزم دراصل انفرادی انارکزم سے بھی زیادہ آزادی کے زمرے میں آتا ہے۔ اس میں انارکزم کی انفرادی آزادی کے مختلف طریقے، ذاتی خود مختاری (Personal Autonomy) اور انسانذات کے فطری عمل پر زور دیا گیا ہے۔ یہ انفرادی آزادی کو سماجی برابری سے منسلک کرتے ہیں۔ اور کمیونٹی اور امداد باہمی پر زور دیتے ہیں۔ سوشل انارکزم میں بھی انارکسٹ نظریئے اور اس پر عمل سے متعلق کمیون اور امداد باہمی کا رجحان موجود ہے۔ سوشل

انارکزم،اجتماعی انارکزم،لبرترین سوشلزم،انارکوسنڈیکلزم اوسوشل ایکولوجی کے قریب ہے، مگر وہ اپنے آپ کو ان گروپس کے اصولوں تک محدود نہیں کرتے۔ مرے بک چن کے ماننے والوں نے امریکہ میں سوشل انارکزم کا بنیاد رکھا۔گستاف لانڈوئر (Gustav Laundauer) بھی معروف سوشل انارکسٹ رہے ہیں۔

سوشل ایکولوجی: ۔ (Social Ecology) اس نظریئے کا بانی مرے بک چن (Murray Bookchin)ہے مگر یہ کوئی تحریک نہیں بلکہ ایک نظریہ ہے جو انسانی ارتقا کا خیالی تصور پیش کرتا ہے۔جو کہ علم الحیات اور معاشرے کو فطرتی سوچ میں ایک دوسرے کے اندر مجتمع کرتا ہے۔ان کے خیال میں ان کا نظریاتی تصور زیادہ مکمل، باضمیر،اخلاقی اور عقلی فطرت پر مبنی ہے۔ان کے خیال میں انسانذات زمین پر طویل نامیاتی ترقی کے طور پر تازہ ترین پیش رفت ہے ۔ مرے بک چن کے مطابق سماجی ماحول معاشرے کو درجہ بندیوں اور طبقات سے نکال کر جمہوریت اور آزادی کی طرف خود بخود لے جائے گا۔انہوں نے اپنی کتاب "آزادی کا ماحول" میں لکھا ہے کہ "انسانی تسلط اور فطرت کی تباہی انسانوں میں سماجی تسلط کا نتیجہ ہے" ۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ سماجی تبدیلی کا میدان میونسپل سطح پر ہونا چاہیئے۔آزادانہ میونسپل اور سماجی ماحول ایک انقلابی کوشش سے زیادہ سیاسی تبدیلیوں کو جنم دیتا ہے، جس میں ادارہ جاتی طور پر عوامی اسمبلیاں آزاد ہوتی ہیں اور یہ فیصلہ سازی کرتی ہیں۔سال 2001 میں اپنے ایک انٹرویو میں بک چن نے کہا تھا کہ " سب سے اہم مسئلہ یہ ہے کہ معاشرے کا ڈھانچہ تبدیل کیا جائے تاکہ عوام اقتدار حاصل کرسکیں۔اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ چھوٹے بڑے شہروں اور دیہات میں میونسپل نظام لایا جائے جہاں ہ میں ایک دوسرے کے روبرو جمہوریت کی بڑھوتری کا موقع ملتا ہے۔

فلاسافیکل انارکزم : ۔ (Philosophical Anarchism) اس کا بانی برطانوی انارکو فلاسافر ولیم گاڈوین ہے، جس نے جدید انارکسٹ تصور کو پہلی بار بیان کیا۔ پیٹر کروپوتکین کے مطابق ولیم گاڈوین نے پہلی بار انارکزم کا سیاسی اور معاشی خاکہ فراہم کیا ہے۔ولیم گاڈوین نے کہا کہ ریاست اپنا اخلاقی جواز کھو چکی ہے کیونکہ ریاست انفرادی آزادی کی ذمہ داری لینے کیلئے تیار نہیں ہے،اس لیئے ریاست کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ فرد پر حکمرانی کرے۔تاہم وہ ریاست کے خاتمے کیلئے انقلاب کی وکالت نہیں کرتے۔ان کی شہرہ آفاق کتاب " سیاسی انصاف " (Political Justice) کا کوئی ثانی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ فلاسافیکل انارکزم کو انارکزم کا حصہ سمجھا جاتا ہے اور ولیم گاڈوین کو انفرادی انارکسٹوں کی فہرست میں بھی شامل کیا جاتا ہے۔فلاسافیکل انارکسٹ ریاست کو خرابی کی جڑ سمجھنے کے باوجود اسے محدود پیمانے پر قائم رکھنے کی وکالت کرتے ہیں۔

ایگوئسٹ انارکزم ؛-۔ (Egoist Anarchism) اس کا بانی جرمن فلاسافر جان کاسپر شمیت عرف میکس اسٹیرنر کو سمجھا جاتا ہے جس نے "انا اور اس کا اپنا پن" (Ego and its own)نامی شہرہ آفاق کتاب لکھی ۔ اسے نہیلزم (Nihilism)ایگزسٹنشلزم (Existantialism) اور انفرادی انارکزم (Individual Anarchism)کی صف اول میں شامل کیا جاتا ہے ۔ وہ 25اکتوبر 1806کو برطانیہ میں پیدا ہوئے اور 26 جون 1856 کو انتقال کرگئے ۔ ایگوئسٹ عقیدت کو یکسر مسترد کرتے ہیں۔ میکس اسٹیرنر کا کہنا ہے کہ فرد کے حقوق پر پابندی ہی اس کی اصل طاقت بن جاتی ہے اور وہ جو چاہے حاصل کرلیتا ہے۔ میکس اسٹیرنر نہ صرف ریاست کا خاتمہ اور معاشرے کو آزاد کرنا چاہتے ہیں جو ان کے خیال میں بحیثیت ادارہ اپنے ممبران کو جوابدہ ہے۔انہوں نے معاشرے کی جگہ ایگوئسٹ یونین کا خیال پیش کیا ہے ۔ یونین چاہتا ہے کہ تمام فریقین ضمیر کی انا کے خول سے باہر نکل کر مشترکہ

ہو جائیں۔اس یونین کو ہر گز حکومت نہ سمجھا جائے۔اسٹیر نر کا فلسفہ انفرادی ہے تاہم انار کو کمیونسٹ بھی اس سے متاثر ہیں۔

انار کو کیپیٹلزم: ۔ Anarcho Capitalism

انار کو کیپیٹلزم کو دائیں بازو کا انارکزم (Right Anarchism) بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ فری مارکیٹ اور نجی ملکیت کی وکالت کرتا ہے۔تاہم ریاست کی مرکزیت کی نفی کرتا ہے۔ جبکہ آزادی کے حق کو ذاتی املاک سے تعبیر کرتا ہے۔ان کے خیال میں تحریری منشور کی عدم موجودگی میں انار کو کیپیٹلسٹ معاشرے کو کانٹریکٹ کے تحت خود چلنا ہوگا اور فری مارکیٹ کے ذریعے مہذب بنانے کی طرف لے جائیں اور یہ رضاکارانہ معاشرہ ہوگا۔انار کو کیپیٹلسٹ وتج لیبر کی حمایت کرتے ہیں۔یہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ فرد اور اس کی املاک کے تحفظ اور متاثرہ فرد کے معاوضے کیلئے ریاست کی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کے مطابق نجی املاک کے تحفظ کیلئے نجی دفاعی ایجنسیوں اور انشورنس کے ذریعے اطلاق کرانا ہوگا اور یہ عدلیہ اور پولیس کا کردار ادا کریں گی۔انار کو کیپیٹلزم 20ویں صدی میں ابھرا اور یہ محاورہ پہلی بار مرے روتھبارڈ (Murry Rothbard) نے استعمال کیا۔اکثر انارکسٹ گروہ انار کو کیپیٹلسٹ کو فراڈ اور انارکزم کے متضاد سمجھتے ہیں اور نجی ملکیت، شخصی کارپوریٹ اور کیپیٹلزم کے حوالے سے ان کے نقطہ نظر کو مسترد کرتے ہیں ۔ مشہور انار کو کیپٹلسٹ سیموئیل ایڈورڈ سوئم کے مطابق تشدد کے ذریعے انقلاب کا نتیجہ غیر پیداواری نکلے گا۔ان کے مطابق غیر ریاستی معاشی نظام کا رضاکارانہ نمونہ ہی اس کا بہترین حل ہے۔میتھیو اوکیف (Mathew o` Keeffe) بھی معروف انار کو کیپیٹلسٹ ہیں۔

پس اور اقسام ہیں ۔ جن میں نہیلسٹ ، ایکسپروپری ءٹو انارکسٹ ، لبرترین انارکسٹ ،لبرترین سوشلسٹ،فری سوشلزم، لیفٹ انارکزم وغیرہ ۔ تاہم تمام انارکسٹ

حکومت اور سیاسی پارٹی یا تنظیم ، ریاست اور اسلحہ کے خاتمے پر اتفاق رائے رکھتے ہیں۔ان تمام گروہوں میں ان معاملات پر ایک طرح سے ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیا کے تمام تر انقلابات (ماسوائے ایران کے مذہبی انقلاب جس میں مارکسسٹ شامل تھے) میں انارکسٹ شریک رہے ہیں۔انارکسٹوں کا سب سے مشہور مقولہ ہے کہ ” حکومت کوئی مسئلہ حل نہیں کرسکتی کیونکہ حکومت خود ایک مسئلہ ہے“ ۔انارکسٹوں کو پختہ یقین ہے کہ ” اسلحہ بردار فوج کے مقابلے میں ہمیشہ ہلہ بول عوام کامیاب ہوئے ہیں“ ۔ انارکسٹوں کی لڑائی اقتدار اور حکومت کیلئے ہر گز نہیں بلکہ وہ معاشی اور معاشرتی تبدیلی کے خواہاں ہیں۔ان میں ایک گروپ ”دائیں بازو“ کے انارکسٹ بھی ہیں جو محدود پیمانے پر نجی املاک کی حمایت کرتے ہیں ۔ مگر وہ بھی ریاست ، حکومت اور سیاسی جماعت کے خلاف ہیں۔انارکزم کو نہ سمجھنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ابھی تک اہم اور باا ثر انارکسٹوں کی تحاریر اور ان کی جدوجہد پر مشتمل مواد کو ترجمہ کر کے عوام اور عام لوگوں کے سامنے نہیں لایا جا سکا ہے ۔ اس کے مقابلے میں روس میں بالشویک انقلاب اور اس کے نتیجے میں مارکسسٹوں کی حکومت قائم ہونے کے بعد مارکس،اینگلز اور لینن سمیت تمام چھوٹے بڑے مارکس کے ماننے والوں کی کتابیں مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے لاکھوں کی تعداد میں شایع کر کے دنیا بھر میں تقسیم کی گئیں۔ جس کی وجہ سے پڑھے لکھے لوگوں کی ان کتابوں تک رسائی ہوگئی اور ان پر ان تحاریر کا بہت ہی گہرا اثر ہوا۔ وگرنہ انارکسٹ جو کہ ہر قسم کی ریاست ، حکومت اور پارٹی اور تنظیم کے مخالف ہیں اور انارکسٹ فلسفیوں،تاریخدانوں اور مفکرین کی تحاریر مارکسسٹوں سے کہیں زیادہ حقائق پر مبنی اور زیادہ انقلابی نوعیت کی ہیں اور ان تحاریر میں استحصالی نظام کے خاتمے کا یقینی حل بھی موجود ہے ، مگر سرکاری سرپرستی، جس کے وہ مخالف ہیں اس سے محروم ہونے کی وجہ سے انارکزم کئی پسماندہ ممالک بالخصوص برصغیر پاک وہند میں اپنا خاص اثر قائم نہ کرسکا ہے۔اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نامور انارکسٹوں میخائیل باکونن، ایریکو ملاتستا، پیٹر کروپوتکین، ایما گولڈمین ودیگر

نے کبھی برصغیر نہیں آئے، وہ یورپی اور امریکی ممالک تک محدود رہے۔ تاہم چین اور کوریائی انارکسٹوں کی جدوجہد نہایت اہمیت کی حامل ہے جو امریکہ اور یورپ سے تعلیم حاصل کرکے آنے والاے انارکسٹوں کی مرہون منت ہے۔ انارکسٹ چاہتے ہیں کہ معاشرے کے تمام معاملات اور مسائل عوام خود نمٹائیں اور بزرگوں کی کونسلز، لوکل کونسلز، امداد باہمی کی انجمنوں اور عوامی کمیون کے ذریعے معاشرے کو چلانے اور اسے یکساں بنیادوں پر آگے بڑھانے کے خواہاں ہیں۔ انسانی آزادی کا مکمل اور جامع حل بھی انارکزم پیش کرتا ہے جبکہ اس کے مقابلے میں مارکسزم اور سوشلزم میں معاشرتی جبر اور حکمران طبقے کی موجودگی کی وجہ سے عام انسان کو وہ آزادی نصیب نہیں جس کا خواب وہ صدیوں سے دیکھتا آرہا ہے۔ مشہور مصنف اور انارکسٹ دانشور لیوٹالسٹائی نے بھی لکھا ہے کہ " روسی معاشرہ اب اس نہج پر پہنچ چکا ہے کہ اسے حکومت کی کوئی ضرورت نہیں اور وہ خود ایک آزاد معاشرے کو چلانے کی صلاحیت رکھتے ہیں"۔ انارکسٹ ہر قسم کی مرکزیت اور خاندان کی نفی کرتے ہیں۔ وہ آئین اور تحریری قوانین کے بجائے فطری قوانین کو مانتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ انارکزم فطری اور سائنسی نظریہ ہے۔ کارل مارکس جو کہ ریاست کے ذریعے انقلاب لانے اور جاگیرداری سے سرمایہ داری اور اس کے بعد سوشلزم سے ہوتے ہوئے مرحلہ وار کمیونزم میں داخل ہونے کی بات کرتے ہیں ان کا بھی یہ ماننا ہے کہ بالآخر ریاست مٹ جائے گی اور اس کی جگہ آزاد اور خودکار انجمنوں کا معاشرہ قائم ہوگا، جبکہ انارکسٹ سوشلزم کی نفی کرتے ہوئے انقلاب کے فوری بعد کمیونزم کی طرف پیش قدمی کرنے کی وکالت کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ اگر مرحلہ وار کمیونزم کی طرف چلنا شروع کیا تو بورژوازی کسی بھی وقت سازش کرکے اور موقع پاکر پانسہ پلٹ سکتے اور ردانقلاب کر سکتے ہیں۔ اس میں کسی بھی لیڈر کی اگر نیت خراب ہوگئی تو وہ ردانقلاب کر سکتا ہے جیسا کہ سابق سوویت یونین میں گورباچیف اور ان کے ساتھیوں سمیت 41 ممالک نے کیا، جو کہ انارکسٹوں کی سچائی کا ثبوت ہے۔ انارکسٹوں کا کہنا ہے کہ آج کا سچ کل کا جھوٹ ثابت ہو

سکتا ہے مگر فطرت کے قوانین کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ حالات اور واقعات کچھ وقت کیلئے جھوٹ پر پردہ ڈال دیں تو اور بات ہے وگرنہ فطرت کے قوانین کو جب جھٹلایا گیا تو " ماحولیاتی آلودگی"، "آلودہ پانی"، "گلوبل وارمنگ"، " سمندری حیات کا ناپید ہونا"، " زمین کی بربادی"، جبر و ناانصافی"، رجعت پرستی" سائنسی ایجادات سے استفادہ کرنے کے باوجود ان کی نفی کرنا، عدم برداشت، ملائیت اور پاپائیت" نے زور پکڑا اور اس کی وجہ سے زنگ آلود تنگ ذہنیت اور ہتھیاروں کی دوڑ اور سائنسی ایجادات پر اجارہ داری نے معاشرے کا کباڑہ کرکے رکھ دیا۔ ان حالات سے صرف اور صرف انارکزم یا انار کو کمیونزم ہی نکال سکتا ہے۔ گرتی ہوئی دیوار کو دھکا دینے کی شرط لازمی ہے ورنہ یہ دیوار ہمارے اوپر گرادی جائے گی۔ انارکزم کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اگر اس میں کوئی غلط روایت بے معنی اصول اور غیر فطری اور غیر سائنسی بات شامل بھی ہوگئی تو وہ خود بخود ختم ہوکر درست ہوتی جائے گی کیونکہ انارکسٹ غلط بات کو ختم کرنے میں ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں کرتے۔ وہ نہ ضد کرتے ہیں اور نہ ہی اپنی انا پر اڑ جاتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں مارکسسٹوں

کو اس میں سالہا سال لگ جاتے ہیں۔ وہ پہلے پارٹی اور اس کے بعد قیادت سے اجازت لینے اور بعد میں اسے درست کرنے میں لگے رہتے ہیں۔ اس کی بہترین مثال کامریڈ پیٹر کروپوتکین کی جانب سے پہلی عالمی جنگ کی حمایت کی غلطی تھی جسے دنیا بھر کے انارکسٹوں نے فوراً درست کرکے جنگ کی مخالفت کی اور اس طرح پیٹر کروپوتکین جیسا معروف انارکسٹ بھی اکیلا رہ گیا اور اس کے "مینیفیسٹو آف سکسٹین"، کو انارکسٹوں میں کوئی پذیرائی حاصل نہ ہو سکی۔ یہی وجہ ہے کہ انارکزم عام آدمی اور عوام کا نظریہ ہے جبکہ مارکسزم " پارٹی اور حکومت" کا نظریہ مانا جاتا ہے۔ عوام کی آزادی مارکسزم میں " پرولتاری آمریت" سے مشروط ہے اور پرولتاری آمریت " حکومت اور صدارت" سے مشروط ہے، جس کیلئے ریاست کا ہونا لازمی ہوتا ہے۔ جبکہ انارکسٹ ریاست کو جبر کا ادارہ

سمجھتے ہیں اور پہلے پہل اسی کے خاتمے کا اعلان کرتے ہیں۔ کیونکہ ریاست ہو گی تو فوج، پولیس، عدلیہ اور پارلیمنٹ لازمی طور پر ہو گی اور لوگوں پر یہ ادارے جبر کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ سوویت یونین، مشرقی جرمنی، یوگوسلاویہ، چین، ویتنام اور دیگر کمیونسٹ ممالک میں ہوا اور اب بھی چین، کیوبا، ویتنام اور نیپال میں ہو رہا ہے جہاں کمیونسٹ پارٹیاں بر سر اقتدار ہیں۔

انارکزم (لاحکومتی نظام) اور سرمایہ داری نظام کا تقابلی جائزہ: ۔ دنیا میں سب سے طویل عرصہ یعنی کم و بیش لاکھوں سال تک امداد باہمی کا اشتراکی نظام چلا اور اس نظام میں کوئی کسی کا نہ استحصال کرتا تھا اور نہ ہی کسی کے ساتھ ناانصافی ہوئی۔ مل جل کر پیداوار کرتے تھے اور مل جل کر زندگی گذارتے تھے۔ مرد و زن میں بھی کوئی تفریق نہ ہوتی ے ھی۔ ذاتی ملکیت پر مشتمل نظام کو تو صرف سات ہزار سال بمشکل ہوئے ہیں۔ مگر انسان یہ سمجھتا ہے کہ موجودہ وقت یا دور میں جو کچھ ہے بس وہی حتمی ہے اور یہی ان کا مقدر ہے۔ غلامانہ دور میں بھی لوگ یہی سمجھتے ہیں یہ نظام کبھی نہ ختم ہونے والا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔ غلامانہ نظام تو ختم ہو گیا مگر غلامی آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے اور وہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی۔ غلامی تب ہی مکمل طور پر ختم ہو سکتی ہے جب انسان آزادی سے سوچنے سمجھنے اور کام کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ کسی قسم کا جبر نہ ہو اپنے حال اور مستقبل کا فیصلہ کرنے میں آزاد ہوں۔ جس طرح غلامانہ نظام اور اس کے بعد آنے والا جاگیر دارانہ نظام ختم ہو گیا اسی طرح موجودہ سرمایہ داری نظام بھی ختم ہو جائے گا اور اس کی جگہ امداد باہمی کا اشتراکی نظام ضرور لے گا جسے جدید دور انارکزم اور کمیونزم کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اگر 1872 میں کارل مارکس اور ان کے ساتھی فرسٹ انٹرنیشنل کو ختم نہ کرتے اور انارکسٹوں سے مل کر جدوجہد کو جاری رکھتے تو اب تک دنیا میں انارکسٹ معاشرہ قائم ہو چکا ہوتا۔ اس وقت مارکسسٹوں کی انٹرنیشنل جسے وہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کہتے ہیں وہ

شکست و ریخت سے دوچار ہے کیونکہ جن چند ممالک میں مارکسزم، لیننزم اور ماءوازم کے نام سے یہ منظام موجودہ ہے وہاں ردانقلاب قریب ہے اور کسی بھی وہاں سرمایہ دار اقتدار پر قابض ہو جائیں گے۔ ان ممالک میں چین، ویتنام، کیوبا، شمالی کوریا اور نیپال شامل ہیں۔ باقی دنیا کے کئی ممالک میں کمیونسٹ پارٹیاں تو موجود ہیں مگر وہ کمیونسٹ انٹرنیشنل میں اس سچائی سے پردہ اٹھانے کیلئے تیار ہی نہیں۔ یعنی مفاد پرستی کی وجہ سے وہ کمیونسٹ انٹرنیشنل میں سرمایہ داری کی طرف پیش رفت کرنے والے ان ممالک کے خلاف آواز اٹھانے کے بجائے اب اس سے جڑنے لگے ہیں۔ کمیونسٹ پارٹیوں کے اندر سوشل ڈیموکریسی کے رویئے نے مضبوطی کے ساتھ اپنی جڑیں پکڑ لی ہیں۔ اس کی وجہ ان ممالک کا معاشی نظام ہے جو سرمایہ داری سے ملتا جلتا ہے۔ گو کہ یہ اسے سرکاری سرمایہ داری (سوشلزم) کا نام دیتے ہیں مگر سوویت یونین سمیت جن ممالک میں ردانقلاب آیا وہاں خود سرمایہ دار ممالک کی طرح بیوروکریسی، فوجی جنرل اور پارٹی کے عہدیدار پورے نظام کے اندر ایک طبقے (کلاس) کی شکل اختیار کر چکے تھے اور انہوں نے مل کر اپنے ممالک سے مارکسی نظام کا خاتمہ کیا۔ سرمایہ داروں اور ان کے دلالوں کو کچھ کرنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی۔ لہٰذا یہ سمجھنا چاہیئے جس طرح جاگیر دارنہ سماج ختم ہو چکا ہے اور باقی ممالک (کچھ افریقی اور ایشیائی ممالک) سے اس کا بوریا بستر گول ہونے جا رہا ہے اسی طرح سرمایہ داری نظام بھی ختم ہی ہو گا کیونکہ اس کا بنیاد استحصال اور لوٹ کھسوٹ پر ہے۔ موجودہ نظام کے اندر عام انسان تو کیا خود ادارے بھی آزاد نہیں اور انہیں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفادات کے مطابق چلایا جا رہا ہے۔ یہ سوچنے کی بات ہے کہ جس قدر ایک بااثر پیسے والے سرمایہ دار اور جاگیر دار کو وزراء اور افسر عزت و احترام دیتے ہیں اسی طرح وہ ایک غریب آدمی یا کمزور کی عزت کیوں نہیں کرتے;238; دراصل موجودہ سرمایہ دارانہ اور جاگیر دارنہ نظام اسی قسم کی سیاسی، سماجی، انسانی اور معاشی تفریق کی وجہ سے ناکامی اور شکست سے دوچار ہیں اور عوام الناس میں اپنی اہمیت کھو چکے ہیں اور اپنے ان ہی تضادات کی وجہ سے قریب المرگ ہیں

تاہم ریاستی ادارے ان کو بچانے کیلئے سر توڑ کوششوں میں مصروف ہیں۔ اگر یہ ریاستی ادارے ان کی خدمت کرنے سے انکار کر دیں تو یقین کر لیں یہ نظام ایک منٹ بھی نہیں ٹھہر سکتا اور لوگوں کی ایک للکار سے ہی ڈھیر ہو جائے گا۔ درج ذیل میں ہم انارکزم اور کیپیٹل ازم (سرمایہ داری نظام) کا نظام کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

1) سرمایہ داری نظام میں دولت اور وسائل چند لوگوں کے ہاتھوں میں جمع ہو جاتے ہیں جس کا فائدہ بھی چند ہی لوگوں کو ہوتا ہے، حتیٰ کہ سائنسی ایجادات پر بھی سرمایہ داروں کی اجارہ داری قائم ہو جاتی ہے اور ان ایجادات کا زیادہ مالی فائدہ بھی سرمایہ دار ہی اٹھاتے ہیں۔ جس طرح موجودہ دور میں سرمایہ اور وسائل صرف چند آٹھ کھرب پتیوں کے ہاتھوں میں آچکے ہیں اور روزانہ دنیا میں ہزاروں لوگ بھوک اور خوراک کی قلت کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس انارکسٹ یا امداد باہمی کے اشتراکی معاشرے میں دولت، صنعتوں، زمین اور وسائل عوام کی اجتماعی ملکیت ہوتے ہیں اور اس سے استفادہ کرن بھی تمام انسانوں کا اجتماعی حق ہوتا ہے۔

2) سرمایہ داری نظام میں استحصال زدہ لوگوں کو دبا کر رکھنے اور انہیں سرمایہ داروں کے خلاف بغاوت سے روکنے کیلئے ریاست، حکومت اور ریاستی اداروں بشمول پارلیمینٹ، فوج، پولیس، خفیہ اداروں سمیت ہر وہ طاقت اوپر کے استحصال کرنے والے اداروں کی خدمت کیلئے میسر اور فراہم کی جاتی ہے تاکہ کوئی بھی اس نظام کو چیلینج کرنے کی کوشش نہ کرے اور ایسا کرنے والوں کی سرکوبی کی جائے اور انہیں کچل دیا جائے تاہم انارکسٹ معاشرے میں نہ تو ریاست ہوتی ہے اور نہ ہی حکومت ہوتی ہے، نہ ہی کوئی پارلیمینٹ، فوج یا خفیہ ادارے ہوتے ہیں اور معاشرے کا تمام انتظام لوگ مل کر چلاتے ہیں اور مل کر ہی تمام معاملات اور مسائل کا حل نکالتے ہیں۔ نہ کسی کو دبانے اور کچلنے کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ ہی کسی معاملے میں کوئی کسی سے کمتر یا برتر ہوتا ہے۔ تمام انسان برابر ہوتے ہیں اور ایک معاشرے کے وسائل دوسرے کم ترقی یافتہ معاشروں کے

استعمال کیلئے فراہم کیئے جاتے ہیں تاکہ تمام معاشروں میں برابری لائی جاسکے۔ تمام سائنسی ایجادات بھی تمام معاشروں کی مشترکہ فلاح کیلئے فراہم کیئے جاتے ہیں۔

3) سرمایہ دارانہ اور جاگیردارنہ معاشروں میں غلامی کی شکل کسی نہ کسی صورت باقی رہتی ہے۔ مزدور اور کسان کام کرتے ہیں جبکہ سرمایہ دار اور جاگیردار کام کیئے بغیر ان سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور ان کی محنت کی بدولت تمام وسائل کے مالک بن جاتے ہیں۔ مذہبی پیشوا بھی ان کیلئے مصروف عمل رہتے ہیں اور وہ بھی کوئی کام نہیں کرتے اور ان سے اپنی خدمات کا صلہ لیکر ان کی خدمت جاری رکھتے ہیں۔ جبکہ اس کے برعکس انارکسٹ معاشروں میں سب لوگ مل کر کام کرتے ہیں اور حکمران اور ان کے دلال طبقات کیلئے بغیر محنت و مزدوری کچھ نہیں ہوتا اور غلامی کی تمام شکلیں ختم کی جاتی ہیں۔ آزاد انسان ظاہر ہے کہ غلاموں سے زیادہ کام کرتا ہے اور اپنے ہی بنائے ہوئے معاشرے میں اس کا کردار سب کے ساتھ مساوی ہوتا ہے اور وہ معاشی و معاشرتی ترقی میں اپنا کردار ادا کرتا ہے ۔ اسی معاشرے میں خوشحالی و ترقی کے زیادہ چانسز ہیں جو برابری پر مشتمل ہو۔

4) انارکسٹ یا امداد باہمی کے معاشروں میں بے روزگاری کا نام و نشان تک نہیں اس لیئے کوئی بھوک و افلاس سے نہیں مرتا۔ معاشرہ ہر زندہ اور صحتمند انسان کوئی نہ کوئی ذمہ داری دیتا ہے اور تعلیم اور صحت سمیت دیگر ضروریات کو پورا کرنا بھی معاشرے کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ دار ریاستوں میں لاکھوں کی تعداد میں پڑھے لکھے، ہنرمند اور نیم ہنرمند نوجوان بے روزگار ہیں اور نابرابری کی وجہ سے ان ہی سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے دروں کے دھکے کھاتے ہیں مگر چند ہی لوگوں کو کچھ مل پاتا ہے اور وہ خوشحال زندگی گذارتے ہیں۔

5) سرمایہ دار ممالک میں تمام وسائل اور املاک کے مالک چند لوگ ہوتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے ایک طرف باقی لوگ محرم اور مفلوک الحال رہتے ہیں جبکہ یہ لوگ آپس میں بھی معمولی مفادات پر لڑتے رہتے ہیں اور اس طرح با اثر اور سرمایہ داروں کیلئے مزید

وسائل کو ہتھیانے کیلئے آسانی رہتی ہے۔ سرمایہ دار معاشروں میں اکثر خون خرابہ اور لوٹ مار بھی کا سبب بھی یہی ذاتی ملکیت ہوتی ہے۔ تھانے، کچھریاں اور دیگر سزا و جزا والے ادارے بھی سرمایہ داروں کی خدمت کیلئے بنائے گئے۔ قانون بھی یہ اپنی مرضی اور اپنے مفاد کو مد نظر رکھ کر بناتے ہیں اور پھر وقت آنے پر فوراً ہی ان قوانین کو تبدیل بھی کرتے ہیں جس کا مقصد صرف اور صرف اس لوٹ کھسوٹ اور استحصالی نظام کو دوام بخشنا ہوتا ہے ۔ جبکہ انارکسٹ معاشروں میں کورٹ کچریاں اور اس قسم کے سزا و جزا کے ادارے نہیں ہوتے اور جو معمولی نوعیت کے معاملات ہوتے ہیں انہیں نمٹانے کیلئے امداد باہمی کی انجمنیں موجود ہوتی ہیں۔ نہ کوئی کرپشن ہوتی ہے اور نہ ہی کسی پر جبر کے ذریعے کوئی قانون لاگو کیا جاتا ہے اور نہ کسی کو طاقت کے استعمال کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

6)موجودہ سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام میں جس طرح قانون کی آڑ لے کر کمزور اور غریب عوام کو کچلا جاتا ہے اور انہیں جینے کا کوئی حق نہیں دیا جاتا، تمام اداروں، وسائل اور دولت پر چند لوگ قابض ہیں جو اپنی من مانی کرتے ہیں۔ ضرورت پڑنے پر غریبوں کی بغاوتوں اور تحاریک کو کچلنے کیلئے قانون کا بے رحمانہ استعمال کیا جاتا ہے۔ راتوں رات خصوصی عدالتیں، انسداد دہشتگردی کی عدالتیں اور سمری ملٹری کورٹس سمیت ہر قسم کے قوانین اور ادارے بنائے جاتے ہیں تاکہ سرمایہ اور جاگیردار طبقات محفوظ رہیں اور انہیں کوئی چیلینج نہ کر سکے۔ نام جمہوریت لیتے ہیں مگر تمام تر اختیارات ان ہی پاس ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس انارکسٹ معاشروں میں سب لوگ معاشی طوپر برابر ہوتے ہیں اور تمام وسائل ان کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں جس کی وجہ سے وسائل اور دولت کو اس قسم کے اداروں کے بجائے عوام کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اور اس طرح کرپشن کا وجود تک مٹ جاتا ہے۔ تمام لوگ مل کر اپنی فلاح کا فیصلہ اتفاق رائے سے خود کرتے ہیں اور اس طرح کورٹ کچھری سمیت کسی ایسے ادارے کی ضرورت نہیں رہتی جو اس وقت سرمایہ داروں، جاگیرداروں اور دیگر حکمران طبقات کی خدمت کیلئے قائم کیئے گئے ہیں۔

7)سرمایہ داری نظام میں انسان کے بجائے سرمایہ کی قدر ہوتی ہے۔ سرمائے کی طاقت سے قانون سمیت ہر چیز کو خریدا جا سکتا ہے۔ انصاف محض تماشہ بن جاتا ہے۔ جبکہ انارکسٹ معاشرے میں قانون کی جگہ اصول اپنائے جاتے ہیں اور انصاف کیلئے در در ٹھوکریں کھانے کی ضرورت نہی ں ہوتی۔ کیونکہ انارکزم میں سرمائے کی نہیں انسان کی قدر ہوتی ہے۔ انارکسٹ معاشرہ سرمایہ اور کرنسی دونوں کی نفی کرتا ہے۔ یہ ریاست نہیں بلکہ معاشرہ ہوتا ہے اور سب لوگ انسانی، سماجی، سیاسی اور معاشی طور پر برابر ہوتے ہیں۔ ہر قسم کی تفریق کا خاتمہ انارکزم کی اولین شرط ہے اور اس شرط کیلئے آپ کو مارکسزم کی طرح کسی سیڑھی یا وقفے کا انتظار کیئے بغیر برابری حاصل ہو جاتی ہے اور براہ راست انارکسٹ کمیون میں داخل ہو کر برابری اور مساوات کا پھل حاصل کیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ آپ کو خود کرنا ہلوتا ہے، کسی لیڈر یا پارٹی کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔

8)انارکزم میں مساوات کی بدولت سب لوگ اپنی استطاعت کے مطابق معاشی سرگرمی میں حصہ لیتے ہیں۔ کوئی بھی سرمایہ دار کی طرح گھر بیٹھ کر یا دفتر سجا کر نہیں بیٹھتا بلکہ ہر کسی کو معاشرہ خود ہی روزگار فراہم کرتا ہے اور روزگار کے حصول کیلئے پاپڑ بیلنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی۔

9)انارکزم میں انسانی حقوق اور انفرادی آزادی کی ضمانت دی گئی ہے جو کہ سرمایہ داری نظام اور مارکسزم میں نہیں دی جاتی۔ کسی دوسرے کی آزادی کو متاثر کیئے آپ کو ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ اظہار کی آزادی سے لیکر جمہوری آزادی تک میسر ہے۔ انسانی حقوق کا مسئلہ دراصل ریاست اور حکومت میں ہوتا ہے۔ یہ معاشرے میں کبھی جنم لیتا کیونکہ معاشرے کو چلانا آپ کا اپنا معاملہ ہے اور اس کیلئے کسی لیڈر اور حکمران کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ سب کچھ تو ریاست کی دین ہے، جس میں حکومت اور اس کے ادارے ہوتے ہیں اور عوام کو اپنی مرضی کے مطابق چلاتے ہیں اور تمام تر فیصلے اکثریت کی

رائے سے ہو جاتے ہیں جبکہ اس کے برعکس انارکسٹ معاشرے میں پورے معاشرے کی مرضی اور اتفاق رائے سے ہر معاملہ حل کیا جاتا ہے۔

10) ایک انارکسٹ معاشرے میں تمام پیداواری ذراءع پر محنت کشوں کا قبضہ ہوتا ہے اور کام کے اوقات کار سے لیکر زندگی کی تمام تر ضروریات کی فراہمی تک کے معاملات محنت کش خود طئے کرتے ہیں۔انارکسٹ معاشرے میں عورت اور مرد دونوں مل کر برابری کی بنیاد پر اپنے معاشرے کو چلانے کے معاملات خود سنبھالتے ہیں۔

انارکزم اور مارکسزم کا تقابلی جائزہ: ۔ جیسا کہ پچھلے ابواب میں انارکزم کی وضاحت کی جا چکی ہے، تاہم انارکزم اور مارکسزم میں کون سی چیزیں مختلف ہیں اور کون سی چیزیں یکساں ہیں یہ بات سمجھنا بہت ضروری ہے، تاکہ قارئین یہ بات آسانی سے جان لیں کہ انارکزم اور مارکسزم کے مابین کون سی باتیں ایسی ہیں کہ جس کی وجہ سے ایک ہی منزل کی طرف گامزن یہ دونوں نظریات ایک دوسرے کے مدمقابل آگئے ہیں۔ سوویت یونین میں اکتوبر انقلاب (1917 کا بالشویک انقلاب) میں جتنی جدوجہد مارکسٹوں اور لیننسٹوں نے کی اس سے کہیں زیادہ اس میں انارکسٹوں کا حصہ ہے۔انارکسٹوں کی قربانیاں مارکسسٹوں۔لیننسٹوں سے کسی بھی طرح کم نہیں۔ جبکہ انقلاب کے بعد بھی انارکسٹوں نے زار شاہی کے دور سے بھی بہت زیادہ سختیاں برداشت کیں۔ کامریڈ باکونن، پیٹر کروپوتکین اور دیگر انارکسٹوں نے زار شاہی کے خلاف طویل اور بھرپور جدوجہد کی۔ 1991 میں رد انقلاب اور سوویت یونین سمیت 41 ریاستوں میں مارکسسٹ حکومتوں کے زوال کے بعد کم از کم مارکسسٹوں نے " پرولتاری آمریت " سے دستبردار ہو کر انارکسٹوں کے موقف کو ایک حد تک درست مان لیا ہے، جس کی وجہ سے 1872 میں ہیگ میں ہونے والی فرسٹ انٹرنیشنل (انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن) دولخت ہو گئی تھی۔ جس کے بعد مارکسسٹوں نے الگ انٹرنیشنل قائم کی تھی۔ دوسری اہم بات

سابق سوویت یونین کے سابق صدر نکولائی خروشیف کا وہ اعلان ہے کہ جس میں اس نے دعویٰ کیا تھا کہ سوویت یونین میں مکمل کمیونزم آچکا ہے اور اب اسے کوئی ختم نہیں کر سکتا۔ مگر آج یہ حقیقت کون جھٹلا سکتا ہے کہ نہ صرف سوویت یونین بلکہ سوشلسٹ بلاک کا خاتمہ ہو گیا جبکہ ان ممالک میں حقیقتاً کبھی کمیونزم آیا ہی نہ تھا۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ انارکسٹوں کا یہ دعویٰ درست ثابت ہوا کہ سوویت یونین میں کمیونزم نہیں بلکہ ریاستی سرمایہ داری نظام (سوشلزم) تھا جس کی نشاندہی کامریڈ باکونن نے پہلے ہی کر دی تھی۔ کیونکہ ایک بار اگر کسی علاقے میں کمیونزم آجاتا ہے تو ریاست اور فوج کے خاتمے کا اعلان کرنے کے ساتھ سرحدیں کھول دی جاتی ہیں، مگر سابقہ سوویت یونین میں ایسا کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ خروشیف کا اعلان ایک مذاق ہی تھا مگر ہمارے مارکسسٹ دوست نہ صرف خوشی سے نہال ہوئے تھے بلکہ کئی تقاریب منعقد کی تھیں اور مٹھائیاں بانٹیں تھیں۔ بلکل اسی طرح انہوں نے گورباچیف کے "پروسترائیکا" اور "گلانوسٹ" کو صبح نو کی نوید سمجھ کر خوشیاں اور شادمانے کیئے تھے۔تاہم انارکسٹوں نے اس وقت بھی اندیشوں کا اظہار کیا تھا اور بارہا خبردار کیا تھا کہ سوویت یونین نجی سرمایہ داری (کیپیٹلزم) کی طرف لوٹ رہا ہے اور وہ سرکاری سرمایہ داری (سوشلزم) کو بھی ترک کرنے جا رہا ہے۔انارکسٹ کیا چاہتے ہیں اور مارکسسٹ اور لیننسٹ کیا کچھ چاہتے ہیں اس کا فرق درج ذیل میں دیا گیا ہے۔ان چند اختلافات سے واضع طور پر آپ کو پورا معاملہ سمجھ میں آجائے گا۔

i) انارکسٹ انقلاب آتے ہی منزل (امداد باہمی کی انجمنوں اور آزاد معاشرے) کی جانب براہ راست پیش رفت کرنے کی حمایت کرتے ہیں۔ جبکہ مارکسسٹ چاہتے ہیں کہ انقلاب کی تکمیل مرحلہ وار ہو۔اگر جاگیردارانہ معاشرہ ہے تو اسے سرمایہ داری کی طرف لے جانا پڑے گا۔اس کے بعد سوشلزم (سرکاری سرمایہ داری) کا مرحلہ عبور کرنا پڑے گا اور آخر میں کمیونزم میں داخل ہونا پڑے گا۔تاہم انارکسٹ کہتے ہیں کہ ان مرحلوں سے گذرنے میں بڑا وقت لگے گا اور اس دوران اگر رجعت پرستوں، سرمایہ داروں اور ان

کے دلالوں کو موقع ملا تو لازمی طور پر رد انقلاب کر دیں گے۔ جیسا کہ سوویت یونین میں ہوا اور 41 ممالک میں جہاں انقلاب آیا تھا وہاں اب کوئی ایک ملک بھی ایسا نہیں جہاں مارکسزم اور سوشلزم موجود ہو۔

ii) انارکسٹ ریاست ، حکومت اور پارٹی کے خلاف ہیں اور وہ انہیں انقلاب کے بعد غیر ضروری سمجھتے ہیں۔ جب انقلاب عوام نے لانا ہے تو ان پر ریاست ، حکومت ، پارٹی اور قیادت کا بوجھ ڈالنا بے معنی ہے۔ انارکسٹ سمجھتے ہیں کہ " حکومت عوام کا کوئی مسئلہ حل نہیں کر سکتی کیونکہ حکومت خود ایک مسئلہ ہے " ۔ معروف انارکسٹ ایما گولڈ مین نے کہا ہے کہ " اگر مسائل کا حل انتخابات میں ہوتا تو حکمران طبقہ بہت پہلے انتخابات پر پابندی عائد کر چکا ہوتا " ۔ یہ سمجھنا انتہائی اہم ہے کہ سماجی نظام ایسا ہو جس میں سب یکساں اور برابر ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ کامریڈ میخائیل باکونن نے کارل مارکس کی اس بات سے اتفاق کیا تھا کہ کمیونزم وہ نظام ہے جس میں " صلاحیت کے مطابق کام اور ضرورت کے مطابق ضروریات زندگی کی فراہمی ممکن ہو " ۔ معاشی حوالے سے مارکس کی کتاب " سرمایہ " کمیون سسٹم کیلئے رہنمائی اور بنیاد فراہم کرتی ہے۔ تاہم مارکس انقلاب کیلئے پارٹی ، قیادت ، حکومت اور ریاست کو ضروری سمجھتے ہیں۔ جبکہ انارکسٹ ریاست کو ظلم اور جبر کا ادارہ سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انارکسٹوں کو مارکسسٹ معصوم ہونے کے باوجود دہشتگرد اور انتشار پسند ہونے کا الزام عائد کرتے رہے ہیں ۔ یہ بات اگر سرمایہ دار ، جاگیر دار اور اشرافیہ طبقے کے نمائندے کریں تو بات سمجھ میں آتی ہے مگر خود کمیونسٹ کہلانے والے اگر یہ بات کریں تو اسے " مخاصمت " کے علاوہ کیا سمجھا جائے ؟۔

iii) انارکسٹ مرکزیت ، خاندان ، ریاست ، حکمرانی ، اختیار اور حکم کی نفی کرتے ہیں اور انہیں غلامی کی کوئی نہ کوئی شکل سمجھتے ہیں۔ دراصل انارکسٹ تمام انسانذات کو ایک برادری اور پوری دنیا کو ایک وطن سمجھتے ہیں۔ انسان ہر قسم کی پابندیوں سے آزاد ہوں ، سرحدیں ختم ہوں اور بلا روک ٹوک انسانوں کی نقل و حمل ہو ، جبکہ مارکسسٹ کمیون

اور امداد باہمی کے معاشرے کے قیام کیلئے ابتدا میں ریاست ، پارٹی اور حکمرانی کو ضروری تصور کرتے ہیں ، تاہم وہ کہتے ہیں کہ آگے چل کر جب کمیون سسٹم مکمل طور پر معاشرے میں ڈھل جائے گا تو ریاست اور سرحدوں کو ختم کرنا لازمی ہے ۔ مگر یہ آخر کب اور کیسے آئے گی اس کی میعاد کا کوئی تعین نہیں ہے۔ واضع موقف رکھنے کے بجائے وہ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ " عمل سے گزر کر " یہ سب کچھ ممکن ہے۔

iv) مارکسسٹ سزا اور جزا پر عملدرآمد کے حق میں یقین رکھتے ہیں اور اس بات کی حمایت کرتے ہیں کہ کمیونسٹ کارکنوں کو انقلاب کا پھل زیادہ ملنا چاہیئے اور حکومت چلانے کیلئے ان کا اہم عہدوں پر فائز ہونا تمام ضروری ہے۔ جبکہ انارکسٹ کارکنوں اور عوام کو برابر اور یکساں طور پر ساتھ لیکر امداد باہمی کی انجمنوں اور کمیون سسٹم پر مشتمل نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ انارکسٹ سمجھتے ہیں کہ کارکنوں کو عوام کے اوپر بٹھایا گیا تو ان میں نوکر شاہی جنم لے گی۔ آج مارکسسٹ دوست خود یہ بات برملا کہتے ہیں کہ سوویت یونین کے اندر کمیونزم کی ناکامی کی ایک بڑی وجہ نوکر شاہی تھی ، مگر اس کے باوجود عملی طور پر اب بھی کارکنوں کو عوام پر فوقیت دیتے ہیں ۔ جیسا کہ مذہبی جماعتیں کرتی ہیں اور ان کا یہ استدلال ہوتا ہے کہ مذہبی کارکن اور علماء کوئی کام کاج نہ کرنے کے باوجود "خدا" کے منتخب اور پسندیدہ لوگ ہوتے ہیں۔ کیا کوئی یہ بات اب تسلیم کر سکتا ہے کہ سوویت یونین میں اکتوبر انقلاب آنے اور اقتدار کی مسند پر لینن، ٹراٹسکی اور اسٹالن کے بیٹھنے کے بعد عام محنت کش ان کی برابری کر سکتا تھا؟ اگر نہیں تو اس کا واضع مطلب یہ ہوا کہ مارکسزم میں ایک محنت کش "طبقہ" اور دوسرا "اقتداری طبقہ" موجود ہوتا ہے، بھلے اقتداری طبقہ کم تعداد میں کیوں نہ ہو مگر انقلاب کا زیادہ پھل اسے ہی نصیب ہوتا ہے۔ اس سے اچھا نہیں کہ اقتداری طبقہ ہی نہ ہو اور سب عوام اور سب برابر ہوں جو کہ انارکزم کا اصول ہے۔

v) انارکسٹ رد انقلاب (Counter Revolution) کو نہیں مانتے ۔ ان کا استدلال ہے کہ ایک مرتبہ اگر کسی علاقے یا خطے میں انارکسٹ کمیون قائم ہو جائے

توپھر اس قسم کے معاشرے کو اندر کی کوئی قوت ختم نہیں کر سکتی تاہم کوئی بیرون طاقت یا حملہ آور طاقت کے زور پر عوامی خواہشات کے برعکس ہی اسے ختم کر سکتا ہے جیسا کہ جنوبی یوکرین اور اسپین میں سوویت حکومت نے فوجی طاقت کے بل بوتے پر اور منچوریا میں جاپانی حکومت نے حملے کر کے انارکسٹ کمیون کو ختم کیا، جبکہ عوام اپنے کمیون کو بچانے کیلئے لڑے اور جانوں کے نذرانے پیش کیئے اور ہزاروں کی تعداد میں لوگ مارے گئے۔ جبکہ اس کے برعکس سوویت یونین، مشرقی جرمنی، البانیہ، پولینڈ، یوکرین، چیکو سلواکیہ، یوگوسلاویہ، بلغاریہ اور دیگر سوشلسٹ ممالک میں رد انقلاب کے دوران کوئی مزاحمت نہیں ہوئی بلکہ وہاں رد انقلاب کرنے والے خود کمیونسٹ پارٹی کے عہدیدار اور کارکن ہی تھے۔

vi) انارکسٹ لیڈر (قائد) کو نہیں مانتے اور نہ ہی دوران جدوجہد ان کی کوئی شخص قیادت کرتا ہے۔ سب برابر ہوتے ہیں اور سب کے سب اپنے آپ کو عام سیاسی کارکن سمجھتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ اگر معاشرے کے اوپر حکمران یا لیڈر ہوگا تو حتمی فیصلہ کرنے کا اختیار اس اکیلے شخص یا چند افراد کو حاصل ہوگا اور وہ چند لیڈرز سازش کر کے رد انقلاب کریں تو انہیں روکنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ ایسی صورتحال میں پارٹی، حکومت، ریاست اور اس کے اداروں سے فرد/افراد

(قیادت) زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اور پورے نظام کے خلاف بغاوت کر کے اسے دھڑام سے گرا سکتے ہیں اور یہ صورتحال سوویت یونین اور دیگر 41 سوشلسٹ ممالک میں پیدا ہوئی جہاں کمیونسٹ پارٹی اور اس کی قیادت (گورباچیف اور دیگر) نے عوام کے خلاف کامیاب بغاوت کر کے رد انقلاب کیا اور عوام بیچارے دیکھتے ہی رہ گئے۔ جبکہ سوویت یونین کو برقرار رکھنے یا نہ رکھنے سے متعلق دسمبر 1990 میں ہونے والے ریفرینڈم میں سوویت یونین میں شامل تمام ریاستوں کے عوام نے بھاری اکثریت یعنی 77.85 فیصد ووٹرز نے

سوویت یونین کو قائم رکھنے کے حق میں ووٹ دیا اور صرف 22.15 فیصد ووٹرز نے سوویت یونین کے انہدام کی حمایت کی تھی۔ اس کے باوجود سوویت یونین کو کیوں توڑا گیا اور یہاں اکثریت پر اقلیت کیسے غالب آگئی تھی؟ دراصل سینٹرل کمیٹی کے چند افراد نے عوام کی رائے کو ٹھوکر مار کر اپنی آمریت مسلط کر دی۔ دوسری جانب دنیا کی طاقتور ترین ریڈ آرمی کیا کرتی رہی، اس کا جواب ابھی تک تلاش کرنا باقی ہے، مگر یہ بات ثابت ہوگئی کہ سوویت یونین میں پارٹی (کمیونسٹ پارٹی) اور اس کی قیادت دونوں نے عوام کے خلاف اعلانیہ بغاوت کی اور کارکن منہ دیکھتے رہ گئے، کیونکہ پارٹی اور پارٹی قیادت نے انہیں یہ بتایا ہی نہیں کہ ان کے خلاف کیا ہونے جا رہا ہے!! ۔ اس کے برعکس جب مفادات اور ضد کی بات ہو تو پھر لیڈر غلط بھی ہو تو یہ بات ماننا تو دور کی بات کوئی سننے کیلئے بھی تیار نہیں ہوتا اور اگر کوئی کارکن غلطی کی نشاندہی بھی کرلے تو غلطی کو درست کرنے کے بجائے اسی کے خلاف تادیبی کارروائی کی جاتی ہے اور کہا یہ جاتا ہے کہ یہ کارکن پارٹی کی تنظیم کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ رد انقلاب کے نتیجے میں سوویت یونین ہی نہیں مشرقی یورپ کے تمام ممالک میں پورا سیاسی ڈھانچہ ایک جھٹکے سے اس طرح جا گرا جیسے کوئی عمارت زلزلے میں یا پھر کوئی درخت شدید آندھی یا آسمانی بجلی گرنے سے زمین بوس ہو جاتا یا جل جاتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ سوویت یونین میں سامراج کی ریشہ دوانیوں کے نتیجے میں ہونے والے رد انقلاب کے خلاف ایک بھی سکہ بند کمیونسٹ اپنے سوویت یونین کے کامریڈوں کا ساتھ دینے نہیں گیا، اسپین میں ہونے والی عوامی جنگ سے نمٹنے کیلئے دنیا بھر سے آٹھ لاکھ انارکسٹ اپنے ساتھی انارکسٹوں کے شانہ بشانہ لڑنے گئے تھے جن میں دانشور، ادیب، فلسفی اور کارکن بھی شامل تھے۔ معروف انارکسٹ مصنف اور دانشور جارج اورویل اسپین میں انارکسٹوں کی حمایت میں لڑتے ہوئے شدید زخمی ہوئے تھے۔ جبکہ کئی انارکسٹوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ یہی وجہ ہے کہ سرگرم انارکسٹ پیتر کروپوتکین نے بالشویک انقلاب کے بعد واضح الفاظ میں کہا تھا کہ " لینن نے عوام کے بجائے انقلاب کارکنوں کے

حوالے کر کے انقلاب کو دفن کر دیا ہے" ۔ وقت نے پیتر کروپوتکین کی بات کو سو فیصد درست ثابت کر دیا ہے ۔ روسی انقلاب کو سرمایہ داروں نے نہیں خود پارٹی اور اس کی قیادت نے مل کر دفن کیا وگرنہ سوویت یونین کے عوام نے تورفرینڈم کے دوران بھاری تعداد میں ووٹ دیکر اسے بچانے کی کوشش کی تھی۔ بورس یلسن کمیونسٹ پارٹی رشیا کے صدر تھے اور ولادیمیر پیوٹن خفیہ ایجنسی کے عہدیدار اور پارٹی کے اہم رکن تھے اور آج یہ سرمایہ داری نظام کے روس میں سب سے بڑے نمائندے ہیں۔ اگر سوویت یونین میں انقلاب کارکنوں کے بجائے عوام کے حوالے کیا جاتا تو عوام خود انقلاب ، امداد باہمی کی انجمنوں، کونسلز اور کمیون سسٹم کو چلاتے اور انقلاب کے ثمرات ہر فرد تک یکساں پہنچتے۔ ایسا نہ ہونے کی وجہ سے دنیا دو ستونوں میں تقسیم ہوگئی،انسانی ترقی کے بجائے اسلحہ کی ترقی کی دوڑ شروع ہوگئی اور سرد جنگ کا سلسلہ چل نکلا۔ مختلف ممالک میں پنپنے والے انقلابات عوام کے بجائے " جنگجو ہیروز" کے ہاتھوں میں چلے گئے اور یوں سوویت اسلحہ انقلابیوں کا جذبہ ٹھنڈا کرنے میں کردار ادا کرتا رہا۔ ایسی مشکل گھڑی میں کم از کم مغربی یورپ ، امریکہ اور چند اور ممالک میں انارکسٹ نظریاتی کارکنوں اور نوجوان انقلابیوں کی کھیپ تیار کرنے میں کامیاب ہوگئے جس کے نتیجے میں " وال اسٹریٹ قبضہ تحریک" ،امریکہ میں ایک سیاہ فام جارج لائیڈ کی پولیس تشدد میں ہلاکت کے خلاف چلنے والی تحریک اور فرانس میں "پیلی جیکٹ تحریک" سمیت متعدد ممالک میں تحاریک چل رہی ہیں جبکہ اٹلی کے صوبے کیٹلونیا میں آزادی کے رفرینڈم میں 90فیصد عوام نے آزادی کے حق میں ووٹ دیا جن پر انارکزم کا اثر ہے۔

سوویت یونین نے طویل عرصہ تک مارکسزم کے فروغ کیلئے دنیا بھر میں اپنی پارٹیوں اور مارکسسٹ خیالات رکھنے والے گروپس کو سپورٹ کیا اور مارکس ،اینگلز اور دیگر مارکسسٹ مصنفین اور سیاسی رہنماءوں کی تحریروں کو دنیا بھر میں پھیلایا اور مالی مدد بھی کی مگر فریقین کے مابین اسلحہ کی فراوانی کی وجہ سے فوج کا ادارہ مضبوط ہوتا گیا اور انقلاب کو

بچانے کیلئے عوام کے بجائے فوج، خفیہ اداروں اور پولیس پر انحصار کیا جانے گیا جس کا نتیجہ سوویت یونین اور دیگر 41 ریاستوں میں سوشلسٹ نظام کے انہدام کی صورت میں سامنے آیا۔ اس کے برعکس انارکسٹ انقلاب آتے ہی پہلے دن ریاستی اداروں کو ختم کر کے اس کی جگہ ریاست کے متبادل عوام کے ادارے قائم کرنے کے ساتھ معاشرے کا تمام نظام عوام کے حوالے کر دیتے ہیں ، جیسا کہ 1917 سے 1921 تک جنوبی یوکرین ،1936 سے 1937 تک اسپین کے علاقے کیٹلونیا اور سائیبیریا میں 1921 سے 1939 تک قائم رہنے والے "لائیف اینڈ لیبر کمیون" میں ہوا۔ تینوں جگہ مارکسسٹوں نے عوام کے اس نظام کو ختم کیا۔ مارکسسٹ بھی کمیون نظام کی حمایت کرتے ہیں مگر ان کی یہ حمایت مشروط ہوتی ہے اور ان شرائط میں لازمی طور پر انقلاب کے بعد جاگیرداری ، سرمایہ داری اور سوشلزم کے مرحلوں سے گزرنا ہوتا ہے اور اس کے بعد آخر میں کمیون نظام کی باری آتی ہے جو کہ سوویت یونین سمیت کہیں بھی آخر تک نہیں آئی اور یوں قیادت اور پارٹی کو رد انقلاب کرنے کا موقع مل گیا اور انہوں نے "ریاست اور حکومت" طشتری میں رکھ کر سرمایہ داروں کو لوٹادی، جس طرح بورجوازیوں نے منگولیا میں " ریاست اور حکومت" دونوں مارکسسٹوں کو طشتری میں رکھ کر پیش کی تھی۔ انارکسٹ ان شرائط کو مسترد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اس عبوری دور سے گزرنے کے دوران بورجوازی کو موقع مل گیا تو وہ کبھی بھی انتظار نہیں کریں گے اور رد انقلاب کریں گے۔ خود لینن نے بھی کہا ہے کہ " انقلاب اور رد انقلاب ساتھ ساتھ چلتے ہیں" ۔ مگر وہ یہ کہنا بھول گئے کہ صرف کارکن " رد انقلاب" کا مقابلہ نہیں کر سکتے ، اور وہ عوام ہی ہوتے ہیں جو رد انقلاب کو ناکام بنانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ کارکن تو محض انہیں فکری طور پر مسلح کرنے کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ انسانوں کے علاوہ باقی تمام مخلوق جس میں جانور، پرندے، مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے شامل ہیں ان سے تو کوئی پاسپورٹ اور ویزے کا مطالبہ نہیں

کرتا، ایک ملک سے دوسرے میں جانے کیلئے حیوانات یعنی گائے، بکری، بھینس وغیرہ سے کوئی پاسپورٹ یا ویزہ وغیرہ نہیں طلب کرتا۔ یہی نظام سوویت یونین میں بھی نافذ تھا اور سرحدیں نہ کھولنے کی وجہ سے دنیا کو کمیونزم کا پھلدار درخت دکھانے سے محروم رکھا گیا یا پھر وہاں کوئی ایسا درخت تھا ہی نہیں جس کی وجہ سے اس طرح کا بورجوازی رویہ اختیار کیا گیا کہ صرف اور صرف واہ واہ کرنے والے کمیونسٹ کارکن ہی آئیں تاکہ اگر کوئی اور آ بھی جائے تو اس کی جانب سے حقائق بیان کرنے کی کوشش کو "نظریاتی مخالف" کہہ کر آسانی سے مسترد کیا جاسکے۔ اس طرح سوویت ریاست بھی باقی ریاستوں کی طرح جبر کے ادارے قائم کرکے ان ہی کے سہارے چلنے کو ترجیح دیتی رہی اور عوام میں برابری لانے کیلئے کوئی انتظام نہ کیا جاسکا۔ جینے کیلئے عوام کو " انفرادی آزادی" اور " انسانی حقوق" کی ضمانت چاہیئے اور یہ انارکزم فراہم کرتا ہے۔

vi) انارکزم میں کوئی ریاست اور حکومت نہیں ہوتی اور وہ ہر "پرولتاری آمریت" سمیت ہر قسم کی آمریت کے مخالف ہیں اور صرف "برابری پر مشتمل امداد باہمی کے معاشرے" کو مانتے ہیں۔ اس کے برعکس مارکسسٹوں میں نہ صرف ریاست اور حکومت ہوتی ہے بلکہ وہ کمیون معاشرے کی فوری تشکیل سے ہچکچاتے ہیں۔ جیسا کہ سوویت یونین سمیت دیگر سوشلسٹ ملکوں میں ہوا۔ مارکسسٹ کہتے ہیں کہ براہ راست معاشرے یا کمیونز قائم کرنے کے بجائے مرحلہ وار کمیونزم کی طرف پیش قدمی کی جائے اور بلکل آخر میں ریاست کو ختم کرکے سماج قائم کرنے کا مرحلہ آتا ہے جیسا کہ لینن نے کہا کہ ریاست آہستہ آہستہ مٹ جائے گی۔ انارکسٹ سمجھتے ہیں کہ ریاست جبر کا ادارہ ہے اور اس کے ادارے جس میں عدلیہ، مقننہ، فوجی ادارہ اور میڈیا عوام کو کچلنے اور انہیں اپنے حقوق دینے کی حمایت کرنے کے بجائے انہیں الجھا کر حقوق سے دور رکھنے کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح پرولتاری آمریت کو وہ مسترد کرتے ہیں اور ان کا ماننا ہے کہ پرولتاری آمریت کی آڑ میں مارکسی حکمران دراصل اپنی آمریت قائم کرنا چاہتے ہیں اور سوویت یونین سمیت تمام

اشتراکی ممالک میں ایسا ہی ہوا۔ مزدوروں اور کسانوں کے اوپر بھی مظالم ڈھائے گئے جنہیں مارکسی دانشور اقتدار میں آنے سے پہلے "پرولتاری ڈکٹیٹر" کہتے رہے۔

vii) انارکسٹ "ریاست کو جبر کا ادارہ" اور حکومت کو " آمریت" سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حکم چلانے والا آمر ہوتا ہے اور حکم ماننے پر مجبور کیئے جانے والے عوام " رعایا اور غلام" ہوتے ہیں۔ انارکزم میں سب عوام ہوتے ہیں، بورجوازی، اشرافیہ، حکمران یا کوئی اور طبقہ نہیں ہوتا۔ انارکسٹوں کا کہنا ہے کہ اگر "جنت اور دوزخ" میں بھی طبقات ہونگے تو اس کو بھی ماننے کے بجائے بغاوت کرنے کو ترجیح دیں گے۔ عوام اس قسم کی حکومت اور ریاست اور حکمرانوں سے بدظن اور بیزار ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے یہ نظام زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا۔ انارکسٹ کبھی یہ نہیں کہتے کہ ایک بار جس علاقے میں امداد باہمی کے ادارے اور کمیون سسٹم ہوں اس میں بہتری اور تبدیلی کی گنجائش نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک سائنسی نظریہ ہے جس میں بہتری لانے کی گنجائش ہر وقت موجود رہتی ہے تاہم اس کیلئے اتفاق رائے ضروری ہے۔ جبکہ خرابیاں پیدا کرنے کی کوشش ممکن ہی نہیں کیونکہ اس نظام کی حفاظت عوام خود کرتے ہیں۔ جیسا کہ میخائیل باکونن نے اپنی کتاب " اسٹیٹزم اینڈ انارکی" میں لکھا ہے کہ " اگر کسی مارکسسٹ پارٹی کو اقتدار مل گیا تو اس کا انجام اتنا ہی خراب ہوگا جتنا حکمران طبقات کا ہوتا ہے، جس کے خلاف وہ لڑتے ہیں"۔ سوویت ریاست کو قائم رکھنے اور وہاں پر "پرولتاری آمریت" کی آڑ میں " روسی حکمرانوں کی آمریت" قائم ہو جانے کے بعد کس طرح بے دردی سے انقلاب کی کامیابی میں حصہ لینے والے "انارکسٹوں" کو عوام کے حقوق مانگنے کی پاداش میں ہزاروں کی تعداد میں مارا گیا اور ہزاروں کارکنوں کو زندانوں میں ڈالا گیا۔ ریاستی ادارے اور خفیہ پولیس چیکا کا کام صرف اور صرف حکمران طبقات کے خلاف آواز اٹھانے والے کارکنان کی پکڑ دھکڑ تک محدود تھا اور ایسے کارکنان کو چن چن کر جیلوں میں ڈالا گیا اور قتل کیا گیا جو تھوڑا بہت اختلاف رائے کرنے کی جرءت کرتے تھے۔ بائیں بازو کی مارکسسٹ سیاسی

جماعتیں الٹا انارکسٹوں کو انتشار پسند، شر پسند اور دہشتگرد ہونے کا طعنہ دیتی رہیں اور یہ رویہ آج بھی موجود ہے۔ مارکسسٹ یہ تو مانتے ہیں کہ آخر میں ریاست بھی مٹ جائے گی جبکہ ریاست، حکومت اور پارٹی مخالف ہونے کی وجہ سے انارکسٹوں کو "انتشار" پھیلانے کا طعنہ بھی دیتے ہیں۔ جب ریاست ختم ہوگی تو لازمی حکومت بھی ختم ہوگی اور جب حکومت نام کی کوئی چیز ہی نہ رہے تو پارٹی بھی نہیں رہے گی۔ تو پھر ریاست، حکومت اور پارٹی کیلیئے سیاسی کارکنوں کا قتل کون سی اخلاقیات میں جائز ہے۔ ضد صرف اس بات پر ہے کہ یہ سب کچھ ماننے سے انارکزم کی فتح ہے۔ کمیونسٹ ریاستوں میں آزادی خاص طور پر انسانی آزادی پر قدغن لگانے سے دنیا بھر میں آج بھی چین کے اقدامات خاص طور پر " تیانا من اسکوئر" میں ہونے والے مظاہروں پر شب خون مارنے کی وجہ سے عوامی جمہوریہ چین کی حکومت پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر سخت تنقید کی جاتی رہی ہے۔ یہی حال سوویت یونین کا بھی تھا۔ جہاں عوام کے حق میں اٹھنے والی ہر آواز کو دبانا نظریاتی فراءض میں شامل تھا۔ اس حوالے سے انارکزم کے بانی " جوزف پرودھون" نے کہا ہے کہ " سکہ بند کمیونسٹ آزادی سے انکار کرتا ہے اور اختیار یا حکمرانی برابری کو تباہ کر دیتی ہے"۔ موجودہ دور میں دنیا بھر میں قائم سرمایہ داری نظام کی حالت یہ ہے کہ " دولت سمٹ کر چند ہاتھوں میں آگئی ہے، دنیا کے 75 فیصد وسائل پر پانچ کھرب پتیوں کا قبضہ ہے۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جارہا ہے۔ انصاف نہیں بلکہ عدالتیں ہی بک جاتی ہیں، ہر آدمی بکتا ہے بس خریدار تگڑا ہونا چاہیئے یا یہ کہ " قانون سب کیلیئے برابر ہے"، انصاف دہلیز پر ملے گا"۔ " انصاف ہونا کافی نہیں نظر بھی آنا چاہیئے"۔ جیسی آوازیں تو سنائی دیتی ہیں مگر ان پر عمل کرنا سرمایہ داری نظام کے بس کی بات نہیں۔ کہیں اگر کچھ بہتری نظر آ رہی ہے تو اس میں بھی عوام کی جدوجہد شامل ہے۔ ایسے بھی کچھ ممالک ہیں جہاں پر کہیں فوج نہیں تو کہیں پولیس نہیں ہے، اسلحہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جرائم کی شرح بہت ہی کم ہے۔ انسانی آزادی کا احترام کیا جاتا ہے مگر کچھ ممالک ایسے بھی ہیں جہاں خواتین کو ووٹ

ڈالنے کا حق بھی حاصل نہیں۔ اقتدار پر فوج قابض ہے یا اس کے پیچھے بیٹھ کر فیصلے کر رہی ہے۔ یہ تمام خرابیاں ختم کرنے کو ضروری بھی سمجھا جاتا ہے جبکہ کچھ اقتداری قوتیں ان خرابیوں کو مزید جاری رکھنے کی سازشوں میں بھی مصروف ہیں۔ چین کو ہی دیکھ لیں وہاں اقتدار پر قبضہ کمیونسٹ پارٹی کا ہے مگر ملک کا معاشی اور معاشرتی نظام دونوں ہی سرمایہ درانہ ہیں۔ اب اگر چین کمیونزم کی طرف لوٹتا ہے تو خون خرابہ ہوگا اور اگر سرمایہ داری کے سامنے گھٹنے ٹیکتا ہے تب بھی مزاحمت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس بھنور سے چین کا نکلنا بہت مشکل ہے اور زیادہ دیر تک دو نظاموں میں لٹکے رہنا بھی ناممکن ہے۔ کمیونسٹ ممالک میں انارکسٹوں کو کچلنے کا مقصد بھی یہی ہوتا ہے کہ "اقتدار" اور " ریاست" دونوں کو جتنا ہو سکے قائم رکھا جائے جو خرابی کی اصل جڑ ہیں۔ یہ کوئی فروعی نہیں بلکہ نظریاتی اختلافات ہیں۔ سوویت یونین کے زوال کے بعد انارکسٹوں کی

نظریاتی فتح کے نتیجے میں یہ اختلافات کم ضرور ہوئے ہیں اور انارکزم کا نام لیئے بغیر انارکسٹوں کی کئی باتوں کو ماننا انارکسٹوں کی ایک بڑی کامیابی ضرور ہے مگر اب بھی مارکسی نظریہ دان مذہب کی طرح ان بڑے بتوں کی پوجا جاری رکھنے پر بضد ہیں جو شکست و ریخت کے عمل سے گزر رہے ہیں۔

انارکزم چونکہ مارکسزم سے وسیع اور بہتر نظریہ ہے اس لیئے اس کے اندر گروہ بھی زیادہ ہیں۔ انارکزم کی تحاریک بھی زیادہ چل رہی ہیں مگر 19 ویں اور 20 ویں صدی میں " ہیروازم" کا زور زیادہ رہا اور لوگوں میں وطن، ریاست، حکومت، قومیت اور قوم پرستی کا جذبہ ذہنوں کو جکڑے ہوئے تھا اس لیئے مارکسزم کو عارضی نفسیاتی برتری کا فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ اس بات کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ کارل مارکس کی شخصیت کا سحر یورپ میں چلنے والی مارکسی انقلابی تحاریک اور کارکنوں پر اتنا زیادہ تھا کہ پوری کمیونسٹ تحریک ان کی شخصیت کے گرد گھومتی رہی۔ جبکہ انارکسٹ نظریاتی طور پر شخصیت پرستی کے مخالف ہیں اور انارکسٹ عوامی تحریکوں میں شامل ہو کر ان کا شعور بڑھانے کی کوشش

کرتے ہیں ، کوئی بھی ایسی معروف تحریک نہیں جس میں انارکسٹ شامل نہ ہوں ۔ انارکسٹوں اور مارکسسٹوں میں ایک فرق یہ ہے کہ معاشرے کے ہر طبقہ فکر کی تحریکوں کا حصہ بن کر ان کے حقوق کیلئے آواز اٹھانا اپنا نظریاتی فرئضہ سمجھتے ہیں اور تحریک کو ترقی پسندی اور انقلاب کی طرف لے جانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ مارکسسٹ چاہتے ہیں کہ صرف ان تحریکوں میں جائیں جہاں ان کی اجارہ داری تسلیم کی جائے یا انہیں اہمیت دی جائے اور اسٹیج پر بلا کر بٹھایا جائے۔ جبکہ انارکسٹ ہر اس تحریک کا حصہ بنتے ہیں جو عوام کے مسائل کے حل کیلئے ہو رہی ہو اور اس میں وہ اس بات کا انتظار نہیں کرتے کہ انہیں مدعو کیا جاتا ہے یا نہیں۔

viii) انارکزم کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ وقت، حالات اور ضرورت کے مطابق (جدلیات کے مطابق) خود بخود مثبت تبدیلی آتی رہتی ہے۔ جوزف پرودھون نے جس طرح نظریہ انارکزم کی تشریح کی اسے انارکسٹ ٹھوس حقیقت نہیں سمجھے بلکہ آگے بڑھنے کیلئے وقت، حالات اور ضرورت کے مطابق تبدیلی کرتے رہے۔ کامریڈ باکونن نے انارکز کو آگے بڑھانے کیلئے جس طرح نئی باتیں شامل کیں اور جدوجہد کا راستہ دکھایا آج انارکسٹ اسے سو فیصد درست نہیں مانتے بلکہ بعد میں خود باکونن کے زندہ ہوتے ہوئے کامریڈ پیٹر کروپوتکین نے اس کی کئی باتوں پر تنقید کی اس کی کئی باتوں کو رد کیا۔ یہ صورتحال بعد کے ادوا میں بھی جاری رہی۔ مرے بک چن اور دیگر انارکسٹوں نے اس نظریہ کو آگے بڑھایا اور نئی نئی باتیں شامل کیں اور جدوجہد کے نئے راستے بتائے۔ مگر مارکسزم میں یہ بات گئے شدہ ہے کہ مارکس نے جو بات کی وہ بس حتمی ہے اور اس میں کسی قسم کی ترمیم یا تحریف نہیں کی جا سکتی اور جو بھی اس طرح کی حرکت کرے گا وہ مارکسی نہیں اور بس وہ سمجھ لو کہ ' غدار'' ، ''بیکار'' اور '' سرمایہ داروں'' کا ایجنٹ پتہ نہیں کیا کچھ ہو گیا۔ مارکسزم میں ترمیم بس مارکس کا ہی اختیار ہے !! اس سے آگے کچھ نہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ریاست اور حکومت سمیت کئی معاملات میں لینن اور اسٹالن نے مارکس

کو جھٹلایا اور اپنے راستے پر گامزن ہو گئے مگر یہ کڑی حقیقت ہے کہ مارکسسٹ اس بات کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور ان کا استدلال ہے کہ یہ سب کچھ عارضی طور پر کرنا پڑا اور نہ مارکس کے نظرئے میں ہلکی ترمیم بھی ناقابل برداشت تصور کی جاتی ہے۔

ix) دراصل سوویت یونین سمیت سوویت بلاک کے تمام ممالک میں سوشلزم نہیں بلکہ سوشل ڈیموکریسی تھی ۔ جیسا کہ کامریڈ پیٹر کروپوتکین نے کارل مارکس کو سوشل ڈیموکریٹ کہا ہے اور یہ بات بعد میں عمل کے دوران مکمل طور پر سچ ثابت ہو گئی۔ مارکسسٹ اب خود یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ سوویت یونین سمیت سوویت بلاک کے تمام ممالک میں نامکمل سوشلزم تھی۔ اگر سوشلزم مکمل آگئی تھی تو پھر ان ممالک کو اگلے مرحلے یعنی کمیونزم میں جانا پڑتا۔ بقول مارکسسٹوں کے سوویت یونین سمیت سوویت بلاک کے تمام ممالک میں ابھی سوشلزم کا مرحلہ جاری تھا یعنی سوشلزم کا مرحلہ مکمل نہیں ہوا تھا یا نامکمل سوشلزم تھی تب ہی اگلے مرحلے یعنی کمیونزم میں نہیں گئے۔ اگر ان کی یہ بات سچ مان لی جائے تو آدھی سوشلزم کا مطلب سوشل ڈیموکریسی ہی ہوتا ہے۔ یا پھر اردو میں اسے ''آدھا تیتر۔ آدھا بٹیر'' کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس انارکزم میں ''سوشل ڈیموکریسی'' یا ''آدھا تیتر اور آدھا بٹیر'' والا قصہ ہی نہیں ہوتا۔ انقلاب لاءو اور براہ راست سیدھا کمیونسٹ معاشرے میں قدم رکھو۔ انارکسٹ سوشل ڈیموکریسی یا آدھی سوشلزم کو مسترد کرتے ہیں اور اسے مسترد کرنا بھی چاہیئے۔ کیونکہ ریاست کا تقاضہ رد انقلاب ہی ہے اور سوشل ڈیموکریسی یا آدھی سوشلزم ریاست کے اندر تو چل سکتی ہے مگر کمیون میں ایک دن بھی نہیں چل سکتی۔

x) سوویت یونین میں عمل کے دوران کامریڈ باکونن کی یہ بات مکمل طور پر درست ثابت ہو گئی کہ ''آزادی کے بغیر سوشلزم غلامی اور سفاکیت ہے'' ۔ لینن کے دور میں تمبو میں دو لاکھ چالیس ہزار کسانوں کا قتل عام اور ''کرنستادبحری اڈے'' میں ہونے والی بغاوت کو بے دردی سے کچلنے اور ہزاروں لوگوں کو سزائے موت دینے اور اسٹالن کے

دور میں ہونے والی انسانیت سوز اور وحشیانہ کارروائیوں جس میں لاکھوں کسان اور مزدور مارے گئے، ان سب بہیمانہ اقدامات سے ثابت ہوتا ہے کہ آزادی کے بغیر سوشلزم "غلامی اور بربریت" ہے، جسے زیادہ دیر تک قائم رکھنا ممکن نہیں۔ تاہم کامریڈ باکونن نے دوسری بات 'جو کہی ہے کہ ' سوشلزم کے بغیر آزادی "استحقاق اور ناانصافی ہے" سرمایہ دارانہ ممالک کیلئے ہے اور یہ بات سرمایہ دار ممالک جس میں امریکہ اور یورپ کے ممالک شامل ہیں ان پر صادق آتی ہے جہاں عوام کو کچھ آزادی ضرور حاصل ہے مگر سوشلزم نہ ہونے کی وجہ سے محنت کش ناانصافی کا شکار ہیں تاہم انہیں کچھ مراعات بھی حاصل ہیں جو کہ استحقاق ہیں، جن میں بے روزگاری الاءونس اور ہیلتھ انشورنس وغیرہ شامل ہیں۔

xi) مارکسی ریاستوں کے اندر اپنے ہی کامریڈوں پر ظلم اور جبر کرنے اور انقلابی کارکنوں پر ردانقلابی سرگرمیوں میں ملوث ہونے سمیت کوئی بھی الزام لگاکر ان کو قتل کرنے، اجتماعی قبریں بنانے اور ان قبروں میں انہیں دفن کرنے، تشدد گاہیں (گلاگ اور جبری مشقت گاہیں) قائم کرنے اور انتقام کا نشانہ بننے والے کارکنوں کے اہلخانہ کو دشمن کے اہلخانہ اور دشمن کی اولاد قرار دیکر انہیں بھی نشانہ بنانے کی اجازت ہوتی ہے، جیسا کہ سابقہ سوویت یونین میں "عظیم صفائی" کے نام پر صفایا کیا گیا یا چین میں ثقافتی انقلاب کے دوران ہوا۔ جبکہ انارکزم میں ایسے کسی شرمناک عمل کی اجازت نہیں۔

xii) سابقہ سوویت یونین اور دیگر مارکسی ریاستوں میں اقتدار کو بچانے اور اسے طول دینے کیلئے کمیونسٹ پارٹیوں کے عہدیداران، کارکنان، ممتاز شعراء اداکاروں، گلوکاروں اور فنکاروں تک کو قتل کیا گیا۔ یہی نہیں اسٹالن کے دور میں تو دیگر ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں کے عہدیداروں اور لیڈروں کو اغوا کرکے ماسکو لایا جاتا رہا اور انہیں بے دردی کے ساتھ قتل کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ جن میں فن لینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کی خاتون رہنما کامریڈ اینو فورسٹین (Aino Forsten) فن لینڈ کے ممتاز مزدور رہنما ایوو ہپالینن (Eevo Haapalainen) ، برطانوی کمیونسٹ پارٹی کی بانی خاتون

کارکن کامریڈ روز کوہن (Rose Cohen) اور ان کے شوہر ڈیوڈ پیترووسکی (David Petrovsky) کو 1937 میں ماسکو کومینار کا شوٹنگ گراءونڈ گولی ماری گئی۔ ان کا اکلوتا معصوم بیٹا دربدر کی ٹھوکریں کھاتا رہا کیونکہ اسے دشمن کی اولاد قرار دیکر جبری مشقت کی کیمپ میں رکھا گیا۔ کمیونسٹ پارٹی بیلاروس کے فرسٹ سیکریٹری ویکلا بگوکی (Weclaw Bagucki) کو دسمبر 1937 میں سزائے موت دی گئی۔ جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کی خاتون رہنما اناٹاءکے (Anna Tieke) ، ازبکستان کی کمیونسٹ پارٹی کے سیکریٹری جنرل کامریڈ ولادیمیر ایوانو (Vladimir Ivano) ، کمیونسٹ پارٹی آذربائیجان کے بانی رہنما سلطان ماجد افیدیئیف (Sultran Majid Afaidiyev)، کمیونسٹ پارٹی ترکمانستان کے سیکریٹری جنرل ایوان مزہلوک (Ivan Mazhlauk)، آذربائیجان کے وزیر انصاف علی حیدر گورائیف (Ali Hyder Gorayev) کمیونسٹ پارٹی تاجکستان کے فرسٹ سیکریٹری سورین شادونتی (Suren Shadunty) آذربائیجان کے وزیر خزانہ مرزاداءود حسینوف (Mirza Daurd Huseynov) کمیونسٹ پارٹی ہنگری کے وزیر خزانہ اور کمیونسٹ پارٹی کے رہنما بیلا زیکلی (Bela Szekely) فن لینڈ کی پارلیمینٹ کے اسپیکر کلیر و منٹر (Kulervo Manner) ایران کی تودہ پارٹی کے رہنما احسان اللہ دوستدار، جرمن کمیونسٹ پارٹی کے رہنما لوہر وولف (Lolhar Wolf) پولینڈ کی کمیونسٹ پارٹی کے مرکزی کمیٹی کی خاتون رکن کامریڈ ماریا کوزوٹسکا (Maria Kszutska) کمیونسٹ پارٹی سوویت یونین کی ویمن ونگ کی صدر اور زار بادشاہت میں 11 سال قید کاٹنے والی کامریڈ ماریا اسپریدونووا (Maria Spreedonova) کمیونسٹ پارٹی یوگوسلاویہ کے رہنما ولادیمیر کوپک (Vladimir Copic) کمیونسٹ پارٹی منگولیا کے رہنما جو دوبار وزیراعظم بھی رہے کامریڈ آنندین عمار (Anandyn Amar) مانگولیا کی پیپلز انقلابی پارٹی کے

رہنما زولبن شن شیجی (Zolbingin Shijee) منگولیا کی پیپلز انقلابی پارٹی کے سیکریٹری جنزل دورجافین لفتھانشراف (Dorjjavyn Luvsansharav) کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے بانی غلام انبیاء خان لوہانی (G.A.K Lohani) بھارت کے نامور کمیونسٹ رہنما وریندرا ناتھ چھٹوپدھا (Virendranath Chuttopadhya) ایران کی تودہ پارٹی کی بانی اویس سلطانزادہ، ممتاز مارکسی فلاسفر اور اسٹالن کے استاد جان اسٹین (Jan Sten) روس کی خفیہ پولیس OGPU کے تفتیشی مرکز میں پانچ منٹ تاخیر سے پہنچنے پر ولادیمیر سمیرنوف (Vladimir Smirnov) کو تیند سال کی سزا جبکہ بعد ازاں 1937 میں پھانسی کی سزا دی گئی۔ ٹراٹسکی کے بیٹے سرگئی ایل سیدوف (Sergei L. Sedov) ٹراٹسکی کی پہلی بیوی الیکزینڈرا سوکولوفسکایا (Alexandra Sokolovskaya) اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی سینٹرل کمیٹی کے رکن نکولائی زیمن (Nikolai Ziminn) سمیت لاتعداد کمیونسٹ کارکنوں کو قتل کرایا۔

جبکہ انارکسٹوں میں اس قسم کی سوچ بھی جرم ہے اور انہوں نے کبھی بھی کسی کمیونسٹ کارکن کو قتل کرانا تو درکنار اس پر حملہ تک نہیں کیا۔ جبکہ اس قسم کی صرف ایک مثال امریکن انارکسٹ جان موسٹ کی ہے جس کے زیر اثر ایک کارکن نے کامریڈ ایریکو ملاتستا پر حملہ کر کے اسے شدید زخمی کر دیا تھا۔

xiii) اسٹالن نے اپنے دور میں کم و بیش چھ ہزار شاعروں، ادیبوں، لکھاریوں ، اداکاروں، فنکاروں، ناول نگاروں اور نقادوں کو قتل کرادیا۔ جن میں آذر بائیجان کے عظیم شاعر پروفیسر احمد جاوید بھی شامل ہیں، اس کی اہلیہ کو بھی طویل عرصہ تک جیل کی ہوا کھانی پڑی۔ دیگر لکھاریوں ، شعراء اور مصنفین میں معروف شاعر، ادیب اور صحافی نکولائی اولینکوف (Nikolay Oleynikov) آرمینیا کے شاعر و ادیب ایگیشے کارینتس (Yeghershe Charents) تھیٹر رائیٹر سرگو اماگھلوبیلی

(Sergo Amaghlobeli) اور پیٹر اوکھیلی (Petre Okkheli) ممتاز ادیب و شاعر جان اینویلٹ (Jaon Anvelt) جسے بدترین تشدد کر کے ہلاک کیا گیا، جارجیا کے شاعر ٹیٹسیان تیبزے (Titsian Tabedze) آذر بائیجان کے معروف شاعر و ادیب علوی رجب (Alvi Ragib) آزر بائیجان کے ممتاز شاعر میکائیل مشفق (Mikayil Mushfiq) لٹویا کے چیس کے کھلاڑی اروید کبیل (Arvid Kubbel) فلاسفر تاریخدان ولادیمیر بینشیوچ (Vladimir Beneshevich) ممتاز موسیقار نکولائی زیلیائیف (Nikolai Zhilyayev) ماہر لسانیات ییجینی پولیوانوف (Yegeny Polivanov) اور الیگزئینڈر سومولووچ (Alexnder Somolovich) بالٹک جرمن فنکار ویسلی ہیٹمیر (Visli Hetmerser) روس کے اولمپک کھلاڑی پاویل وولوشنیکوف (Pavel Volyoshnikof) آذر بائیجانی اداکار و ھدایتکار عباس مرزا شریفزادو (Abas Mirza Sharifzadov) اداکار ڈرامہ نگار کریم تنکورین (Karim Tincurin) ، معروف پیانو نواز خدیجہ گوئیبارا (Khdija goyibbara) سوویت یونین کے سرکاری پبلشنگ ہاءوس کے توتوویتنس) ڈائریکٹر ارتیمک خلاتوف (Artemic Khalatov) ، روسی مصنف میکملن کارکوف (Maximmilan Krarkov)، ریسلر اور مارشل آرٹس کے ماہر ویسلی اوشکیپوف (Vesili Oshchepkov) ، فوٹو گرافر اور روسی سینیما کے بانی وکٹر بولا (Vikor Bulla) ، شاعر و مصنف بینیڈکٹ لیشت (Benedikt Livshits)، صبح کا نغمہ لکھنے والے شاعر بورس کورنیلوف (boris Kurlinov)، پولینڈ کے شاعر و ناول نگار اور پلے رائیٹر رونو جاینکی (Bruno Jasienki)، جارجیا کے شاعر جرزیل بازوف (Gerzel Baazov) ، ناول چاکلیٹ سمیت کئی ناول لکھنے والے معروف ناول نگار الیگزینڈر تیراسوف رودیونوف

(Alexander Tarasov Rodionov)، فن لینڈ کی مشہور گلوکارہ جوکا آہتی (Juka Ahti) ممتاز مورخ ولیم نورین (Vilhelm Knorin) ، مصنف و شاعر ولادیمیر کرشو(Viladimir Kirshoz) ،آرمینیا کے مصنف و شاعر وان توتوویئنتس (Vohen Totovents) اوپیرا سنگر اور کمپوزر عزیز الخامیتوف (Gaziz Al`mukhametov) ،ھنگری کے شاعر سیندر بورتا (Sandor Borta)آئیس ہاکی کے کھلاڑی میخائیل چرنوف (Mikhail Chernov)،روسی شاعر بورس کورنیلوف (Boris Kornilov) ،روسی پیانو نواز بورس برمن (Boris Berman) ،روسی پینٹر نکولائی بیکریاشلیف (Nikolai Bekiashlev)، شاعر، مصنف اور مزدور رہنما الیکسی گستیف (Alexei Gastev)، روسی تاریخدان ڈی ۔ ایس مورسکی (D.S Morsky)، ممتاز شاعر اور مصنف اسحٰق بابیل (Issac Babel) ، معروف اداکار، ہدایتکار اور تھیٹر ڈائریکٹر سیولد میئر ہولڈ (Vsevold Meyerhold) ، خاموش فلموں کی مقبول اداکارہ ماریجہ لیکو (Marjis Liko) ،بیلاروس کے شاعر، مترجم اور نقاد ایلس دودار (Ales Dudar) اور دیگر ہزاروں شاعر اور ادیب شامل ہیں جنہیں اسٹالن کے دور میں جاسوس، غدار، انقلاب دشمن، رد انقلابی اور دیگر الزامات لگاکر اسٹالن کے حکم پر قتل کیا گیا۔

انارکسٹ اس قسم کے گھٹیا ریاتی الزامات پر ہرگز یقین نہیں رکھتے اور نیستر ماکھنو کے زیر اثر جنوبی یوکرین میں جہ انارکسٹ معاشرہ 1919 سے 1921 تک تین سال قائم رہا کسی ایک فرد کو بھی جاسوس، غدار، انقلاب دشمن اور رد انقلابی قرار دیکر کوئی سزا نہیں دی گئی۔ ان معاملات اور الزمات کا تعلق ریاست سے ہوتا ہے۔ ریاست ہی خونخوار اور عوام دشمن ہوتی ہے اس لیئے وہ حکمرانوں سے اپنی مرضی کے کام لیتی ہے اور انہیں مجبور کرتی ہے کہ وہ اس طرح کے گھٹیا الزامات لگاکر عوام کا گلہ گھونٹے۔ انارکسٹ

اجتماعی اور انفرادی آزادی، انسانی حقوق اور سماجی، سیاسی، انسانی اور معاشی برابری کی مکمل برابری کی ضمانت دیتے ہیں اور ایسا انہوں نے اپنے عمل سے ثابت کیا ہے۔ جس طرح مارکسزم، لیننزم اور ماءوازم میں املاک کو سرکاری تحویل میں لیکر ان کے اوپر کارکنوں کو سرکاری اہلکار بناکر ان کی دیکھ بھال اور بندر بانٹ کیلیئے ذمہ داری دی جاتی ہے اور اس کو موقع غنیمت جان یہ اہلکار اپنے مفادات کو عملی جامہ پہناتے اور مفادات حاصل کرتے رہتے ہیں اس کے برعکس انارکسٹ املاک کو عوامی تحویل میں دیکر انہیں ان کی تقسیم اور دیکھ بھال کی ذمہ داری دے دیتے ہیں۔

فرسٹ انٹرنیشنل کاالمیہ

(Tragedy With First International)

فرسٹ انٹرنیشنل جسے انٹرنیشنل ورکنگ مینزایسوسی ایشن یافرسٹ کمیونسٹ انٹرنیشنل بھی کہا جاتاہے اس کا بنیادی مقصد طبقاتی جدوجہد کرنے والے مختلف گروپوں جس میں انارکسٹ، سوشلسٹ اور بائیں بازو کے دیگر گروپ اور مزدوروں کی انجمنوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر کے جدوجہد کرنا تھا۔اس کا بنیاد 28 ستمبر 1864 میں لندن کے سینٹ مارٹنس ہال میں رکھا گیااور پہلی کانگریس 1866 میں جنیوا (سوئیٹزرلینڈ) میں منعقد ہوئی۔ جس کا پہلا صدر جارج اودگار بنا جو لندن کی ٹریڈیونینز کا رہنما تھا۔ جبکہ فرسٹ انٹرنیشل کے دیگر بانیان میں جوزف پرودھون کے شاگرد اور فرانس کے مزدور رہنما ہینری تولین، یوجین وارلین جو کہ نہ صرف فرسٹ انٹرنیشنل کے بانیان میں شامل تھے بلکہ پیرس کمیون کو منظم بھی کیااور بعدازاں پیرس کمیون کی ناکامی پر اس کی آنکھیں نکال کر اسے سنگسار کیا گیا تھا، تاریخ دان اور فلسفی ایڈورڈ اسپینسر بیسلی اور برطانوی ٹریڈیونینسٹ جارج ہوویل اور بنجمن لوکرافٹ کا نام بھی بانیان میں شامل ہے۔ کارل مارکس کو بھی مدعو کیا گیا تھا مگر انہوں نے کوئی دلچسپی نہ دکھائی۔ تاہم بعدازاں فرسٹ انٹرنیشنل میں شامل ہوگئے مگر جب مارکس کو خطرہ محسوس ہوا کہ وہ انارکسٹوں کی حمایت حاصل کرنے میں ناکامی کی وجہ سے کچھ کرنے کی پوزیشن میں نہیں اور ہر طرح سے شکست کھا جائیں گے تو انہوں نے یکطرفہ طور پر فرسٹ انٹرنیشنل کو ہیگ میں 1872 میں ہونے والی کانگریس میں توڑ دیا۔ مارکس دراصل اپنی کتاب ”داس کیپیٹل“ کو مکمل کرنا اور اپنی پڑھائی کو جاری رکھنا چاہتے تھے۔ مارکس اور اینگلز چاہتے تھے کہ جنرل کونسل کی سیٹ لندن سے نیویارک شہر منتقل کی جائے، تاکہ فرسٹ انٹرنیشنل پر ہمیشہ کیلئے ان کا قبضہ ہو جائے۔

انارکسٹوں کے ساتھ اختلافات کی وجہ سے مارکسسٹوں نے اپنی علیحدہ سیکنڈ انٹرنیشنل قائم کی۔ کارل مارکس اور اینگلز نے ہیگ کانگریس میں انارکسٹ کارکنان کامریڈ الیگزینڈر باکونن سمیت تمام انارکسٹوں کو فرسٹ انٹرنیشنل سے نکال باہر کیا۔ معاملہ یہ ہے کہ جب کوئی ایک بھی مارکسسٹ فرسٹ انٹرنیشنل کے قیام میں شامل ہی نہ تھا تو پھر اخلاقی طور پر انہیں یہ اجازت کس نے دی کہ وہ فرسٹ انٹرنیشنل کو ختم کردیں!! ۔جو تنظیم انارکسٹوں نے بنائی اور اسے پروان چڑھایا اس کو کس بنیاد پر مارکسسٹوں نے ختم کردیا!!! ۔اس عمل پر دنیا بھر کے سرمایہ داروں اور اشرافیہ نے خوشی کا اظہار کیا اور مٹھائیاں تقسیم کیں۔ جرمن چانسلر اوٹووان بسمارک نے فرسٹ انٹرنیشنل کے خاتمے کے اعلان پر طنزیہ کہا کہ ”ولی عہد، دولت اور استحقاق تو کبھی بھی گر سکتے ہیں مگر سیاہ اور سرخے اب کبھی متحد نہیں ہو سکتے“ ۔ان کا یہ کہنا ابھی تک تو غلط ثابت نہیں ہو سکا ہے۔ گو کہ سوویت اقتدار سے ہاتھ دھونے کے بعد مارکسسٹوں کے ہوش ٹھکانے تو آچکے ہیں مگر اب شاید ہی ” انارکسٹ اور مارکسسٹ“ پھر کبھی متحد ہو سکیں کیونکہ انارکسٹوں کو پختہ یقین ہے کہ اگر اب کبھی دوبارہ مارکسسٹ کسی ریاست کے حکمران بنے تو ایک بار پھر وہ انہیں برداشت کرنے کے بجائے ان کی جان کے دشمن بن جائیں گے۔

فرسٹ انٹرنیشنل کا خاتمہ دراصل ایک بڑے المیے سے کم نہ تھا۔اس وقت ایسے حالات پیدا ہو چکے تھے کہ اگر انارکسٹ اور مارکسسٹ مل کر جدوجہد جاری رکھتے تو دنیا بھر میں انقلاب آسکتا تھا۔ مگر اس کے برعکس کارل مارکس نے فرسٹ انٹرنیشنل کو توڑ کر سرمایہ داروں اور اشرافیہ طبقے کو دوام بخشا اور آگے چل کر عمل کے میدان میں یہ ثابت بھی ہو گیا کہ خود مارکسی ریاستوں نے نہ صرف پہلے سے موجود کمیونز کو توڑا بلکہ ریاست کے اندر جو اپنی سوویتس بنائیں انہیں بھی آمرانہ اصولوں پر چلایا جس کی وجہ سے بیوروکریسی پیدا ہوئی اور اس طرح دو طبقات نے جنم لیا اور جو محکوم طبقہ تھا اس نے موقع ملنے پر بغاوت کی مگر اسے ریاستی جبر کے مقابلے میں ناکامی ہوئی، تاہم ایک ایسا وقت آن پہنچا کہ خود نام نہاد

سوشلسٹوں نے سرمایہ داری نظام کی چمک سے متاثر ہو کر اسے اپنی ریاستوں میں نافذ کرنا شروع کیا اور اب سابقہ سوویت یونین سمیت اس کے بلاک میں شامل اکثر ممالک میں سرمایہ داری نظام کام کر رہا ہے اور اب وہاں پر ایک نئی جدوجہد کی ضرورت ہے جو کہ انارکسٹ اصولوں پر ہونی چاہیئے۔ اگر اسٹالنزم اور لینزم کے اصولوں پر قائم ہوئی تو ریاست لازمی طور پر بنی ہے اور ریاست کا انجام تو یہ ہوگا کہ خود ہی مارکسی انقلاب کو طشتری میں رکھ کر لوٹانا پڑے گا۔

دنیا میں کہیں بھی کوئی ایسی مثال موجود نہیں کہ انارکسٹوں نے امداد باہمی کا سماج تشکیل دیا ہو اور پھر وہ آرام اور سکون سے سرمایہ داروں کو لوٹا دیا ہو۔ جنوبی یوکرین میں آزاد انارکسٹ سماج کا ہی مثال لے لیں۔ جب ریڈ آرمی نے حملہ کیا تو ہزاروں کسانوں نے اپنی جانوں کے نذرانے دیئے اور تین سالوں تک مزاحمت جاری رکھی۔ یہی صورتحال 1936-37 میں اسپین میں پیش آئی جہاں آج تک لوگ انارکسٹ معاشرے کی بقا کیلئے قربانیاں دے رہے ہیں۔ فرسٹ انٹرنیشنل میں اختلافات کے بعد کارل مارکس اور اینگلز اس کا ہیڈ کوارٹر 1972 میں لندن سے نیویارک منتقل کر کے لے گئے تاکہ انارکسٹوں کا اس پر غلبہ نہ ہو سکے۔ جہاں اس پر فریڈرک سورگ کے ماننے والوں کا کنٹرول ہو گیا۔ 1976 میں انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کا نیویارک میں خاتمہ کیا گیا اور اس کی جگہ ورکنگ مینز پارٹی آف امریکہ کا قیام عمل میں لایا گیا۔

پیرس کمیون میں انارکسٹ بانیکار یوجین وارلین کی شہادت کے بعد مارکس کو فرسٹ انٹرنیشنل پر قبضہ کرنے کا موقع مل گیا۔ فرسٹ انٹرنیشنل میں اسی بات پر اختلافات پیدا ہوئے تھے۔ جوزف پرودھون کے حامیوں نے اس پر اعتراضات کیئے۔ تاہم بعد ازاں انارکسٹ کامریڈ میخائیل باکونن اور مارکسسٹ کارل مارکس کے گرد جمع ہو گئے۔ مارکسسٹ انتخابات میں حصہ لینے کے حق میں تھے اور جب نئی جرمن سلطنت نے 1871 میں مردوں کو ووٹ کا حق دیا تو مارکسسٹ اس میں سرگرم ہو گئے اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹی

آف جرمنی نے اس میں حصہ لیا جبکہ انارکسٹ الیکشن کے خلاف تھے۔ فرسٹ انٹرنیشنل کی پہلی کانگریس 1866 میں جنیوا میں منعقد ہوئی۔ جنیوا کانگریس میں پرودھون کے ماننے والے سرگرم رہے، جس میں ایک قرارداد منظور کر کے مطالبہ کیا گیا کہ آٹھ گھنٹہ ڈیوٹی پر عمل کیا جائے۔ 1867 میں "لوسانے کانگریس" ہوئی جس میں کارل مارکس نے اپنی کتاب داس کیپیٹل لکھنے میں مصروف ہونے کی وجہ سے شرکت نہ کی۔ اس کانگریس میں 64 وفود نے شرکت کی۔ 1868 میں "برسلز کانگریس" منعقد ہوئی جس میں کارل مارکس شریک ہوئے۔ جبکہ 1869 میں باسل میں ہونے والی کانگریس میں پہلی بار کارل مارکس اور پیرس کے پرودھونسٹوں کی جگہ باکونن کو آگے لایا گیا۔ جبکہ 1972 میں ہیگ میں ہونے والی کانگریس فرسٹ انٹرنیشنل کی آخری کانگریس ثابت ہوئی۔ 1871 میں پیرس کمیون سے متعلق باکونن نے مارکس کے خیالات کو حکومتی طرز کہہ کر مسترد کیا اور کہا کہ اگر کوئی مارکسسٹ پارٹی اقتدار میں آئی تو اس کا انجام حکمران طبقے کی طرح خراب ہوگا۔ باکونن نے اپنی مشہور کتاب " ریاستی نظام اور انارکی" (Statism and Anarchy) لکھا جبکہ کارل مارکس نے اس پر شدید تنقید کی۔ ہیگ کانگریس میں ایک قرارداد منظور کر کے ریاست کا اختیار اپنے ہاتھوں میں لیکر سوشلزم کی طرف پیش قدمی کا کہا گیا۔ جبکہ باکونن اور جیمز گوئلامے سمیت تمام انارکسٹوں کو فرسٹ انٹرنیشنل سے خارج کیا گیا۔ جس کے بعد دو انٹرنیشنل بن گئیں۔ انارکسٹوں نے سوئیٹزرلینڈ کے شہر "سینٹ آئمیر" میں ستمبر 1872 میں الگ انٹرنیشنل کانگریس منعقد کی۔ جبکہ مارکسسٹ ونگ کی چھٹی کانفرنس 1873 میں جنیوا میں منعقد ہوئی جو کہ بری طرح ناکام رہی۔ تین سال بعد فلاڈلفیا میں ایک کانفرنس منعقد کی مگر آئندہ پانچ سالوں تک تنظیم کو دوبارہ زندہ کرنے کی کوششیں بھی ناکام ثابت ہوئیں۔ 1889 میں سیکنڈ انٹرنیشنل تشکیل دی گئی جس کے ابتدائی سالوں میں انارکسٹ اور مارکسسٹ دونوں سرگرم رہے۔ 1922 میں انارکو سنڈیکلسٹ نے برلن میں انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن کے نام سے فرسٹ انٹرنیشنل قائم

کی جو ابھی تک کام کر رہی ہے۔ جبکہ امریکہ میں سانحہ ''ھے مارکیٹ'' کے بعد 1881 میں انارکسٹوں نے انٹرنیشنل ورکنگ پیپلز ایسوسی ایشن قائم کی جسے بلیک انٹرنیشنل بھی کہا جاتا ہے۔ اس میں لوسی پارسنز اور آگسٹ اسپائیز بھی شامل رہے۔ 1998 میں یونان کی کمیونسٹ پارٹی کی دعوت پر مختلف ممالک کی کمیونسٹ اور ورکرز پارٹیوں نے اجتماع کر کے ایک ''انٹرنیشنل میٹنگ آف کمیونسٹ اینڈ ورکرز پارٹیز(;7377678780;) قائم کی ۔ یہ مارکسسٹوں کی انٹرنیشنل سمجھی جاتی ہے۔ حال ہی میں اس کا اکیسواں اجلاس 2019 میں استنبول، ترکی میں منعقد ہوا۔ جس میں 58 ممالک کی 74 پارٹیوں نے شرکت کی۔ اس انٹرنیشنل میں ایسی پارٹیاں بھی شامل ہیں جو بظاہر بائیں بازو کا لیبل لگائے ہوئی ہیں تاہم ان کا اپنے ممالک میں سیاسی کردار دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں جیسا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مارکسسٹ اب دوبارہ انارکسٹوں سے صلح کر کے کوئی باقاعدہ انٹرنیشنل بنانے یا فرسٹ انٹرنیشنل کو زندہ کرنے کی تگ و دو کر رہے ہیں مگر ابھی تک انہیں اس میں کوئی کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ تاہم اس کے باوجود سوویت یونین کے انہدام کے صدمے سے دوچار مارکسسٹوں کو انارکسٹوں نے دنیا بھر میں ایک حد تک اخلاقی سہارا دیا ہوا ہے۔

اس سے قبل بھی مارکسسٹوں نے اپنی الگ کمیونسٹ انٹرنیشنل قائم کی جس میں سابق سوویت یونین کے بلاک کے تمام ممالک بھی شامل تھے مگر سوویت یونین کے انہدام کے بعد اس کا اثر کم ہوتا چلا گیا اور اب تو حالت یہ ہے کہ یونان کی کمیونسٹ پارٹی(;757569;) کی کوششوں سے قائم ہونے والی انٹرنیشنل میں دنیا جہان کی سرمایہ دار جمہوری پارٹیاں بھی شامل ہیں اور حد تو یہ ہے کہ چین اور ویتنام میں سرمایہ داری کو معاشی نظام کے طور پر اپنانے کے باوجود ان دونوں ممالک کی کمیونسٹ پارٹیاں نہ صرف ممبر ہیں بلکہ فیصلہ کن کردار ان ہی کا ہے کیونکہ ان کے پاس پیسہ ہے اور یہ دیگر کمزور مالی حالت والی کمیونسٹ پارٹیوں کی تھوڑی بہت مالی معاونت کرنے کے ساتھ ان کے سفری اخراجات اور گھمانے پھرانے کا اہتمام بھی کرتی ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ کبھی بھی

کمیونسٹ انٹرنیشنل میں ان ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں کے دوغلے کردار پر کوئی بات نہیں کی جاتی!! ۔ اس طرح کی سودہ بازیوں اور نظریئے سے انحراف کے باوجود انٹرنیشنل میٹنگ آف کمیونسٹ اینڈ ورکرز پارٹیاں بضد ہیں کہ دنیا میں وہ دوبارہ انقلاب لائیں گی۔ مارکسسٹوں کی تھرڈ انٹرنیشنل (کومنترن) 1922 سے 1943 تک چلی، جس پر سابق سوویت یونین کا کنٹرول تھا۔ کومنترن نے اپنی دوسری کانگریس میں اس عزم کا اعادہ کیا کہ دنیا بھر میں بورجوازیوں کا تختہ الٹ کر ایک انٹرنیشنل سوویت جمہوریہ قائم کی جائے گی۔ کومنترن کی مجموعی طور پر سات بین الاقوامی کانگریسز منعقد ہوئیں۔ جوزف اسٹالن نے 1943 میں دوسری عالمی جنگ میں اپنے اتحادیوں امریکہ اور برطانیہ کی ناراضگی سے بچنے اور انہیں خوش کرنے کیلئے کومنترن کو توڑ دیا اور ساتھ ہی بورجوازیوں کا تختہ الٹ کر انٹرنیشنل سوویت جمہوریہ قائم کرنے کے وعدے سے بھی دستبردار ہو گئے۔

1938 میں چوتھی انٹرنیشنل لیون ٹراٹسکی کے حامیوں نے تشکیل دی جسے ٹراٹسکائی انٹرنیشنل بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے دو ماہ بعد نومبر 1938 میں اسپین کی ورکرز پارٹی آف مارکسسٹ یونیفکیشن نے بارسلونا میں پانچویں انٹرنیشنل قائم کی جس میں ارجنٹینا میں ٹراٹسکی کے حامی لبورو جستو بھی منحرف ہو کر اس میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں منحرف ٹراٹسکائیوں نے 1994 میں ایک اور پانچویں انٹرنیشنل قائم کی۔ 2007 میں وینزویلا کے صدر ہوگو شاویز نے ایک نئی انٹرنیشنل قائم کرنے کا اعلان کیا۔ جس کی حمایت کمیونسٹ پارٹی آف کیوبا نے کی مگر دیگر لاطینی ممالک کی کمیونسٹ پارٹیوں نے مخالفت کی۔

براعظم ایشیا، امریکہ، افریکہ، آسٹریلیا اور یورپ میں انارکسٹ تحاریک

براعظم ایشیا میں انارکزم

چین میں انارکزم........ (Anarchism in China)

چین میں انارکزم: ۔ چین میں کنگ بادشاہت (Qing Dynasty) کے زوال کے بعد چینی انارکسٹوں نے کہنا شروع کیا کہ حقیقی انقلاب یہ نہیں کہ ایک حکومت کو ختم کرکے اس کی جگہ دوسری لائی جائے بلکہ روایتی ریاست کا خاتمہ اور اس کی جگہ نئے سماجی عمل کو پیدا کرنا ضروری ہے۔انارکزم کا چینی زبان میں ترجمہ " غیر حکومتی اصول" کے طور پر کیا گیا۔ جاپان اور فرانس میں تعلیم حاصل کرنے والے چینی طلباء نے پہلے خود انارکزم کو سمجھنے اور اس کے بعد اپنے ملک میں نافذ کرنے پر زور دیا۔ چین کا "قاتلانہ دستہ" نامی گروپ وجود میں آیا تاہم بعد ازاں جب چین میں قوم پرست پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی تشکیل دی گئیں تو کچھ انارکسٹ کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوگئے۔ چینی انارکسٹوں نے واضع کہا کہ عورت اور مرد برابر ہیں اس لیئے مضبوط حکمرانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ پیرس اور ٹوکیو میں انارکزم پر شایع ہونے والے مواد کا چینی زبان میں ترجمہ کرکے شایع کیا گیا۔ان پر نہیلسٹ انارکزم اور انارکو کمیونزم کا گہرا اثر پڑا۔

باکسر تحریک (چین) (1899-1901) یہ بادشاہت، غیر ملکیوں اور عیسائیت مخالفت تحریک کنگ خاندان (Qing Dynasty) کی بادشاہت کے ختم ہونے تک جاری رہی۔ باکسر تحریک نومبر 1899 میں شروع ہوئی اور ستمبر 1901 تک شمالی چین میں جاری رہی ۔ اس تحریک کے دوران 32ہزار چینی عیسائی اور

200عیسائی مبلغ اور پادری مارے گئے۔اس تحریک کو اس لیئے باکسر تحریک کہا گیا کیونکہ تحریک میں شامل اکثر افراد چینی مارشل آرٹس جانتے تھے۔ چین کے عیسائیوں اور مبلغین نے بچنے کیلئے بیجنگ کے لیگیشن کوارٹرز میں پناہ لی جہاں چین کا قانون نافذ العمل نہ تھا۔تاہم سوشلسٹ انقلاب کے بعد اور خاص طور پر گریٹ لیپ فارورڈ کے دوران لیگیشن کوارٹرز میں تعمیر کی گئی مغربی طرز کی عمارات کو تباہ کیا گیا۔اس تحریک کو کچلنے کیلئے ایک دوسرے کے مخالف 8 مغربی ممالک نے اتحاد قائم کیا اور اپنی 20ہزار فوج کو روانہ کیا، جنہوں نے لیگیشن کوارٹرز کا گھیراءو توڑا۔ باکسر تحریک کی ناکامی کے بعد قومی وصوبائی پروگرامز کے تحت ہزاروں چینی طلباء یورپ اور 10ہزار طلباء جاپان تعلیم کے حصول کیلئے گئے۔یورپ جانے والے زیادہ ریڈیکل ہوگئے جبکہ جاپان جانے والے طلباء ماڈریٹ ہوئے اور انارکسٹ تحریک سے متاثر ہوئے، مگر جو طالب علم فرانس پڑھنے گئے انہوں نے وہاں پر چین میں انقلاب کیلئے گروپ تشکیل دیا۔1906 میں پیرس میں وو روہی زہانگ، جن ژانگ اور لی شائزنگ نے پہلی انارکسٹ تنظیم " ورلڈ سوسائٹی" قائم کی اور ایک انارکسٹ جریدہ " ژن شجی" جاری کیا۔ جس میں فرانس، جاپان اور چین میں موجود طلباء کو یورپ کی ریڈیکل تحاریک سے آگاہ کیا جاتا رہا۔ یہ کامریڈ باکونن اور پیٹر کروپوتکین سے زیادہ متاثر تھے۔ پیرس اور ٹوکیو گروپس میں لی شاءپی اور ھی زین زیادہ سرگرم تھے، جنہوں نے ولیج تنظی میں بنائیں جو آزاد فیڈریشن، امداد باہمی اور دفاع پر مشتمل تھیں۔ان کا فلسفہ تاءوازم اور بدھ ازم پر مشتمل تھا اور یہ کروپوتکین پر لیوٹالسٹائی کو فوقیت دیتے تھے۔تاءوازم کے تین اصول' 'پرسکون' ، ' "قربت' ' اور 'عاجزی" چوتھی صدی قبل مسیح میں لاءوزے نے تشکیل دیئے تھے۔ جو کہ نظریہ فطرت (Yinyang) اور چین کی قدیم ثقافت (Yin Jing Ching) سے متاثر تھا۔ شین بہائی (Shen Buhai) کا بھی اس پر گہرا اثر تھا۔ تاءوتے چنگ کی کتاب " لاءوزے" کو تاءوروایات کا منبع سمجھا جاتا ہے۔ زوآنگزی کی تحاریر نے بھی اس میں اہم کردار ادا کیا۔ چین کے ساتھ تائیوان،

ہانگ کانگ،، مکاؤ اور جنوبی مشرقی ایشیائی ممالک پر بھی اس کا اثر ہے۔ ابتدا میں ان چینی انارکسٹوں نے ڈاکٹر سن یات سین کی حمایت کی اور ژانگ نے ان کی مالی مدد بھی کی۔ 1911 میں قومی انقلاب اور انقلابیوں کی فتوحات سے کئی انارکسٹ کارکنان نے انارکزم کو منظم کیا اور یوں چین میں انارکسٹ تحریک ایک مقبول تحریک بن گئی۔ 1882 میں جن چینیوں کو بے دخل کیا گیا تھا وہ بھی واپس آنا شروع ہوئے۔ جبکہ بدھ مونک تائے ژو(Tai Xu) انارکسٹوں کی مخالفت میں سن یات سین کی حمایت میں آگئے۔ جیان کنگھو نے 1911 میں CSS بنائی جو کہ پیرس گروپ کے جریدے نیا دور(New Era) میں لکھتے تھے۔ وہ سوشل سیفٹی کے خواہاں تھے اور ان کا کہنا تھا کہ اگر عوام کو سہولیات نہ دی گئیں تو معاشرہ تباہ ہو جائے گا۔ انارکسٹوں کے قریب ہونے کے باوجود جیانگ انارکسٹ نہ کہلاتے تھے۔ 1912 میں جیانگ کی پارٹی دو ٹکڑے ہو گئی۔ جبکہ معروف انارکسٹ لیو شفو نے پورے چین میں انارکسٹ فکر کو پھیلایا۔ پہلی بار انارکسٹوں نے کہا کہ چین میں کسان ہی انقلاب کے ہراول دستے کا کردار ادا کریں گے۔ اس طرح پیرس گروپ نے اہم کردار ادا کیا اور محنت کشوں کے خلاف حکومتی اقدامات کو عیاں کیا۔ گانگ ژو نے محنت کشوں اور دانشوروں کے مابین اتحاد قائم کیا۔ انہوں نے محنت کشوں، خواتین، کسانوں اور دیگر پسے ہوئے طبقات کو ساتھ ملا کر انارکسٹ معاشرے کی تشکیل کیلئے اپنا نقطہ نظر بیان کیا۔ گانگ ژو نے عوامی آواز (Peoples Voice) نامی جریدہ جاری کیا۔ جبکہ جاپان کے انارکسٹ گروپ نے بھی خواتین کیلئے بہت کام کیا۔ پیرس گروپ نے اخلاقی تقویت نامی سوسائٹی قائم کی۔ جس میں معروف انارکسٹ لی شیز نگ(Li Shezing) اور وانگ جنگوئن جیسے قوم پرست بھی شامل ہوئے۔ یہ گروپ ذاتی اخلاقیات پر زور دیتا اور گوشت کھانے سمیت عیاشی کرنے سے بھی منع کرتا۔ وہ اپنے اراکین کو آرام کرسیوں پر سفر کرنے، لونڈیاں رکھنے اور عہدہ لینے سے منع کرتے تھے۔ 1914 میں انارکزم چین میں ایک مقبول تحریک کے طور پر ابھرا۔ لیو شفو اپنی اخبار عوامی آواز میں اپنے آرٹیکلز میں جیان کنگھو

اور سن یات سین پر شدید تنقید کرتے تھے، جس کی وجہ سے یہ جاننا مشکل ہو گیا کہ اصل انارکسٹ کون ہیں۔ اس معاملے پر بحث مباحثے شروع ہوئے۔ ابتدا میں یہ بحث دوستانہ تھے۔ اخبار عوامی آواز میں سب کا موقف شایع ہوتا تھا۔ 1915 میں نیو کلچر تحریک مقبول ہوئی جو دانشوروں کے ایک چھوٹے سے گروپ نے قائم کی تھی اور آنے والے چار سالوں میں پورے چین میں پھیل گئی۔ بعد میں اسے چار مئی تحریک میں ضم کر دیا گیا۔

1919 میں چار مئی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی، جس پر انارکسٹوں کا گہرا اثر تھا۔ اس کے نتیجے میں انارکسٹ اہم جگہوں پر فائز ہوئے۔ یہ وہ وقت تھا جب چین میں پہلی بار بالشویکوں نے خود کو منظم کرنا شروع کیا اور حمایت کیلئے انارکسٹوں سے رابطہ کیا۔ انارکسٹ اس بات سے بے خبر تھے کہ روس کی سوویتس میں انہوں نے اپنا کنٹرول قائم کر لیا ہے اور وہ انہیں کچل دیں گے۔ کمیونسٹ اسٹڈی گروپس قائم کرنے میں ان کی مدد کی جہاں اناکسٹ اکثریت میں تھے۔ بالشویکوں کو چینی محنت کشوں اور طلباء میں انارکسٹوں نے متعارف کرایا۔ 1921 میں چین کی کمیونسٹ پارٹی نے انارکسٹوں کی جگہ اثر و رسوخ حاصل کرنا شروع کیا۔ اس وقت انارکسٹوں کو معلوم ہوا کہ بالشویک انارکسٹ نہیں بلکہ مارکسسٹ ہیں۔ اس سے انارکسٹوں کے وقار کو دھچکا لگا جو یہ دعویٰ کرتے تھے کہ روسی انقلاب کی کامیابی ان کی اپنی کامیابی ہے۔ جب 1924 میں چین کی کمیونسٹ پارٹی جنگجوؤں کے خلاف کومنتانگ میں گئی تو اس نے محنت کش طبقوں اور عوامی تحریکوں میں اپنا اثر و رسوخ قائم کر لیا۔ صرف دو سال میں کمیونسٹ پارٹی کی ممبر شپ دو سو سے 50ہزار تک جا پہنچی اور انہوں نے نارکسٹوں کو پیچھے چھوڑ دیا۔

جاپان میں انارکزم۔۔۔۔Anarchism in Japan

جاپان میں انارکزم 19ویں صدی کے اواخر اور 20ویں صدی کی ابتدا میں پہلی اور دوسری عالمی جنگوں کے نتیجے میں بڑھا۔ان دونوں جنگوں میں جاپان کا کردار اہم تھا ۔جاپان میں انارکسٹ تحریک کو تین مرحلوں 1911-1906-1936-1912اور 1945 سے آج تک میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ جاپان میں انارکسٹ خیالات ریڈیکل صحافی شوسی کوتوکو(;83) (otoko;75; husi;کی وجہ سے پھیلے جو نوعمری میں ہی ٹوکیو منتقل ہونے کے بعد صحافت کے پیشے سے منسلک ہوئے۔انہوں نے 1898 میں ایک ریڈیکل اخبار روزنامچہ ,, یوروزوکوہو“ (Every Morning News)کیلئے لکھنا شروع کیا۔ان کی آزاد خیالی نے اسے سوشل ڈیموکریسی کی جانب متوجہ کیا اور کوتوکو نے مئی 1901 میں جاپان کی پہلی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی قائم کرنے کی کوشش کی، جسے غیر قانونی قرار دیا گیا اور اخبار بھی بائیں بازو کے ہاتھ سے نکل گیا۔جس پر کوتوکو نے اپنا ایک ہفت روزہ جریدہ ,, عام آدمی،،(Heimin Shimbun) نکالا۔پہلا شمارہ 1903اور آخری شمارہ 1905 میں نکلا،کیونکہ کوتوکو کو جریدے میں لکھی گئی تحاریر کی پاداش میں چھ ماہ کی سزا ہوئی۔ جیل میں انہوں نے پیٹر کروپوٹکین کی کتاب ”کھیت، کارخانے اور ورکشاپس“ کو پڑھا۔رہائی کے بعد کوتوکو امریکہ چلے گئے،جہاں انہوں نے انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ میں شمولیت اختیار کی۔ کوتوکو کہتے تھے کہ وہ مارکسی سوشلسٹ کے طور پر جیل گئے مگر ریڈیکل انارکسٹ بن کر باہر آئے۔امریکہ میں کوتوکو اور دیگر جاپانی ریڈیکل خیالات رکھنے والوں نے مل کر سوشل ریوولیوشنری پارٹی قائم کی اور ” انقلابی“ کے نام سے ایک جرنل بھی شایع کیا۔انہوں نے دہشتگرد کے نام سے ایک پمفلیٹ تیار کر کے جاپان بھیجا تو جاپانی حکومت سخت ناراض ہوگئی۔ کوتوکو 1906 میں

جاپان واپس لوٹے اور امریکہ میں جو خیالات اپنائے ان سے جاپانیوں کو آگاہ کیا جو کہ اصل میں انارکزم، کمیونزم،سنڈیکلزم اور ریڈیکل خیالات کا ملغوزہ تھا۔انہوں نے ایک کتاب ” سامراج۔20ویں صدی کی برائی“ لکھا۔انہوں نے سوشلسٹ پارٹی آف جاپان قائم کی جس پر پانچ دن بعد پابندی لگادی گئی۔ بعد ازاں بادشاہ میجی کو قتل کرنے کی سازش کے الزام میں شوسی کوتوکو، انارکسٹ اوشی سینوشکی، بدھ راہب اشیاما گدو سمیت 12افراد کو 24جنوری 1911 کو پھانسی دی گئی جبکہ واحد انارکسٹ خاتون کانو سگا کو (Kanno Sugako)کو ایک دن بعد 25جنوری 1911 کو پھانسی دے دی گئی۔ شوسی کوتوکو پھانسی دیئے جانے کے خلاف دیسوکے نمبانے 27دسمبر 1923 کو جاپان کے ولی عہد ہیروہیٹو کو قتل کرنے کیلئے ان کی بگھی پر گولی چلادی جس میں ہیروہیٹو محفوظ رہے تاہم ان کے ایک محافظ زخمی ہوگئے۔ نمبا کو 13نومبر 1924 کو پھانسی دے دی گئی۔اس واقع کی وجہ سے وزیر اعظم یماموتو گونویو نے اپنی کابینہ سمیت استعفیٰ دے دیا۔ جبکہ ان کی جگہ کیورا کیگو کو نیا وزیر اعظم مقرر کیا گیا جو انتہائی سخت گیر تھے۔انہوں نے پورے جاپان میں بائیں بازو کے خلاف آپریشن شروع کیا۔ جبکہ تحفظ امن قوانین کے نام سے ایک کالا قانون متعارف کرایا گیا جسے بادشاہت مخالفین کو کچلنے کیلئے استعمال کیا گیا۔اس سے قبل 1908 میں جب انارکسٹوں نے اپنے ایک ساتھی کی رہائی کی خوشی میں ٹوکیو میں جلوس نکالا تو ان پر پولیس ٹوٹ پڑی اور کئی انارکسٹوں کو فائرنگ کر کے زخمی کیا گیا جبکہ 10 گرفتار انارکسٹوں کو قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ 1910 میں اکاباجائم نے ایک پمفلیٹ شایع کیا جس کا عنوان ”کسان کی خوشخبری“ تھا جس میں ایک انارکسٹ جنت کے قیام کا تذکرہ کیا گیا اور طاقتور سورج دیوتا اور بادشاہ پر تنقید کی گئی۔بعد ازاں اسے گرفتار کیا گیا اور وہ 1912 میں جیل میں ہی انتقال کر گئے۔اسی سال چار جاپانی انارکسٹوں کو بم بنانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ جس کے بعد بادشاہ کے حکم پر انارکسٹوں کے خلاف کریک ڈاءون شروع کیا گیا اور بادشاہ کو قتل کرنے کی سازش کے الزام میں کئی انارکسٹوں کو پھانسی کی سزادی گئی، جبکہ ایسی

کوئی سازش سرے سے ہوئی ہی نہ تھی۔1912 میں نوئی اتو نے بلواسٹوکنگ سوسائٹی میں شمولیت اختیار کی اور حقوق نسواں کے جریدے '' سیتو'' کو جاری کیا۔انہوں نے پیٹر کروپوتکین اور ایما گولڈ مین کی تحریروں کے تراجم شایع کیئے۔انہوں نے جاپانی انارکسٹ سکائی اوسوگی سے شادی کرلی اور متعدد بار جیل بھی گئیں۔اوسوگی نے پیٹر کروپوتکین کی کتاب ''امداد باہمی۔۔ارتقاء کی ایک وجہ'' کا جاپانی زبان میں ترجمہ کیا اور میخائیل باکونن کی کتاب ''انقلابی کی یادداشتیں'' کو شایع کیا۔ 1918 میں جاپان کے چاول کے کاشتکاروں کے ہنگاموں سے متاثر اوسوگی نے کامریڈ باکونن اور کروپوتکین کی تحریروں کے تراجم شایع کرنا شروع کیئے۔

اتو اور ان کے شوہر اوسوگی کو بادشاہ ہیروہیٹو کے حکم پر چھ سالہ نواسے سمیت قتل کرکے لاشیں کنویں میں پھینک دی گئیں۔ان پر الزام تھا کہ انہوں نے 1923 میں کانتو زلزلے کے موقع پر عوام کو اکسایا۔ان کے خلاف نہ مقدمہ قائم ہوا اور نہ ہی کوئی قانونی کارروائی ہوئی۔تاریخ میں اسے ''اماکسو سانحہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،جس میں فوج کے ایک لیفٹیننٹ اماکسو مساہیکو کو مورد الزام ٹھہرایا گیا۔اسے دس سال کی سزا ہوئی مگر ہیروہیٹو نے تین سال بعد اس کی سزا ختم کرکے نہ صرف جیل سے رہا کیا بلکہ منچوریا میں جاپانی فوج کا خصوصی ایجنٹ مقرر کیا گیا۔اس سانحے پر جاپان میں ایروس+قتل عام نام سے ایک فلم بھی بنائی گئی ہے جو جاپان میں کافی مقبول ہوئی۔اس واقع کے خلاف جاپان سمیت دنیا بھر میں زبردست احتجاج ہوا۔کامریڈ اتو اور اوسوگی کے قتل کا بدلہ لینے کیلئے انارکسٹ ودا یوتارو نے جنرل فوکودا ماتارو کو فائرنگ کرکے ہلاک کرنے کی کوشش کی مگر وہ معمولی زخمی ہوئے۔دوسری بار ان کے گھر پر بم پھینکا مگر وہ گھر پر موجود نہ تھے۔اس کا الزام انارکسٹ شاعر نکاہاما ٹیٹسو اور 23 سالہ خاتون انارکسٹ فومیکو کانسکو پر لگایا گیا اور دونوں کو پھانسی دے دی گئی۔جاپان میں 25مارچ 1926کو جاپانی انارکسٹ فومیکو کانیکو (Fumiko Kanek)اور ان کے دوست کوریائی انارکسٹ پاک یول (Pak

Yole)کو جاپان کے ولی عہد ہیروہیٹو کی شادی کی تقریب پر بم حملے کی سازش تیار کرنے کے الزام میں پھانسی کی سزا دی گئی،جسے بعد میں عمر قید میں تبدیل کردیا گیا۔فومیکو نے جیل میں خودکشی کرلی جبکہ پاک یول کو 22سال بعد اکتوبر 1945 میں جیل سے رہا کردیا گیا۔1950 میں واپس آنے پر شمالی کوریا کی فوج نے اسے گرفتار کیا۔پاک یول 1974 میں انتقال کرگئے۔ان مظالم کے باوجود جاپان میں 1926 میں دو انارکسٹ فیڈریشنز قائم کی گئیں۔جن کے نام بلیک یوتھ لیگ اور آل جاپان لبرترین فیڈریشن رکھا گیا۔1927 میں دونوں انارکسٹ فیڈریشنز نے امریکہ میں اطالوی نژاد انارکسٹوں ساکو اور وینزیتی (Sacco and Vanzetti)کی پھانسی کی سزا کے خلاف مہم چلائی۔جاپان میں ہاتا شوزو ایک بڑے انارکسٹ مفکر سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے انارکوسنڈیکلسٹ پر شدید تنقید کی جس کے نتیجے میں جاپان میں انارکسٹ تحریک کمزور ہوئی اور منچوریا واقع کے فوری بعد حکومت کو جاپان میں اندرونی مخالفت کو خاموش کرنے کا موقع مل گیا۔دوسری عالمی جنگ کے دوران جاپان میں تمام انارکسٹ تنظیموں پر پابندی لگادی گئی۔دوسری عالمی جنگ کے خاتمے کے بعد سن شیر واشیکاوا نے پہلی کتاب لکھی۔جس میں جاپانی معاشرے کو انارکسٹ طرز پر استوار کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔1946 میں جاپان میں انارکسٹ فیڈریشن قائم کی گئی۔کوتوکو کے جریدے ''ہیمن شنبن'' کو دوبارہ جاری کیا گیا۔جاپان میں مزدوروں کے مظاہرے ہوئے جو خوراک کی فراہمی اور ڈیموکریٹک پاپولر فرنٹ حکومت کے قیام کا مطالبہ کررہے تھے۔1946 میں کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں نے سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافے کیلئے ہڑتال کی کال دی تو انارکسٹوں نے اس کی مخالفت کی تاہم کچھ انارکسٹوں نے اس کی حمایت کی،جس کے نتیجے میں فیڈریشن دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ کمیونسٹ پارٹی پر پابندی لگی اور جنگ کے وقت میں دائیں بازو کے رہنما دوبارہ اقتدار میں آگئے۔ جاپان میں انارکسٹ تحریک کا ایک بڑا نام اواسا سکوتارو (Iwasa Sakutro)کا ہے جو کہ انارکو کمیونسٹ تھے۔انہوں نے 1907 میں امریکہ سے

جاپان کے بادشاہ میجی کو خط کھلا لکھا اور اسے قتل کرنے کی دھمکی دی۔اس خط سے انکار کے باوجود جب اسے بادشاہ کے قتل کی سازش کے مقدمے میں شامل کیا گیا تو انہوں نے کوتو کو کے مقاصد کی حمایت کی۔اپنے دوست کوتو کو کی پھانسی کی وجہ سے دلبرداشتہ سکوتارو بہت ہی کمزور ہوگئے۔وہ 1914 میں جاپان واپس آئے تو اسے پانچ سال تک گھر میں نظربند کیا گیا۔1919 میں رہائی کے بعد ٹوکیو چلے گئے جہاں انارکسٹ تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا۔جس میں اوسوگی شکائی (Osugi Shakae) اور اتونوئی (Ito Noe) بھی سرگرم رہے۔1934 میں جاپان انارکسٹ کمیونسٹ پارٹی بنی تو سکوتارو نے اسے بالشویک پارٹی کہا اور اس کی مخالفت کی۔وہ 1946 میں جاپان انارکسٹ فیڈریشن کے چیئرمین بنے۔فیڈریشن کو منظم کرنے کیلئے پورے جاپان کا دورہ کیا۔وہ 87 سال کی عمر میں 1967 میں انتقال کر گئے ۔ جاپان کی انارکسٹ تحریک میں اشیکاوا سانشیرو (Ishikawa Sanshoiro) کا نام بھی بہت اہمیت کا حامل ہے۔یہ انارکو سنڈیکلسٹ تھے۔وہ یاروزو شوہو اخبار میں کام کرتے تھے، جب روس کے ساتھ جاپان کی جنگ میں اخبار نے 1903 میں روس کے ساتھ جنگ کی حمایت کی تو سانشیرو کی جنگ کی مخالفت کی اور کوتو کو شوسی کے ہمراہ استعفیٰ دیا۔اس کے بعد کوتو کو شوسی نے جب اپنا انارکسٹ اخبار ''ہیمین شنبن'' جاری کیا تو اس میں لکھتا رہا۔وہ بعد ازاں یورپ چلے گئے جہاں جنگ میں اتحادیوں کی حمایت میں پیتر کروپوتکین کی طرح ''مینیفیسٹو آف سکسٹین'' پر دستخط کیئے۔وہ 1956 میں انتقال کر گئے۔جاپان میں انارکسٹ تحریک میں مکوٹو ٹومیوکا (Makoto Tomioka) ، جن سوجی (Jun Tsuji) اور کوری تکواوکا کا اہم کردار رہا ہے۔

کوریا میں انارکزم--------- Anarchism in Korea

کوریا میں انارکزم جاپان پر کوریا کے قبضے (1910-1945) کے خلاف تحریک آزادی سے منسلک ہے۔کوریا کے انارکسٹوں نے نہ صرف پورے ملک بلکہ مین لینڈ جاپان اور منچوریا میں بھی تحریک کو سرگرم کیا۔1910 میں کوریا پر جاپان کے قبضے کے خلاف تحریک آزادی شروع ہوئی، جس میں زیادہ تر ریڈیکل انارکسٹ تھے۔1919 کی تحریک آزادی جس میں سات ہزار سے زیادہ لوگ مارے گئے اور بڑی تعداد میں منچوریا فرار ہوگئے جہاں انہوں نے آزاد کمیون معاشرہ قائم کیا۔1923 میں سن شاہو نے کوریائی انقلاب کا اعلامیہ جاری کیا جس سے کوریا کے عوام نے خطرہ محسوس کیا کہ یہ ایک ظالم سے چھٹکارا لیکر دوسرے کے ہتھے چڑھنے یا استحصالی معاشرے کے قیام کے مترادف ہے۔انہوں نے نہ صرف غیر ملکی قبضے سے نجات دلانے بلکہ آزادی اور معاشی بہتری لانے کا وعدہ کیا۔جبکہ کوریا کے انارکسٹوں نے اپنے اخبار ''تلوان'' میں انارکو کمیونزم کی وکالت کی ۔ جاپانی حکمرانوں نے اس پر کوریا کے انارکسٹوں اور کوریائی عوام کے خلاف سخت کارروائیاں کیں اور انارکسٹوں اور کوریائی عوام پر ٹوکیو میں زلزلہ لانے کا الزام عائد کیا، جو اسی سال آیا تھا۔سن شاہو نے 1927 میں جلاوطنی کے دوران چین، جاپان اور ویتنام میں مقیم انارکسٹوں سے مل کر ایسٹرن انارکسٹ فیڈریشن قائم کی۔کوریا کی نئی انارکسٹ تحریک کیلئے میدان منچوریا کی آزاد انارکسٹ زون نے فراہم کیا۔کورین پیپلز ایسوسی ایشن آف منچوریا کو فیڈرلزم کی طرز پر منظم کیا گیا جسے آج بھی کوریائی انارکزم میں اہم پیش رفت سمجھا جاتا ہے۔دوسری عالمی جنگ کے اختتام پر کوریا جنوب مشرقی ایشیا میں واحد خطہ تھا جہاں مناسب طاقت میں انارکسٹ تحریک موجود تھی، چین میں ریاستی سوشلزم آگیا جبکہ جاپان میں اسے کچل دیا گیا۔کچھ انارکسٹوں نے کوریا کو بچانے کیلئے حکومت کا ساتھ دیا جبکہ دیگر نے ملک میں خود مختار یونٹوں کی فیڈریشن کی وکالت جاری رکھی۔ جنگ کے بعد

مزدوروں اور کسانوں نے آزاد یونینز کے ذریعے سماجی تعمیر نو کی جانب پیش قدمی کی۔ مگر یہ عمل بیرونی طاقتوں کی جانب سے اپنی حکومت کو مسلط کرنے کی وجہ سے رک گیا جس کی وجہ سے کوریا کی جنگ 1950 تک جاری رہی۔ کوریائی چینی انارکسٹ سم یانگکول کے مطابق کوریائی انارکسٹ قوم پرستی اور حب الوطنی کے مابین پھنس کر رہ گئے اور یہ طے نہ کر سکے کہ ترجیح کس کو دینی ہے اور یہ مشکل آن پڑی کہ پہلے کس پر عمل کیا جائے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کا دشمن صرف اور صرف جاپان سامراج تھا۔ کوریا میں انارکزم کو فروغ دینے میں پروفیسر ہا- کی راک (1997-1912) کی خدمات نمایاں ہیں۔ جبکہ کم شا شن (1930-1889) نے بھی ابتدائی دنوں میں نارکزم کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا۔ جسے جاپانی جاسوسوں نے منچوریا میں قتل کر دیا تھا۔ یکم مارچ 1919 کی تحریک اور ہنگاموں نے کوریا کی آزادی کیلئے اہم کردار ادا کیا جس میں جاپانی فوج اور پولیس کے ہاتھوں ہزاروں کوریائی شہری مارے گئے۔ جبکہ منچوریا میں اکتوبر 1920 میں جاپانی فوج اور منچوریا میں کوریائی جلاوطن آزادی کے متوالوں کے مابین شونگسانزی کی لڑائی چھڑ گئی۔ اس چھ روزہ جنگ کا کوئی نتیجہ نہ نکل سکا اور دونوں فریقین نے اپنی اپنی فتح کا اعلان کیا۔

ویتنام میں انارکزم۔۔۔۔۔۔Anarchism in Vietnam

ویتنام میں انارکزم 20ویں صدی کے آغاز میں شروع ہوا، جس میں سب سے نمایاں کردار کامریڈ فان بوئے شو کا رہا ہے۔ وہ جاپان میں رہ کر ویتنام پر فرانس کے قبضے کے خلاف تحریک کی قیادت کر رہے تھے تاہم بعدازاں 1908 میں اسے جاپان کی حکومت نے ملک سے بے دخل کر دیا تو وہ چین پہنچے جہاں سن یات سین کا ان پر کافی اثر ہوا۔ سن یات سین کی ری پبلکن پارٹی سے متاثر ہو کر فان بائے شو نے بحالی ویتنام تحریک شروع کی، انہوں نے جان جیکس روسو کو پڑھنا شروع کیا۔ انہوں نے فرانسیسیوں کو ملک سے نکالنے کیلئے تین نکاتی ایجنڈہ تشکیل دیا۔ ان کا خیال تھا کہ چین یا جاپان کی مدد سے وہ ویتنام کو آزاد کرانے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر اسے جلد ہی احساس ہوا کہ یہ ان کی خام خیالی ہے۔ انہوں نے والٹیئر، روسو اور چارلس ڈارون کو بھی پڑھا، جس کی وجہ سے ان کا ذہن مزید کھلتا چلا گیا۔ فان بائے شو کی ہو چی منھ سے بھی خط و کتابت رہی تاہم ان کی ملاقات نہ ہو سکی، جب وہ ہو چی منھ سے ملنے شنگھائی آئے تو ہو چی منھ فینتن میں روسی شہری کی حیثیت سے روسی سفاتخانے میں رہائش پذیر تھے۔ 1925 میں فرانسیسی ایجنٹوں نے اسے شنگھائی سے گرفتار کر لیا اور ان پر غداری کا الزام ثابت ہونے پر ویتنام کے شہر ھوئے میں اپنے گھر میں 15 سال نظر بند رہے اور 29 اکتوبر 1940 میں دوران حراست انتقال کر گئے۔ ویتنام میں انارکزم کئی تنظیموں، مفکرین اور چین اور جاپان میں مقیم سیاسی کارکنوں میں پایا جاتا ہے اور ان کا اثر فان بائے شو پر بھی ہوا۔ 1907 میں متعدد چینی انفرادی انارکسٹوں نے ”نیچرل جسٹس“ کے نام سے ایک جریدہ جاری کیا جس میں چانگ چی کا نام نمایاں ہے۔ ایک بین الاقوامی تنظیم ” انسانیت کی عالمگیر لیگ“ 1912 میں قائم کی گئی جس میں فان بائے شو شامل تھے انتہائی بائیں بازو کے خیالات ہونے کی وجہ سے چین کی نئی ری پبلکن حکومت نے اسے تسلیم نہیں کیا۔

اسرائیل میں انارکزم------Anarchism in Israel

اسرائیل اور فلسطین میں انارکزم کا اثر تقریباً ایک سو سال سے چلا آرہا ہے۔ فلسطین میں انارکسٹ نظریہ مشرقی یورپ (روس، لتھوانیا، پولینڈ اور یوکرین) سے بڑی تعداد میں یہاں آنے والے تارکین وطن کی لہر ساتھ لے آئی۔ بائیں بازو کے کچھ یہودیوں نے پیٹر کروپوتکین اور لیو ٹالسٹائی کے افکار کو پھیلایا، جن میں اسحٰق تبنکین (Yitzhak Tabenkin)، برل کاتنیلسن (Berl Katnelson) اور مارک یربلم (Mark Yerblum) نمایاں ہیں۔ انارکزم کا اسرائیل میں کچھ دیگر تنظیموں جن میں پولی زاین (Poalei Zion)، زیری زاین (Tzeirei Zion)، ھی حالوز (HeHalutz) اور گوڈ ھاوودا (Gdud HaAvoda) شامل ہیں ان پر بھی گہرا اثر کیا۔ ابتدائی کبوتیز (Kibbutz) اپنے جوہر میں لبرترین سوشلسٹ تھے۔ اس دور میں کئی بائیں بازو کے یہودیوں نے ایک یہودی قومی ریاست کے قیام کی مخالفت کی تھی اور یہودی۔ عرب تعاون بڑھانے پر زور دیا تھا۔ ابتدا میں مشرقی یورپ سے آنے والے ان دور دراز علاقوں میں رہنے والے یہودیوں کا طاقتور "یدش انارکسٹ تحریک" سے کوئی واسطہ نہ تھا اور انہوں نے عبرانی زبان کو اپنا لیا جو کہ یورپ کے انارکسٹ یہودیوں میں غیر مقبول تھی۔ اکثر نے صیہونیت کے تمام اقسام کو مسترد کیا اور اشکینزی جوری کی بنیادی یدش ثقافت کو اپنانے کی حمایت کی۔ 1920 اور 1930 کی دہائی میں یہ تمام لوگ کبوتیز کی طرح رہتے تھے۔ جس میں انارکسٹ آئرن شیدلوفسکی (Aharon Shidlovsky) کبوتیز کی کیووزات کنریت کے بانی تھے۔ انقلاب اسپین کے دوران بہت سارے فلسطینی انارکسٹ فرانکو اور فاشزم کے خلاف لڑنے کیلئے اسپین گئے۔ آسٹریا کے یہودی حکومت مخالف فلسفی مارٹن ببر نے 1938 میں

یروشلم میں رہائش اختیار کی۔ انہوں نے یہودی قوم پرستی کو مسترد کیا اور فلسطین میں دو قومی حل کے زبردست حامی تھے۔ بہت سارے انارکسٹ لادین یا بعض اوقات مذہب کے مخالف تھے۔ جبکہ کئی انارکسٹ مذہبی رجحان بھی رکھتے تھے اور انہوں نے قبالہ (Kabalah) اور ہسیدزم (Hasidism) میں روایتی انارکسٹ رجحان کو آپس میں جوڑ دیا۔ بنیاد پرست قبالسٹ رابی یہودا اشلاگ (Yahuda Ashlag) جو 1921 میں فلسطین ہجرت کر کے آئے، قبالہ اصولوں پر مشتمل رضاکارانہ کمیونزم پر یقین رکھتے تھے۔ انہوں نے کبوتیز تحریک کی حمایت کی اور خود انتظامی بین الاقوامی کمیونز قائم کرنے کی تبلیغ کی۔ ان کا کہنا تھا کہ ایک دن ظالمانہ طاقتیں مکمل طور پر ختم ہو جائیں گی اور حکمرانی کے زیر اثر انسانیت کی تذلیل و تضحیک کا خاتمہ ناگزیر ہے۔ تاہم اکثر ان کے ماننے والے ان کی تعلیمات سے روگردانی کرتے نظر آتے ہیں۔ 1948 میں اسرائیلی ریاست کے قیام کے فوراً بعد نازیوں سے بچ جانے والے مغربی یورپ کے انارکسٹوں سمیت یہودیوں کی بڑی تعداد اسرائیل میں آکر آباد ہوگئی۔ 1940 کی دہائی کی شروعات اور 1950 کی دہائی کے آخر میں پولینڈ کے انارکسٹوں نے تل ابیب میں ایک گروپ بنایا۔ 1950 کی دہائی میں ایک پڑھے لکھے انارکسٹ ابا گورڈن (Abba Gordin) جو کہ یدش انارکسٹ تحریک کے اہم اور انارکسٹ فیڈریشن آف ماسکو کے سرگرم رکن اور یدش شر قتین سمیت متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے انہوں نے یدش زبان میں ایک جریدہ نکالا جو 1977 تک چھپتا رہا۔ 1958 میں ابا گورڈن اسرائیل منتقل ہوئے اور تل ابیب میں ایک انارکسٹ سرکل قائم کیا اور یدش، پولش اور عبرانی زبانوں میں انارکسٹ تحاریر پر مشتمل ایک لائبریری قائم کی اور اجلاسوں اور کانفرنسز کیلئے ایک وسیع ہال تعمیر کرایا۔ انہوں نے یدش اور عبرانی زبانوں میں ایک انارکسٹ جریدے کا اجراء کیا۔ اس انارکسٹ سرکل کے 150 ممبر ہوتے تھے اور انارکسٹ کانفرنسز میں ہزاروں افراد شریک ہوتے تھے۔ ابا گورڈن کے انتقال کے بعد یہ کام شموئل ابار بانیل اور جوزف لودن

نے جاری رکھا۔چونکہ پرانے انارکسٹ مر گئے اور نوجوان یدش زبان نہیں جانتے تھے اس لیئے یہ ادارہ 1980 میں بند ہونے لگا۔ستمبر 1991 میں یدش زبان کے اس جریدے کا آخری شمارہ ہوا۔اسرائیل میں انارکسٹ تحریک گو کہ چھوٹی ہے مگر یہ زیادہ سرگرم رہی ہے ۔سرگرم اسرائیلی کارکن، لیکچرر اور کتاب " انارکی ابھی زندہ ہے: غیر حکومتی سیاست عمل سے نظریہ تک" کے مصنف یوری گورڈن اسرائیلی انارکزم پر " جواب کا حق: مقدس سرزمین پر انارکزم "ایک جامع آرٹیکل لکھا ہے جو 12 جون 2007 میں شایع ہوا ۔اسرائیل میں " جدوجہد" کے نام سے ایک سماجی انارکسٹ گروپ اب بھی سرگرم ہے ۔

مصر میں انارکزم---------Anarchism in Egypt

مصر میں انارکزم کا تعلق اس تاریخی انارکسٹ تحریک سے ہے جو 1860 میں شروع ہوئی اور 1940 تک چلی اور یہ دوبارہ 2000 میں شروع ہوئی ۔ مصر میں انارکسٹ تحریک سب سے پہلے 1860 میں اٹلی کے تارکین وطن اور سیاسی پناہ حاصل کرنے والوں نے شروع کی۔یہ تارکین وطن مصر کے گورنر محمد علی ولی کی جانب سے مصر کو جدید ملک بنانے کیلیئے 1805 سے 1849 تک کی جانے والی کوششوں کے نتیجے میں اٹلی سے مصر آئے اور یہ کمیونٹیز بنا کر رہنے لگے ۔ علی کے پیشرو نے بھی 1850 میں سوئیز کینال کی تعمیر کے دوران یہ سلسلہ جاری رکھا اور بہت سارے غیر ملکی ہنر مند مصر پہنچے۔ 1860 کے اوائل میں اسکندریہ میں پہلی اطالوی مزدور سوسائٹی (Italian Workers Society) قائم کی گئی، جو کہ اٹلی کی بے دخل کمیونٹیز کی پہلی سوساءٹی تھی، جو انارکزم کی طرف چلی گئی۔ 1870 کی دوسری دہائی میں گوسپے گاریلبالدی (Giuseppe Garibaldi) سے تعلق رکھنے والے بزرگ کارکن اور دیگر

ریڈیکلز مصر پہنچے اور "thought and Action" کا بنیاد ڈالا، جو مزینین (Muzinian) کی طرز پر ایک سیاسی ایسوسی ایشن تھی۔1876 میں اس سے ایک اور زیادہ ریڈیکل گروپ الگ ہوا جسے انارکسٹوں کی فرسٹ انٹرنیشنل نے اسکندریہ میں اپنا بازو تسلیم کر لیا۔اگلے سال قاہرہ، پورٹ سعید اور اسماعیلیہ میں اس کے مزید بازو قائم کیئے گئے اور ان سیکشنز نے 1877 میں بیلجیم کے شہر وریئس (موجودہ والون) میں ہونے والے انٹرنیشنل کے اجلاس میں شرکت کی۔ان ابتدائی ایام میں یہ انارکسٹ تحریک اطالوی باشندوں تک محدود تھی۔اس اجلاس کی کارروائی اور ہونے والے فیصلوں کی دستاویزات کو اطالوی، الیرین، یونانی، ترکی اور عربی زبانوں میں ترجمہ کر کے شایع کرنے کا سلسلہ شروع ہوا مگر یہ فرسٹ انٹرنیشنل کے ٹوٹنے کی وجہ سے زیادہ سودمند ثابت نہ ہو سکا تاہم انارکزم اطالوی باشندگان سے باہر نکل کر پھیلتا چلا گیا۔عالمی انارکسٹ تحریک کی کئی اہم شخصیات جن میں ایریکو ملاتستا، امیلکر سپریانی (Amilcare Cipriani) ایلسی ریکلس (Elicee Reclus) لوگی گالینی (Luigi Gelenni) اور پیترو گوری (Pietro Gori) مصر میں کچھ وقت ٹھہرے اور اسے سیاسی باغیوں کے ٹھہرنے کیلیئے مناسب جگہ سمجھے۔جب 1881 میں لندن میں انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن (Black International) کے قیام کیلیئے اناکسٹ وفود کو مدعو کیا گیا تو استنبول میں انارکسٹ فیڈریشن سے وابستہ دھڑوں کی قیادت کامریڈ ایریکو ملاتستا نے کی جو اس وقت مصر میں رہائش پذیر تھے۔اس کے بعد مصر میں رہنے والے تارکین وطن انارکسٹوں نے یورپین سوشل اسٹڈیز سینٹرز قائم کیئے اور پوسٹرز بھی شایع کیئے۔اسی سال اسکندریہ کے قریب "سیدی جابر" شہر میں انارکسٹ کانفرنس طلب کی گئی جس میں پورے مصر سے ایک سو وفود نے شرکت کی ۔ اسی دور میں مصر شدید معاشی بحران کا شکار ہوا اور وائسرائے اسماعیل پاشا کی عیاشیوں کی وجہ سے وہ قرضہ واپس کرنے کی پوزیشن میں نہ رہا تو اس کے سرکاری خزانے کا اختیار یورپی ممالک کے حوالے کر دیا گیا۔1879 میں فرانس

اور برطانیہ کے دباءوپر عثمانی سلطان نے اسماعیل پاشا کو عہدے سے بے دخل کر دیا اور اس کی جگہ اس کے بیٹے توفیق پاشا کو مقرر کر دیا گیا۔ اسی دوران ایک طرف ترک اشرافیہ اور دوسری جانب قوم پرست فوجی افسران کے مابین تنازعہ کھڑا ہو گیا جو آئینی حکومت کا مطالبہ کر رہے تھے جن کی قیادت احمد عربی پاشا کر رہے تھے، جسے پہلے ترقی دیکر توفیق کی کابینہ میں وزیر بنایا گیا تو انہوں نے فوجی اور سول افسر شاہی میں اصلاحات شروع کیں مگر جب 1882 میں اسکندریہ میں مظاہرے ہوئے اور عربی پاشا نے برطانوی اور فرینچ استحصال کے خلاف لڑائی شروع کی تو برطانیہ نے بمباری کی اور اس کے نتیجے میں احمد عربی کو مصر بدر کر کے سری لنکا بھیج دیا گیا۔ اس موقع پر انارکسٹوں اور اطالوی مزدوروں نے عربی پاشا کی حمایت کی۔ بمباری کرنے کے بعد برطانیہ نے مصر پر باقاعدہ قبضہ کر لیا۔ تاہم دوبارہ انارکسٹ تحریک نے دنیا کو اس وقت متوجہ کیا جب 2011 میں انارکسٹ گروپوں نے مصری لبرترین سوشلسٹ تحریک اور بلیک فلیگ کے نام سے انقلاب مصر میں حصہ لیا۔ ان پر مصر کی افواج اور ملاءوں کی تنظیم بردرہوڈ نے حملے کیئے۔ 7 اکتوبر 2011 میں مصری لبرترین سوشلسٹ تحریک نے قاہرہ میں اپنی پہلی کانفرنس منعقد کی۔

براعظم یورپ میں انارکزم

روس میں انارکزم۔۔۔۔۔۔Anarchism in Russia

روس میں انارکزم کی طویل تحریک چلی، جبکہ روس میں انار کو کمیونسٹ، انار کو سنڈیکلسٹ اور انفرادی انارکسٹ تحریک کا زیادہ زور رہا ہے۔ تینوں کا اثر دانشوروں اور مزدور طبقے میں خاصا دکھائی دیتا ہے۔ 1848 میں پیرس واپسی پر روس کے معروف انارکسٹ میخائیل باکونن نے روسی حکومت کے خلاف ایک آرٹیکل لکھا جس کی وجہ سے اسے فرانس بدر کیا گیا۔ 1848 کی انقلابی تحریک نے اسے جمہوری احتجاج کی ریڈیکل مہم میں حصہ لینے کا موقع فراہم کیا۔ ڈریسڈن میں 1849 کی احتجاجی تحریک میں حصہ لینے کی پاداش میں میخائیل باکونن کو گرفتار کر کے سزائے موت کا حکم سنایا گیا تاہم اس سزا کو عمر قید میں تبدیل کر کے اسے روسی حکومت کے حوالے کر دیا گیا، جہاں اسے جیل میں بند رکھا گیا اور 1857 میں اسے سائیبیریا بھیج دیا گیا۔ جہاں پر وہ اپنے رشتہ دار جنرل نکولائی مراویف امورسکی کے ہاں ٹھہرے، جب مراویف کو ہٹایا گیا تو باکونن کو دی گئی قانونی مراعات کو ختم کر دیا گیا، تاہم وہ وہاں سے پہلے جاپان سے ہوتے ہوئے امریکہ اور 1861 میں لندن پہنچے ۔ جس کے بعد ان کی باقی زندگی مغربی یورپ اور خاص طور پر سوئیٹزرلینڈ میں گذری۔ اسی طرح سرگئی نکائیف بھی ماسکو سے فرار ہو کر جنیوا پہنچے جہاں میخائیل باکونن اور ان کے ساتھی نکولائی اوگاریف کی قربت حاصل کر لی۔ باکونن نے انارکسٹ تحریک میں اہم کردار ادا کیا اور انارکزم کی ترقی اور اس کی ترویج کیلئے بہت بڑا کام کیا۔ ان کا 1870 کی روسی تحاریک پر گہرا اثر رہا۔ 1873 میں پیتر کروپوتکین کو گرفتار کیا گیا اور وہ 1876 میں فرار ہو کر لندن گئے، کچھ عرصہ سوئیٹزرلینڈ میں رہے جہاں جورا فیڈریشن میں کام کیا۔ پیتر

کروپوتکین 1877 میں پیرس گئے اور وہاں انارکسٹ تحریک کو منظم کیا۔ 1878 میں سوئیٹزرلینڈ واپس آئے اور ایک انارکسٹ جریدہ جاری کیا۔ ایک قاتلانہ حملے کے بعد میخائیل تاریلووچ لورس میلیکوف کو سپریم ایگزیکیوٹو کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا اور اسے انقلابیوں سے مقابلہ کرنے کیلئے غیر معمولی اختیارات دیئے گئے۔ لورس میلیکوف نے پارلیمانی ادارے کے قیام کی تجویز دی، الیگزینڈر دوئم کی جانب سے اس پر اتفاق کرنے کے باوجود ان تجاویز پر عمل نہ ہوسکا، کیونکہ الیگزینڈر دوئم کو 13 مارچ 1888 کو سینٹ پیٹرس برگ کے قریب ان کے سرمائی محل میں اہلخانہ سمیت قتل کیا گیا۔ روسی ادیب اور دانشور لیءوٹالسٹائی جو کہ خود کو انارکسٹ تو نہیں کہتے تھے مگر وہ اپنی تحریروں میں ایک ایسے فلسفے کی وکالت کرتے تھے جو ریاست سے مزاحمت اور دنیا بھر میں انارکزم کے فروغ میں اپنا حصہ ڈالنے پر مشتمل تھا۔ ٹالسٹائی زمین کی نجی ملکیت کو توہین سمجھتا تھا۔ 1880 کی دہائی میں ٹالسٹائی کا پیسیفسٹ انارکزم روس میں پھیلنے لگا اور بعدازاں ٹالسٹاین تحریک روس سے باہر ملکوں میں بھی پھیل گئی۔ 1874 میں روس کے بادشاہ الیگزینڈر دوئم کی جانب سے لازمی فوجی خدمت کے قانون کے خلاف مزاحمت شروع کی، جبکہ ٹالسٹائی کے جنگ کے خلاف اخلاقی اعتراضات کے تحت نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد نے فوجی خدمت سے انکار کردیا۔ ٹالسٹائی سے متاثر ہونے والوں نے روس کے مختلف علاقوں میں زرعی کمیونز قائم کیئے جہاں وہ اپنی آمدنی ایک جگہ جمع کرتے اور اپنا اناج، گھر اور اشیاء خود پیدا کرتے تھے۔ ٹالسٹائی ان اقدامات کی حوصلہ افزائی کرتے تھے مگر کبھی کبھار ان گروپوں کے باقی ملک سے الگ تھلگ ہونے پر تنقید کرتے تھے اور برملا کہتے تھے کہ ان کمیونز نے عالمی امن تحریک میں کوئی زیادہ حصہ نہیں ڈالا۔

روسی انارکزم میں انفرادی انارکزم (Individual Anarchism) تین قسم کا تھا۔ جبکہ انارکو کمیونزم اور انارکو سنڈیکلسٹ زیادہ سرگرم تھے۔ انفرادی انارکزم کا اثر دانشوروں اور مزدور طبقے میں نمایاں تھا۔ ماسکو میں انفرادی انارکزم کی جدوجہد میں

الیکسی الیکسی وچ بوروووا اور لی چرنی (Lev Chenyi) کافی سرگرم تھے۔ انہوں نے نٹشے سے بورجوازیوں کی تمام معاشرتی سیاست کو الٹ دینے کا خیال اپنایا۔ وہ میکس اسٹیرنز (Max Stirner) اور بنجمن ٹکر (Benjamin Tucker) کے انفرادی انارکزم سے بھی متاثر تھے اور مطالبہ کیا کہ انسانیت کو منظم معاشرے کی زنجیروں سے آزاد کیا جائے۔ کچھ روسی انارکسٹوں نے اپنا سماجی تعلق تشدد اور جرائم کے ذریعے سے ظاہر کیا۔ تاہم اکثریت فلاسفیکل انارکزم کے ساتھ رہی۔ لی چرنی (Lev Chernyi) بالشویک پارٹی کی اقتدار کی خواہشات کے خلاف ڈٹے رہے۔ 1917 میں سائبیریا سے رہائی اور واپس ماسکو آنے کے بعد وہ انارکسٹوں میں کافی مقبول ہوئے۔ لی چرنی ماسکو فیڈریشن آف انارکسٹ گروپس کے سیکریٹری بھی رہے۔ وہ نجی گھروں کو ضبط کرنے کی وکالت کرتے تھے۔ بالشویکوں کے اقتدار میں آنے کے بعد گھروں کو ضبط کرنے کی تحریک نے مزید زور پکڑا، تاہم وہ ماسکو میں کمیونسٹ پارٹی کے دفتر پر بم پھینکنے کے واقع کے فوراً بعد 1921 میں خفیہ پولیس چیکا (Cheka) کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور اسے خاتون انارکسٹ فانیا بیرن سمیت مقدمہ چلائے بغیر ماورائے عدالت قتل کیا گیا، جبکہ ان کے دیور سائیمن بارون جو کہ بالشویک تھے اسے فانیا اور لی چرنی کی گرفتاری کے وقت ہی گولی مار کر چیکا پولیس نے ہلاک کر دیا تھا (کامریڈ ایما گولڈ مین نے فانیا کا تذکرہ اپنی مشہور کتاب ''روس میں میری مزید مایوسی'' میں بھی کیا ہے) جبکہ گریگوری میکسیموف جو کہ انارکو سنڈیکلسٹ تھے اسے سزائے موت کا حکم سنایا گیا مگر انارکو سنڈیکلسٹ وفد کے دورہ ماسکو کے موقع پر موت کی سزا کو کالعدم قرار دیکر سوویت یونین سے بے دخل کیا گیا۔ لی چرنی نے تیسرے روسی انقلاب کی قیادت کی تھی۔ جبکہ الیکسی بوروووا ماسکو یونیورسٹی میں فلسفہ کے پروفیسر تھے۔ وہ اچھے مقرر اور کئی کتابوں کے مصنف تھے۔ جس سے انفرادی انارکسٹوں کو متحد ہونے میں مدد ملی۔ انہوں نے اکتوبر انقلاب کے بعد '' انارکزم۔ 2018'' اور '' انارکزم اور قانون'' کے نام سے دو کتب لکھیں۔ روس کے کسانوں اور مزدوروں کو سب

سے پہلے انار کو کمیونسٹ کیر نوزامیانے متاثر کیا جس کا بنیاد 1903 میں رکھا گیا۔ زیادہ تر وہ یہودی مزدور اس سے متاثر ہوئے جنہیں روس کی مغربی سرحد کے قریب پالے (Pale) میں روسی بادشاہت کے دور میں رہنے کی اجازت دی گئی تھی۔ کیر نوزامیا کے ایک حمایتی نیسان فاربر نے سب سے پہلا شکار ہڑتال کو توڑنے والے صنعتکار کو یہودیوں کے مقدس دن پر موت کے گھاٹ اتار کر کیا۔ دوسرے دن جنگل میں ہونے والے اجلاس کے بعد جب انہوں نے انارکزم زندہ آباد کے نعرے لگائے تو پولیس کو ان کے خفیہ اجلاس کے بارے میں علم ہوا۔ تشدد بھڑک اٹھا تو اس میں متعدد احتجاج کرنے والے گرفتار ہوئے یا زخمی ہوگئے۔ نیسان فاربر نے تھانے پر بم پھینکا جس میں وہ خود ہلاک ہوئے اور کئی کو زخمی کر دیا۔ وہ انا کسٹوں کے شہید بنے اور جب سینٹ پیٹرس برگ میں خونی اتوار کا واقعہ پیش آیا تو کیر وناز امیا کے بقیہ ارکان نے اسی طرح کی کارروائیاں کیں اور تھانوں، بندوقوں کی دکانوں پر دھاوا بول کر وہاں سے اسلحہ اور گولا بارود لوٹ لیا۔ بم بنانے والی لیبارٹریز بنائی گئیں اور ویانا سے مزید اسلحہ کی خریداری کیلئے رقومات بھیجی گئیں۔ بائلی اسٹاک جنگ کا میدان بنا جہاں روزانہ انارکسٹ اور پولیس لڑتے رہے۔ جبکہ ایکا تیرینو سلاف، باکو، اوڈیسا اور وارسا میں بندوق بردار کھلے عام سرگرم ہوئے۔ سرمایہ داروں کے کارخانوں اور گھروں پر ڈائنامائیٹ حملے کیئے گئے۔ مزدوروں نے اپنے مالکان کو بھگا کر کارخانوں کا انتظام اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ روسی پولینڈ، لتھوانیا اور یوکرین میں سرمایہ داروں سے نفرت کی آگ بھڑک اٹھی۔ پالے میں نومبر اور دسمبر 1905 میں انقلاب خون آشام ثابت ہوا جہاں وارسا میں ہوٹل برسٹل اور اوڈیسا میں کیفے لب مین پر بموں سے حملے کیئے گئے۔ دسمبر میں ماسکو میں بغاوت کو کچل دیا گیا مگر بعد ازاں انقلاب کیلئے دوبارہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ ملک کے چھوٹے شہروں اور دیہات میں ان کے اپنے انارکسٹ جنگجو گروپ تھے تاہم یہ لہر انقلابیوں کی مخالفت میں جا رہی تھی۔ زار کی پولیس کو مزید اسلحہ دیا گیا اور انہیں انارکسٹ مراکز پر حملے کرنے کا حکم دیا گیا۔ پولیس انارکسٹوں کو ان کے ہیڈ کوارٹرز

میں ہونے کا پتہ ملتے ہی بے دردی سے ان کو نشانہ بناتی۔ انارکسٹوں کو کورٹ مارشل کیا جاتا اور تفتیش تک کو در خور اعتنا سمجھا جاتا۔ دو دن میں فیصلہ سنا کر انہیں پھانسی دی جاتی تھی۔ 1909 تک زیادہ تر انارکسٹوں کو یا تو پھانسی دی گئی، یا ملک بدر کیئے گئے یا جیلوں میں ڈالے گئے۔

1917 میں پیتر کروپوتکین پیترو گراد واپس آئے جہاں انہوں نے الیگزینڈر کیریسکی کی عبوری روسی حکومت کی پالیسیاں بنانے میں مدد کی۔ جب بالشویک اقتدار میں آئے تو انہوں نے اپنی سرگرمیاں کم کر دیں۔ فروری 1917 میں زار نکولس دوئم کے اغوا اور عبوری حکومت کے قیام کے بعد بہت سارے انارکسٹوں نے مزید انقلاب کرنے کیلئے بالشویکوں کا ساتھ دیا۔ 1905 کے انقلاب کے بعد انارکسٹ کچلے جانے کی وجہ سے سست روی کا شکار تھے اور انہیں 1917 میں ریاستی اقتدار کے خاتمے کا نیا موقع ملا۔ آنے والے دو سالوں کے دوران وہ سرمایہ داروں کے مظالم کے خلاف جدوجہد میں لینن کے اتحادی بن گئے۔ فروری اور اکتوبر کے انقلاب کے دوران لینن جان بوجھ کر اپنے لیئے وسیع پیمانے پر حمایت حاصل کرنے کیلئے انارکسٹوں کو اپیلیں کرتے رہے۔ پر امید انارکسٹ لینن کے نعرے کہ " تمام اختیار سویتس کیلئے " کو یہ سمجھے کہ روس کو مرکزی اختیار کے بغیر خود مختار اجتماعیت کے ذریعے چلایا جائے گا۔ تاہم اس کے باوجود انارکسٹ بالشویکوں سے کچھ دوری بنائے رہے۔ یوم جولائی کے موقع پر پیترو گراد کے مزدوروں، سیلرز اور فوجیوں نے پیترو گراد سویتس کو بااختیار بنانے کیلئے بغاوت کر دی۔ مگر یہ کوئی انارکسٹوں کی تحریک نہ تھی البتہ انارکسٹوں نے اس میں اہم کردار ضرور ادا کیا۔ لینن نے انہیں خاموش کرانے کے احکامات جاری کیئے۔ جبکہ انارکسٹوں نے اکتوبر انقلاب میں نمایاں کردار ادا کیا اور عبوری حکومت کا تختہ الٹنے میں بھی ساتھ دیا۔ پہلے پہل انارکسٹ یہ سمجھے کہ اکتوبر انقلاب کے نتیجے میں غیر ریاستی معاشرہ قائم ہو جائے گا۔ اکتوبر انقلاب کے موقع پر ماسکو میں اہم مہم انارکسٹ رجمنٹ کے حوالے تھی جنہوں نے کریملن، میٹروپول اور دفاعی تنصیبات

سے زار کے حامی وائیٹس کو مار بھگایا۔ وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ انہوں نے روس کو اب فتح کر لیا ہے۔ بالشویکوں اور انارکسٹوں کے مابین اس وقت کشیدگی پیدا ہوئی جب انارکسٹوں نے یہ محسوس کیا کہ بالشویک سب کو ساتھ ملانے کے بجائے مرکزیت پر مبنی ایک پارٹی کی حکومت قائم کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ کچھ اہم انارکسٹ جن میں بل شتوف اور یودا روشین نے انارکسٹوں کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ بالشویکوں کی حمایت کریں اور اچھے دنوں کی امید پر ان کے ساتھ چلتے رہیں۔ تاہم انارکسٹوں کی اکثریت اس بات سے مایوس تھی کہ زیادہ تر سوویتس کا کنٹرول انہوں نے خود سنبھال لیا ہے۔ جب لینن نے 1918 میں جرمنی کے ساتھ بریسٹ لٹوسک امن معاہدہ (Brest Litovsk) کیا تو اسے دھوکہ قرار دیا گیا۔ بالشویکوں نے کہا کہ یہ معاہدہ انقلاب کو آگے بڑھانے کیلئے کیا گیا ہے جبکہ انارکسٹوں نے اسے زیادتی قرار دیا اور اسے بین الاقوامی انقلاب سے روگردانی کہا۔ انارکسٹوں کی بڑھتی ہوئی مزاحمت نے بالشویکوں کے صبر کا پیمانہ لبریز کر دیا اور 1918 کی موسم سرما میں لیننسٹ حکومت انارکسٹ لبرترین احتجاجیوں کو دو ٹکڑے کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ ماسکو اور پیٹرو گراد میں نئی قائم کی گئی چیکا پولیس کو تمام انارکسٹ تنظیموں کے مراکز بند کرنے کیلئے بھیجا گیا جس میں وہ کامیاب رہے۔ 12۔ اپریل 1918 کو چیکا نے صرف ماسکو میں انارکسٹوں کے 26 مراکز پر چڑھائی کی جس میں ماسکو فیڈریشن آف انارکسٹ گروپوں کا ہیڈ کوارٹر " ہاؤس آف انارکی " بھی شامل تھا۔ ملایا دیمتر ووسکا روڈ پر شدید لڑائی ہوئی جس میں تقریباً چالیس اناکسٹ شہید یا زخمی ہوئے اور 500 کو قیدی بنا لیا گیا۔ لڑائی میں چیکا کے ایک درجن ایجنٹ بھی مارے گئے۔ انارکسٹوں نے مجبوراً انقلابی سوشلسٹوں کے بجائے منشویکوں کا ساتھ دیا اور مئی ڈے انقلاب کی تقریبات کا بھی بائیکاٹ کیا۔ خانہ جنگی شروع ہوئی تو انارکسٹوں نے " بلیک گارڈ " کے نام سے گروپ بنا کر خود کو مسلح کیا جنہوں نے لیننسٹ اقتدار کے خلاف جدوجہد جاری رکھی۔ تاہم شہری انارکسٹ تحریک کو کچل دیا گیا۔

ماہر بشریات کا کہنا ہے کہ بغاوت کرنے والوں میں کسان فطری انارکسٹ ہیں۔ مجوزہ زمینی اصلاحات کی وجہ سے ابتدا میں بالشویکوں کو اپنے حمایتی سمجھنے والے کسان 1918 میں زیادہ مرکزیت پسند اور استحصالی ہونے کی وجہ سے نئی حکومت سے متنفر ہو گئے۔ مارکسیوں اور لیننسٹوں نے کبھی بھی کسانوں کو زیادہ کریڈٹ نہیں دیا اور وائیٹ آرمی کے خلاف خانہ جنگی کے دوران پہلے پہل ریڈ آرمی نے کسانوں کو اناج کی فراہمی کیلئے استعمال کیا۔ جو ان کسانوں سے طلب کیا گیا یا دوسری معنٰی میں زبردستی چھینا گیا۔ وائیٹ اور ریڈ دونوں فوجوں کے مظالم سے بدظن کسانوں نے گرین آرمی تشکیل دی جو دونوں سے لڑتی تھی۔ ان فوجوں کے پاس ان کی طرح کوئی بڑا سیاسی ایجنڈہ نہ تھا۔ کئی علاقوں میں وہ صرف ہراس کرنے سے روکنے اور خود حکومت چلانے کی اجازت دینے تک محدود تھی۔ اس لیئے گرین آرمی کا تاریخ میں ذکر کم ہی آتا ہے۔ 1920 میں گو کہ حکومت نے خانہ جنگی کے ختم ہونے کا اعلان کیا مگر اس کے باوجود ریڈ اور گرین آرمی آپس میں کچھ عرصہ تک لڑتی رہیں۔ ریڈ آرمی کے جرنیلوں نے یہ محسوس کیا کہ کئی علاقوں میں گرین آرمی پر انارکسٹ سرگرم کارکنوں اور ان کے نظریات کا اثر تھا۔ جس میں نیستور ماخنو کا نام نمایاں ہے جس نے ہر موقع پر وائیٹس کے بجائے ریڈ آرمی کا ساتھ دیا۔ انارکسٹ تاریخدان پیٹر مارشل کا کہنا ہے کہ انارکسٹ اس علاقے میں منتظم رہے۔ ریڈ آرمی نے نہ صرف حملہ کیا اور انہیں پھانسیاں بھی دیں تاہم نیستر ماخنو نے فرانس میں سیاسی پناہ لی۔ تیسرا روسی انقلاب بریسٹ لٹووسک معاہدے پر دستخطوں کو روکنے کیلئے جرمنی کے روس میں سفیر کے قتل سے شروع ہوا۔ اس کے فوراً بعد بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے کریملن، سرکاری عمارتوں اور ٹیلیفون کی عمارات پر حملہ کیا۔ انہوں نے عوام کو ظالموں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور بالشویکوں کی حکومت کو تباہ کرنے کی اپیل کی۔ ماسکو کے عوام نے اس اپیل پر کوئی توجہ نہ دی تاہم جنوبی روس کے کسانوں نے اس اپیل کا موثر جواب دیا اور ہتھیار اٹھائے۔ کیرنو زامیا اور بیزنا کلی کے انارکسٹ دستوں نے 1905 کی طرح برق رفتاری

سے حملے کیئے اور جیلوں پر حملے کرکے وہاں قید انارکسٹوں کو رہائی دلائی اور فرمان جاری کرکے عوام کو بالشویکوں کے خلاف بغاوت کرنے کی اپیل کی۔ انارکسٹ حملہ آوروں نے بیک وقت وائیٹ اور ریڈ آرمی اور جرمنوں پر حملے کیئے۔ اس انقلاب میں کسانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ دوسری جانب ماسکو میں انارکسٹ زیر زمین متحرک ہونے لگے اور غیر متوقع طور پر بالشویکوں پر حملے کیئے۔ 25۔ ستمبر 1919 کو ایک زبردست حملہ کیا، ماسکو کی کمیونسٹ پارٹی کے دفتر کو اڑادیا جس میں پارٹی کے 12 اراکین ہلاک اور نکولائی بخارین سمیت 55 زخمی ہوئے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ ریاست اور سرمایہ داری کے خاتمے کا نیا دور شروع ہونے والا ہے۔ بالشویکوں نے جوابی اقدام کے طور پر بڑے پیمانے پر گرفتاریاں کیں اور کووالوچ اور سوبالیف کو قتل کردیا۔ اپنے اہم ارکان کے قتل کے بعد چیکا سے مقابلے کے دوران کئی انارکسٹوں نے بم دھماکوں سے خود کو اڑادیا۔ 1922 تک یہ لڑائی جاری رہی۔ انارکسٹوں کو عوام کی اکثریت کی حمایت حاصل رہی اور انہوں نے بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی جانب سے کیئے گئے تمام حملوں میں حصہ لیا۔ تیسرے انقلاب میں لی چرنی اور فانیا بارون کا اہم کردار رہا اور یہ دونوں انارکسٹ تھے۔ 1923 میں انارکسٹ سے بالشویک بننے والے وکٹر سرگئی نے بائیں بازو کے حزب اختلاف گروپ کا ساتھ دیا جس میں ٹراٹسکی، کارل رادیک اور اڈولوف جوفے بھی شامل تھے۔ جبکہ جوزف اسٹالن کے مخالف جارج زینوویف اور لیوکامنیف بھی اس گروپ میں شامل ہوئے۔ وہ ملک کو چلانے کیلیئے اسٹالن کی طرز حکمرانی کے خلاف تھے اور انہوں نے سب سے پہلی اسٹالن حکومت کو شخصی آمریت قرار دیا اور اس کے خلاف لکھا۔ 1926 میں پیرس میں جلاوطن انارکسٹوں بالخصوص نیستور ماخنو نے لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا اور بتایا کہ کس طرح انارکسٹ اپنے آپ کو یوکرین کے انقلابیوں کی طرح منظم کریں اور وہاں کس طرح اسے بالشویکوں نے سازش کرکے شکست سے دوچار کیا۔ ٹالسٹائی کے ماننے والوں کو زار اور بالشویکوں کے ادوار میں مسائل کا سامنا رہا۔ 1930 میں ٹالسٹائی انارکسٹوں کو ماسکو بدر

کرکے سائیبیریا میں آباد کیا گیا اور اسٹالن کے دور میں پولیس نے انہیں گرفتار کیا، ان کی آبادیوں پر پابندی لگائی اور ان کے لائیف اور لیبر کیمیون کو 1937 میں ریاستی تحویل میں لیکر اجتماعی فارم میں تبدیل کیا گیا اور 1936 اور 1939 میں انہیں جبری مشقت کی کیمپوں میں ڈالا گیا۔ 1937 میں پیٹر ارشینوف (Peter Arshinov) کو زیر زمین انارکسٹ تحریک کو منظم کرنے کی سازش کے الزام میں پھانسی دی گئی جبکہ معروف خاتون روسی انارکسٹ اولگا تاراتوتا (Olga Taratuta) کو 8۔ فروری 1938 کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا اور اسی دن اسے پھانسی دے دی گئی۔ جبکہ 1938 میں ہی بلغاریہ کے انارکسٹ ہستو زاریزانکوف، ماخنو تحریک کے آئیون ششکو، سرگئی تزخین، لی زادوف اور دانیلو زادوف اور دیگر 40 انارکسٹوں کو گروپوں میں پھانسی دی گئی۔ ماخنو کے ساتھی وکٹر بیلاش کو بھی 1938 میں پھانسی دی گئی 27 اگست 1938 کو معروف انارکو سنڈیکلسٹ ایفریم بوریسووچ روبین شیک میر کو ماسکو میں پھانسی دی گئی۔ انارکو سنڈیکلسٹ کی اخبار گولوس ٹروڈا (Golos Truda) کے اہم رکن ولادیمیر فلیپووچ اوبورین کو 7۔ ستمبر 1938 کو پھانسی دی گئی۔ روسی انارکسٹ وولین جو کہ ویچی فرینچ (Vechy France) دور میں مارسیل (Marseille) علاقے میں رہتے تھے، مگر اس کے باوجود ان پر پولیس کی نگرانی تھی۔ تاہم وہ پمفلیٹ جاری کرتے رہے اور اپنے گروپ کی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے، وولین 1945 میں فرانس میں انتقال کرگئے جہاں انہوں نے سیاسی پناہ حاصل کی تھی۔ جبکہ الیگزینڈر شپیرو بھی ملک بدری کے بعد جرمنی میں انتقال کرگئے۔ 1953 میں اسٹالن کے انتقال کے بعد گلاگ کی مشقتی کیمپوں میں بہت بڑی بغاوت رونماہوئی۔ نوریلسک کیمپ کے قیدیوں نے کیمپ کا کنٹرول اپنے ہاتھ میں لیا اور کھمبے کے اوپر ماخنو کی تحریک کا ''سیاہ پرچم'' (Black Flag) لہرادیا۔

انقلابی انارکسٹ۔ سنڈیکلسٹ فیڈریشن سمیت روس کے ہم عصر انارکسٹ گروپوں اور خود مختار ایکشن لبرترین کیمونسٹوں نے ہڑتالیں اور فاشسٹ دشمن کارروائیاں

کیں۔سائیبیرین کنفیڈریشن آف لیبر نے روس کے تمام انارکو سنڈیکلٹس کو آپس میں جوڑا ۔ 2010 کی شروعات میں تقریباً 800 سے ایک ہزار انارکسٹ سرگرم ہوئے ۔ 2010 سے 2013 کے درمیان روسی انارکسٹوں نے ولادیمیر پیوٹن کے خلاف احتجاجی تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ 31۔اکتوبر 2018 کو کالج کے ایک 17 سالہ طالب علم میخائیل زوبستسکی (Mikhail Zhlobitsky) نے ارخانجے لسک میں فیڈرل سکیورٹی سروس (ایف ایس بی) کے مقامی ہیڈ کوارٹر پر خود کش بم حملہ کیا۔حملے سے قبل انہوں نے سوشل میڈیا پر مبینہ طور پر رکھی ہوئی اپنی پوسٹ میں کہا کہ وہ" انارکو کمیونسٹ " ہیں اور انہوں نے یہ حملہ ایف ایس بی کی جانب سے تشدد اور جھوٹے ثبوت پیش کرنے کی وجہ سے کیا ہے ۔ جبکہ نیو ریوولیوشنری الٹرنیٹو (;788265;)جو کہ انارکسٹوں کی ایک تنظیم ہے اس نے 1996 اور 1997 میں روسی فوجی بیرکوں پر بم حملے کیئے۔ جبکہ 1998 اور 1999 میں ایف ایس بی لبیانکا عمارت میں بم دھماکے کیئے۔ جس میں چار کارکنوں نادیزدارا اسکس ،اولگا نیسکایا، لاریسا رومانووا اور تاتیانا نیخوروشیوا کو قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ موجودہ دور میں روس میں انارکزم دوبارہ تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے اور زیادہ تر مزدور انجمنوں اور محنت کشوں کے مراکز میں دوبارہ انارکسٹ سرگرمیاں دیکھنے میں آرہی ہیں جن پر کامریڈ باکونن، پیٹر کروپوتکین اور لی چرنی کا اثر ہے۔

جرمنی میں انارکزم------Anarchism in Germany

جرمن انفرادیت پسند فلاسافر میکس اسٹیرنر (Max Stirner) کا ابتدائی انارکزم پر زیادہ اثر رہا۔اس کے بعد جان موسٹ کا جرمنی اور امریکہ دونوں پر گہرا اثر رہا ہے۔19 ویں صدی کے ابتدا اور 20 ویں صدی کے اواخر میں میکس اسٹیرنر سے متاثر بہت سارے انارکسٹ ظاہر ہوئے جن میں جان ہینری میکی، اڈولف برانڈ، انسیلم ریسٹ (ارنیسٹ سیموئیل) اور مینورا (سلوموفرینڈلینڈر) شامل ہیں۔1910 کی آخری دہائی میں باورین سوویت ری پبلک میں عوامی بغاوت کے دوران انقلابی کونسل کے ڈھانچے کے اندر گستاف لاندر، سلویو جیزل اور ایرک مہسم کا قائدانہ کردار رہا۔ نازی جرمنی کے ابھرنے کے ساتھ ایرک مہسم (Eric Muhasam) کو انارکسٹ اور یہودی ہونے کی وجہ سے نازی کیمپ میں قتل کر دیا گیا ۔ جبکہ انٹرنیشنل فیڈریشن آف انارکو سنڈیکلسٹ آرگنائیزیشن اور فری ورکرز یونین آف جرمنی کے قیام میں انارکو سنڈیکلسٹ کارکن اور مصنف رڈولف راکر نے اہم کردار ادا کیا۔انارکسٹ تاریخ دان جرمن انارکزم کی جڑیں 16 ویں صدی میں کسانوں کی بغاوت میں تلاش کرتے ہیں ۔انارکسٹوں کے خیال میں فریڈرک شلر ، جان وولف گانگ وان گوءٹے، گوتھلڈ ابرہم ، لیسنگ اور ھینرچ ھین انارکزم کا تسلسل ہیں۔19 ویں صدی کے پہلے پچاس سالوں میں جرمنی میں کوئی خاص انارکسٹ تحریک نہ تھی ۔ مگر کئی مفکرین جوزف پرودھون سے متاثر تھے ۔ انارکسٹ تحریک نہ ہونے کے باوجود لڈوگ بورن نے کہا کہ "آزادی انارکی سے ہی پیدا ہوتی ہے، یہ ہمارا ایمان ہے اور یہی تاریخ کا سبق ہے" ۔کمپوزر رچرڈ واگنر جو کہ فاشزم کے ساتھ رہے مگر باکونن سے ہمدردی رکھتے تھے۔ میکس نیتلو (Max Nettlau) ہیگل کے ماننے والے ایگار بوئر (Edgar Bauer) کو جرمنی میں انارکسٹ روایات کا بنیاد ڈالنے کا سہرا دیتے ہیں۔تاہم جب وہ جیل گئے تو ان کے سابقہ ساتھیوں کارل مارکس اور اینگلز نے

ان کے خلاف 1844 میں "مقدس خاندان" (Holy Family) کے نام سے کتاب لکھی۔ معروف جرمن انارکسٹ میکس اسٹیرنر نے مشہور کتاب "انا اور انفرادیت (Ego and its Own) میں لکھی۔ جس کا دنیا بھر کی زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ اسٹرینز کا لبرترین کمیونسٹوں اور انار کو کمیونسٹوں پر بھی اثر ہے۔ امریکن انارکسٹ ایما گولڈ مین جو کہ اسٹرینز اور پیٹر کروپوتکین دونوں سے متاثر تھیں انہوں نے اپنے طور پر دونوں کے فلسفے کو ملا دیا۔ جان موسٹ کو متعدد بار امریکہ میں جیل جانا پڑا اور آخری بار وہ دو ماہ کیلئے مقتول امریکی صدر ولیم میک کنلی کے حوالے سے ایک آرٹیکل لکھنے کی پاداش میں جیل گئے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ "کسی حکمران کو قتل کرنا کوئی جرم نہیں" ۔ وہ کنیکٹی کٹ میں تقریر کرنے گئے مگر وہاں بیمار ہوئے اور اس کی بیماری کی شناخت چیچڑی کی بیماری (Holy Fire) کے نام سے شناخت ہوئی، مگر ڈاکٹروں نے کوئی خاطر خواہ علاج نہ کیا اور وہ چند یوم بعد ہی انتقال کر گئے۔ جرمن انارکسٹ میکس اسٹیرنر کا کہنا ہے کہ "کسی شخص کی آزادی پر حد بندی ان کی اپنی طاقت پر منحصر ہے کہ وہ خدا، ریاست اور اخلاقیات کو ماننے بغیر کیا چاہتے ہیں" ۔ اسے بعد ازاں 19ویں اور 20ویں صدی کے جرمن انارکسٹ جان ہینری میکے (Johan Henry Meckay) نے فروغ دیا ۔ وہ ہم جنس پرستی اور ٹرانس جینڈر (خواجہ سرا) کے حقوق کیلئے سرگرم رہے۔ جرمن عوامی بغاوت جسے باورین سوویت ری پبلک بھی کہتے ہیں اس کی انقلابی کونسل کے ڈھانچے میں گستاف لاندر (Gustav Laundauer) ، سلوو گیسل (Silvio Gesell) اور ایرک مہسم (Eric Muhasam) کا نمایاں کردار رہا۔ 6 اپریل 1919 کو سوویت ری پبلک کا اعلان کیا گیا۔ جب جرمن فوج نے میونخ پر قبضہ کیا تو گستاف لاندر کو یکم مئی 1919 کو گرفتار کیا گیا اور دوسرے دن اسٹیڈہم جیل (Stadeihem Prison) میں فوجیوں نے سنگسار کر دیا۔ جب نازی برسر اقتدار آئے تو انہوں نے 1933 میں گستاف لاندر کی قبر کو تباہ کر دیا، اس کی باقیات کو میونخ کے

یہودیوں کے حوالے کر دیا گیا اور ان سے اس کے اخراجات بھی وصول کیئے گئے، جسے میونخ کے جنگل کے قبرستان میں دوبارہ دفن کر دیا گیا۔ ایرک مہسم کو اورنبرگ کی نازی کیمپ میں تشدد کر کے قتل کرنے کے بعد ان کی لاش کو لیٹرین میں لٹکا دیا گیا۔ جبکہ جرمن انارکسٹ اور تاریخ دان میکس نتیلو نے سات جلدوں پر مشتمل انارکزم کی تاریخ لکھی ہے۔

تاہم رڈولف راکر (Rudolf Rocker) نازی دور میں جرمن پارلیمینٹ کو آگ (Reichstag Fire) لگانے کے واقع کے بعد ملک سے فرار ہو گئے تھے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد رڈولف راکر نے لکھا کہ جرمن جنگ کی وجہ سے تھک چکے ہیں اور وہ انارکزم کی تحریک کیلئے نئے نسل کے جوان ہونے کے منتظر ہیں۔ 1947 میں فیڈریشن آف لبرترین سوشلسٹ کی بنیاد رکھی گئی۔ راکر 1958 میں انتقال کر گئے۔ ایک اور انارکسٹ وولف گانگ ہرٹل نے 1972 میں مغربی جرمنی سے ایک جریدہ نکالا۔ جو سماجی برابری، فوج مخالف اور ایکولوجی کے موضوع پر تھا۔ جنگ کے بعد یہ سب سے زیادہ عرصہ شایع ہونے والا انارکسٹ جریدہ سمجھا جاتا ہے۔ جرمنی میں فری ورکرز یونین انار کو سنڈیکلسٹ کا ایک چھوٹا سا گروپ ہے جو کہ انٹرنیشنل ورکرز ایسوایشن سے منسلک ہے۔ فری ورکرز یونین ایک انارکسٹ جریدہ ڈائریکٹ ایکشن بھی شایع کرتا ہے۔ یہ پمفلیٹ اور تاریخی موضوع پر مواد شایع کرتے ہیں اور ویج سسٹم (Wage System) کے خلاف ہیں۔ جبکہ فیڈریشن آف جرمن اسپیکنگ انارکسٹ جن ممالک میں جرمن زبان بولی جاتی ہے، ان میں کام کرتی ہے اور یہ سنتھیسسٹ انارکزم کی حمایت کرتی ہے۔ یہ انٹرنیشل آف انارکسٹ فیڈریشن سے منسلک ہے۔

برطانیہ میں انارکزم---Anarchism in United Kingdom

برطانیہ میں انارکزم ریڈیکل ویگری اور مذہبی پروٹیسٹنٹ کے اندر ابھرا۔ انگلش سول وار اور پہلے صنعتی انقلاب کے دوران انقلابی ورکنگ کلاس سیاست اور اسٹیبلشمینٹ مخالف انگلش انارکسٹ سوچ نے زور پکڑا۔ جدید انارکزم شعور کی سیکولر یا مذہبی سوچ، بالخصوص جان جیکس روسو کے آزادی سے متعلق دلائل سے پھیلی۔ اسی ماحول میں ولیم گاڈون پروان چڑھے جسے زیادہ تر لوگ جدید انارکسٹ سوچ کا پہلا اظہار کرنے والا سمجھتے ہیں۔ پیٹر کروپوتکین کے مطابق اگرچہ ولیم گاڈون نے اپنے کام میں وقوع پذیر ہونے والے خیالات کو انارکزم کا نام نہیں دیا تاہم انہوں نے سب سے پہلے انارکزم کا سیاسی اور اقتصادی تصور پیش کیا۔ انہوں نے 1793 میں اپنی مشہور کتاب " سیاسی انصاف " (Political Justice) لکھی جسے کچھ لوگ جدید انارکزم کا پہلا اظہار سمجھتے ہیں۔ گو کہ وہ انقلاب کے مخالف تھے تاہم وہ ریاست کو غیر ضروری سمجھتے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ یہ برائی شعور آتے ہی خود بخود غیر متعلق ہو جائے گی اور اپنا اقتدار کھو دے گی۔ 19ویں صدی میں چارلس براڈلاگ کی انگلش ریپبلک، الگرنن چارلس سوینبرن کی انقلابی ریپبلکن ازم سے ہوتی ہوئی ولیم موریس اور آسکر وائیلڈ کی انارکو سوشلزم اور پیٹر کروپوتکین کے ہمدردوں کی مکمل انارکزم تک آن پہنچی۔ برطانیہ میں سوشلسٹ لیگ شروعاتی انقلابی سوشلسٹ تنظیم تھی۔ 1887 میں سوشلسٹ لیگ میں بہت ہی کم انارکسٹ تھے۔ سالانہ تیسری کانگریس 29 مئی 1887 کو لندن میں منعقد ہوئی جو تبدیلی میں سنگ میل ثابت ہوئی۔ اکثریتی 24 وفود نے انارکزم کے حق میں قرارداد منظور کی۔ فریڈرک اینگلس جو کہ ان دنوں لندن میں رہتے تھے انہوں نے اس حوالے سے ولیم موریس کے کردار کو فیصلہ کن کہا اور اس کی تائید انہوں نے اپنے دوست فرائیڈرک سورگ کو 4 جون 1887 میں لکھے گئے خط میں بھی کی۔ تاہم 1888 کے اواخر میں پارلیمنٹ کے زیادہ تر انفرادی اراکین ایس ڈی ایف (SDF) میں چلے گئے۔ جب سوشلسٹ دھڑوں نے انارکسٹ دھڑوں کو

چھوڑ دیا تو انارکسٹوں کا تنظیم پر مکمل قبضہ ہو گیا۔ ولیم موریس کو کام ویل کی ایڈیٹرشپ انارکسٹ مزدور فران کیٹز کے حوالے کرنی پڑی۔ ایتھل مینن (Ethel Mannin) جو کہ 20ویں صدی کے معروف ناول نگار، سیاح اور انارکسٹ تھے انہوں نے 1944 میں اپنی کتاب " روٹی اور پھول: ایک خیالی اور بلوپرنٹ " لکھی جسے رابرٹ گراہم نے اس وقت معاشرے کی تباہ کن صنعتی تنظیم کے مقابلے میں ایکولوجیکل قرار دیا۔ 1945 کی شروعات میں جب شاہی فوج کے ارکان کو کم تر کہنے پر ورنن رچرڈ سمیت تین دیگر ایڈیٹرز کو گرفتار کیا گیا تو ان افراد اور تنظیم کی آزادانہ حیثیت کو برقرار رکھنے اور تحریر، اظہار اور کام کی آزادی کی پاداش میں گرفتار افراد کی رہائی کیلئے بنجمن برٹن، ای ایم فورسٹر، آگسٹس جان، جارج اورویل، ہربرٹ ریڈ، اوسبرٹ سیٹویل اور جارج ووڈکاک پر مشتمل ایک " فریڈم ڈفنس کمیٹی "، تشکیل دے دی گئی۔ جنگ کے بعد کی برطانیہ میں سنڈیکلسٹ ورکرز فیڈریشن سرگرم تھی۔ اس کی تشکیل 1950 میں کی گئی اور یہ برطانیہ کی انارکسٹ فیڈریشن کی رکن تھی۔ برطانوی انارکسٹوں نے نہ صرف اسپین کی خانہ جنگی میں اسپین کی انارکسٹ تحریک کا عملی ساتھ دیا اور بعد ازاں زیر زمین ہونے کے دوران بھی CNT کی حمایت کرتے رہے اور فاشسٹ اٹلی اور نازی جرمنی کے مقابلے میں ان کی مدد کی۔ ایس ڈبلیو ایف (SWF) کو ابتدا میں کچھ کامیابیاں ملیں تاہم جب اس کے ایک سرگرم اور پرانے کارکن ٹام براءون کو نکالا گیا تو یہ زوال پذیر ہوتی چلی گئی اور 1979 میں اس کی صرف مانچیسٹر میں ایک شاخ رہ گئی۔ جس کے بعد اسے ختم کر کے ایک گروپ " ڈیریکٹ ایکشن موومینٹ " قائم کیا گیا۔ کولن وارڈ کی ادارت میں برطانیہ سے ایک اخبار " فریڈم " اور جریدہ "انارکی" 1970 تک شایع ہوتے رہے ہیں۔ البرٹ میلزر (Albert Meltzer) اور الیکس کمفورٹ نے بھی کئی کتابیں لکھیں۔ جبکہ الیکس کمفرٹ دوسری عالمی جنگ کے دوران پیس پلیج یونین (Peace Pledge Union) کا سرگرم کارکن تھے اور جوہری اسلحہ کے خلاف مہم میں بھی سرگرم رہے۔ 1951 میں

معروف مصنفین کی جانب سے دنیا میں امن کیلئے کی گئی اپیل میں بھی کمفرٹ نے دستخط کیئے تاہم بعد میں یہ کہہ کر استعفیٰ دے دیا کہ اب اس پر سوویت ہمدردوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ اسے جوہری اسلحہ کے خلاف سرگرمیوں میں حصہ لینے کی پاداش میں برٹرینڈ رسل اور دیگر ادیبوں کے ہمراہ گرفتار کیا گیا اور ایک ماہ تک جیل میں رہے۔ کمفرٹ نے 1972 میں " سیکس کی لذت" (Joy of the Sex) کتاب لکھی جس کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہوئے۔ برطانیہ میں آج بھی انارکسٹ تحریک کافی اثر رکھتی ہے اور انارکسٹ فیڈریشن، یوکے بہت سرگرم کردار ادا کر رہی ہے۔

فرانس میں انارکزم۔۔۔۔۔۔Anarchism in France

فرانس میں انارکزم معروف مفکر و دانشور جوزف پرودھون کی وجہ سے آگے بڑھا جو کہ پہلا شخص تھا جس نے اپنے آپ کو اعلانیہ انارکسٹ کہا۔ فرانس کے انارکسٹ عالمی بریگیڈ میں شامل ہو کر اسپین کی خانہ جنگی میں بھی لڑے۔ صحافی بریان دوہرتی کے مطابق صرف فرانس سے انارکسٹ تحریک کے مواد کی اشاعت لاکھوں میں تھی۔ انقلاب فرانس (French Revolution) سے پیرس کمیون (Paris Commune) تک فرانس میں کئی انقلابات آنے کی وجہ سے اس خطے کو " انقلابات کی ماں" بھی کہا جاتا ہے اور حال ہی میں بھی فرانس میں انارکسٹوں نے انتہائی موثر ترین " پیلی جیکٹ تحریک" چلائی، جس میں فرانس کی حکومت نے مظاہرین کو مذاکرات کی دعوت دی تو انہوں نے حکمرانوں کو یہ جواب دیا کہ ان کا کوئی لیڈر نہیں کہ وہ مذاکرات کرے، مگر اس کے باوجود گیارہ مطالبات بھی مان لیئے۔ انقلاب فرانس کے دوران انارکسٹ دانشور سلوان مرکل ابھر کر سامنے آئے جس نے 1796 میں " برابری کا منشور" (Protocol of Equals) لکھا جس میں "زمین اور اس کی پیداوار کا

اجتماعی لطف لینے" کا مطالبہ کیا اور " غریب اور امیر"، " عظیم اور کم تر"، " مالکان اور ملازمین" اور " حکمرانوں اور محکوموں" کے خاتمے کی ترغیب دی۔ ان ابتدائی ایام میں ایک اور انارکسٹ کمیونسٹ اور شاعر جوزف ڈیجاک تھے جو خود کو " آزادی پسند" (Libertaire) کہلاتے تھے۔ جوزف ڈیجاک جو خود بھی ایک پرولتاری تھے اور ان کے والد کے بچپن میں انتقال کے بعد ان کی والدہ نے اس کی پرورش کی تھی۔ وہ 1839 میں ایک تجارتی کمپنی میں سیلز کلرک بھرتی ہوئے۔ 1841 میں فرینچ نیوی میں بھرتی ہوئے تو اس کا فوجی اختیارات سے سامنا ہوا۔ 1843 میں نیوی کی نوکری چھوڑ کر اسٹور کلرک بنے، مگر اس کی آزاد ذہنیت مالک کو تسلیم کرنے میں حائل تھی تو انہوں نے سوشلسٹ فکر میں دلچسپی لینا شروع کی۔ انہوں نے شعر لکھنا شروع کیئے جس میں تشدد کے ذریعے حاکمیت کے مکمل خاتمے کی ترغیب دی اور ایک سوشلسٹ اخبار میں لکھنا شروع کیا۔ وہ خواتین کلب کے بھی ممبر تھے جس کا بنیاد اپریل 1848 میں یوجین نبوءت نے رکھا تھا۔ وہ تب پس منظر پر آئے جب فرانس میں 1848 میں عوامی ابھار آیا۔ دوبارہ شاعری کا مجموعہ شایع کرنے پر 1851 میں گرفتار ہوئے اور دو سال کی سزا اور دو ہزار فرانک جرمانہ ہوا۔ دسمبر 1851 کی بغاوت کے نتیجے میں موقع ملنے پر لندن فرار ہوئے۔ جہاں سے ایک جریدہ نکالتے تھے اور انقلابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ 1854 میں نیویارک گئے جہاں 1855 میں انٹرنیشنل ایسوسی ایشن کے تعارفی منشور پر دستخط کیئے، جس کے نتیجے میں آگے چل کر انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ 1858 میں انہوں نے اپنی مشہور تصنیف "انارکسٹ یوٹوپیا" لکھی تاہم اس کا پبلشر نہ ملنے پر اپنے جریدے میں قسطوں میں شایع کیا۔ انہوں نے جوزف پرودھون پر بھی تنقید بھی کی ہے۔ انہوں نے جان براءون کو پھانسی دینے کی مخالفت کی۔ امریکہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو ڈیجاک نے اپنے شمارے کی آخری اشاعت میں مذہبی معاشرہ، غلامی، ریاستی اختیار اور حکومت کی مخالفت کی جس کی وجہ سے پہلے لندن گئے اور اس کے بعد پیرس واپس

آئے جہاں انتہائی غربت میں چند سالوں بعد انتقال کر گئے۔ وہ کسی قسم کی سودہ بازی کے شدید مخالف تھے۔ جوزف پرودھون کے برعکس ڈیجاک جنسی برابری کی وکالت کی۔ انارکسٹ تاریخ دان میکس نتیلو کے مطابق پہلی بار لبرترین کمیونزم کا محاورہ نومبر 1880 میں انارکسٹ کانگریس میں بیان کیا اور مزید واضع طور پر اس کے اصول وضع کیئے۔ فرانس کے انارکسٹ صحافی سیباستیان فورے (Sebastien Faure) جس نے انارکسٹ انسائیکلوپیڈیا چار جلدوں میں لکھی، انہوں نے 1895 میں ایک انارکسٹ ہفت روزہ (Libertaire) جاری کیا۔ انہوں نے بلانکی ازم کو مسترد کیا جو کہ " عظیم لوگوں کے معمار اور بے ہودہ لوگوں کے ریوڑ" کے مابین تفریق پر مشتمل تھا اور ریپبلکن ازم کی ہر شکل کی ایک آدمی کی آمریت یا چند لوگوں کی باقی لوگوں پر پرولتاری آمریت کی مخالفت کی۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ مزدوروں کی آمرانہ کمیٹی لازمی طور پر انتہائی خود غرض اور نااہل ہوگی اور اسی طرح انقلاب دشمن بھی ہوگی۔ (بیوقوف دوستوں سے بہتر ہے کہ مشکوک دشمن برسر اقتدار ہوں) ۔ انہوں نے پرولتاری کے سماجی انقلاب کی شرائط کے برعکس انارکسٹ اقدام کو مناسب اور ہر ایک کی خود مختاری کے طور پر درست کہا۔ ان کا کہنا تھا کہ بغاوت کے نتیجے میں قائم ہونے والی حکومت پرولتاری کے آزادانہ اقدامات میں رکاوٹ بنے گی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کا مطلب تمام اختیارات عوام سے چھین کر حکمرانوں کے حوالے کرنا ہے جس کا لازمی متبادل یہ ہے کہ لوگ براہ راست اپنی خود مختاری چھین لیں یا منظم کمیون بنالیں۔ جوزف پرودھون جس نے خود کو سب سے پہلے انارکسٹ کہا انہوں نے سرکاری مراعات کی مخالفت کی جو کہ سرمایہ، بنکنگ اور زمینی مفادات کے نگہبان ہیں اور اس سے دولت چند ہاتھوں میں چلی جاتی ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کوئی بھی ملکیت جو کوئی شخص پیدا کرتا اور اپنے تسلط میں رکھتا ہے وہ غیر قانونی ہے۔ انہوں نے نہ صرف زمین کی ملکیت کی مخالف کی بلکہ صنعتوں میں تنخواہوں کے بجائے اسے مزدور انجمنوں کے حوالے کرنے کا کہا۔

لندن میں 1864 میں فرسٹ انٹرنیشنل کے قیام کے بعد کامریڈ باکونن نے پہلی غیر حکومتی انقلابی تنظیم بنانے کی کوششیں شروع کردیں۔ جس کا نام "بین الاقوامی انقلابی برادرہوڈ" تجویز کیا مگر 1868 میں اس پر نظر ثانی کر کے بین الاقوامی بھائی چارہ یا جمہوری سوشلزم کیلئے اتحاد کا نام رکھا گیا۔ 1872 میں کارل مارکس اور ان کے ساتھیوں نے ہیگ کانفرنس کے موقع پر باکونن اور ان کے اتحادیوں کو فرسٹ انٹرنیشنل سے نکال دیا تو انہوں نے جوڑا فیڈریشن قائم کی جس کا اجلاس اگلے سال سوئیٹزرلینڈ کے شہر سینٹ آئمیر میں ہوا جہاں انارکسٹ سینٹ آئمیر انٹرنیشنل کا قیام عمل میں لایا گیا۔ 1870 میں میخائیل باکونن نے لیون میں ناکام بغاوت کی قیادت کی تاہم ان ہی اصولوں پر بعد ازاں پیرس کمیون ہوا، جس نے شاہی تنازعہ اور تضاد کے نتیجے میں سماجی انقلاب کی طرف اپنا رخ کر لیا۔ انہوں نے محنت کش طبقہ کو کسانوں سے اتحادی بنایا جو کہ " مقاصد کا پروپیگنڈہ" (Propaganda of the Deed) کے طور پر مشہور ہوا (ایسا کام جو دیگر کارکنوں کیلئے مثالی ہو اور انقلاب کیلئے بھی عمل پذیر ہو) ۔ انارکسٹ تاریخ دان جارج ووڈکاک کے مطابق 1871 میں " پیرس کمیون" کی وجہ سے سالانہ کانفرنس منعقد نہ ہو سکی اور 1871 میں لندن میں سالانہ کانفرنس کے بجائے اسپیشل کانفرنس منعقد ہوئی۔

فرانکو۔ پروشین جنگ میں فرانس کی شکست کے نتیجے میں پیرس کمیون وقوع پذیر ہوا۔ پیرس کمیون میں انارکسٹوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پیرس کمیون کی قیادت خاتون انارکسٹ لیوس مشعل (louise Michel) نے کی جبکہ اس میں ریکلس برادران یعنی ایلیسی ریکلس اور ونسیم ریکلس (Elisee Reculs and Onesime Reculs) اور یوجین وارلین (Eugene Varlin) نے بھی اہم کردار ادا کیا (جسے بعد ازاں بدترین تشدد کر کے ہلاک کر دیا گیا تھا) ۔ کمیون نے جو اصلاحات کیں ان میں مزدوروں کے کام کی جگہوں کو آپریٹو کے طور پر دوبارہ کھولنا، جہاں مزدوروں کے حوالے سے انارکسٹ اپنے تصورات کو حقیقت میں تبدیل ہوتے ہوئے دیکھ

سکتے ہیں۔اس کے علاوہ فیڈریشن پر کمیون کے تصور پر پرودھون کے اثرات کو بھی دیکھا جا سکتا ہے۔لہٰذا معاشی اور سیاسی طور پر بھی پیرس کمیون پر انارکسٹ اثرات بہت گہرے تھے ۔ جارج ووڈکاک کے مطابق پیرس کمیون پر انارکسٹوں کے مختلف دھڑوں کے اثرات اور یوجین وارلین (Eugene Varlin) کی سرگرمیاں بہت ہی نمایاں ہیں۔

پیرس کمیون میں خاتون انارکسٹ لیوس مشعل کا نام انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ابتدا میں انہوں نے زخمیوں کو علاج کیلئے لے جانے والی ایمبولنس میں کام کیا، موقع پر زخمی ہونے والوں کا علاج کیا۔ تاہم پیرس کے گھیراءو کے دوران انہوں نے پروشین (Prussian)افواج کے خلاف انتھک لڑائی لڑی۔پیرس کمیون کے دوران وہ نیشنل گارڈز میں شامل ہوئیں ۔ انہوں نے فرانس کے صدر جوزف اڈولف تھیئرس (Joseph Louis Thiers)کو قتل کرنے کی خواہش ظاہر کی اور پیرس کو دشمنوں کے حوالے کرنے کے بجائے اسے تباہ کرنے کی تجویز دی تھی۔دسمبر 1871 کو لیوس مشعل کو کورٹ مارشل کرکے چھٹی جنگی کونسل (Sixth War Council)کے روبرو پیش کیا گیا اور اس پر حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کرنے ،شہریوں کو مسلح ہونے کی ترغیب دینے، خود بھی اسلحہ استعمال کرنے اور فوجی یونیفارم پہننے کے الزامات عائد کیئے گئے۔انہوں نے کبھی کمیون برپا کرنے کے الزام سے انکار نہیں کیا اور انتہائی بہادری کے ساتھ ججوں سے موت کی سزا دینے کا مطالبہ کیا۔کہا جاتا ہے کہ مشعل نے کورٹ سے کہا کہ " جب یہ نظر آتا ہو کہ ہر دل آزادی کیلئے دھڑکتا ہے تو مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس سے انکار کروں تاہم میں نے تھوڑی سی سبقت لی ہے کہ میں اپنے حصے کا تقاضہ کروں۔میں انتقام کی صورت میں کبھی بھی شور نہیں کروں گی۔1871 کے پیرس کمیون کے بعد انارکسٹ تحریک سمیت مزدوروں کی تمام تحاریک کو کچل دیا گیا اور یہ تحریک کئی سالوں تک متاثر ہوئی ۔ سویٹزرلینڈ میں انارکسٹ تحریک نے "مقاصد کا پروپیگنڈہ"بیان کرنا شروع کیا۔ 1880 کی دہائی کے اواخر اور 1895 تک خود کو

انارکسٹ کہنے والوں نے حملوں کا سلسلہ شروع کرکے انارکزم کو عوام کی نظروں میں لائے اور اس سے سرمایہ داروں میں تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی۔ان مقاصد میں سب سے غیر معروف لہر بم حملے تھے جو راواکول (Ravachol) ایمائیل ہینری (Emle Henry)اور آگسٹ ویلانٹ (Auguste Vailant) نے کیئے۔ راواکول (Ravachol)نے کلیچی سازش کا مقدمہ سننے والے ججوں کی رہائشگاہ پر بم حملہ کیا، اگسٹ ویلانت نے فرانس کی پارلیمینٹ پر بم حملہ کیا اور ایمائیل ہینری نے پیرس میں ہوٹل ٹرمینس پر بم حملہ کیا جبکہ اطالوی انارکسٹ سینٹ جیرومینو کاسیرو (Sante Geromino Caserio)نے بم حملہ کرکے فرانس کے صدر میری فرانکو سادی کارنوٹ (Marie Francois Sadi Carnot) کو قتل کیا۔یہی وجہ تھی کہ فرینچ حکومت نے 1893 اور 1894 میں بدنام زمانہ لیوس سلیریتس (Lios Scelerates)قوانین لاگو کیئے۔ جس کے تحت پریس پر وسیع سینسرشپ لاگو کی گئی ،مقاصد کا پروپیگنڈہ(Propaganda of Deed) میں ملوث کسی بھی شخص کو مقدمہ سنے بغیر سزا دینا اور کوئی قتل نہ ہونے کے باوجود بم دھاکوں میں ملوث افراد کو موت کی سزا دینا اور انارکسٹ پروپیگنڈہ کرنے میں ملوث کسی بھی شخص یا اخبار کو مجرم ٹھہرا کر بند کرنا شامل تھا۔ فوج کے خلاف پروپیگنڈہ پر بھی پابندی لگادی گئی۔اس طرح فرانس میں اظہار کی آزادی پر پابندی رہی جبکہ بدنام زمانہ مقدمہ " 30 کے خلاف کارروائی" (Trial of the Thirty)تھا جو 30 ملکی اور غیر ملکی انارکسٹوں پر چلایا گیا۔ان میں جان گریو، سیباسٹیان فورے، فیلکس فینن اور دیگر شامل تھے۔تاہم الزام ثابت نہ ہونے پر عدالت نے عام قیدیوں کے علاوہ سب کو بری کر دیا۔جبکہ لیوس مشعل، ایمائیل پوگیت (Emil Pouget) اور چارلس مالاتو (Charles Malato) و دیگر انارکسٹ یورپی ممالک کی طرف فرار ہوگئے۔چارلس مالاتو کا تعلق نپولین کے شاہی خاندان سے تھا اور ان کے دادا کاءونت مالاتو (Count Malato) فیلڈ مارشل اور

فوج کے کمانڈران چیف تھے۔ ان کے والد چارلس نے پیرس کمیون کی حمایت کی اور اس کی وجہ سے اسے بے دخل کر کے کلدونیہ کی جیل میں قید رکھا گیا۔ جہاں چارلس مالاتو پیدا ہوئے۔ 91سالہ چارلس اپنے بیٹے چارلس مالاتو اور خاندان کے دیگر افراد کے ہمراہ 1880 میں عام معافی ملنے کے بعد واپس فرانس آئے اور انارکسٹ تحریک میں شامل ہوئے۔ جبکہ بیرون ملک فرار ہونے والے زیادہ تر انارکسٹ فرینچ صدر فیلکس فورے (Felix Faure) کی طرف سے 1895 میں عام معافی کے اعلان کے بعد واپس فرانس آئے۔ 16نومبر 1895 کو سیباستیان فورے نے لے لبرتایئر (Le Libertaire) جریدہ نکالا۔ جبکہ کئی ٹریڈ یونینز کو متحد کر کے ایک یونین بنائی گئی جس میں اکثریت انارکو سنڈیکلسٹ کی تھی۔ ایمسٹرڈم میں اگست 1907 میں ہونے والی انٹرنیشنل انارکسٹ کانگریس میں فرانس سے صرف آٹھ مندوبین نے شرکت کی۔ تنظیم کے وجود کے سوال پر فرانس کے انارکسٹ تقسیم ہو گئے تھے اور انہوں نے بین الاقوامی تنظیم کو بھی مسترد کر دیا۔ بم دھماکوں میں ملوث سیاسی کارکنوں خاص طور پر انارکسٹوں کیلئے برطانیہ آخری ٹھکانہ بنا، جہاں کارل مارکس بھی 20سالوں تک جلاوطن رہے۔ لیوس مشعل (Red Virgin) اور دیگر ملکوں اور کالونیوں کے انارکسٹوں نے لندن میں آکر سیاسی پناہ لی۔ 1910 میں فرانس میں ہونے والے پارلیمانی انتخابات کے خلاف مہم چلانے کیلئے انارکسٹوں نے پارلیامینٹ مخالف کمیٹی تشکیل دی جو کہ ایک مستقل تنظیم بنی اور بعد ازاں اس نئی تنظیم سے مستقل ممبران کو خارج کر دیا گیا۔ جبکہ کئی انارکسٹ گروپوں کی جانب سے مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ جس کے بعد ایک اور نئی تنظیم کمیونسٹ فیڈریشن قائم کی گئی۔ بعد میں اس کا نام فیڈریشن انارکو کمیونسٹ رکھا گیا۔ جس کی سیکریٹری لیوس مشعل بنیں، جبکہ اس کی جگہ 1913 میں سیباستیان فورے کی قیادت میں فیڈریشن کمیونسٹ ریوولیوشنری انارکسٹ نے لی۔ معروف انفرادی انارکسٹوں میں ایمائیل ارمنڈ، ھین رینر (Han Ryner)، البرٹ لبرتاد، آندرے لورولو، وکٹر سرگئی، زوڈ ایکسا اور

دیگر شامل تھے۔ جو کہ میکس اسٹیرنر کے ایگوازم سے متاثر تھے اور کلیمنٹ دوال اور مارس جیکب کی کرمنل ;47; سیاسی استحصال کے تصور سے اثر لینے کی وجہ سے فرانس الیگلزم کا مرکز بن گیا جو کھلے عام جرائم کی حمایت کرتے جو کہ ایک متنازعہ انارکسٹ سوچ ہے۔ جنگ سے پہلے کے سالوں میں انفرادیت پسند اور کمیونسٹ انارکسٹوں کے مابین کمزور تعلقات تھے۔ پیٹر کروپوتکین نے بھی جرائم کی حمایت کرنے والے انفرادی انارکسٹوں پر کڑی تنقید کی۔ فوجی اقدامات کے مخالف انارکسٹ جان جورے کے قتل کے چند یوم بعد پہلی عالمی جنگ شروع ہو گئی۔ کچھ انارکسٹوں جان گریو اور پیٹر کروپوتکین نے ''مینیفیسٹو آف سکسٹین'' لکھا جس میں جنگ میں جرمنی کی مخالفت اور اتحادیوں کی حمایت کی گئی تھی۔ پرودھون اور میکس اسٹیرنر کے ورثے سے فرینچ انفرادی انارکزم کی مضبوط روایت ابھری۔ جس میں ایک نمایاں نام اینسلمے بالے گارگ (Ansellme Bellegarrigue) کا ہے، جنہوں نے 1848 کے انقلاب فرانس میں حصہ لیا تھا اور 1850 میں ابتدائی انارکسٹ منشور لکھا تھا۔

خلاف قانون نظریہ (l llegalism) انارکسٹ فلاسفی ہے جو 1900 صدی کی شروعات میں اسٹیرنر کے انفرادی انارکزم کے پھیلاؤ کی وجہ سے فرانس اٹلی، بیلجیم اور سوئیٹزرلینڈ میں پھیلی۔ خلاف قانون نظریہ کو ماننے والے اپنے عمل کا اخلاقی بنیاد فراہم نہیں کرتے اور زیادہ حق کے بجائے طاقت کی حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ انارکسٹ براہ راست اقدام (Direct Action) اور مقاصد کی پروپیگنڈہ کو مانتے ہیں۔ خلاف قانون نظریہ سے متاثر ہونے والوں میں فرانس کی بونوت گینگ نے بہت شہرت حاصل کی۔ پہلی عالمی جنگ کے اختتام کے بعد C G T زیادہ اصلاح پسند ہو گئی اور یہ غیر کمیونسٹ اور کمیونسٹ دھڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ 1920 میں انارکسٹ فیڈریشن کے قیام کا اعلان کیا گیا جبکہ فرینچ کمیونسٹ پارٹی بھی اسی سال بنی۔ 1919 میں بالشویکوں کے مقابلے میں یونین انارکسٹ گروپ سامنے آیا۔ لبرترین جریدے کا پہلا شمارہ بھی دسمبر

1923 میں جاری کیا گیا۔ یوکرینی جلاوطن نیستر ماخنو اور پیتر ارشینوف نے پیرس سے ''مزدور کا مقصد'' کے نام سے جریدہ جاری کیا۔ پاپولر فرنٹ (1938-1936) کے دور میں انارکسٹوں نے عام ہڑتالوں میں حصہ لیا۔ (جس کے نتیجے میں میٹگنن معاہدہ ہوا جس کے تحت ہفتہ میں 40 گھنٹہ کام کرنا پڑتا ہے) ۔ حکومت میں ریڈیکل عناصر کی موجودگی کی وجہ سے لیون بلم کی قیادت میں انارکسٹوں کے ایک گروپ نے اسپین کی خانہ جنگی میں حصہ نہیں لیا۔ بلم نے برگیڈز کے داخلے کو سرحد پر روکا اور ہسپانوی ریپبلکن کیلئے ایمبولنس بھیجیں۔ جبکہ ہٹلر اور مسولینی فرانسسکو فرانکو کو اسلحہ بھیجتے تھے۔ تاہم بلم نے 1936 میں برلن اولمپکس کے بائیکاٹ کی بھی حمایت نہ کی اور بارسلونا میں عوامی اولمپیاز کی بھی حمایت کی۔ دوسری عالمی جنگ سے پہلے دو انارکسٹ تنظیں میں ''یونین انارکسٹ'' اور ''فیڈریشن انارکسٹ فرانسیس'' ہوتی تھیں ۔ 19 جولائی 1943 کو سرگرم انارکسٹوں کا ایک اجلاس تولوس میں ہوا۔

2۔ دسمبر 1945 کو فیڈریشن انارکسٹ کا بنیاد رکھا گیا اور جارج فونٹینس کو اس کا پہلا سیکریٹری منتخب کیا گیا۔ 6۔ دسمبر 1946 کو فرانس میں اسپین کے تارکین وطن انارکسٹوں نے کنفیڈریشن نیشنل دوٹراویل کا بنیار کھا۔ فرانس کے شہر پیتو میں 1949 میں ہونے والی بین الاقوامی انارکسٹ فیڈریشن کے اجلاس میں انارکسٹ فیڈریشن فرانس نے بھی شرکت کی جس میں جرمنی، امریکہ، بولیویا، کیوبا، ارجنٹینا پیرو اور دیگر ملکوں کے خود مختار گروپوں اور انفرادی انارکسٹوں نے شرکت کی۔ فروری 1951 میں FAI کے سابق ممبران نے اٹلی میں گروپ انارکسٹس ڈی ایکشن پروتاریت (GAAP) تشکیل دیا۔ فیڈریشن کمیونسٹ لبرترین جو کہ 1953 میں قائم کی گئی تھی دسمبر 1955 میں متعدد گروپس آئیندہ انتخابات میں انقلابی امیدوار کھڑے کرنے کے معاملے پر اس سے الگ ہوگئے ۔ FCL نے ریاستی انتخابات میں دس امیدوار میدان میں اتارے تاہم مزید گروپ اختلاف کرتے ہوئے اس سے الگ ہوگئے اور 1956 میں یہ مکمل طور پر ختم

ہوگئی۔ فرانس کے شوئرلسٹ گروپ نے آندرے بریٹن کی قیادت میں انارکزم کو اپنایا اور فءڈریشن انارکسٹ سے تعاون کیا۔ وہ ان چند انارکسٹوں میں سے ایک تھے جنہوں نے الجزائر کی جنگ میں FCL کی حمایت کی۔ FCL نے حکومت کا جبر برداشت کیا اور زیرزمین چلی گئی اور فیڈریشن انارکسٹ میں 1960 کی دہائی میں انتہائی مشکل حالات کے باوجود فاشسٹ دشمن قوتوں کا ساتھ نہ دیا۔ مارچ 1968 میں نانتیرے یونیورسٹی کے طلباء کی تحریک شروع ہوئی تو انارکسٹوں نے انارکسٹ فیڈریشن کو موقع پرست قرار دیا اور ٹراٹسکائیز اور انتہا پسند گروپوں سے جا ملے۔ مئی 1968 کے واقعات کے موقع پر انارکزم مکمل خاموش رہا۔ مئی 1968 کے واقعات میں ڈینیل گوئری کا ''انارکزم: نظریئے سے عمل تک'' زیادہ مقبول ہوا۔ 1970 کی دہائی میں FAI نے سنتھیسز انارکزم اور پلیٹفارمزم دونوں کے اصولوں کو اپنایا اور اس وقت اس میں ایک سو سے زیادہ گروپ شامل ہیں۔ یہ ایک اخبار ''لے موندے لبرتیئر'' اور ایک ریڈیو اسٹیشن ریڈیو'' لبرتیئر'' چلا رہی ہے۔ فرانس میں انارکسٹ تحریک سب سے زیادہ متحرک ہے جہاں گذشتہ چند سالوں سے پیلی جیکٹ تحریک چل رہی ہے اور عوام کو زیادہ سہولیات اور برابری دلانے کیلئے مظاہرے شروع کیئے ہوئے ہیں۔

آئرلینڈ میں انارکزم۔۔۔۔۔۔Anarchism in Ireland

اگرآئرلینڈ میں سنڈیکلزم سے منسوب روایات جس میں اہم نام جیمز کینولی کا ہے اسے چھوڑ دیا جائے تو آئرش انارکزم میں 1970 سے پہلے بہت کم تاریخی روایات موجود ہیں۔ بحیثیت تحریک یہ 1990 کے اواخر میں ابھری تاہم صرف ایک تنظیم ورکرز سالیڈرٹی مومینٹ 1984 سے مسلسل وجود رکھتی ہے۔ انارکسٹ 1886 سے آئرلینڈ میں سرگرم ہیں، تاہم یہ مختصر عرصہ تک یا پھر اکیلے انارکسٹ تھے جو کبھی کبھار سرگرمی

کر لیتے تھے۔ پہلا آئرش انارکسٹ بوسٹن میں رہائش پذیر ڈبلیو جی ایچ سمارٹ تھا جو "دی انارکسٹ" میں 1880اور 1881 میں آرٹیکل لکھتا تھا۔ 1886 میں ایک انگریز انارکسٹ ڈبلن پہنچا جو کہ سوشلسٹ لیگ کا ممبر تھا۔اس تنظیم میں لبرترین مارکسسٹ ولیم مورس(William morirs) اور انارکسٹ جوزف لین بھی شامل تھے۔اسی دور میں جارج برنارڈ شا(1950-1856) نے چارلوٹ ولسن کی گزارش پر1885میں جریدہ "دی انارکسٹ" کے پہلے شمارے کیلئے " نام میں کیا رکھا ہے" ، آرٹیکل لکھا۔ آئرش انارکسٹ آسکر وائیلڈ نے انارکسٹ ہمدردی بالخصوص اپنے مضمون "سوشلزم کے تحت انسانی روح" میں نمایاں اظہار کیا ہے۔ 1890 میں آئرش ڈاکٹر جان کریگ نے کرائے سے انکار کرتے ہوئے احتجاج میں حصہ لیا۔ وہ ارجنٹینا میں انارکسٹ اخبار "ایل اپریمیدو" کا بانی ایڈیٹر تھا۔ جبکہ ٹرنٹی کالج ڈبلن کے 200 طلباء انارکزم اور ڈاروزم پر ان کا لیکچر سننے آئے۔ انقلاب اسپین سے واپسی پر کیپٹن جیک وائیٹ 1930 کی دہائی میں سرگرم انارکسٹ رہے۔ 1960 کے عشرے کے اواخر میں پیپلز ڈیموکریسی نے شہری حقوق کی مہم شروع کی تو بلفاسٹ میں انارکسٹ بینر آویزاں کیا گیا۔ جبکہ ایک گروپ نے بلفاسٹ کی کیسل اسٹریٹ میں جریدہ فریڈم فروخت کیا۔ جان گیری نے 1971 میں برطانوی جریدے انارکی میگزین کے خصوصی ضمیمے میں آئرلینڈ کے مسئلے پر آرٹیکل لکھا۔ 1970 کے شروعاتی عشرے میں آئرش ریپبلک آرمی کے سابق ممبران نے انارکزم میں دلچسپی ظاہر کی اور لندن میں بلیک فلیگ (Black Flag) میگزین سے تعلقات بڑھائے۔ ڈبلن کی مصروف شاہراہ میرین روڈ پر 1970 میں جھگیوں میں ایک ہی کمیون موجود تھا جو آئیلینڈ کمیون کے نام سے جانا جاتا تھا۔ ابی دایر سمیت کچھ مکین ہفتے کے روز جی پی او کے باہر جریدہ فریڈم فروخت کرتے تھے۔

آئرلینڈ میں انارکزم بطور ایک تحریک اس وقت سامنے آتا ہے جب 1970 کی دہائی میں برطانیہ میں تعلیم حاصل کر کے واپس آنے والے طلباء اپنے ہمراہ انارکسٹ سیاست

لائے۔ بلفاسٹ، ڈبلن، لیمرک، دنداک اور دروگیدہ میں انارکسٹ گروپ تشکیل دیئے گئے۔آنے والے عشروں میں دیگر انارکسٹ جریدے نکلنا شروع ہوئے اور بلفاسٹ اور ڈبلن میں کتب گھر قائم کیئے گئے۔ مگر یہ کام مزید آگے نہ بڑھا۔ 1978 میں بلفاسٹ انارکسٹ کلیکٹوز اور ڈبلن انارکسٹ گروپ نے فیصلہ کیا کہ زیادہ متحد سیاسی طبقاتی اور عوامی تنظیم ضروری ہے۔اس بحث کے نتیجے میں اناکسٹ ورکرز الائینس قائم ہوا جو 1878 سے 1881 تک قائم رہا۔اس کے نتیجے میں انارکسٹ کارکنوں کی تعداد بڑھی اور قومی سوال، خواتین کے حقوق ٹریڈ یونین اور اس کے منشور پر دستاویزات شایع ہوئے۔ 1990 اور 2000 کی متبادل عالمگیریت تحریک کے دوران آئرلینڈ میں مختلف نوعیت کی انارکسٹ سیاست میں نمایاں بڑھوتری ہوئی۔ ڈبلن میں مختلف جگھوں پر اب روزانہ انارکسٹوں کی سرگرمیاں اور پروگرامز ہونے لگے۔ آئرش انارکسٹ اب جبر اور فاشزم کے خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہو گئے۔اب آئرلینڈ میں ایک درجن انارکسٹ تنظیمیں سرگرم ہیں۔ آئرلینڈ میں ورلڈ سوشلسٹ پارٹی جو کہ بلا ریاست (Stateless) جمہوری معاشرے کی وکالت کرتی تھی اور قیادت اور عبوری ریاست کے تصور کو مسترد کرتی تھی اس پر 1990 میں پابندی لگادی گئی۔اس پارٹی کا کوئی سربراہ نہ تھا۔ یہ لینن کے نظریئے کی مخالف تھی۔ جبکہ انقلاب کی بھی مخالفت کرتی تھی اور ان کا موقف تھا کہ جب تک عوام نہیں چاہتے سوشلزم نہیں آسکتا۔ کیپٹن جیمز رابرٹ " جیک" وائیٹ جو کہ آئرش سٹیزن آرمی کے بانیوں میں سے ایک تھے وہ 1930 میں سوشلسٹ انارکزم کی طرف چلے گئے۔

پولینڈ میں انارکزم-------Anarchism in Poland

پولینڈ میں انارکزم 20ویں صدی کی شروعات میں مغربی یورپ اور روس سے آیا۔ روسی سلطنت سے آزادی سے پہلے علاقے میں کئی انارکسٹ تحاریک ابھریں، جن میں

پہلی تنظیم " اسٹر گل " تھی جو 1903 میں بیالسٹاک شہر میں قائم ہوئی۔ اسی طرح کی دیگر تنظمی میں نیز نو، وارسا، لوز، سیڈلس اور دیگر شہروں میں بنائی گئیں۔ ان میں سب سے سرگرم " انٹرنیشنل " گروپ کا صدر دفتر وارسا میں تھا۔ 1914 سے قبل زار کی حکومت جو کہ پولینڈ کے بڑے حصے پر قابض تھی وہ ظالمانہ طریقے سے نمٹتی تھی۔ احتجاجی مزدوروں پر بلا روک ٹوک فائرنگ کی جاتی تھی۔ جنوری 1906 میں حکام نے انٹرنیشنل گروپ کے چھ ممبران کو گرفتار کیا اور مقدمہ چلائے بغیر انہیں گولیوں سے بھون ڈالا۔

پولینڈ کے نمایاں انارکسٹ مدبروں میں ایڈورڈ ابراموسکی (Edward Abramowsky)، جان واکلا مکاسکی (Jan Waclaw machajski)، آگسٹن روبلسکی (Augustyn Wroblewski) اور رافیل گورکی (Rafal Gorski) شامل ہیں۔ زار کے اقتدار کے خاتمے کے ساتھ ہی پولینڈ سابقہ سوویت یونین کے زیر اثر آگیا جہاں بالشویکوں نے اپنی کمیونسٹ حکومت قائم کردی۔ جس کی وجہ سے پولینڈ میں انارکزم کو پھلنے پھولنے کا موقع تک نہیں مل سکا۔ زار کے تسلط سے نکل کر پولینڈ بالشویکوں کے تسلط میں آگئی۔ سوویت قبضہ اور تسلط ختم ہونے کے بعد انارکسٹوں نے پولینڈ میں عوام کی آزادی اور انارکزم کے پھیلاؤ کیلئے کام شروع کردیا ہے۔ پولینڈ میں اب متعدد انارکسٹ تنظمی میں کام کررہی ہیں۔ جن میں فیڈریکا انارکسزنا اور سینٹرم انفرماز شامل ہیں۔

سویڈن میں انارکزم------ Anarchism in Sweden

سویڈن میں انارکزم میخائیل باکونن کی کوششوں سے 1866 میں آیا۔ جرمنی اور نیدرلینڈ میں تحاریک سے سویڈن کے انارکزم پر سنڈیکلسٹ رخ مضبوط تھا۔ ابتدائی سویڈش انارکسٹوں میں ایک فنکار ایوان اگوئیل تھا جو 1884 میں گرفتار ہوا اور پیرس میں " تیس کا مقدمہ " (Trial of the Thirty) میں قید بامشقت ہوئی۔ دیگر

نمایاں انارکسٹوں میں انتن نیلسن (Anton Nilson) لیون لارسن (Leon Larsson)، ایکسل ہولمسٹروم (Axel Holmstrom) اور دیگر شامل تھے۔ "انڈر راڈ فلیگ" کے نام سے ایک جریدہ بھی نکلتا تھا، جس میں پیٹر کروپوتکین، لیو ٹالسٹائی اور ایلسی ریکلس سمیت معروف انارکسٹ مصنفین کی تحاریر شایع ہوئیں۔ سویڈش سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں انارکسٹ خیالات نمایاں تھے۔ جن کے سرکردہ رہنما برجگرین تھے۔ برجگرین اور انسوشلستریٖنا کو 1906 اور 1908 میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے خارج کردیا گیا۔ دی انوزیبل پارٹی (The Invisible Party) جو کہ مرکزیت کے خلاف تھی جس کا بنیاد بائیں بازو کے گروپوں خاص طور پر سویڈش انارکو سنڈیکلسٹ فیڈریشن نے رکھا تھا کارخانوں اور شاہراہوں پر سیاست اور احتجاج کرنے کی وجہ سے اس پر 16۔ ستمبر 1906 میں پابندی عائد کری گئی تھی۔ 1910 میں ایک انارکو سنڈیکلسٹ ٹریڈ یونین بھی قائم کی گئی۔ سویڈش انارکسٹوں کا ایک جریدہ " برانڈ " 1898 سے مسلسل شایع ہو رہا ہے۔ اسپین کی خانہ جنگی میں متعدد سویڈش انارکسٹ لڑے۔ مشہور مصنف اسٹگ ڈیجرمین (Stig Dagerman) بھی انارکسٹ تھے۔ 1968 کے احتجاجی مظاہروں کی وجہ سے لنڈ (lund) میں انارکسٹ گروپ قائم کیا گیا۔ انارکسٹوں کا ایک چھوٹا سا گروپ "فیگ آرمی" جھونپڑیوں میں رہنے والوں نے قائم کیا جنہوں نے 18۔ اگست 1914 کو کرسچن ڈیموکریٹک رہنما اور وزیر صحت پر حملہ کیا تھا۔

یونان میں انارکزم------ Anarchism Greece

یونان میں گوکہ انارکزم کی جڑیں قدیم یونان میں دیکھی جاسکتی ہیں تاہم بطور تحریک یونان میں انارکزم 19 ویں صدی میں آیا۔ قدیم دور میں پہلا لبرترین تصور اس وقت سامنے آیا جب فلسفیوں نے روایات کے بنیادوں پر سوالات اٹھائے۔ یونان میں جدید

انارکزم 19ویں صدی میں ابھرا۔ جو کہ ہمعصر یورپی کلاسیکل انارکزم سے خاصا متاثر تھا۔ روس میں 1917 کے انقلاب میں بالشویکوں کی کامیابی اور کمیونسٹ پارٹی کے ابھار کی وجہ سے 20ویں صدی کے پہلے عشروں میں انارکزم نے زور پکڑا۔ فوجی جنتا کے زوال نے دائیں بازو کے سیاسی اقتدار کے تسلط کا خاتمہ کیا جبکہ سوویت یونین کے ٹوٹنے سے یونان میں کمیونسٹ پارٹی (KKE) کمزور ہوئی جس سے اتھینز اور دیگر شہروں میں انارکسٹوں کو ابھرنے کا موقع مل گیا۔ 19ویں صدی کے انارکزم نے یونانی فلاسافر " زینو آف سائیتم " سے گہرا اثر لیا۔ کامریڈ باکونن اور پیٹر کروپوتکین زینو کی کتاب ریپبلک سے خاصے متاثر تھے جس میں انہوں نے زرعی برابری اور دوستانہ تعلقات پر زور دیا تھا۔ سوفوکلز(Sophocles) کا لکھا ہوا قدیم یونانی ڈرامہ اینٹیگون (Antigone) بہت ہی زیادہ حوصلہ افزا ہے جس میں ایک نوجوان خاتون کو حکمران کے احکامات کو جھٹلاتے ہوئے دکھایا گیا ہے اور وہ اپنے ضمیر کے مطابق عمل کرتی ہے۔ یونان میں عثمانی دور حکمرانی کے خاتمے کے کچھ عرصہ بعد یونان کے اندرونی سماجی اقتصادی تعلقات پر باکونن کے کلیکٹوازم (عدم مرکزیت اور خود مختاری) کا عکس دکھائی دیتا ہے اور اس سے مستقبل میں انارکسٹ تصور کا اجتماع پیدا ہوا۔ کچھ یونانی انارکسٹ جو کہ سلطنت عثمانیہ کے دور میں پیدا ہوئے تھے ان میں ازمیر کے امانوئیل داداوگلو بھی تھے۔ یونان میں ابتدائی انارکزم 19ویں صدی کے وسط میں ملتا ہے اور دوسری عالمی جنگ تک موجود رہا۔ یہ عرصہ دیگر سوشلسٹوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا تھا کیونکہ شروعاتی یونانی سوشلسٹ تصور پر انارکزم حاوی تھا۔ اس دور میں سب سے موثر مصنفین کامریڈ باکونن، آندرے کوسٹا، پیٹر کروپوتکین اور جان گریو تھے، جبکہ 1893 تک مارکس اور اینگلز کا ترجمہ یونانی زبان میں نہیں ہوا تھا۔ انفرادی انارکسٹوں کے اٹلی سے تعلقات تھے اور اطالوی تارکین وطن نے یونان میں اپنے نظریات درآمد کیئے۔ کئی انارکسٹ مفکرین اوپر کے طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ ٹیکسوں اور بحران کی مخالفت کی وجہ سے انارکزم کو مقبولیت ملی۔ اس دور میں تمام

سوشلسٹوں پر گیسپے مزینی(Giuseppe Mazzini) کا اثر تھا۔ خواتین کی شرکت بہت ہی محدود تھی۔ اٹلی میں پہلا منظم انارکسٹ گروہ پطرس بندرگاہ شہر میں قائم ہوا۔ پطرس میں ان کے اجلاس ہوتے تھے اور ان کی سرگرمیوں کو پریس میں بھی مناسب جگہ مل جاتی تھی۔ یورپی کلاسیکل انارکزم کے پھیلنے سے متعدد انفرادی بھی متاثر ہوئے۔ ستمبر 1861 میں پہلا انارکسٹ جریدہ یونان میں شایع ہوا جبکہ پہلا منظم یونانی انارکسٹ گروہ ڈیموکریٹک کلب بھی پطرس میں تشکیل دیا گیا۔ ڈیموکریٹک کلب کا بنیاد 1876 میں رکھا گیا جو کہ فرسٹ انٹرنیشنل کی غیر حکومتی " جورا فیڈریشن " سے منسلک ہوا۔ انہوں نے پہلی انارکسٹ یونانی اخبار " گریک ڈیموکریسی " جاری کی۔ اخبار نے پہلے ایڈیشن میں لکھا کہ "غربت اور غریبوں کو نظرانداز کرنا ان کے دو بڑے زخم ہیں" اور یونان کی سلطنت عثمانیہ سے آزادی کی حمایت کی۔ کلب کا بنیاد رکھنے میں امانوئیل داداوگلو اور امیلکر سپریانی (Amlicare Cipriani) نے اہم کردار ادا کیا جبکہ 1862 کی اتھینز کی بغاوت میں دیگر انارکسٹ بھی شامل ہوئے تھے۔ 1876 میں ایک اور انارکسٹ کلب سیروس شہر میں قائم کیا گیا۔ جس نے 1879 میں چمڑے کے کارخانوں اور شپ یارڈ کے مزدوروں کی ہڑتالوں میں اہم کردار ادا کیا۔ پطرس کے قریب ایک اور یونانی شہر " پرگوس " شہر میں بھی انارکسٹ خیالات پھیلے۔ 19 ویں صدی میں انارکسٹوں کے گڑھ پیلوپونز میں چھوٹے کاشتکاروں نے ٹیکسوں کی بھرمار اور قرض خوروں کے خلاف جنگ کی۔ نئی روشنی (New Light) ہفت روزہ جریدہ تھا جو کہ مقامی اور بین الاقوامی انارکسٹ تحاریر کو شایع کرتا تھا۔ جس میں چارلس فوریئر، کامریڈ باکونن، کروپوتکین اور گیرارد کی تحاریر بھی ترجمہ کر کے شایع کی جاتی تھیں۔ 20ویں صدی کی شروعات تک پیلوپونز میں انارکسٹ انتہائی مضبوط تھے۔ وہ حکمرانی کے حمایتی سوشلسٹوں کی مخالفت کرتے تھے جو کہ پارلیمانی الیکشن میں حصہ لینے کے خواہشمند تھے۔ 1894 میں انارکسٹوں کے خلاف ریاستی کارروائی شروع ہوئی۔ فرینچ صدر میری فرانسوا سادی کارنوٹ کی ایک انارکسٹ کے ہاتھوں

ہلاکت کے بعد انارکسٹوں کی پریس پر بھی حملے شروع ہوگئے ۔ کئی انارکسٹوں اور سوشلسٹوں کو قید کرکے ان پر مقدمات چلائے گئے جس کی وجہ سے یونانی انارکسٹ یاتو دیگر ممالک فرار ہوگئے یا دور دراز علاقوں میں گمنامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے۔ کئی جرائد پر پابندی لگی اور اس طرح عوام میں ان کی سرگرمی بھی کم ہوگئی۔ 1896 میں پطرس شہر میں ایک جوتا بنانے والے دمیترو متسالس نے ایک بینکر اور تاجر فریگلوپولس کو قتل اور آندرے کولاس کو زخمی کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے سرمایہ (Capital) پر اسٹروک مارا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں انارکسٹ ہوں اور انارکسٹ ہونے کے ناطے تشدد کے حق میں ہوں۔ بعدازاں انہوں نے جیل میں خودکشی کرلی۔ جبکہ باقی انارکسٹ اتھینز چلے گئے ۔ 1900 میں پیرس میں ہونے والی انٹرنیشل انارکسٹ کانگریس میں شرکت کی۔

اس دور میں باقی یورپ میں اور سلونیکا (Salonica) میں واقع بلغاریہ کے انارکسٹوں کے ایک گروپ ''تھیسالونکی کے کشتی بانوں'' نے مقاصد کا پروپیگنڈہ (Propaganda of the Deed) کو اپنایا اور الیگزینڈروس کیناس (Alexandros Schinas) نے 1913 میں یونان کے بادشاہ جارج اول کو قتل کیا۔ 1916 میں سیریفوس کے کانکنوں نے ہڑتال کی۔ یونانی انارکسٹوں نے جب 1920 میں بننے والی کمیونسٹ پارٹی آف یونان (KKE) میں شمولیت اختیار کی تو انارکسٹ تحریک ماند پڑنے لگی، جس سے مضبوط یاست کا اظہار ہوتا ہے ۔ 1930 اور 1940 کے مابین میٹاکاس حکومت، یونان پر نازی جرمنی کے قبضے اور یونان میں خانہ جنگی کی وجہ سے انارکسٹوں کا خاتمہ ہوتا چلا گیا۔ اکتوبر انقلاب کے رد عمل میں ماریپول علاقے میں یونانیوں نے ڈفنس کمیٹیاں تشکیل دیں اور نیستور ماخنو کا ساتھ دیا جبکہ کچھ انارکسٹ اس سے دور رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ماخنو کے جنگجوؤں میں 20 فیصد یونانی تھے۔ کچھ بہترین کمانڈر بھی یونانی تھے۔ میکسیکو میں سوشلسٹ فکر کو پروان چڑھانے والے پلاتینو رودا کاناٹی

کا تعلق بھی یونان سے تھا۔ یونان میں اناکسٹ تحریک کا نیا مرحلہ یونان کی فوجی جنتا کے دور (1967-1974) میں شروع ہوا۔ اس دور میں انارکزم چھوٹے ڈائریکٹ ایکشن گروپس میں منظم ہوا، جس میں طالب علموں نے نمایاں کردار ادا کیا۔ پیرس سے واپس آنے والے طلباء جنہوں نے مئی 1968 کے واقعات میں حصہ لیا تھا اور بائیں بازو کے انارکسٹوں سے رابطے میں رہے انہوں نے اپنے ان خیالات کو نوجوانوں میں پھیلانا شروع کیا۔ 1972 میں گائے ڈیبورڈ (Guy Debord) کی کتاب '' پرکشش معاشرہ'' (Societyof the Spectactle)، میخائیل باکونن کی ''خدا اور ریاست'' (God and State) اور پیتر کروپوتکین کی کتاب قانون اور حکومت (Law and Authority) شایع ہوئے۔ فوجی جنتا کی مخالفت میں لوگوں کا انارکزم کی طرف رجحان بڑھا اور 1973 میں اتھینز پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ کے ہنگامے اس کا نکتہ آغاز ثابت ہوئے۔ ایگزارشیا میں ہونے والے یہ مظاہرے آخر میں پولیس کے ساتھ مڈبھیڑ پر ختم ہوتے۔ 4۔ مئی 1976 میں پروپیلیا میں انارکسٹوں نے خودمختاری کے حق میں پہلی ریلی نکالی۔ اس دور میں جب ترکی کے ساتھ سنگین معاملات چل رہے تھے، انارکسٹوں نے واضع سیاسی اور صلح جوئی کا پیغام دیا۔ مظاہرین کے چند اہم نعروں میں '' ترکی کے محنت کش ہمارے بھائی ہیں'' اور '' ایجن ساحل صرف مچھلیوں کا ہے'' ۔ فوجی جنتا کے زوال کے بعد یونانی انارکزم چھوٹا سا ذیلی کلچر رہ گیا، تاہم 1981 کے ہنگاموں کے بعد تحریک کے طور پر ابھر آیا۔ دسمبر 1979 میں اس وقت ہنگامے شروع ہوئے جب حکومت نے یونیورسٹی کے امتحانات کی مدت کم کی اور پڑھائی کا عرصہ مقرر کیا۔ 1979-1981 تک چلنے والی طلباء کی تحریک میں انارکسٹوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ پولی ٹیکنک ادارے کے قریب ایگزارشیا'' فری زون'' ہوگیا۔ جہاں انارکسٹ، بائیں بازو کے کارکن، ہپی اور دیگر سرگرم رہے۔ یونانی فوجی جنتا کے خاتمے کی یاد میں 17۔ نومبر 198 کو طلباء نے ایک زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا۔ جھڑپوں میں دو مظاہرین مارے گئے۔ 1981 میں جب

;8065837975;حکومت قائم ہوئی تو بائیں بازو کے اراکین کی پارلیمنٹ میں کمی ہوئی۔ تاہم انارکسٹوں نے ہوٹل ”کاراویل“ میں حقوق کے حصول کیلئے ایک بڑی کانفرنس کی جس میں ایکشن فرانسس کے جان میری لے پن بھی شریک ہوئے۔ اس کانفرنس میں رخنہ ڈالا گیا تو یونان کے انارکسٹوں نے مزاحمت کی اور گلیوں میں لڑائی اس نئی اہم سماجی تحریک کا نشان بن گئی۔ اتھینز میں 1985 اور 1986 میں روزانہ پولیس کے ساتھ جھڑپیں معمول بن گئیں۔ 1985 میں پولی ٹیکنک انسٹیٹیوٹ تنازعے کی وجہ سے یہ ہنگامے زور پکڑ گئے اور انارکسٹوں کے ایک گروپ نے پولیس کی کار کو آگ لگادی۔ ایک پولیس اہلکار نے 15 سالہ انارکسٹ نوجوان مشعل کالتیزاپر گولی چلادی جو موقع پر ہلاک ہو گیا۔ جس کے بعد اتھینز اور تھیسالونکی میں ہنگامے زور پکڑ گئے۔ دوسرے دن پولیس نے یونیورسٹی میں گھس کر شدید مزاحمت، آنسو گیس اور اسپرے استعمال کیا اور 37 طلباء کو گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد اتھینز میں ہزاروں انارکسٹوں نے مظاہرے کیئے۔ اس کے رد عمل میں 1985 میں پولیس کی بس پر بم پھینکا گیا جس میں نکولس جارج کو پلس ہلاک اور دیگر 14 اہلکار زخمی ہوئے۔ ایگزارشیا عملاً پولیس کیلئے نو گو زون بن چکا تھا۔ 1980 اور 1990 کی دہائیوں میں یونانی نوجوانوں پر انارکسٹوں کا بہت زیادہ اثر رہا۔ انارکسٹوں نے اپنی قائم کی گئی اجتماعی میڈیا میں نیو لبرلزم، رد عملی پاپولرازم، لبرل ڈیموکریسی اور ریاست کے خلاف پیغامات پھیلا دیئے۔ 1980 کے اواخر میں انارکزم عوام کے مسائل پر ایک وسیع پلیٹ فارم بن گیا، جن میں جنسی نا برابری اور جھونپڑیوں میں رہنے والوں کے مسائل شامل تھے۔

سوویت یونین کا اپنے آپ ہی زوال پذیر ہونے کا اثر انارکسٹوں کیلئے مثبت ثابت ہوا بلکہ یونان پر بھی پڑا۔ 1989 اور 1995 کے درمیان انارکزم زیادہ سرگرم اور عروج پر تھا۔ 93-1990 میں کانسٹنٹینو مٹسوٹاکس نے نیو لبرلزم کی پالیسیاں نافذ کرنے کی کوشش کی۔ 1990 کے دور میں غیر حکومتی تحریک زیادہ اہمیت اختیار کرگئی اور تعلیمی

اداروں کی نجکاری کے حکومت کے منصوبوں کے خلاف طلباء کے ہنگاموں میں سرگرم کردار ادا کیا۔ دو جریدے بھی عوام میں مقبول ہوئے۔ جب دنیا بھر میں سرمایہ اور نیو لبرلزم زور پکڑ رہا تھا تو یونانی انارکسٹوں نے عالمگیریت مخالف تحریک میں حصہ لیا۔ باغی نوجوانوں میں انارکسٹ اخبار مقبول ہوا۔ 6۔ دسمبر 2008 میں ایگزارشیا میں ایک پندرہ سالہ لڑکے الیگزینڈر گریگوروپولس کے پولیس کے ہاتھوں بہیمانہ قتل کے خلاف فوری سماجی رد عمل ہوا۔ وزیر اعظم کانسٹنٹینو کرامانلس کے دور میں نرم رویہ اختیار کیا گیا تو تین یوم میں نو مظاہرے ہوئے، جبکہ لوگوں کے ہجوم نے پارلیمنٹ کا کئی ہفتوں تک گھیراؤ کیا ۔ یونان کے کئی اہم شہروں میں عوام نے ایک ماہ تک مظاہرے کیئے، پولیس کے ساتھ جھڑپیں ہوئیں اور سرکاری عمارات، دکانوں اور بینکوں کو آگ لگادی گئی۔ اس موقع پر ایک انارکسٹ رخ الیگلزم نے فروغ پایا۔ جب انارکسٹوں نے گودام سے اناج لوٹ کر لوگوں میں بانٹا۔ معاشی عدم تحفظ نے 2008 میں جلتی پر تیل کا کام دیا۔ یونان میں 2010 کے اقتصادی بحران میں انارکسٹ گروپوں نے خود کو منظم کیا اور حکومتی اقدامات کے خلاف مظاہروں میں حصہ لیا۔ مئی 2010 میں جب یونان کی پارلیمنٹ نے بچت منصوبے کی منظوری دی تو یونان میں زبردست احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ احتجاج کے دوران مظاہرین نے مارفین بینک پر پیٹرول بم پھینکا جس میں بینک کے تین ملازمین ہلاک ہوگئے۔ اس واقع کے بعد مظاہرین کی تعداد میں کمی ہوگئی۔ 2013 میں جب ایک انارکسٹ نکوس رومانوس کو بینک ڈکیتی کے الزام میں گرفتار کیا گیا تو کئی مظاہرے ہوئے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل نے بھی اس واقع کی مذمت کی۔ سال 2010 کے ابتدا میں فاشسٹ تنظیم گولڈن ڈان ابھری جس نے تارکین وطن پر حملے کیئے۔ جس کی وجہ سے انارکسٹوں اور فاشسٹوں کے مابین جھگڑا ہوا ۔ انارکسٹ گروپوں بالخصوص لاقانونیت کو چاہنے والوں، وائلڈ فریڈم، لونلی وولف نے حالیہ ہنگاموں کی ذمہ داری قبول کی۔

اٹلی میں انارکزم---------Anarchism in Italy

اٹلی میں انارکزم ابتدا میں کامریڈ میخائیل باکونن (Mikhail Bakunin)ایریکو ملاتستا (Erico Malatesto) اور گسیپے فنیلی (Giuseppe Fanelli)کے زیر اثر پھیلا۔اس کی جڑیں اجتماعی انارکزم میں ہیں جبکہ یہ انفرادی ایگلزم،انارکوسنڈیکلزم اور خاص طور پر انارکو کمیونزم کی شمولیت سے پھیلا۔آج بھی اٹلی میں انارکزم کی سرگرمیاں زیادہ ہیں۔ جنگ کے بعد اٹلی میں سینتھیسز انارکسٹ فیڈریشن سامنے آئی اور 20ویں صدی کے دوسرے عشرے میں آنتونو مسمواور اپریسمونے خصوصی طور پر اطالوی انارکزم کو متاثر کیا۔1869 میں جب انٹرنیشنل ورکنگ مینزایسوسی ایشن کااطالوی سیکشن قائم ہوا تو کئی نئے اور پرانے انارکسٹ منظر عام پر آنے لگے جن میں کارلوکفیرو اور ایریکو ملاتستا شامل ہیں۔ 1876 میں فلورنس میں ہونے والی کانفرنس میں انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن میں شامل اطالوی سیکشن نے انار کو کمیونزم کے اصولوں کی وضاحت کی۔ سب سے پہلے اٹلی میں ہی انارکسٹ انقلاب کی کوششیں ہوئیں۔ 1869 میں فلورنس اور 1874 میں بولوگنا میں ہونے والی عوامی بغاوتوں میں باکونن کااہم کردار تھا۔1877 میں ایریکو ملاتستا،کارلوکفیرواور کوستانے اٹلی میں انقلاب لانے کی کوشش کی۔فوج کی جانب سے کچلنے سے پہلے انہوں نے کمپانیہ میں دو دیہات کو آزاد کرالیا تھا۔اطالوی انارکزم کو سب سے پہلے فرسٹ انٹرنیشنل میں اطالوی سیکشن کے طور پر تسلیم کیاگیا۔پیرس کمیون کی وجہ سے انٹرنیشنل ورکنگ مینزایسوسی ایشن کی مقبولیت آسمان تک جاپہنچی۔وہاں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کی محدود معلومات کی وجہ سے کئی انتہاپسندوں کاکمیون کی نوعیت سے متعلق نقطہ نظر خیالی تھا جس کی وجہ سے انارکسٹ اور سوشلسٹ تصورات مقبول ہوئے۔ریڈیکل ریپبلکن گسیپے مزینی نے پیرس کمیون کی مذمت کی کیونکہ اس میں ہر وہ چیز شامل تھی جس سے وہ نفرت کرتے تھے۔ مثلاً;59;طبقاتی جدوجہد،عوامی تشدد،الحاد اور مادیت وغیرہ۔چونکہ مارکس اور باکونن کے

مابین اختلافات بڑھے تو پہلے انٹرنیشنل ورکنگ مینزایسوسی ایشن میں شامل اطالوی سیکشن نے مارکس کے حکومتی رویئے کی وجہ سے باکونن کاساتھ دیا۔مزینی کے مارکس اور اینگلز کی نااہلیت کی بناء پر پیرس کمیون پر کیئے جانے والے مخالفانہ حملوں کاکامریڈ باکونن نے ڈٹ کر مقابلہ کیااور اسی وجہ سے انٹرنیشنل ورکنگ مینزایسوسی ایشن کااطالوی سیکشن باکونن کی سوچ سے متاثر ہوا۔ ایریکو ملاتستا اٹلی میں نمایاں انارکسٹ تھا انہوں نے کئی انارکسٹ اخبارات میں لکھااور ان کاایڈیٹر بھی رہا۔پیرس کمیون کی پرجوش حمایت کرتے تھے اور کامریڈ کارمیلو پولادینو سے دوستی تھی اور وہ نیپلز کے انٹرنیشنل ورکنگ مینزایسوسی ایشن میں شامل ہوئے۔ وہ الیکٹریشن تھے۔ 1872 میں ان کی باکونن سے ملاقات ہوئی اور سینٹ آئمیر کانگریس میں دونوں ساتھ تھے۔وہ دوبار جیل بھی گئے۔اپریل 1877 میں ایریکو ملاتستا،کارلوکفیرواور روسی انارکسٹ سرگئی اسٹیپنیاک نے اٹلی کے صوبہ بینوینٹو میں بغاوت کی اور دیہات لیتینواور گالو پر بغیر مزاحمت کے قبضہ کرلیا۔انقلابیوں نے ٹیکس رجسٹر جلادیااور بادشاہت کے خاتمے کااعلان کردیا۔مقامی مذہبی پیشواسمیت عوام نے ان کاوالہانہ استقبال کیا۔انہوں نے فلورنس سے ایک جریدہ جاری کیااور 1885 سے بیونس آئرس میں رہائش اختیار کی۔جبکہ ارجنٹینا میں نان بائیوں کی یونین کی بنیادرکھی۔1889 میں یورپ واپسی پر نیس سے ایک اخبار جاری کیااور بعدازاں لندن فرار ہوئے۔29جولائی 1900 میں انارکسٹ گاۓتینو بریسکی (Gaetano Bresci) نے اٹلی کے بادشاہ امبرٹو اول (Umberto-1) کو قتل کیا جس پر اسے عمر قید کی سزادی گئی۔ گاۓتینو بریسکی امریکہ چلے گئے جہاں نیوجرسی میں رہتے تھے۔انہوں نے امریکہ میں ایک اطالوی انارکسٹ گروپ میں شمولیت اختیار کی اور بعدازاں ایک اخبار بھی نکالا۔ وہ امریکہ میں رہنے کے دوران گسیپے سانکابیلا (Giuseppe Ciancabilla) کی مقاصد کا پروپیگنڈہ سے کافی متاثر ہوئے۔اس پر 1898 میں باوابیکارس قتل عام کا گہرا ہوا،روٹی کی قیمت بڑھانے پر ہونے والے ہنگاموں میں درجنوں افراد کو قتل کیاگیا جبکہ بادشاہ امبرٹو نے

بغاوت کو کچلنے میں ملوث جنرل فلوریزو باوابیکارس کو تمغہ دیا تھا۔ بادشاہ امبر ٹو اول جب 29 جولائی 1900 کو مونزا (Monza) کے دورے پر آئے تو بریسکی نے اپنے 32 بور ریوالور سے فائرنگ کر کے بادشاہ کو ہلاک کر دیا۔ 29۔اگست 1900 کو اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی اور سانتو اسٹیفانو جزیرے پر جیل میں رکھا گیا جہاں پہلے ہی کئی انارکسٹ قید تھے۔ تاہم ایک سال بعد ہی 22 مئی 1901 کو 31 سال کی عمر میں وہ اپنی جیل کی کھولی میں مردہ پائے گئے۔ کئی لوگوں کا خیال ہے کہ اسے حکومت کے ایماء پر قتل کیا گیا تاہم حکومت نے اسے خودکشی کا رنگ دیا۔ جبکہ بریسکی سے متاثر پولینڈ کے انارکسٹ لیون کولگوز (Leon Frank Czolgosz) نے 6 ستمبر 1901 کو بفلو، نیویارک میں امریکی صدر جان میک کنلی کو قتل کیا۔ 1970 سے 1980 کے دوران تسکانی انارکسٹوں نے بریسکی کے آبائی شہر میں ان کا یادگار بنانے کی کوشش کی مگر حکومت نے اسے ناکام بنا دیا ۔تاہم کرارا میں انارکسٹوں نے راتوں رات ان کا یادگار بنا دیا۔ ایریکو ملاتستا نے 1907 میں ایمسٹرڈم میں ہونے والی انارکسٹ کانگریس میں شرکت کی۔ پہلی عالمی جنگ کے بعد ملاتستا اٹلی واپس آئے اور 1821 میں اسے گرفتار کیا گیا تاہم فاشسٹ حکومت آنے سے دو ماہ پہلے اسے جیل سے رہا کیا گیا۔ وہ 1924 سے 1926 تک ایک اخبار نکالتے رہے مگر اسے مسولینی کی جانب سے ہراساں کرنے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ اخبار پر سینسر شپ کی وجہ سے آنے والے سالوں میں وہ خاموش رہے اور الیکٹریشن کا کام کر کے گزارہ کیا۔ وہ 22 جولائی 1932 کو نمونیا کی بیماری کی وجہ سے انتقال کر گئے۔

1891 میں کپولا گو کانگریس میں سوشلسٹ انقلابی انارکسٹ پارٹی قائم کی گئی، جس میں 80 سے زیادہ انارکسٹ اور سوشلسٹ وفود نے شرکت کی جس میں ایریکو ملاتستا، لوگی گالینی، امیلکر سپریانی، آندرے کوسٹا اور فلپو توراتی شامل تھے۔ 1912 میں اطالوی ٹریڈ یونین قائم ہوئی۔ رینزو نیواتور (Renzo Novatore) اٹلی کے ایک معروف انارکسٹ تھے جو کئی جرائد میں لکھتے تھے اور وہ امریکہ سے نکلنے والے انفرادی

اطالوی انارکسٹ ایریکو ایریگونی (Enrico Arrigoni) کے جریدے ایریسیا (Erissa) میں بھی لکھتے تھے۔ جب جنگ کا خاتمہ ہوا تو اٹلی میں USA کا عروج تھا اور اس نے انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن میں بھی شمولیت اختیار کر لی۔ اس تنظیم کے کارکن مسولینی کی بلیک شرٹس کے خلاف گلیوں میں لڑے۔ 1926 میں مسولینی نے USI کو غیر قانونی قرار دیکر پابندی عائد کی مگر اس کے باوجود اس کی سرگرمیاں اندرون اور بیرون ملک جاری رہیں۔ اس کے کارکن اسپین کی خانہ جنگی میں بھی CNT کی طرف سے لڑے اور انقلاب اسپین میں حصہ لیا۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد اس کے کارکن فیڈریشن انارکسٹ اٹلی کے رہنما اصولوں پر عمل کرتے رہے جس نے متحد ہو کر جدوجہد کرنے کی اپیل کی۔ اٹلی کے ایک اور معروف انارکسٹ کیمیلو برنری Camillo (Berneri) کو کمیونسٹ پارٹی آف اسپین کے کارکنوں نے قتل کیا تھا۔ جنگ کے بعد 1945 میں اطالوی انارکسٹ فیڈریشن کا بنیاد رکھا گیا جس نے ایریکو ملاتستا کے پروگرام کو آگے بڑھایا اور ایک جریدہ بھی نکالا جو پہلے ایریکو ملاتستا شایع کرتا تھا۔ جبکہ پائیر کارلو مسینی (Pier Carlo Masini) نے لبرترین پارٹی بنائی، جارج فونتینس (Georgr Fontenis) نے فیڈریشن کمیونسٹ لبرتیئر تشکیل دی۔ جبکہ مقامی انارکسٹ گروپ بھی کام کرتے تھے جو ڈائریکٹ ایکشن کی حمایت کرتے تھے۔ ان میں ایک اہم نام الفریڈو ماریا بونانو (Alfredo Maria Bonano) کا ہے جو اسپین کے سیاسی پناہ حاصل کرنے والے انارکسٹ جوزف لیوس فیسریاس (Josep Lluis Facerias) سے متاثر تھے۔ 1965 میں کرارا میں انٹرنیشنل انارکسٹ فیڈریشن کی نویں کانگریس ہوئی تو ایک گروپ نے اس سے علیحدگی کا فیصلہ کیا جس پر انفرادی انارکزم کا اثر تھا اور یہ انارکو سنڈیکلز پر تنقید کرتے تھے۔ 1970 کی ابتدا میں اطالوی انارکسٹ فیڈریشن کے اندر پلیٹفارمسٹ رویہ ابھرا۔ ایک اور گروپ انارکو سنڈیکلزم کے نام سے سامنے آیا۔ 1985 میں فیڈریشن انارکسٹ کمیونسٹ قائم ہوئی جبکہ 1986 میں دو بڑی

مزدور تنظیموں نے فیڈریشن انارکسٹ کمیونسٹ میں شمولیت اختیار کی۔ سنتھیسٹ اطالوی انارکسٹ فیڈریشن اور پلیٹفارمسٹ فیڈریشن آف انارکسٹ کمیونسٹ آج بھی موجود ہے۔

اسپین میں انارکزم-------Anarchism in Spain

اسپین میں انارکزم نے 1936-1939 کے دوران خاص طور پر جنرل فرانسسکو فرانکو کے دور سے قبل بہت زیادہ حمایت حاصل کی اور زیادہ سرگرمی سے سیاسی کردار ادا کیا، اس کے بعد اس کے کلاسیکل دور کا خاتمہ سمجھا جاتا ہے۔ اسپین میں انارکزم کے کئی مختلف نمونے تھے جس میں تنازعہ شروع ہونے تک بورجوازیوں سے لوٹ مار (Expropriative Anarchism)، اندلس میں کسانوں کا انارکزم، کیتلونیا میں شہری انارکو سنڈیکلزم، اور ''زراگوزا'' سمیت دیگر شہروں میں خالص انارکزم (Pure Anarchism) شامل ہیں۔ تاہم ان میں بہت زیادہ نظریاتی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ ان سب کی کامیابی ان کی جانب سے کی جانے والی ہڑتال ہوا کرتی تھی مگر پولیس کی جانب سے تشدد کی وجہ سے ان کے تعداد میں کمی ہوتی چلی گئی۔ تاہم بعد میں زیادہ ریڈیکل انارکزم آچکا تھا اور 20ویں صدی کی ابتدا میں انارکزم میں تشدد کا رجحان آیا، جس کی وجہ سے مسلح انارکسٹوں سے مقابلے کیلئے کمپنیوں نے بھی مسلح گارڈ رکھے جو قتل جیسے اقدامات کے ذمہ دار تھے۔ 20ویں صدی میں تشدد بڑھنا شروع ہوا اور انارکو سنڈیکلزم کے ابھرنے سے تحریک نے زور پکڑا جبکہ کئی لبرترین ٹریڈ یونینز وجود میں آئیں، جس میں کنفیڈریشن نیشنل ڈیل ٹرابا جو (CNT) کی جانب سے ہڑتالوں کا سلسلہ عام ہوا اور اطالوی مزدوروں کی بڑی تعداد نے انارکسٹ فکر کو اپنا لیا۔ جبکہ چھوٹی سی انفرادی انارکسٹ تحریک بھی موجود تھی۔ جبکہ فیڈریشن انارکستا آئبیریکا (FAI) بھی موجود تھی۔ اسپین میں خانہ جنگی کے دوران انارکسٹوں نے مرکزی کردار ادا کیا اور پورے اسپین میں

سماجی انقلاب پھیل گیا۔ جہاں زمینیں اور کارخانے اجتماعی ملکیت میں دیئے گئے اور ان پر محنت کشوں کا کنٹرول تھا۔ 1939 میں جنرل فرانکو کی فتح کے بعد تمام سماجی اصلاحات کا خاتمہ کردیا گیا اور ہزاروں انارکسٹوں کو قتل کیا گیا۔ ان کے دور میں مزاحمت مکمل طور پر ختم نہ ہو سکی۔ جنگ کے خاتمے کے بعد بھی سبوتاژ اور ڈائریکٹ ایکشن جیسی کارروائیاں ہوتی رہیں اور حکمرانوں کو قتل کرنے کی کوششیں بھی ہوئیں۔ آج بھی یہ ورثہ موجود ہے۔

19 صدی کے وسط میں اسپین میں انقلابی فکر کو کوئی نہیں جانتا تھا۔ ریڈیکل تحریک سے قریبی رغبت جوزف پرودھون کے ماننے والوں میں موجود تھی، جن میں سب سے اہم نام فرانسس پاءآئی مارگل کا ہے۔ رومن ڈیلا سارگا جو کہ جوزف پرودھون کے ساتھی تھے، جس نے سب سے پہلا اناکسٹ جریدہ ''ایل پورویز'' (EI Porvenir) جاری کیا جو کچھ عرصہ گالیکا سے جاری ہوتا رہا۔ جبکہ ملک کے مختلف حصوں میں کسانوں میں بے چینی کی لہر بھی اٹھتی رہی۔ اسپین کے عوام میں انارکزم کو متعارف کرانے کی پہلی کامیاب کوشش 1868 میں شروع ہوئی۔ گسپی فانیلی (Giuseppi Fanelli) کو میخائیل باکونن نے فرسٹ انٹرنیشنل کیلئے ممبران کو بھرتی کرنے کیلئے اسپین بھیجا۔ فانیلی فرنچ اور اطالوی زبانوں میں بول سکتے تھے جس کی وجہ سے شرکاء ان کی کچھ باتوں کو سمجھ لیتے تھے۔ ان کی تقاریر سے اسپین میں انارکسٹ تحریک کا آغاز ہوا اور پسے ہوئے محنت کش طبقے کو نجات کا راستہ نظر آگیا۔ وہ سمجھنے لگے کہ ریاست کرپشن اور ظلم کا ادارہ ہے، سرمایہ داری نظام غربت اور بہت زیادہ دولت کو چند ہاتھوں میں مرکوز کرتا ہے اور مذہبی ادارہ طاقتور کے غلبے کا ساتھ دیتا ہے۔ بہت جلد میڈرڈ میں فرسٹ انٹرنیشنل کا ایک بازو قائم کیا گیا۔ چند وفادار انارکسٹوں نے فانیلی کے فکر کو متعارف کرانا شروع کیا، اجلاس منعقد کیئے، تقاریر کرتے اور نئے آنے والوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے۔ 1870 میں میڈرڈ ونگ کے محض دو ہزار ممبر تھے۔ انارکزم نے زیادہ اثر بارسلونا میں کیا، جہاں پہلے ہی مزدوروں کی بغاوتیں ہوتی تھیں اور وہاں ٹریڈ یونینز بھی تھیں۔ 1869 میں بارسلونا میں انٹرنیشنل کا

ایک سیکشن قائم ہوا۔ تقاریر، بحث مباحثوں اور اجلاس منعقد کر کے انارکزم کو عام کرنے کی کوشش کی گئی اور ایک اخبار بھی نکالا گیا۔ جس کے بعد پورے اسپین میں انارکزم نے جڑیں پکڑلیں۔ انارکسٹ فکر پھیلنے سے پہلے ہی اسپین کے کئی دیہات میں انارکسٹ روایات موجود تھیں۔ ان میں انارکزم کے حوالے سے سب سے اہم واقعہ بارسلونا میں 1870 میں ہونے والی کانگریس تھی، جس میں مزدور تنظیموں کے 150 نمائندے شریک ہوئے جبکہ عام مزدو بھی اتنی بڑی تعداد میں کانگریس دیکھنے پہنچے کہ پورے ہال میں تمام نشستیں بھر گئیں اور کئی لوگ ہال کے داخلی دروازے پر کھڑے ہوئے تھے۔ اسپین کے انٹرنیشنل سیکشن کا نام تبدیل کر کے ”اسپینش ریجنل فیڈریشن“ رکھا گیا۔ اس کانگریس نے نہ صرف پریس بلکہ دیگر سیاسی جماعتوں کی بھی توجہ حاصل کی اور اس کے نتیجے میں سیڈیکلسٹ نے آنے والے دنوں میں طاقت حاصل کی اور CNT مزدور تنظیم قائم ہوئی۔ بہت سارے انارکسٹوں نے محسوس کیا کہ ان کے الگ الگ ہونے کا کوئی فائدہ نہیں اور یہ ان کے فکر کے بھی خلاف ہے۔ ایک سال تک وہ فیڈریشن کے اندر ”اقتدار“ کے حمایتیوں سے لڑتے رہے تاہم 1872 میں انہیں نکال باہر کر دیا۔ جبکہ اسی سال مارکسسٹوں نے میخائیل باکونن کو انٹرنیشنل سے نکال دیا۔ انارکسٹوں نے بائیں بازو کے سابقہ اتحادیوں کی دشمنی کی بدولت اسپین میں اپنی تحریک کی نوعیت کو نئی شکل دی۔ اسپینش فیڈریشن اب بیوروکریٹوں کی کونسل کے کنٹرول سے آزاد تھی اور مزدور خود اپنے فیصلے کرنے میں آزاد ہوئے۔

الکونی ریجن میں 1873 میں محنت کشوں نے 8 گھنٹہ ڈیوٹی کی حمایت میں احتجاج شروع کیا تو پولیس نے ایک پرامن جلوس پر گولی چلادی جس کے نتیجے میں تنازعہ بڑھا اور محنت کشوں نے سٹی ہال کو آگ لگادی۔ دونوں طرف سے درجنوں لوگ ہلاک ہوگئے۔ حکومت نے فیڈریشن کو کچلنے کیلئے فوری کارروائی شروع کی۔ میٹنگ ہالز کو بند کیا گیا اور ارکان کو جیلوں میں ڈالا گیا اور جرائد پر پابندی لگادی گئی۔ اس طرح 20ویں صدی کی

ابتدا تک انارکزم اسپین میں کم ہو گیا۔ تاہم دیہات میں اب بھی انارکزم مقبول تھا جہاں کسانوں نے لبرترین کمیونزم لانے کیلئے کئی بار ناکام بغاوتیں کیں۔ شہروں میں ناکامی کے بعد فیڈریشن نے اندلس میں کسانوں کو متحرک کرنے پر اپنی توجہ مرکوز کی۔ 1870 کے اوائل میں کوردوبا میں انٹرنیشنل کا ایک سیکشن قائم کیا گیا جس نے شہری اور دیہاتی تحریکوں میں ربط بحال کیئے رکھا۔ تاہم ریاست نے ان چھوٹی کامیابیوں کو بھی کچلنے میں کوئی کثر نہیں چھوڑی۔ جس کی وجہ سے 1870 کے وسط میں پوری تحریک کو زیرزمین پر چلے جانے پر مجبور کیا گیا۔ جس کی وجہ سے انٹرنیشنل کی جگہ علاقائی تحریکوں نے جگہ لی اور کئی جگہ کامیابیوں کے بعد ناکامی ہوئی۔ انقلابی تنظیم (انارکوسنڈیکلز تنظیم کو مانتے ہیں) نہ ہونے کی وجہ سے انارکسٹوں نے براہ راست تشدد کا راستہ اختیار کیا اور اچانک بغاوت پھوٹ پڑتی۔ جیسا کہ جاریز میں چار لوگ قتل کیئے گئے، فصلوں اور عمارتوں کو جلا دیا گیا۔ بارسلونا میں 1896 میں ایک مذہبی اجتماع پر بم حملہ کرنے کے نتیجے میں چھ لوگ مارے گئے۔ پولیس نے اسے انارکسٹوں کی کارروائی قرار دیکر کچلنا شروع کیا اور چار سو لوگوں کو بارسلونا کی عبادتگاہ میں پکڑ کر لایا گیا، جہاں ان قیدیوں پر بدترین تشدد کیا گیا، مردوں کو پنکھوں سے باندھ کر لٹکایا گیا، ان کے مردانہ عضووں کو مروڑ کر جلایا گیا اور ان کے ناخن نکالے گئے۔ کئی لوگ مقدمہ چلانے سے پہلے ہی مر گئے اور پانچ افراد کو پھانسی دے دی گئی۔ بارسلونا میں انارکسٹوں پر تشدد کے بدلے میں اطالوی انارکسٹ مائیکل انگلیلو نے 1897 میں اسپین کے وزیراعظم انتونیو کینوواس کو قتل کر دیا۔ اس کے باوجود متعدد جرائد نے انارکسٹ فکر کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا جن میں سرفہرست فرمین سالووشا کا ”ایل سوشلزمو“ تھا۔ 20ویں صدی کی شروعات میں انتہا پسندوں کی جانب سے دہشتگردی میں کمی آگئی تو انارکسٹوں کو ریاست اور سرمایہ داروں کا تختہ الٹنے کیلئے ڈائریکٹ ایکشن کی ضرورت پیش آئی، جس کی وجہ سے سنڈیکلزم کا خیال مقبول ہوا۔ پیورسٹ انارکسٹ کمیونسٹ دراصل سنڈیکلسٹ خیالات کو اپنانے کے خواہشمند نہ تھے۔ 1900 میں فیڈریشن آف ورکرز

سوساءٹیز آف اسپینش ریجن کا بنیاد رکھا گیا۔ اس تنظیم نے سوشلسٹ لبرترین بنیادوں پر سنڈیکلزم کو اپنایا۔ اس کی کامیابی فوراً شروع ہوئی اور صرف ایک سال کے اندر ہی پورے اسپین میں عام ہڑتالیں شروع ہوئیں۔ کئی ہڑتالوں میں کوئی لیڈر نہ ہوتا تھا اور یہ محنت کشوں کی اپنی ہڑتالیں تھیں۔ کئی ہڑتالوں میں سرمایہ داری کے خاتمے کے مطالبات کیئے گئے۔ اسپین کی حکومت نے اس کے خلاف سخت کارروائی کی اور فیڈریشن آف ورکرز سوساءٹی کو کچل دیا۔ تاہم اناکوسنڈیکلزم کی عدم مرکزیت کی نوعیت نے اس کی مکمل تباہی کو ناکام بنادیا اور یہ کوششیں صرف اس کی تحریک کو تھوڑا سا ٹھنڈہ کرنے میں کامیاب ہو سکیں۔

بارسلونا میں 1909 میں دو واقعات کی وجہ سے ایک اور عام ہڑتال کو حمایت ملی۔ ایک ٹیکسٹائل فیکٹری کو بند کر کے 800 مزدوروں کی چھٹی کر دی گئی۔ جبکہ دیگر صنعتوں میں اجرتوں میں کٹوتی کی گئی۔ مزدوروں نے فیکٹری کے باہر ہڑتال کی منصوبہ بندی کی۔ اسی دوران حکومت نے اعلان کیا کہ ریزرو فوجی مراکش میں لڑائی کیلئے تیار رہیں جہاں باغی قبائل ہسپانوی فوجیوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ یہ ریزرو زیادہ تر مزدور تھے جو کسی طرح بھی اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر سرمایہ داروں کے مفادات کیلئے لڑنے کو تیار نہ تھے ۔ ملک بھر میں جنگ مخالف ریلیاں نکالی گئیں اور عام ہڑتال کی باتیں ہونے لگیں۔ ریزرو فوجیوں کی طلبی کی اپیل کے کچھ ہفتوں بعد ہی 26 جولائی کو بارسلونا میں ہڑتال ہوئی جو بہت جلد وسیع پیمانے پر عوامی ابھار میں تبدیل ہو گئی۔ اینسلمو لوریزو نے ایک خط میں لکھا کہ بارسلونا میں ایک سماجی انقلاب ابھرا ہے جو عوام نے شروع کیا ہے۔ کوئی بھی اس کی قیادت نہیں کر رہا۔ نہ لبرلز، نہ ہی قوم پرست اور نہ ہی ری پبلکن، نہ ہی سوشلسٹ اور نہ ہی انارکسٹ۔ تھانوں پر حملے ہوئے، بارسلونا کی جانب آنے والی ریلوے لائینوں کو تباہ کیا گیا، راستوں پر رکاوٹیں کھڑی کی گئیں۔ ریڈیکل تنظیم کے ارکان نے 80 چرچ اور خانقاہوں کو جلا دیا۔ اس احتجاج میں چھ لوگ مارے گئے۔ بغاوت کے بعد 1700 افراد پر مختلف الزامات عائد کر کے مقدمات قائم کیئے گئے، تاہم زیادہ تر کو چھوڑ دیا گیا تاہم 450 کو سزائیں

دی گئیں۔ 12 کو عمر قید اور فرانسسکو فیرر سمیت پانچ افراد کو سزائے موت دی گئی، جبکہ فرانسسکو فیرر اس وقت بارسلونا میں موجود ہی نہ تھے۔ اس ہولناک ہفتے کے بعد حکومت نے باغیوں کو وسیع پیمانے پر کچلنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ مزدور تنظیموں کو نشانہ بنایا گیا اور ان کے اخبارات کو بند کیا گیا، لبرترین اسکولوں کو تالہ لگا دیا گیا اور کیتلونیا میں مارشل لا لگا دیا گیا جو نومبر تک جاری رہا۔ اس کے باوجود اسپین کے محنت کشوں نے بہادری کا مظاہرہ کیا اور وہ مزید ریڈیکل ہو گئے اور مزدوروں نے انقلابی حکمت عملی کے طور پر سنڈیکلزم کو اختیار کیا۔ انارکسٹوں کی اس تحریک کے نتیجے میں مزدوروں کی ایک یونین بنائی گئی۔ CNT سے قبل انارکسٹ آرگنائیزیشن آف اسپینش ریجن تشکیل دی گئی۔ حکومت کے ظالمانہ اقدامات کے نتیجے میں 1907 میں ایک جریدہ ”سولیدار داوبریرا“ نکالا گیا جو کہ CNT کا ترجمان تھا۔ 20 ویں صدی کی ابتدا میں انارکسٹوں میں اس بات پر اتفاق رائے تھا کہ مزدوروں کی تحریک کو تیز کرنے کیلئے ایک نئی تنظیم کی ضرورت ہے اور اس طرح ”کنفیڈریشن نیشنل ڈیل ٹراباجو“ (CNT) 1910 میں وجود میں آئی۔ اس کے قیام کے پانچ دن بعد ایک ہڑتال کی کال دی گئی جو کامیاب ثابت ہوئی اور ملک بھر میں پھیل گئی ۔ ایک شہر کا کنٹرول حاصل کرنے کے بعد مزدوروں نے میئر کو قتل کر دیا۔ فوج شہروں میں داخل ہوئی اور اس بغاوت کو کچل دیا اور CNT کو غیر قانونی قرار دیا گیا۔ اس کی قیادت اس کے قیام کے ایک ہفتے بعد ہی زیر زمین چلی گئی۔ 1917 میں عام ہڑتال ہوئی جو کہ سوشلسٹوں نے منظم کی تھی مگر بارسلونا میں انارکسٹ نمایاں نظر آئے۔ ہڑتالیوں نے ٹرالیوں کو روکنے کیلئے رکاوٹیں کھڑی کیں تو حکومت نے راستوں پر مشین گنیں کھڑی کر دیں۔ اس لڑائی میں 70 لوگ مارے گئے۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران اسپین کی معیشت تباہ ہو کر رہ گئی۔ کارخانے بند ہونے سے بے روزگاری پھیلی اور مزدوروں کی اجرتوں میں کٹوتی کی گئی۔ سوویت یونین میں تازہ انقلاب آنے کی وجہ سے سرمایہ داروں نے اسپین میں امزدور تنظیموں بالخصوص CNT کے خلاف بدترین جنگ چھیڑ دی۔ لاک

آءوٹ معمول بن گئے جبکہ معروف ریڈیکل کارکنوں کو بلیک لسٹ کیا گیا۔یونین لیڈروں کو قتل کرنے کیلئے پیشہ ور قاتلوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔اس عرصے میں سینکڑوں انارکسٹوں کو قتل کردیا گیا۔اس کے جواب میں انارکسٹوں نے بھی کئی لوگوں کو قتل کیا جن میں سب سے اہم وزیر اعظم ایدارد و دتوارادیئر شامل تھے۔اس دور میں CNT کے لاکھوں ممبران تھے۔ جبکہ اسپین میں ہر طرف انقلابی جوش و جذبہ موجود تھا۔ ہر جگہ انارکسٹ فکر پر بحث مباحثے ہوتے رہتے تھے۔عام ہڑتالیں معمول بن چکی تھیں۔ایک جگہ ہڑتال ہوتی تو اس کی یکجہتی میں پورے شہر میں ہڑتال کی جاتی تھی اس طرح عام ہڑتال کی کال دینے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی۔

1919 میں بارسلونا کے ہائیڈرو الیکٹرک پلانٹ نے مزدوروں کی اجرتوں میں کٹوتی کی تو اس کے خلاف 44 یوم تک مسلسل ہڑتال ہوئی اور یہ کامیاب عام ہڑتال تھی، جس میں ایک لاکھ محنت کشوں نے حصہ لیا۔ جبکہ ایک اور پلانٹ پر دھرنا دیا گیا۔اس کے ایک ہفتے بعد ٹیکسٹائیل کے تمام محنت کشوں نے واک آءوٹ کیا۔ جس کے بعد الیکٹریکل کے تمام محنت کش بھی ہڑتال پر چلے گئے۔ بارسلونا میں مارشل لا لاگو کیا گیا مگر اس کے باوجود احتجاج زوروں پر تھا۔ بارسلونا کی اخبارات کی انجمن نے مالکان کو خبردار کیا کہ اخبار مزدوروں پر تنقید سے متعلق کوئی مواد شایع نہیں کریں گے۔ حکومت نے تمام محنت کشوں کو لازمی فوجی خدمت کیلئے طلب کرکے ہڑتال کو ناکام بنانے کی کوشش کی مگر اس پر کسی نے بھی توجہ نہ دی اور تو اور یہ خبر کسی اخبار میں بھی شایع نہ ہوئی۔جب اس کا علم بارسلونا میں کسی طرح پہنچا تو ریل اور ٹرالی کے مزدوروں نے بھی ہڑتال کردی۔ حکومت نے بالآخر بات چیت کرکے ہڑتال کو ختم کرایا۔ہڑتالی مزدور 8۔گھنٹہ ڈیوٹی، یونین کو تسلیم کرنے اور برطرف مزدوروں کی دوبارہ بحالی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ تمام مطالبات تسلیم کیئے گئے۔ جبکہ تمام سیاسی قیدیوں کی رہائی کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ حکومت نے یہ مطالبہ بھی مانا تاہم جن کے مقدمات چل رہے تھے انہیں رہا کرنے سے انکار کردیا۔مزدوروں نے خبردار

کیا کہ اگر تین یوم میں یہ مطالبہ تسلیم نہ ہوا تو وہ دوبارہ ہڑتال کریں گے۔تاہم حکومت نے ہڑتالی کمیٹی کے ارکان کو گرفتار کرلیا اور ہڑتال کی دوسری کوشش ناکام کردی۔ ہزاروں مزدوور دوبارہ کام پر آگئے اور 1919 کی ہڑتال کے نتیجے میں 8۔گھنٹہ ڈیوٹی پر عمل شروع ہوگیا۔اس طرح اسپین دنیا کا پہلا ملک بن گیا جہاں مزدوروں سے 8۔گھنٹہ ڈیوٹی لی جاتی تھی۔

1919 کی عام ہڑتال کی کامیابی اور CNT کے منتظمین کے خلاف بڑھتے ہوئے تشدد کے واقعات کی وجہ سے پرائموڈی راءویرا(Prio de Rivera) کی آمرانہ حکومت قائم ہوئی اور اس نے تمام انارکسٹ تنظیموں اور ان کے شایع ہونے والے اخبارات پر پابندی لگادی تو انارکسٹ سرگرمیاں ماند پڑ گئیں۔اس کے نتیجے میں پولیس کے خلاف کارروائیاں بڑھیں اور ایک گروپ لاس سولیداریوس نے سیاسی مخالفین کو قتل کرنا شروع کیا۔ مخالفین کے حملوں میں کئی انارکسٹ مارے گئے۔ پرائموڈی ریویرا کے دنوں میں CNT کی قیات نے جدید انقلابی سنڈیکلزم پر چلنا شروع کیا اور لبرترین کمیونزم کی طرح کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا اور مزید منظم ہونے کو ترجیح دی۔اس رخ سے نمٹنے کیلئے 1927 میں فیڈریشن انارکستا آئیبریکا (FAI) کا قیام عمل میں لایا گیا۔اپنے قیام کے دوسال بعد بھی FAI انتہائی خفیہ تنظیم رہی۔ جبکہ ایک اندازے کے مطابق اس کے اراکین کی تعدد پانچ ہزار سے تیس ہزار تک تھی تاہم پہلی عالمی جنگ کے بعد اس کے ممبران کی تعداد کافی بڑھی۔FAI لبرترین نہ تھی اور اس پر شدت پسند جارح حاوی تھے، جن میں جان گارشیا اولیور (Juan Garcia Oliver) اور بوئناوینچرا دروتی (Buenaventura Duruti) شامل تھے۔تاہم یہ حکومت مخالف تنظیم تھی اور اس کے ممبران کو اختلاف رائے رکھنے کا بھی حق تھا۔اپنے عمل میں FAI انتہا پسند انقلابی تھی، فنڈ جمع کرنے کیلئے بینکوں کو لوٹتی اور اور ہڑتال کراتی تھی تاہم ایک وقت میں وہ موقع پرست بن گئی۔ ریویرا ڈکٹیٹر شپ کے خلاف اس نے جدت پسند

کوششوں کی حمایت کی اور 1936 میں پاپولر فرنٹ کے قیام میں اپنا حصہ ڈالا۔ جبکہ ری پبلکن حکومت کی انارکسٹوں نے حمایت کی۔ ابتدا میں CNT نے آمریت کے متبادل کے طور پر ری پبلکن کی حمایت کی تاہم اپنے اصولوں پر قائم رہے کہ ریاستیں اپنے جوہر میں نقصاندہ ہوتی ہیں تاہم ان کی شدت کے انداز میں کمی بیشی آتی رہی۔ مگر یہ تعلق زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ ٹیلیفون کے محنت کشوں کی ہڑتال کے دوران CNT اور حکومتی فورسز کے مابین گلی محلوں میں لڑائی شروع ہوگئی اور فوج نے محنت کشوں کے خلاف مشین گنوں کا استعمال کیا۔ اسی طرح کی ایک اور ہڑتال سیوائیل (Seville) میں ہوئی۔ فوج نے جب انارکسٹوں کے اجلاس کو گھیرا تو لڑائی میں 20 انارکسٹ مارے گئے اور ایک سو زخمی ہوئے۔ اس کے خلاف التو لوبریگات (Alto Llobregat) میں بغاوت ہوئی جہاں کانکنوں نے شہر پر قبضہ کرلیا اور ٹاءون ہالز پر لال اور سیاہ پرچم لہرادیئے۔ ان اقدامات کے خلاف حکومت نے سخت کارروائی کی تاہم اسے بہت کم کامیابی ملی۔ دروتی اور فرانسسکو اسکاسو سمیت کئی سرگرم انارکسٹوں کو افریقہ میں اسپین کے علاقوں کی جانب بھیج دیا گیا۔ اس کے خلاف تیراسا میں بغاوت ہوئی جہاں مزدوروں نے ٹاءون ہالز کو آگ لگادی اور شہر میں اپنے پرچم لہرادیئے۔ 1933 میں ایک اور ناکام بغاوت ہوئی جس میں اناکسٹ گروپوں نے فوجی بیرکوں پر حملے کیئے تاکہ بیرکوں میں اندر سے انہیں حمایت مل سکے۔ حکومت ان منصوبوں سے پہلے ہی آگاہ تھی اور بلاتاخیر اس بغاوت کو بھی کچل دیا۔ یہ اقدامات کامیاب نہ ہوسکے، اسکے نتیجے میں ہزاروں انارکسٹ جیلوں میں ڈالے گئے جبکہ ہزاروں کی تعداد میں زخمی ہوئے۔ اسی دوران CNT اور FAI کے کارکنوں کے مابین لڑائی نے ان کے اتحاد کو نقصان پہنچایا۔ ری پبلکن کے قومیتی رجحان اور اصلاحات کے نتیجے میں انارکسٹوں کو بیلٹ باکس اور سماجی انقلاب کے ذریعے اپنا غصہ نکالنے کا موقع مل گیا۔ ان کے خیال میں انتخابی لبرل اصلاحات بیکار اور غیر ضروری ہیں اور اسے محنت کش طبقے کی مکمل آزادی میں رکاوٹ قرار دیا۔ 1933 میں بغاوت ہوئی، بارسلونا میں جیل کو توڑا گیا

تاہم پولیس نے کیتلونیا اور باقی ملک کے بیشتر علاقوں میں بغاوت کو ناکام بنادیا اور کوئی کامیابی حاصل نہ ہوسکی۔ کاساس ویجاز شہر میں پولیس نے انارکسٹوں کو حکام کے حوالے کرنے پر مجبور کردیا تاہم ایک بزرگ انارکسٹ نے گھر میں اپنے خاندان سمیت خود کو محبوس کرلیا اور گرفتاری دینے کے بجائے مزاحمت کرنے کا اعلان کیا، پولیس نے اس کے گھر کو آگ لگادی اور وہ خاندان سمیت جل کر ہلاک ہوگیا۔ اس واقع کے بعد جو انارکسٹ پرامن طریقے سے خود کو حکام کے حوالے کررہے تھے انہیں گولیاں مار کر ہلاک کردیا گیا۔ اس واقع کی بنیاد پرست ریپبلکن نے بھی مذمت کی۔ اپریل میں زاراگوزا شہر میں ایک اہم ہڑتال ہوئی جو پانچ ہفتے چلی اور اس میں شہر کی معیشیت بند ہوگئی۔ بارسلونا کے انارکسٹوں نے ہڑتال کے دوران اپنے ساتھیوں اور ان کے بچوں کی معاونت کی۔ کانکنی والے شہر استوریا میں 1934 میں انقلاب اور خانہ جنگی شروع ہوئی تو وہاں کمیونسٹوں اور انارکسٹوں نے متحد ہوکر ہڑتال کی جہاں انارکسٹوں کی اکثریت تھی۔ کمیونسٹ پارٹی کے ایک ہزار ممبران کے مقابلے میں یہاں یو جی ٹی کے 14 لاکھ 44 ہزار اور CNT کے 15 لاکھ 80 ہزار ممبران تھے۔ کانکنوں کی ہڑتال سول گارڈز کی بیرکوں پر حملوں سے شروع ہوئی۔ میرز شہر میں انارکسٹوں نے ٹاءون ہالز اور پولیس کی بیرکوں پر قبضہ کرلیا۔ ہڑتالیوں نے استوریا کے دارالحکومت اوویدو سمیت کئی شہروں پر قبضہ کرلیا۔ اتحاد اور پرولتاری بھائی چارے کے نعرے کے تحت محنت کشوں نے استوریا کے اکثر شہروں پر قبضہ کرلیا تاہم گیجون اور اویلز کے بندرگاہ کھلے رکھے گئے۔ اس موقع پر مشکوک کمیونسٹوں نے سرکاری فوج کے خلاف لڑنے والے انارکسٹوں کو اسلحہ فراہم کرنے سے انکار کردیا جس کی وجہ سے بغاوت ناکام ہوئی اور انارکسٹوں کو بدترین تشدد برداشت کرنا پڑا مگر اس کے باوجود محنت کش طبقے کا عظیم اتحاد اور جوش وجذبہ برقرار رہا۔ اس بغاوت کو جنرل فرانسسکو فرانکو کی قیادت میں ناکام بنادیا گیا جس نے بعد میں جمہوریہ کے خلاف بغاوت کی قیادت کی اور ملک کے ڈکٹیٹر بن گئے۔ گرفتار کانکنوں نے تشدد، جنسی زیادتیوں، کئی طرح کے مظالم اور

پھانسیوں کی سزاءوں کا سامنا کیا۔ دو سال بعد اسی طرح کی بے رحمی کا سامنا پورے ملک کو کرنا پڑا۔ دائیں بازو کی سیاسی جماعتوں کے ابھرنے کی وجہ سے بائیں بازو کی جماعتوں نے اتحاد کی ضرورت محسوس کی اور پاپولر فرنٹ قائم کیا، جس میں ریپبلکن، سوشلسٹ اور کمیونسٹ شامل تھے، تاہم انارکسٹوں نے اس میں شمولیت سے انکار کیا مگر اس کی مخالفت بھی نہیں کی، جبکہ اقتدار دلانے میں ان کی مدد ضرور کی۔ CNT اور FAI میں شامل زیادہ ریڈیکل عناصر الیکشن کی سیاست سے مطمئن نہ تھے۔ جب پاپولر فرنٹ اقتدار میں آیا تو پورے اسپین میں ہڑتالیں، مظاہرے اور بغاوتیں شروع ہو گئیں۔ ملک بھر کی پانچ چورس میل زمین جھونپڑی والوں نے اپنے قبضے میں لے لی۔ پاپولر فرنٹ کی جماعتوں کا اقتدار پر کنٹرول کمزور ہونے لگا۔ جب سوشلسٹوں نے ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کیا تب بھی انارکسٹوں نے ہڑتال جاری رکھی۔ جب ہڑتال فنڈ ختم ہو گیا تو انہوں نے اسٹورز سے خوراک لینا شروع کی۔ 1936 میں منعقد کی گئی CNT کانفرنس کا رویہ انقلابی تھا۔ اس میں جنسی آزادی، زرعی کمیونز کے قیام اور سماجی طبقاتی نظام کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ۔ اسپین کے انفرادی انارکزم پر امریکی اور فرینچ انفرادی انارکسٹوں کا اثر تھا اور 20ویں صدی کی ابتدا میں دوراندو مونتیرو، رکارڈو میلا (Ricardo Mella) فیدریکو ارالز نے کئی انفرادی انارکسٹوں کی تحاریر کے تراجم کیئے اور لا آئیڈیا لبرا (La Idea Libre) لا ریوستا بلانکا (La Revista Blanca) سمیت متعدد جرائد بھی جاری کیئے۔ جس میں نمایاں طور پر میکس اسٹیرنر (Max Stirner)، ایمائیل آرمند (Emile Armand) اور ہان رینر (Han Ryner) کی تحاریر کا اثر ہوا۔ اس میں ایک اہم نام فیدریکو یورالز (IF edrico Urales) کا ہے جو آگست کومتے اور چارلس ڈارون سے متاثر تھے۔ انہوں نے سائنس اور اسباب کو حکومت کی اندھی اطاعت کے خلاف دفاع کے طور پر دیکھا۔ وہ نتشے (Nitzshe) اور اسٹرینر (Stirner) کے سوشل ایگوئسٹ انفرادی نظریے پر بھی تنقید کرتے تھے۔ تنظیم کے

معاملے پر سنڈیکلسٹ پر تنقید کرتے تھے، اس کے خیال میں سنڈیکلسٹ میں بیورکریٹک رویہ زیادہ ہے جو کہ ان کے خیال میں اصلاح پسندی کی طرف جائے گا۔ انہوں نے نظریاتی اتحاد کے بنیاد پر چھوٹے گروپوں کی حمایت کی ۔ انہوں نے 1927 میں آئبیرین انارکسٹ فیڈریشن (FAI) کے قیام میں مدد دی اور اس میں کام بھی کیا۔ اسپین کے انفرادی انارکسٹوں میں ایک اور اہم نام مائیکل گمنیز آئیگولادا (Miguel Gimenez Igualada) کا ہے جس نے انارکزم پر ایک طویل کتاب لکھی جس میں انفرادی انارکزم کو تفصیل سے بیان کیا ۔ وہ انفرادی انارکسٹ جریدے نوسوتروس (Nosotros) اور المارجن کے ایڈیٹر بھی رہے ۔ نوجوانی میں الیگلسٹ (Illegalist) سرگرمیوں میں شامل رہے۔ انہوں نے اسپین میں انفرادی انارکسٹوں کی الگ مزدور یونین ایگوئسٹ یونین کا خیال بھی پیش کیا مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکے۔ اسحٰق پونتے اسپین میں انارکو نیچرلزم کے اہم نمائندے تھے جس نے 1920 اور 1930 کی دہائی میں CNT اور FAI دونوں میں کام کیا۔ اسپین کی خانہ جنگی کے دوران انارکسٹ تحریک کا خاصہ اہم کردار رہا ہے۔ انارکسٹ ملیشیا بھی اپنے اندر آزاد تھی اور کمانڈر بھی خود فوجی منتخب کرتے تھے جبکہ ان میں کماڈرز یا کسی عہدیدار کو سلیوٹ مارنے اور طبقات کا رواج نہ تھا۔ دروتی کے یونٹ میں پہلے تین ہزار لڑاکو تھے جو بعد میں آٹھ ہزار تک جا پہنچے۔ 1936 میں دروتی کا انتقال بھی پراسرار حالات میں ہوا، کچھ کا خیال ہے کہ اپنی بندوق سے گولی لگی، جبکہ کچھ کہتے ہیں کہ ان کے اپنے ساتھیوں نے سازش کی جبکہ دیگر کا کہنا ہے کہ اسے سوویت افواج نے مارا جو کہ انارکسٹوں کو کچل رہی تھی۔ تاہم اس کے انتقال سے اس کا یونٹ کمزور ہوا۔ دوسرا اہم یونٹ سابقہ باغیوں کا تھا جو دوران خانہ جنگی بہت لڑے تاہم حکومت نے اسے کبھی تسلیم نہیں کیا جبکہ جنگ میں ان کی کامیابیاں بہت زیادہ ہیں۔ 1937 میں انہیں ریگولر فوج کا حصہ بنایا گیا۔ 1936 میں بارہا انکار کے باوجود CNT نے بالآخر (Largo Kaballero) حکومت کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔

جان گارشیااولیور (Juan Garcia Oliver) وزیرانصاف بنے۔ ڈیگوابادڈی ساتنیلیان (Diego Abad De Santillian) وزیراقتصادیات بن گئے۔ جبکہ فیدریکامونتسنی (Fed Erica Montseny) وزیرصحت ہوئے۔ اسپین کی خانہ جنگی کے دوران اسپین سے باہر کئی انارکسٹوں نے حکومت میں شمولیت اور ریپبلکن حکومت کی حمایت کرنے والے کمیونسٹوں سے قربت پر CNT کی قیادت کے کردار کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ جبکہ اسپین میں موجود انارکسٹ اسے عارضی اتحاد سمجھتے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ ایک بار جب جنرل فرانکو کو شکست ہوئی تو وہ دوبارہ لبرترین راستے پر گامزن ہونگے۔ جبکہ حکومت میں اقتدار کے خواہاں کمیونسٹوں کے اثر و نفوذ سے بھی خطرہ بڑھا۔ ایما گولڈمین نے بھی یہ کہا کہ ''میڈرڈ کے دروازے پر فرانکو کے ساتھ کم برائی کے انتخاب پر میں شاید CNT اور FAI کو مورد الزام ٹھہراؤں: تاہم آمریت کے بجائے حکومت میں شمولیت ایک مہلک واقع ہے۔ تب سے آج تک یہ معاملہ انارکسٹوں کے مابین متنازعہ رہا ہے۔

فاشزم کے خلاف جنگ میں پورے اسپین میں انارکسٹ انقلاب برپا ہوا، اسپین کی زیادہ تر معیشت محنت کشوں کے قابو میں رہی۔ کیتولونیا سمیت انارکسٹوں کے مضبوط گڑھ والے علاقوں میں محنت کشوں کے کنٹرول میں 75 فیصد معیشت تھی تاہم جہاں سوشلسٹوں کا مضبوط اثر تھا وہاں یہ شرح کم تھی۔ کارخانے مزدور کمیونٹیز چلا رہی تھیں جبکہ زرعی علاقے اجتماعی بن گئے اور انہیں لبرترین کمیونز کے طور پر چلایا گیا۔ اور تو اور ہوٹل، سرائے اور حجاموں کے دوکان بھی اجتماعی کیئے گئے اور مزدور انہیں خود چلاتے تھے۔ جارج اورویل جو کہ اس جنگ میں شریک تھے انہوں نے بھی اپنی کتاب ''کیتلونیا کو خراج'' (Homage Catalonia) میں بیان کیا ہے کہ ایراگون میں بہت حد تک برابری والا معاشرہ وجود میں آچکا تھا اور مغربی یورپ میں جہاں سیاسی بیداری اور سرمایہ داری میں اعتماد ایک عام سی بات ہے مگر اس کے برعکس یہاں ایراگون میں ہزاروں میں شاید ہی کوئی

ایسا شخص ملے جو کہ محنت کش طبقے سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ سب ایک سطح کی زندگی گزارتے اور آپس میں مل جل کر رہتے تھے۔ نظریاتی طور پر یہ بلکل مکمل برابری تھی اور عمل میں بھی اس میں کوئی زیادہ تفریق نہ تھی۔ انارکسٹوں کے زیرقبضہ علاقوں کو برابری کے بنیادی اصولوں '' کام قابلیت کے مطابق اور ضروریات کی فراہمی ضرورت کے مطابق'' پر عملدرآمد ہو رہا تھا۔ کچھ علاقوں سے سکے کا خاتمہ کیا گیا تھا اور ان کی جگہ ووچرلے چکے تھے۔ صنعتی پیداوار دوگنی ہو چکی تھی اور زرعی پیداوار میں 30 سے 50 فیصد اضافہ ہو گیا تھا۔ جس کی تصدیق ایما گولڈمین، آگسٹن سوچی (Augustin Souchy) کرس ایلہام (Chris Ealham) عیدی کونلون (Eddie Conlon) ڈینیئل گورین (Daniel Guerin) اور دیگر نے بھی کی ہے۔ بیوروکریسی کے بجائے فیصلے عام شہریوں کی کونسل کرتی تھی۔ معاشی انقلاب کے ساتھ ثقافتی انقلاب کا جذبہ بھی موجود تھا۔ خواتین کو حمل ضایع کرانے کی آزادی تھی اور آزادانہ محبت فروغ پا رہی تھی۔ خانہ جنگی کے دوران سوویت یونین سے ضروری امداد ملنے کی وجہ سے کمیونسٹ پارٹی نے کافی اثر ورسوخ حاصل کیا۔ ریپبلکن کے طرفدار کمیونسٹوں اور لبرلز ایک ہو گئے اور انہوں نے انارکسٹ انقلاب کو کچلنے کیلئے حتی الامکان کوشش کی، جس سے فاشسٹ دشمن اقدامات کو دھچکا لگا۔ دسمبر 1936 میں سوویت یونین کی ترجمان اخبار ''پراودا'' (Pravda) نے اعلان کیا کہ '' انارکسٹوں اور ٹراٹسکائیز کا صفایا'' شروع کیا گیا ہے اور یہ اسی طرح کیا جائے گا جس طرح سوویت یونین میں کیا گیا۔ ایک کمیونسٹ رہنما نے تو دیدہ دلیری کے ساتھ یہ کہا کہ فرانکو کی شکست کے بعد انارکسٹوں کا صفایا کیا جائے گا۔ اس طرح ان کے یہ اعلانات انقلاب کو کمزور کرنے میں کامیاب رہے۔ کئی اشتراکی علاقوں میں طبقات کو بحال کیا گیا اور محنت کشوں اور ان کی یونینوں سے اختیار چھین لیا گیا۔ انتہائی اہم اقدام ملیشیا کو ختم کرنے کا تھا جو کہ جنگ میں قائدانہ کردار ادا کر رہی تھی۔ ملیشیا کو اچانک ختم کرکے فوج میں مدغم کیا گیا۔ ان کے کردار کو کمزور کیا گیا جو کہ سوویت یونین کے

بجائے اپنے لیئے اور اپنی آزادی کیلئے جنگ کر رہے تھے۔ جوزف اسٹالن کیلئے اسپین میں کام کرنے والے ولادیمیر انتونوف اوسینکو (Vladimir Antonov-Oseenko) نے 1936 اعتراف کیا کہ (CNT) کے بغیر ملیشیا میں زیادہ جوش و جذبہ اور تنظیم پیدا کرنا ممکن نہیں۔ رد انقلاب کی امنگ زیادہ تر فاشسٹ دشمن کو ششوں کو ماند کر دیتی تھی۔ مثال کے طور پر اسلحے کی ایک بڑی کھیپ صرف اس خوف کی وجہ سے فرانکو کی فوج کو پہنچانے کی اجازت دی گئی کہ کہیں یہ انارکسٹوں کے ہتھے نہ لگ جائے۔ انارکسٹوں کو کچلنے کیلئے کئی بار فرنٹ لائینز سے فوج کو واپس بلایا گیا۔ سیاسی نظرئے کی وجہ سے کئی قابل فوجیوں کو قتل کیا گیا۔ اسپین کے کمیونسٹ رہنما اور فوجی افسر اینرک لیسٹر (Enrique Lister) نے کہا کہ وہ تمام اناکسٹوں کو قتل کر دیں گے۔ کمیونسٹوں کے حکم پر کئی انارکسٹوں کو جیل میں ڈالا گیا، کئی کو جیلوں میں تشدد کر کے ہلاک کیا گیا۔ مئی 1937 میں کمیونسٹ پارٹی کی پولیس نے بارسلونا میں انارکسٹوں کے زیر کنٹرول ٹیلیفون ایکسچینج کی عمارت کا قبضہ حاصل کرنے کیلئے انارکسٹوں پر حملہ کر دیا۔ جس پر ٹیلیفون کے مزدوروں نے بھی جوابی حملہ کیا اور رکاوٹیں کھڑی کر کے لینن بیرکس کا گھیراءو کیا۔ پانچ دنوں تک جاری اس لڑائی میں 500 افراد مارے گئے۔ اس سانحے کی وجہ سے بارسلونا کے لوگوں میں مایوسی پھیل گئی۔ اس کے بعد حکومت نے مزدوروں کو غیر مسلح کرنے کیلئے 6 ہزار مسلح فوجی بھیجے اور FAI کو غیر قانونی قرار دیا گیا، جبکہ کمیونسٹ مزدوروں کو ہتھیار رکھنے کی اجازت دی گئی۔ اس سے یہ واضع ہوتا ہے کہ بارسلونا میں تعینات پولیس اور فوج پر کمیونسٹوں کا حکم چلتا تھا۔ دروتی گروپ نے لڑائی جاری رکھنے کی حوصلہ افزائی کی کیونکہ ان کے مطابق کمیونسٹوں کے ہاتھوں انارکسٹوں کی شکست سے انارکسٹ تحریک کی طاقت دفن ہو جائے گی۔ تاہم ان کی اس اپیل کو خاطر خواہ پذیرائی نہ مل سکی۔ اس لڑائی کے دوران کمیونسٹ اخبارات نے انارکسٹوں کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈہ شروع کیا۔ جبکہ

ورکرز پارٹی آف مارکسسٹ یونیفکیشن کو تو "ہٹلر کے حامی"، "فاشسٹ" اور "فرانکو کے تنخواہ دار" کہا جاتا تھا۔

جب 1939 میں جنرل فرانکو اقتدار میں آئے تو انہوں نے ہزاروں سیاسی مخالفین کو پھانسیاں دیں۔ 1939 سے 1943 تک دو لاکھ سیاسی مخالفین کو تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ سیاسی قیدیوں سے جیل بھر گئے۔ جبری مشقت کے کیمپ قائم کیئے گئے۔ تاریخدان انتونی بیور کے مطابق ان کیمپوں کی صورتحال جرمنی اور روس کی کیمپوں سے زیادہ مختلف نہ تھی۔ اس کے باوجود فرانکو کے خلاف زیر زمین مزاحمت کئی دہائیوں تک جاری رہی۔ جبکہ دو نامور انارکسٹ جنگجوءوں جوز لیوس فیسریاس (Jose Luis Facerias) اور فرانسسکو سباتر لوپارت (Francisco Sabater Llopart) کو پولیس نے قتل کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران ہسپانوی انارکسٹ فرنچ مزاحمتکاروں کے ساتھ کام کرتے رہے۔ وہ یہودی خاندانوں کو نازی مظالم سے بچانے کیلئے فرانس سے اسپین بھیجنے کا کام بھی کرتے رہے۔ 1962 میں CNT نے مزاحمتی تحریکوں میں رابطہ بحال کرانے کیلئے ایک زیر زمین خفیہ دفاعی سیکشن قائم کیا۔ 1960 کے اواخر میں انارکسٹ قیدیوں کو مدد فراہم کرنے کیلئے البرٹ میلزر (Albert Meltzer) اور اسٹیوارٹ کرسٹی (Stuart Christie) نے انارکسٹ بلیک کراس کو سرگرم کیا۔ کیتلونیا میں آج بھی CNT سرگرم ہے، تاہم اس کا اثر محدود ہے۔ 1979 میں CNT دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ اس میں ایک دھڑے CGT کے اب بھی 50 ہزار ممبر ہیں اور یہ 20 لاکھ مزدوروں کی نمائندگی کرتی ہے اور اس وقت اسپین کی تیسری بڑی مزدور یونین ہے اور بارسلونا کی کارساز کمپنیوں اور ریل روڈ کارکنوں میں اس کا اثر ہے۔ پورے اسپین میں اب بھی جھونپڑیوں والے پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں انارکسٹوں کا بہت گہرا اثر ہے۔ تاہم حکام ان پر چڑھائی کرتے رہتے ہیں اور انہیں حکومت کی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جبکہ انہیں بے دخل کرنے کا

سلسلہ بھی جاری رہتا ہے۔2004 میں جب حکومت نے انہیں بے دخل کیا تو انہوں نے بینکوں اور ریئل اسٹیٹ کا کاوبار کرنے والوں کے دفاتر کے شیشے توڑے، پولیس کی کاروں پر حملے کیئے اور شہر کی دیواروں پر نعرے لکھ دیئے۔2000 کی پہلی دہائی کے ابتدئی سالوں میں آئبیرین فیڈریشن آف لبرترین یوتھ نے اسپین میں انارکسٹ تصور کے مطابق بغاوت کا طریقہ اختیار کیا اور گلوبلائیزیشن کے خلاف احتجاج شروع کیا۔2006 میں انارکسٹوں کی نئ نسل نے FIJL قائم کرنے کا فیصلہ کیا جو کہ انارکوسنڈیکلزم کے قریب ہے۔انہوں نے ایک اخبار کی اشاعت بھی شروع کردی۔آج FIJL استوریا، کادیز، دونوستی، گریناڈا، لورکا اور میڈرڈ میں سرگرم ہے۔آج بہت سارے انارکسٹ طاقت کے استعمال کے خلاف ہیں تاہم کچھ ریڈیکل اپنی ایجنڈہ کیلیئے تشدد اور دہشتگردی کو استعمال کرتے ہیں۔اسپین میں انارکزم کے فروغ میں خواتین کے حقوق کی تحریک نے اہم کردار ادا کیا ہے۔CNT کا بنیاد رکھنے کیلیئے بلائی گئی کانگریس میں خواتین محنت کشوں کے کردار کی اہمیت کو تسلیم کیا گیا اور انہیں لیبر یونین میں شامل کیا گیا۔جبکہ معاشرے میں خواتین کا استحصال کیا جاتا تھا۔ انارکسٹ فکر میں خواتین کے حقوق کو اہمیت دی جاتی تھی۔کیتھولک روایات کی امین اسپین میں خواتین کے حقوق کے حوالے سے ریڈیکل خیالات موجود تھے۔انارکسٹ مردوں اور عورتوں کی ایک جگہ تعلیم، خلع کے حق اور ابارشن (حمل ضایع کرانے کے حق) کی حمایت کرتے تھے۔ ”آزاد عورت“ کے نام سے ایک انارکسٹ گروپ خواتین کو ڈے کیئر ، تعلیم، میٹرنٹی سینٹرز اور دیگر خدمات فراہم کرتا تھا۔ اس گروپ کے 20ہزار سے 30ہزار ممبر تھے اور 1937 میں اس گروپ کی پہلی قومی کانگریس ہوئی جس میں چھوٹے بڑے شہروں سے 115 گروپوں نے شرکت کی۔اس گروپ کی قیادت لوسیا سانچیز سورنل کرتی تھیں جس کے ایما گولڈمین سے بھی گہرے مراسم رہے۔میڈرڈ میں ایک اسکالیرا اکراکولا گروپ جو کہ جھونپڑیوں کے مکینوں کیلیئے کام کرتا ہے اس گروپ نے 2002 میں فیمیل ورکرس لیبارٹری گروپ قائم کیا اور نسلی تفریق بالخصوص خواتین

تارکین وطن کے ساتھ ہونے والے نسلی مت بھید کے خلاف کام شروع کیا۔اس گروپ نے گلوبلائیزیشن کے خلاف تحریک میں حصہ لیا اور ایک جریدہ بھی جاری کیا۔

رومانیہ میں انارکزم-------Anarchism in Romania

رومانیہ میں انارکزم 1880 کی دہائی میں ملک میں ایک وسیع سوشلسٹ تحریک کے اندر چھوٹے پیمانے پر شاہی دور میں موجود رہا۔تاہم جب 1947 میں کمیونسٹ پارٹی نے اقتدار سنبھالا تو باقی سیاسی جماعتوں کی طرح انارکسٹ تحریک بھی ماند پڑ گئی۔رومانیہ میں انقلاب آنے کے بعد چھوٹی انارکسٹ تحاریک وجود میں آئیں مگر اب بھی پورے مغربی یورپ کے برعکس رومانیہ میں انارکسٹ تحریک بہت کم نظر آتی ہے۔رومانیہ میں شروعاتی معروف انارکسٹ زامفیر اربور تھے جو کہ شاہی دور کے دوران روس میں سرگرم تھے تاہم بعدازاں سوئیٹزرلینڈ فرار ہوگئے، جہاں ان کی ملاقات میخائیل باکونن سے ہوئی۔تاہم اربور واحد انارکسٹ تھا جو کہ رومانیہ میں کسی سرگرم تحریک کا حصہ بھی نہ رہا۔رومانیہ کا ایک اور مقبول انارکسٹ پراسکیف استویانوف تھا جو اصل میں بلغاریہ کا تھا مگر اس کا والد رومانیہ ہجرت کرکے آگیا تھا۔ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران پیتر کروپوتکین کا پمفلیٹ ”نوجوانوں کو اپیل“ پڑھنے کے بعد ان پر سوشلسٹ فکر کا اثر ہوا۔ہائی اسکول میں انہوں نے طلباء کو سوشلزم اور انارکزم کا مواد پڑھانے کیلیئے ایک بک کلب قائم کیا۔انہوں نے رومانیہ میں مزدوروں میں انارکسٹ فکر پھیلانے کا آغاز کیا اور اسے رومانیہ میں انارکزم کا بانی کہا جاتا ہے۔انہوں نے ایریکو ملاتستا کے ”ووٹرز کے نام“، ”کسانوں کے درمیان“ اور ”انارکی“ سمیت کئی پمفلیٹ رومانیہ میں شایع کیئے۔1880 میں رومانیہ میں سابقہ شاہی دور میں بخارسٹ اور ایاسی میں کئی سوشلسٹ تحاریک سرگرم تھیں جن میں کچھ پر انارکسٹ رخ موجود تھا۔1884 اور 1890 کے دوران ”انسانی حقوق“ کے نام سے

ایک سوشل اسٹڈیز سینٹر قائم کیا گیا جہاں باکونن، ایلسی ریکلس اور پیٹر کروپوٹکین کے خیالات پر بحث کیا جاتا تھا اور یہ خیالات مغربی یورپ سے تعلیم حاصل کر کے واپس آنے والوں نے پھیلائے۔تاہم اس تنظیم کو دوبارہ منظم کرنے کے دوران آین ندیجے (Ion Nadejde) نے انارکسٹ ابھار پر پابندی لگائی۔فرانس کے انارکسٹوں کی ''مقاصد کی پروپیگنڈہ'' کی وجہ سے رومانیہ کے سوشلسٹ کانسٹنٹائن دوبروگینو گھیریا نے اپنے آرٹیکلز میں انارکسٹوں سے دوری قائم کی، مگر اس کے باوجود ایک اور نامور انارکسٹ پانیٹ مسوئی موجود تھا۔ مسوئی کو ایک فاشسٹ ندیجے نے بھگایا اور وہ بخارسٹ سے گالاتی گئے جہاں پر بھی اسے مقامی سوشلسٹ کلب سے خارج کیا گیا۔ اس موقع پر رومانیہ کی خفیہ پولیس نے انارکسٹوں پر نظر رکھنا شروع کی کیونکہ حکام اس فکر کی بڑھوتری سے خاصے پریشان تھے۔ 1904 میں رومانیہ ان ممالک میں شامل ہو گیا جن کے مابین خفیہ انارکسٹ مخالف معاہدہ طئے پایا تھا۔ جس کے تحت وہ معروف انارکسٹوں سے متعلق معلومات ایک دوسرے کو فراہم کرتے تھے۔ پانیٹ زوسن کے ساتھ مل کر مسوئی نے ایک جریدہ نکالا جس میں یونانی کلاسیکل فلسفیوں اور سوشلسٹوں کے ساتھ باکونن، پیٹر کروپوٹکین، انفرادی انارکسٹوں میکس اسٹیرنر، ہان ریز اور ہینری ڈیوڈ تھوریو سمیت انارکسٹوں کا کام بھی شایع کیا جاتا تھا۔ مسوئی کے گھر پر ہونے والے اجلاسوں میں یہ گروپ دولخت ہوا اور ایک انارکسٹ گروپ لبرترین سرکل وجود میں آگیا۔ رومانیہ کی خفیہ پولیس نے 1907 میں انارکسٹوں کی دو فہرستیں ترتیب دیں، ایک میں 20 سرگرم انارکسٹ اور دوسری میں 50 سرکاری ملازم شامل تھے جو کہ جریدہ ''رویستا ایدائی'' خرید کرتے تھے۔اس رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا کہ 1907 میں کسانوں کی بغاوت میں ان انارکسٹ خیالات کا بڑا اثر تھا جو مالدویا سے شروع ہوئی اور کئی علاقوں میں پھیلی جس میں سرکاری اعداد وشمار کے مطابق 419 کسان مارے گئے جبکہ عام اعداد وشمار کے مطابق 11 ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور 10 ہزار گرفتار کیئے گئے۔ جبکہ 10 فوجی بھی مارے گئے اور کئی جاگیر دار بھی ہلاک ہوئے۔ بتایا جاتا کہ اس

تحریک میں مسوئی کے ایک دوست اور گاءوں کے استاد نکولا سکو کراتنا کا بڑا ہاتھ تھا۔ اسی طرح 1909 میں ایک ریل روڈ مزدور نے وزیر اعظم آین آئی سی براتیانو پر قاتلانہ حملہ کیا جس پر ممکنہ طور پر ''مقاصد کا پروپیگنڈہ'' کا اثر تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے خاتمے کے بعد رومانیہ کی خفیہ پولیس کے مطابق انارکزم کے بجائے اب انہیں سوویت یونین کے کمیونزم سے خطرہ درپیش تھا۔اس عرصے کے دوران رومانیہ میں یوجین ریلکس معروف انارکسٹ تھا جس نے ''انسانی حقوق کی تحریک'' کا بنیاد رکھا اور وہ ایک اخبار بھی نکالتے تھے جس پر لبرترین کی چھاپ واضح تھی۔ 1924 سے 1932 تک اس تحریک کے 24 مراکز موجود تھے۔ 1930 کی دہائی میں کئی اور انارکسٹ گروپ بھی سرگرم ہوئے۔ ان میں باکوسینا میں قائم سنڈیکلسٹ گروپ نمایاں تھا جو کہ نفتالی شناپ (Naftali Schnapp) چلا رہا تھا اور اسے انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن کا ممبر بھی بنایا گیا تھا اور اس کے 200 ممبرز تھے۔ ردانقلاب کے بعد سال 2000 میں رومانیہ میں کئی انارکسٹوں نے خود کو منظم کرنا شروع کیا۔ انارکسٹوں نے کئی جھونپڑیوں والے علاقوں پر قبضہ کیا اور انہوں نے ''بم نہیں خوراک'' چاہیئے تحریک شروع کی (غریبوں میں مفت کھانا تقسیم کرتے تھے)۔ انہوں نے فاسٹ فوڈ کے خلاف مہم پھیلائی اور ''نیونازی'' پوسٹر عام جگہوں سے ہٹادیئے۔ کچھ مواقع پر نیونازی ارکان نے ان کے زیر زمین کلبوں میں ہونے والے میلوں میں گھس کر کارروائی کی اور ان میں تنازعہ ہوتا رہا۔ 2006 میں پہلی بار بخارسٹ میں فاشسٹ مخالف ریلی میں ایک سو انارکسٹوں نے لال اور کالے بینر اٹھا کر شرکت کی۔ جون 2007 میں نیونازی نے ہم جنس پرستی کے خلاف مارچ منعقد کیا تو اس کے خلاف 20 انارکسٹ سامنے آئے جنہیں حکومت نے گرفتار کر لیا۔ اس وقت رومانیہ میں انارکسٹوں کے کئی گروپ سرگرم ہیں۔ 2008 میں بخارسٹ میں ناٹو کے اجلاس اور فوجی تعاون کے خلاف ممکنہ رد عمل سے بچنے کیلیئے حکومت نے انارکسٹوں کے خلاف سخت کارروائی کی۔ رومانیہ میں چھ جرمن انارکسٹوں کو داخل ہونے سے روک دیا گیا

۔گلوبلائیزیشن کے خلاف تحریک کیلئے ایک صنعتی ہال حاصل کیا گیا جہاں پر بینر تیار کیئے جا رہے تھے جو کہ ناٹو کے اجلاس کے موقع پر شہر کی شاہراہوں پر آویزاں کیئے جانے تھے۔ پولیس نے کوئی الزام لگائے بغیر 56 کارکنوں کو حراست میں لیا اور بعد میں انہیں رہا کر دیا گیا۔ کچھ گرفتار ہونے والوں نے الزام عائد کیا کہ پولیس نے انہیں مارا اور پیٹا۔ رومانیہ میں کمیونزم کی ناکامی کی وجہ سے انارکزم زور پکڑتا جا رہا ہے۔

براعظم امریکہ میں انارکزم------Anarchism in America

کیوبا میں انارکزم-----Anarchism in Cuba

کیوبا میں انارکسٹ تحریک اور جدوجہد بہت ہی شاندار اور مثالی ہے۔ 19ویں اور 20ویں صدی میں اس تحریک کا کافی زور رہا۔ 1886 میں غلامی کے خاتمے کے بعد یہ تحریک مضبوط ہوتی چلی گئی۔ پہلی بار 1925 میں صدر جیراڈو مشاڈو نے انارکسٹ تحریک کو کچلا اور آخری بار مگر بے رحمی سے فیڈل کاسترو نے 1950 کے اواخر میں انقلاب کے بعد انارکسٹ تحریک کو کچل دیا۔ کیوبا میں سب سے پہلے کامریڈ باکونن کے اجتماعی انارکزم کو اپنایا گیا۔ مگر بعدازاں اسپین میں چلنے والی انارکسٹ تحریک سے متاثر ہو کر انارکوسنڈیکلزم کو منظم کیا گیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ کیوبا اسپین کی کالونی تھی۔ اسپین کے ممتاز انارکسٹ ایریکو ملاتستا نے کیوبا کا دورہ کیا اور تمباکو کے کارخانوں کے محنت کشوں سمیت کئی اجتماعات سے خطاب کیا۔ تاہم کیوبا میں اسپین کے نمائندے نے ایریکو ملاتستا پر پابندی عائد کر دی۔ کیوبا کی مزدور تحریک پہلے مارکسزم سے زیادہ انارکزم سے متاثر تھی۔ کیوبا کا معاشرہ تین طبقات میں تقسیم تھا۔ ایک اسپین کا حکمران طبقہ، دوسرا مڈل کلاس جو کہ اسپینی اور دیگر گورے اور چند کالے لوگوں پر مشتمل تھا اور تیسرا طبقہ پسے ہوئے غلاموں کا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ کیوبا میں آزادی کی تحاریک تیزی کے ساتھ چلیں۔ 1857 میں پہلی بار جوز ڈی جیس مارکیز (Jose D Jiss marquez) اور ستورنو مارٹینز (Saturno Martinez) نے جوزف پرودھون کے نام پر پرودھون سوسائٹی قائم کی اور 1865 میں ایک جریدہ بھی نکالا۔

کیوبا میں انارکسٹ تحریک میں اس وقت اہم موڑ آیا جب جوز کمپوس (Jose C Compos) نے کیوبا کے انارکسٹوں کا اسپین کے انارکسٹوں سے رابطہ کرایا جو بارسلونا میں مصروف جدوجہد تھے، جہاں سے انارکسٹ جرائد اور اخبارات پہنچنا شروع ہوگئے۔ جبکہ کچھ انارکسٹ اسپین سے کیوبا ہجرت کرکے آئے۔ اس طرح محنت کشوں میں نارکسٹ خیالات تیزی سے پھیلے۔ انہوں نے ورکرز فیڈریشن آف اسپینش ریجن قائم کی۔ 1882 میں اینرک روگ سان مارٹین (Enric Roig san Martin) نے لاس ویگاس (سنتیاگو) میں ایک تنظیم قائم کی اور ہسپانوی اجتماعی انارکزم سے متعلق مواد تقسیم کیا۔ اس تنظیم نے سختی کے ساتھ بلا تفریق رنگ و نسل، عہدہ و سیاسی تعلق تمام کیوبائی باشندوں کو ممبر بنایا۔ روگ مارٹن کے اس بیان کہ ''کسی ہنرمند اور محنت کش طبقے کو سرمائے کے پاءوں سے باندھا نہیں جاسکتا'' ۔ جس کے بعد محنت کشوں کا گروپ بنایا گیا ۔1883 میں جب روگ مارٹن ایل اوبیرو (El Obero) اخبار کے ایڈیٹر بنے تو یہ اخبار انارکسٹوں کی ترجمانی کرنے لگا۔ 1887 میں انہوں نے ایل پروڈکٹر (El Productor) اخبار جاری کیا۔ وہ فرینچ اخبار لے ریوولٹ (Le Revolt) اور بارسلونا اسپین کے اخبار لاایکراشیا (La Acracia) میں شایع ہونے والے مضامین کا ترجمہ کرکے شایع کرتے تھے۔ 1885 میں سرکلو ڈی ٹراباجاڈورز (Circulo De Trabajadores) تنظیم بنی جس نے تعلیمی اور ثقافتی سرگرمیاں شروع کیں ۔ سیکولر اسکول قائم کیئے گئے جن میں پانچ سو غریب بچے پڑھتے تھے۔ اس تنظیم کے رہنما اینرک کریسی (Enric Creci) نے 1886 میں سانحہ ھے مارکیٹ شکاگو سازش کیس میں گرفتار انارکسٹوں کی قانونی امداد کیلئے ایک کمیٹی بنائی جس نے صرف ڈیڑھ ماہ میں 1500 امریکی ڈالر چندہ جمع کرکے بھیجا۔ جبکہ شکاگو کے اسیروں کو پھانسی دینے سے چند یوم قبل ہوانا میں مظاہرے کیئے جن میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ سرکیولو اور ایل پروڈکٹر اخبارات میں روگ مارٹن نے شہداء شکاگو کی حمایت میں ایڈیٹوریل لکھے تو اس پر

جرمانہ عائد کیا گیا اور یوم مئی کے مظاہروں پر بھی پابندی عائد کی گئی۔ 1887 میں پہلی انارکسٹ تنظیم علیانزہ اوبریرا (Alianza Obrera) یعنی محنت کشوں کا اتحاد بنائی گئی۔ یکم اکتوبر 1887 کو کیوبا کے محنت کشوں کی کانگریس ہوئی جس کے بعد تمباکو کے کارخانوں کے محنت کشوں نے تین کارخانوں میں ہڑتال کی۔ یہ احتجاج ایک سو کارخانوں تک پھیل گیا۔ اس ہڑتال کے نتیجے میں محنت کشوں میں ایک جذبہ ابھرا اور تنظیم کی ممبرشپ تین ہزار سے بڑھکر پانچ ہزار ہوگئی۔ روگ مارٹن اگلے سال 1889 میں جیل سے رہائی کے بعد انتقال کرگئے۔ ان کی آخری رسومات میں دس ہزار افراد نے شرکت کی۔ 1890 میں حکومت کی حمایت یافتہ لیبر یونین کے ڈائریکٹر میدیزارسیز کے قتل کے الزام میں 11۔ انارکسٹوں کو گرفتار کرلیا گیا مگر بے گناہ ثابت ہونے پر رہا کردیئے گئے۔ اس کے بعد ایل پروڈکٹر پر پابندی لگادی گئی اور انارکسٹوں کو کچل دیا گیا۔ جس کے بعد خواتین محنت کشوں میں کام شروع کیا گیا جس پر حکومت نے کئی انارکسٹوں کو ملک بدر کیا، جیلوں میں ڈالا اور سزائیں دیں۔ اجتماعات پر پابندی لگادی گئی اور تنظیم کے دفتر کو بند کردیا گیا۔ اسپین سے جنگ آزادی کے دوران انارکسٹوں نے پلوں، گیس کی پائیپ لائینوں اور دیگر تنصیبات کو بموں سے اڑا دیا اور 1896 میں کالونیل حکمران کیپٹن جنرل ویلریانو ویلر (Valeriano Weyler) کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس جنگ میں ناکامی کے بعد کالونیل حکمرانوں نے انارکسٹوں کو ایک بار پھر کچلنا شروع کیا۔ ان کے اسکولز بند کرکے تنظیم پر پابندی عائد کردی گئی، کارکنوں کو ملک بدر کیا گیا اور کارخانوں میں لیکچر دینے پر پابندی لگادی گئی۔

اسپین۔ امریکہ جنگ کے نتیجے میں کیوبا آزاد ہوگیا تو انارکسٹ آزادی کے بعد پید ہونے والے حالات سے بہت جلد بدظن ہوگئے۔ نئی حکومت میں لیبر تحریک کو دبانے، امریکی قبضوں اور نظام تعلیم پر عدم اطمینان سے بے چینی پھیلی۔ کیوبا کے انارکسٹوں نے 1899 میں دوبارہ مزدور اتحاد کو منظم کرنا شروع کیا۔ ستمبر میں پانچ سرگرم انارکسٹوں کو

گرفتار کیا گیا۔ ہنرمندوں کی ہڑتال کے موقع پر ہسپانوی انارکسٹ ایریکو ملاتستا نے کیوبا کا ورہ کیا۔ 1902 اور 1903 میں چینی کے کارخانوں کے محنت کشوں کو منظم کرنے کا آغاز ہوا تو ملز مالکان کے ہاتھوں دو مزدور ہلاک ہوگئے ۔ 1906 میں آزاد خیال (Liberals) اور قدامت پسندوں (Conservatives) کے مابین تنازعہ شروع ہوا تو امریکہ نے کیوبا پر قبضہ کرلیا جو 1909 تک برقرار رہا۔ 1911 میں تمباکو کے کارخانوں کے مزدوروں، نان بائیوں اور چائے کے ہوٹل مالکان نے ہڑتال کی جو ناکام ہونے کے بعد میراڈو مشاڈو کی حکومت نے ہسپانوی انارکسٹوں کو جلاوطن کیا اور کیوبائی انارکسٹوں کو جیل میں ڈالا گیا۔ انارکسٹوں کو کچلنے کی پالیسی مسلسل 20 سالوں تک جاری رہی۔ 1917 میں جب گارشیا مینوکال نے اقتدار پر قبضہ کیا تو کئی ہڑتالی کیمپوں پر حکومت نے دھاوا بولا اور روتانیو فرنانڈز اور لیوس ڈیاز بلانکو سمیت کئی انارکسٹوں کو قتل کردیا گیا۔ انارکسٹوں نے کچھ نہ کچھ جوابی کارروائی کی جس پر حکومت نے 77 انارکسٹوں کو ملک بدر کیا اور انہیں اسپین بجھوایا۔ انارکسٹ اخبارات کو غیر قانونی قرار دیکر انہیں بند کیا گیا اور انارکسٹ تنظیم کے دفاتر کو بھی تالا لگادیا گیا۔ 1920 میں ہوانا میں انارکسٹ کانگریس منعقد ہوئی جس کے بعد کئی بم حملے ہوئے۔ جب الفریڈو ویاس الفانسو نے اقتدار پر قبضہ کیا تو انہوں نے انارکسٹوں کی سرگرمیوں پر پابندی ختم کردی۔ جس کی وجہ سے متعدد انارکسٹ اخبارات اور جرائد دوبارہ نکلنا شروع ہوگئے۔ 1925 میں کمیونسٹ پارٹی آف کیوبا بنی تو کئی انارکسٹ اس میں چلے گئے۔ جبکہ روسی انقلاب سے متاثر الفریڈ لوپیز اور کارلوس بالینو سمیت متعدد انارکسٹ کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہوئے۔ 1925 میں مشاڈو دوبارہ برسر اقتدار آئے تو انہوں نے انارکسٹوں کے خلاف دوبارہ کارروائیوں کا آغاز کیا۔ الفریڈ لوپیز کو بھی گرفتار کیا گیا تاہم بعدازاں اسے حکومت میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اسے دوبارہ 1926 میں گرفتار کیا گیا اور بعد میں غائب کردیا گیا۔ 1933 میں مشاڈو حکومت کے زوال کے بعد اس کی لاش ملی۔ الفریڈ لوپیز کے قتل کے بعد انارکسٹوں اور

کمیونسٹوں کے مابین مزدور یونین (CNOC) پر کنٹرول کیلئے تنازعہ شروع ہوا۔ 31-1930 میں مزدور یونین پر کمیونسٹوں کے قبضے اور پولیس کی کارروائیوں سے تنگ آکر متعدد انارکسٹ اسپین چلے گئے۔ جبکہ حکومت ایک نیا قانون لے آئی جس کے مطابق ہر کارخانے میں آدھے مزدور مقامی کیوبا والے ہونگے جس کی وجہ سے مزید ہسپانوی انارکسٹ واپس اسپین جانے پر مجبور ہوگئے ۔ نوجوان انارکسٹوں نے لبرترین یوتھ (Libertarian Youth) قائم کی اور 1936 میں اسپین میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو کیوبا کے انارکسٹوں نے اسپین میں مزدور تنظیموں CNT اور FAI کو چندہ کرکے اسلحہ اور پیسے بھیجے، جبکہ کیوبا کے کئی انارکسٹ جنگ لڑنے اسپین گئے۔ 1944 میں کیوبا میں پہلی نیشنل لبرترین کانگریس منعقد ہوئی جس میں ایک سیکریٹری جنرل اور ایک آرگنائیزنگ سیکریٹری منتخب کیئے گئے۔ 1948 میں دوسری کانگریس منعقد ہوئی جس میں جرمن انارکسٹ آگسٹن سوچی نے ابتدائی کلمات ادا کیئے۔ جبکہ ایک جریدہ بھی نکالا گیا جسے کاسترو حکومت نے 1960 میں بند کردیا۔ تیسری کانگریس 1950 میں ہوئی اور 1950 میں ہی فلجینو بءتستا دوبارہ برسر اقتدار آئے تو اس کے خلاف انارکسٹوں نے گوریلا جنگ کا آغاز کیا جو 1958 میں فیڈل کاسترو کے اقتدار میں آنے تک جاری رہی۔ اقتدار میں آتے ہی فیڈل کاسترو نے انارکو سنڈیکلسٹ کو کیوبن ورکرز فیڈریشن سے نکال دیا جبکہ اے ایل سی (ALC) نے کاسترو پر تنقید کی۔ 1960 میں اے ایل سی نے کیوبا کے انقلاب کے حوالے سے ایک اسیمبلی منعقد کی جس میں آمریت اور اقتدار پر چند افراد کے قبضے کی مخالفت کی جس کے بعد انارکسٹ جریدے پر پابندی عائد کی گئی جو کہ پرولتاری آمریت کے خلاف لکھتا تھا۔ اسی سال کاسترو حکومت نے جرمن انارکسٹ آگسٹن سوچی کو زرعی شعبے کا سروے کرنے کیلئے دعوت دی جو حکومتی نظام سے متاثر نہ ہوا اور ایک پمفلیٹ شایع کیا کہ یہ روسی ماڈل طرز حکومت کے قریب تر ہیں۔ کیوبا کی حکومت نے اس پمفلیٹ کی اشاعت کو روک دیا تاہم بعدازاں ارجنٹینا کے ایک انارکسٹ جریدے نے یہ پمفلیٹ

شایع کر دیا۔ اس کے بعد اے ایل سی نے ایک اعلامیہ جاری کیا جس میں مرکزیت، حکمرانی اور فوج کو منظم کرنے کی نئی حکومت کی کوششوں پر تنقید کی گئی مگر یہ دستاویز شایع کرنے پر پابندی لگادی گئی۔ حکومتی اقدامات کی وجہ سے کئی انارکسٹ زیر زمین چلے گئے۔ اس موقع پر اے ایل سی کے بانی اور سابق انارکسٹ مینوئل گوءانا سوسا نے حکومت کی حمایت کر دی اور کہا کہ جو بھی حکومت مخالف ہیں وہ غدار ہیں۔ کاستاماسکو (Casta Mascu) اور مینوئل گونزالیز (Manuel Gonzalez) کو ہوانا سے گرفتار کر لیا گیا، جنہوں نے رہائی کے بعد میکسیکو کے سفاتخانے میں پناہ لی۔ 1960-61 میں کیوبا کے انارکسٹوں کی بڑی تعداد حکومتی مظالم سے تنگ آکر امریکہ چلی گئی۔ انہوں نے امریکہ میں کیوبا کی حقیقی آزادی کیلئے تحریک قائم کی اور اسپین کے انارکسٹوں سے رابطہ کیا جو کہ اسپین کی خانہ جنگی کے بعد نیویارک میں آکر آباد ہوگئے تھے۔ کیوبا کے انارکسٹوں نے انارکسٹوں اور مارکسسٹوں میں جو تفریق بیان کی اس کے مطابق سرمایہ داروں کی انٹرپرائیزز (Interprises) کو محنت کشوں اور تکنیکی ماہرین کے حوالے کرنا انقلاب ہے جبکہ ان پر ریاستی اجارہ داری قائم کرنا جس میں ”پیدا کرنے والے کا حق صرف حکم بجالانا ہو“ اسے رد انقلاب کہا۔ امریکہ میں جلاوطن انارکسٹ کیوبا میں اپنے گرفتار انارکسٹ ساتھیوں کی رہائی کیلئے فنڈ جمع کر رہے تھے۔ MLCE جو کہ کیوبا کے جلاوطن انارکسٹوں کی تنظیم ہے کو نہ صرف امریکن انارکسٹ درست نہ سمجھ رہے تھے بلکہ دیگر ممالک کے انارکسٹ بھی انہیں CIA کی کٹھ پتلی اور کمیونسٹ دشمن تصور کر رہے تھے۔ ایک انارکسٹ جریدے نے تو کاسترو کے حق میں مضامین بھی شایع کیئے۔ تاہم 1965 میں کیوبا کے انارکسٹوں نے اپنے وفود اٹلی بھیجے اور وہ فیڈریشن انارکیا اٹلی کو قائل کرنے میں کامیاب ہوگئے تب اٹلی کے انارکسٹ جرائد نے کاسترو کے خلاف لکھا اور اس کی مذمت بھی کی۔ 1976 میں رائے عامہ اس وقت کیوبا کے انارکسٹوں کی حمایت میں چلی گئی جب سم ڈولگونے ”کیوبا کا انقلاب“ نامی کتاب لکھی جس میں انارکسٹوں پر کیوبا میں ہونے والے

مظالم سے پردہ چاک کیا گیا تھا۔ جبکہ ارجنٹینا، میکسیکو اور فرینچ انارکسٹ فیڈریشنز نے بھی کاسترو اور ان کی حکومت کی مذمت کی۔ اس کے بعد کیوبا کے جلاوطن انارکسٹوں نے ایک نیا جریدہ نکالا اور اس میں الفریڈ گومنز کا آرٹیکل شایع کیا۔ 1980 میں جب باغیوں نے ہوانا میں پیرو کے سفارتخانے میں پناہ لی تو MLCE اور گنگاراالبرترین نے کیوبا کے انارکسٹوں کے ملک چھوڑنے کی حمایت کی۔ کیوبا چھوڑ کر امریکہ میں پناہ لینے والے انارکسٹوں نے جب گنگارا جریدے میں کام کرنا شروع کیا تو اس کی اشاعت پانچ ہزار تک پہنچ گئی اور یہ سب سے مقبول انارکسٹ جریدہ بن گیا۔ اب کیوبا میں انارکسٹ دوبارہ منظم ہونا شروع ہوگئے ہیں اور اس سال ہوانا میں ایک علاقائی انارکسٹ کانگریس بھی منعقد ہو چکی ہے۔

امریکہ میں انارکزم------Anarchism in America

19 ویں صدی کے وسط میں امریکہ میں انارکزم کا آغاز ہوا اور امریکی مزدوروں میں مقبول ہوا تو پھیلتا ہی چلا گیا اور 20 صدی میں سماجی اصلاحات کی مہم چلی۔ ابتدا میں انارکو کمیونزم کا زیادہ اثر رہا تاہم دوسری عالمی جنگ کے بعد انارکو پیسیفزم (Anarco0020 Pacifism) اور امریکن نیو لیفٹ (American New Left) کی سرگرمی بڑھی۔ اس کے نتیجے میں پلیٹفارمزم (Platformism)، انسریکشنری انارکزم (Insurrectionary Anarchism)، نیو سوشل موومینٹ (New Social Movement) اور الٹرا۔ گلوبلازیشن تحاریک چلیں۔ امریکی انارکسٹ تاریخدان یونیک منیٹ شسٹر (Eunice Minette Schuster) کے مطابق انفرادی انارکزم نے سب سے پہلے امریکہ میں جڑیں پکڑیں اور ان کا مقصد بھی انارکسٹ معاشی اصولوں پر مشتمل سماج کا

قیام تھا۔اس دور میں لوگوں کی اکثریت کھیتی باڑی سے منسلک تھی۔19ویں صدی کے ابتدا میں(غلاموں کے علاوہ) 80فیصد آبادی اپناذاتی روزگار کرتی تھی۔اکثریت کسانوں کی تھی جواپنی زمینوں پر کام کرتے اور اپنے لیئے پیداوار کرتے تھے۔لہٰذا انفرادی انارکزم واضع طور پر سوشلزم کا نمونہ تھاتاہم انارکو کمیونزم اور انارکو سنڈیلکسزم کا تعلق صنعتی دور سے ہے۔مورخ میک ایلوری کے مطابق امریکی انفرادی انارکزم نے تین فلسفیوں جوزف پرودھون (جن کا کہنا تھا کہ آزادی بیٹی نہیں بلکہ حکومت کی ماں ہے)، بنجمن ٹکر اور جرمن فلسفی میکس اسٹرینر سے متاثر تھا۔اس کے علاوہ برطانوی فلاسافر ولیم گوڈوین اور ہربرٹ اسپینسر (Herbert Spencer) کے علاوہ رابرٹ اوون (Robert Owen)،اور چارلس فوریئر (Charles Fourier) کا بھی اثر تھا۔رابرٹ اوون نے برطانیہ کے بعد نیوہارمونی،انڈیانامیں 1825میں کوآپریٹو کمیونٹی قائم کی۔جس کاایک ممبر جوسیاوارین(Josiah Warren-1798-1874) تھا جسے امریکہ میں پہلا انفرادی انارکسٹ سمجھا جاتا ہے۔اس کمیون کی ناکامی کے بعد وارین سوشلزم سے انارکزم کی طرف آیا جسے پہلا امریکی انارکسٹ قرار دیا جاتا ہے۔ ان کا جریدہ ''پرامن انقلاب'' امریکہ میں پہلا انارکسٹ جریدہ تھا۔وارین نے پہلے ایک اسٹور کھولا جو کامیاب رہا مگر اس کے بعد امداد باہمی کے بنیاد پر کالونیاں تعمیر کرنے میں لگ گیا۔20ویں صدی کے یورپی انارکسٹ ایملے آرمنڈ (Emile Arrmand) ان سے بہت زیادہ متاثر ہوا ۔ہینری ڈیوڈ تھوریو (Henry David Thoreau-1817-1862) کا انفرادی انارکزم کے حوالے سے امریکہ اور یورپ میں گہرا اثر تھا۔وہ امریکن مصنف، شاعر،فطرت پرست، ٹیکس مخالف مزاحمت کار، تنقید نگار، سروییئر، تاریخ دان اور فلاسافر تھے۔1849میں انہوں نے ''سول نافرمانی'' کے نام سے کتاب لکھی۔جس میں کہا کہ عوام حکومت کو قوانین کی خلاف ورزی نہ کرنے دیں اور نہ ہی حکومت کی ناانصافیوں میں ان کے ایجنٹ کا کردار ادا کریں۔ تھوریو غلامی سے متنفر تھا۔ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ ''مجھے

محبت کے بجائے،دولت اور شہرت سے زیادہ سچ بتائیں'' ۔انہوں نے لکھا کہ تمام اچھی چیزیں جنگل میں اور مفت کی ہیں۔وہ خودانحصاری کے تحت سادہ زندگی گزارنے اور صنعتی ترقی کی مزاحمت کرنے کی وکالت کرتے تھے۔امریکن مزدور رہنما ولیم بی گرین نے امریکہ میں جوزف پرودھون کی آسان بنکاری کے تصور کو آگے بڑھایا اور کہا کہ بلاسود بنکاری ہونی چاہیئے ۔ انہوں نے ایک کتاب ''امداد باہمی بنکاری'' (Mutual Banking) لکھی۔وہ 1824سے 1852تک فیڈریشن آف لیبر کے صدر بھی رہے اسٹیفن پرل اینڈریوز (Stephn Pearl Andrews) جوسیا وارین کے قریبی ساتھی تھے وہ فوریئر تحریک سے منسلک ہوئے تاہم بعد ازاں ریڈیکل انفرادی انارکسٹ ہوگئے تھے۔اسٹیفن پرل اینڈریوز اور وکٹوریا ووڈہل کو انارکسٹ ہونے کی بناء پر کارل مارکس نے فرسٹ انٹرنیشنل سے خارج کیا تھا۔امریکہ میں انارکسٹ تحریک کو اہم موڑ ''آزاد محبت'' (Free Love) تحریک کی وجہ سے ملا جو جنسی آزادی اور آزادانہ سیکس کے حق میں تھی اور عورت کی آزادی کی حمایت کرتی تھی اور شادی کی مخالفت اور بچوں کی پیدائش پر عورت کے کنڑول کی حمایت کرتی تھی۔اس سلسلے میں کئی جرائد شایع ہوئے۔1887میں لوسیفر جریدے کے پبلشر اور مالک موسس ہرمن کو گرفتا کیا گیا۔ 1890میں موسس ہرمن کو دوبارہ گرفتار کیا گیا اور اسے چھ سال تک جیل میں رہنا پڑا۔ 1896میں لوسیفر جریدے کو نیویارک سے شکاگو منتقل کیا گیا۔اس کے باوجود اس کی کاپیاں ضبط کرنے سمیت حراساں کرنے کا سلسلہ جاری رہا اور ریاستی سختیوں کی وجہ سے اسے بند کر دیا گیا۔1905میں ہرمن کو تیسری بار گرفتار کیا گیا اور اسے ایک سال کی سزا ہوگئی۔بدنام زمانہ کامسٹاک قانون (Comstack Law) کے تحت ہرمن نے دو سال جیل میں گذارے۔ان کا جرم یہ تھا کہ انہوں نے ایک خاتون کا خط شایع کیا تھا جس میں خاتون نے اپنے شوہر پر زبردستی کرنے کا الزام لگایا تھا جس سے اسے بچہ تو ہوا مگر شدید جسمانی اذیت کو برداشت کرنا پڑا، جس کی وجہ سے اس پر ہیمریج کا حملہ ہوا تھا۔جبکہ اسی خط

کی پمفلیٹ کی شکل میں اشاعت کی وجہ سے عذرا ہیووڈ کو دو سال قید کی سزا ہوئی۔امریکن انارکسٹ وولٹارین ڈے کلیئرے(Voltairine de Cleyre) نے ریاست، شادی، جنس اور خواتین کو جبری مذہبی بنانے کی مخالفت کی۔ان کا کہنا تھا کہ شادی کے قوانین کی بدولت مرد کو اپنی بیویوں کے ساتھ جنسی زیادتی کرنے کی اجازت مل جاتی ہے۔ ان قوانین کی وجہ سے عورت جبری غلام بن جاتی ہے جو کہ اپنے ملک کا نام اپنانے،ان کا کھانا کھانے،ان کے تابع رہنے اور ان کے حکم پر چلنے اور ان کے رحم و کرم پر رہنے کی پابند ہو جاتی ہے۔19ویں صدی میں انفرادی انارکسٹ مدبروں کے مابین املاک کے حقوق سمیت کئی معاملات پر اتفاق رائے نہ تھا۔جبکہ بنجمن ٹکر نے فطری حقوق کی حمایت ترک کی۔دوسری جانب لیاندر اسپونر نے میکس اسٹیرنر کے ایگوانارکزم کو اختیار کیا۔وہ انفرادی آزادی کے ساتھ غلامی کے سخت ترین مخالف تھے اور فرسٹ انٹرنیشنل کے بھی ممبر بن گئے۔بنجمن ٹکر (Benjamin Tucker) سمیت بوسٹن کے کئی انارکسٹوں نے محنت کشوں کی حالت زار کی بہتری کیلئے کوشش کی۔بنجمن ٹکر اور ان کے ماننے والوں کو سوشلسٹ انارکسٹ بھی کہا جاتا ہے۔بنجمن ٹکر نے 1881 سے 1908 تک لبرٹی کے نام سے جریدہ نکالا۔انہوں نے لبرترین کے فطری حق کو مسترد کیا۔اس پر زبردست بحث و مباحثے شروع ہوئے اور عام خیال یہ تھا کہ لبرترین خود فطری حقوق کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔اس کے نتیجے میں کئی انارکسٹوں نے لبرٹی جریدے کیلئے لکھنا بند کر دیا تو لبرٹی محض ''ایگوازم'' کا نمائندہ بن گیا۔1882 میں انارکو کمیونزم امریکہ میں موجود تھا اور اس کا اظہار لوسی پارسنز اور لزی ہومز کے جریدے ماہنامہ فریڈم سے ہوتا ہے۔لوسی پارسنز کا اپنی ہم وطن انارکسٹ ایما گولڈ مین سے آزاد محبت (Free Love) اور حقوق نسواں کے مسئلے پر زبردست بحث مباحثہ چلا اور اختلافات بھی ہوئے۔شکاگو پولیس نے 1920 میں لوسی پارسنز اور ان کے شوہر البرٹ پارسنز (جو کہ شہدائے شکاگو کا اہم نام ہے) کو ہزاروں مقررین سے زیادہ خطرناک قرار دیا تھا۔یہ دونوں میاں بیوی سیاسی قیدیوں

،سیاہ فاموں، بے گھر لوگوں اور خواتین کیلئے ہونے والے مظاہروں میں شرکت کرتے تھے۔البرٹ پارسنز کو ھے مارکیٹ ہنگاموں اور سازش میں گرفتار کیا گیا اور 11۔نومبر 1887 کو دیگر ساتھی انارکسٹوں کے ہمراہ پھانسی دی گئی۔ایما گولڈ مین نے ''مدر ارتھ'' جریدہ نکالا۔اس کے علاوہ ''فائر برانڈ'' اور'' فری سوسائٹی'' جرائد بھی جاری کیئے تھے ۔جرمن انارکسٹ جان موسٹ 1882 میں جیل سے رہائی کے بعد امریکہ آئے تو ان کے ساتھ آگسٹ اسپائیز بھی تھے جسے شکاگو سازش کیس میں پھانسی دی گئی۔ایما گولڈ مین اور الیگزینڈر برک مین بھی جان موسٹ سے بہت متاثر ہوئے۔تاہم جب برک مین نے 1892 میں ہوم اسٹیڈ اسٹیل سانحہ پر فیکٹری کے مینجر ہینری کلے فرک پر قاتلانہ حملہ کیا تو گولڈ مین کے اس اقدام کی مخالفت کی وجہ سے ایما گولڈ مین کے ان سے شدید اختلافات پیدا ہو گئے۔جان موسٹ نے برک مین کے خلاف لکھا تھا۔جبکہ ایما گولڈ مین اپنی تقاریر، تحاریر اور سیاسی سرگرمیوں کی وجہ سے شمالی امریکہ اور یورپ میں 20ویں صدی میں 50سالوں تک بہت کام کیا۔

3مئی 1886 کو شکاگو میں مزدوروں نے 8 گھنٹہ ڈیوٹی کے حق میں احتجاجی مظاہرہ کیا تو پولیس نے ان پر فائرنگ کر دی جس میں دو مزدور ہلاک ہو گئے۔دوسرے دن چار مئی کو ھے مارکیٹ میں احتجاجی مظاہرہ کیا گیا۔مظاہرہ ختم ہوا تو کسی نامعلوم شخص نے بم پھینکا جس میں ایک پولیس افسر سمیت 7 پولیس والے ہلاک اور پولیس کی جوابی فائرنگ میں چار مزدور جاں بحق ہو گئے۔ریلی منعقد کرنے والوں سمیت آٹھ اہم انارکسٹوں کو گرفتار کیا گیا۔مقدمہ چلا اور چار انارکسٹوں کو پھانسی دی گئی جبکہ ایک نے جیل میں خودکشی کر لی۔یہ واقعہ ابتدا میں مزدور تحریک کیلئے بڑا نقصان ثابت ہوا تاہم اس کے بعد مزدوروں نے اس سے توانائی اور طاقت حاصل کی۔ھے مارکیٹ سانحے سے وولٹرین ڈے کلیئرے اور بگ بل ھے ووڈ (ولیم ڈوڈلی) زبردست متاثر ہوئے اور انہوں نے انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ قائم کی۔

جولبادی (Jo Labadie) جو کہ ھے مارکیٹ سانحے میں ملوث بے گناہ ملزمان کو بچانے کی تحریک میں پیش پیش رہے انہوں نے مشین فیڈریشن آف لیبر بنائی اور سیموئیل گومپرز سے اتحاد کیا۔ ڈائرلم (Dyerlumn) بھی 19ویں صدی کے اہم انارکسٹ اور سرگرم محنت کش اور شاعر تھے۔ وہ خواتین کی حقوق کی جدوجہد میں معروف انارکسٹ خاتون وولٹارین ڈے کلیئرے کے محبوب اور مینٹر تھے۔ انہوں نے انارکزم پر کئی کتب لکھیں اور امریکہ کی خانہ جنگی میں شامل رہے، ان کو پختہ یقین تھا کہ اس سے غلامی کا خاتمہ ہوگا کیونکہ اسے یقین تھا کہ جب بھی انقلاب آیا تو مزدور طبقہ اور صنعتوں کے مالکان کے مابین تشدد ہوگا۔ سولیانوفسکی کی مدعیت میں یدش (Yiddish) زبان میں نکلنے والے انارکسٹ جریدے فرائی آربیتز اسٹیم (Freie Arbeites Stime) میں یدش شعراء اور مفکرین کے علاوہ ڈیوڈ ایدلستاد، ایما گولڈ مین، انا گورڈین، رڈولف راکر، موتش شارکمین، اور سولیانوفسکی بھی لکھتے رہے۔ یہ وہ وقت تھا جب پولیس کے ہاتھوں ہزاروں ہڑتالی محنت کش مارے گئے۔ جبکہ صنعتی حادثات میں بھی روزانہ درجنوں محنت کش مرجاتے تھے۔ اسی دوران ایک اطالوی انارکسٹ گوسپے نکابیلا (Guiseppe Cioncbilla) امریکہ آئے جو پرتشدد اقدامات کی حمایت کرتے تھے۔ ایک تقریب میں جب یہ بحث شروع ہوئی کہ تحریک کیلئے کسی تنظیم کی ضرورت ہے کہ نہیں تو نکابیلا کے حامیوں نے معروف اسپینی انارکسٹ ایریکو ملاتستا کو گولی مار کر شدید زخمی کر دیا تھا۔ ملاتستا نے حملہ کرنے والوں کو معاف کر دیا تھا۔ تاہم اس کے بعد حکمران طبقے کو بھی نشانہ بنانے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ 6۔ ستمبر 1901 کو امریکی انارکسٹ لیون کولگوز (Leon Czolgoz) نے امریکی صدر ولیم میک کنلی کو قتل کر دیا۔ جبکہ ایما گولڈ مین کو بھی امریکی صدر کے قتل کے الزام میں گرفتار کیا گیا تھا مگر اسے بعد ازاں بے قصور ثابت ہونے پر رہا کر دیا گیا تھا۔ ایما گولڈ مین نے دیگر انارکسٹوں کے برعکس کولگوز کے اس اقدام کی رہائی کے بعد حمایت کی تھی اور اپنے ایک آرٹیکل میں کولگوز کو جولیس سیزر کے قاتل

''بروٹس'' سے تشبیہ دی تھی اور مقتول صدر کو پیسے کا پجاری قرار دیا تھا، جبکہ دیگر انارکسٹوں نے کولگوز کے اس عمل کو تحریک کیلئے نقصاندہ قرار دیا تھا۔ 29 اکتوبر 1901 کو کولگوز کو میک کنلی کے قتل کے 45دن بعد پھانسی دے دی گئی۔ 1914 سے 1932 تک لوگی گالینی کے حمایتیوں نے اداروں کو اپنا طبقاتی دشمن قرار دیکر ان کو بم حملوں کا نشانہ بنایا تھا۔ گالینی کو 1919 میں امریکہ سے اٹلی بے دخل کیا گیا تو ان کے حامیوں نے 1920 میں وال اسٹریٹ پر بم حملے کیئے جس میں 38افراد مارے گئے۔ انہوں نے دوست واحباب کا وسیع حلقہ پیدا کیا تھا جن میں فرانک ابارنو (Frank Abarno) گیبریلا سیگاتا انتولینی (Gabriella Segata Antolini) پیتر انجلا (Pietro Angel)، لوگی بکیتی، ماریو بودا، کارمین کاریون، آندرے سیوفلو، نکولا ساکو (Nikola Sacco) اور بارتولومیو وانزیتی (Bartolomeo Vanzetti) شامل ہیں۔ نکولا ساکو اور وانزیتی کو جوتوں کی فیکٹری میں ڈکیتی مارنے اور دو افراد کو قتل کرنے کے الزام میں پھانسی دی گئی تھی۔ یہ تاریخ کا سب سے متنازعہ مقدمہ تھا۔ ممتاز سائنسدن البرٹ آئین اسٹائن، معروف ادیب اور دانشور جارج برنارڈ شا اور ایچ جی ویلز نے بھی دونوں کی جان بخشی کیلئے رحم کی اپیل کی تھی۔ ساکو اور وانزیتی کو پھانسی دینے کے بعد اطالوی انارکسٹ سیپوریزڈی گتو وانزیتی نے بیونس آئرس میں امریکی سفارتخانے پر بم سے حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے تمباکو کی ایک دکان پر بھی بم پھینکا تھا۔

جنوبی امریکہ میں امریکی انارکسٹ راس ون (Ross Winn) بہت سرگرم رہے۔ انہوں نے انارکسٹ جرائد ''دی فائر برانڈ'' اور '' مدار تھ'' (دونوں کی ادارت ایما گولڈ مین کرتی تھیں) اور ''دی ریڈیکل'' میں بھی لکھتے تھے۔ وہ 1901 میں شکاگو میں ایما گولڈ مین سے بھی ملے تھے۔ جبکہ جوزف لبادی اور ایبز کوایزلگونی بھی ان کے دوست تھے۔ 1910 سے 1920 تک وہ سوئیٹزرلینڈ، جرمنی، ہنگری، ارجنٹینا اور کیوبا

میں تحریکوں میں حصہ لیتے رہے۔ وہ اسپین کی خانہ جنگی میں بھی لڑے مگر وہاں گرفتار ہوئے اور ایما گولڈ مین کی کوششوں سے رہائی ملی۔ روسی انارکسٹ سام ڈولگوف (Sam Dolgoff) نے بھی امریکہ میں انارکسٹ تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ 1928 میں ایک کالے قانون کے تحت امریکہ میں شہریت کے بغیر رہائش پذیر انارکسٹوں کو بے دخل کرنے کا آغاز ہوا تو ایما گولڈ مین اور الیگزینڈر برک مین کو امریکہ بدر کیا گیا۔ وہ سویت یونین گئے تو وہاں کئی علاقوں کا دورہ کیا اور لینن سمیت متعدد لوگوں سے ملے۔ انہوں نے محنت کشوں کی حکمرانی کے بجائے جبر، بدانتظامی اور کرپشن کو دیکھا اور سویت یونین کو الوداع کہہ کر فرانس چلے آئے۔ جب اسپین کی خانہ جنگی شروع ہوئی تو ایما گولڈ مین کو اسپینی انارکسٹوں نے دورہ کرنے کی دعوت دی۔ ایما گولڈ مین بارسلونا گئیں اور وہاں کنفیڈریشن نیشنل ڈیل ٹراباجو (CNT) اور فیڈریشن انارکسٹا آئیبریکا (FAI) کے سرکردہ کارکنوں سے ملاقات کی۔ گولڈ مین کا کہنا تھا کہ وہ پہلی بار حقیقی انارکسٹ معاشرے میں رہ کر بہت خوشی محسوس کر رہی ہیں۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران اور اس کے بعد کرسچن انارکزم اور انارکو پیسیفسٹ نے زور پکڑا جو کہ عدم تشدد کے قائل تھے۔ ان میں ڈورتھی ڈے اور پیٹر مورین کے نام اہمیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے "کیتھولک ورکرز مومینٹ" قائم کی، جس سے امریکن انارکسٹ بھی متاثر ہوئے جن میں پال گڈمین، وٹ مکڈونلڈ (Dwight Macdonald) جولیان بیک اور جان کیج شامل ہیں۔ جبکہ لیوپولڈ کوہر کے ایک شاگرد ای۔ایف شوماکر نے انارکسٹ تحریک پر خاصا اثر چھوڑا ہے۔ انہوں نے ایک کتاب "چھوٹا خوبصورت ہوتا ہے" (Small is Beautiful) لکھی۔ 1958 میں مرے بک چن نے ایکولوجی پر کتاب لکھی اور اس کے بعد "ایکولوجی اور انقلابی تصور" کتاب لکھی۔ انہوں نے اپنے لیکچرز پر مشتمل کتاب "رد ثقافت: قلت کے بعد انارکزم" لکھی جو بہت مقبول ہوئی۔ 1982 میں ان کی کتاب "دی ایکولوجی آف فریڈم" شایع ہوئی۔ چند سالوں بعد ان کے ایک دست راست جینیٹ بائیل (Jenet

Biehl) نے "سوشل ایکولوجی کی سیاست" نامی کتاب لکھی۔ 1954 میں نیویارک میں لبرترین لیگ قائم ہوئی، جس میں سام ڈولگوف، رسل بک ویل، ریووان رک، انزکو ارنگونی، اور مرے بک چن شامل تھے، جس کا مرکزی خیال "آزاد سوشلسٹ معاشرے میں سب کیلئے برابر آزادی" تھا۔ سام ڈولگوف کی معروف کتابوں میں "باکونن آن انارکی"، "کیوبا کا انقلاب" اور "اسپین کا انقلاب" شامل ہیں۔ 1960 کے رد ثقافت کے ذریعے انارکسٹوں نے طلباء اور محنت کشوں کی بغاوتوں میں اہم کردار ادا کیا، جس میں ایبی ہاف مین کا کردار قابل ستائش ہے۔ امریکی معاشرے میں پروفیسر نوم چومسکی کا بہت اثر ہے جنہوں نے موجودہ دور میں شہرہ آفاق کتب لکھی ہیں اور امن اور جمہوریت کیلئے مہم (Compaign for Peace and Democracy) اور انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ انٹرنیشنل یونین کے بھی رکن ہیں۔ وہ انارکوسنڈیکلزم کو ماننے والے ہیں۔ انہوں نے جنگ ویتنام میں امریکہ پر تنقید کی۔ وہ امریکہ کی خارجہ پالیسی، ریاست، سرمایہ داری اور نیوز میڈیا پر تنقید کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے ایڈورڈ ایس ہرمن سے مل کر کتاب "ذراءع ابلاغ کی سیاسی معیشیت" (Political Economy of Mass Media) تحریر کی۔ جبکہ ان کی نئی کتاب "دنیا پر کس کی حکمرانی ہے؟" (Who Rules the World?) حال ہی میں شایع ہوئی ہے۔ ان کی کتاب "تسلط یا بقا" دنیا بھر میں شہرت حاصل کر چکی ہے۔ ان کی دیگر معروف کتب میں "انارکزم"، "ناکام ریاستیں"، "لوگوں کیلئے منافع" اور "عالمی تسلط کیلئے امریکی جدوجہد" (American Quest for Global Dominance)، "مصنوعی ڈھانچہ" (Syntactic Sructure)، اور "جمہوریت کو روکنے والا" اور دیگر درجنوں کتب شامل ہیں۔

سام ڈولگوف (Sam Dolgoff) اور دیگر انارکسٹوں نے انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ (IWW) کو متحرک کرنے کیلئے انارکوسنڈیکلسٹ کی نئی تنظیموں

جیسا کہ شکاگو کا "ریسر جنس گروپ"، بوسٹن کی "روٹ اینڈ برانچ" کے ساتھ بک چن کے اجتماعی انارکزم جس نے ایکولوجیکل اور انارکسٹ خیالات کو گہرا کیا۔ ففتھ اسٹیٹ جس نے فرینچ بائیں بازو کی سوچ پر بہت گہرا اثر کیا اور ایک دہائی تک ٹیکنولوجی پر تنقید کرتے رہے، ان سب کو اکٹھا کرنا شروع کیا۔ اسی دوران سوشل ریوولیوشنری انارکسٹ فیڈریشن نے انفرادی انارکسٹوں سے ماہوار بلیٹن کے ذریعے بحث و مباحثہ شروع کیا۔ جو کہ نئے معاشرے کے قیام کیلئے تحریک شروع کرنے کی ایک کوشش تھی۔ یہ خواتین کے حقوق کیلئے پیسیفسٹ اجتماعی قومی نیٹ ورک تھا جو 1971 سے 1988 تک چلا۔ فلاڈلفیا میں جوہری سرگرمیوں کے خلاف جدوجہد کی۔ اس تحریک میں جارج لیکی نے اہم کردار ادا کیا جو کہ انارکسٹ تھا۔ امریکی انارکسٹ فلاسفر جان زرزان سے متاثر فریڈی پرل مین (Fredy Perlman) نے ایک کتاب (Against his Story, Against Leviathan) لکھی۔ زرزان نے خود بھی پانچ کتب لکھیں جس میں "انکار کا عنصر" (1988)، "بے مقصد کی دوڑ" (2002)، "مطالعہ اور اس کا عکس" (2005)، "مشینوں کی مدھم ہوتی روشنی اور" (Twilight of Machines-2008) شامل ہیں۔ انہوں نے انارکی ریڈیو قائم کیا اور امیزون کے شہر ٹکسن سے ایک انارکسٹ جریدہ (Match) جاری کیا۔ جس کے ایڈیٹر فریڈ ووڈور تھ ہیں۔ یوجین کے شہر اورگن سے جریدہ "گرین انارکی" شایع ہوتا ہے۔ ڈٹریٹ شہر سے 1965 سے پندرہ روزہ ففتھ اسٹیٹ شایع ہوتا ہے۔ امریکی انارکسٹ 1980 سے احتجاجوں، اشاعتوں اور کنوینشنز کے حوالے سے منظر عام پر زیادہ متحرک نظر آتے ہیں۔ مگر ان کے خیالات میں ٹکراؤ بھی نظر آتا ہے۔ انسٹیٹیوٹ آف انارکسٹ اسٹڈیز جس کا بنیاد چک ڈبلیو مورس نے رکھا جو کہ انارکسٹوں کی تحریری استعداد بڑھانے اور انارکسٹ تحریک میں نظریاتی رخ متعین کرنے میں مدد دیتا ہے۔ انارکو سنڈیکلسٹ کے حوالے سے 1984 میں ورکرز سالیڈرٹی الائینس تشکیل دیا گیا۔ 1990 میں بر اعظمی

فیڈریشن کا قیام عمل میں لایا گیا تاہم یہ دو ٹکڑے ہوگئی اور اس کے بعد 1998 میں ختم ہوگئی۔ 1990 میں بلیک انارکسٹ لوریںزو اروین (Lorenzo Ervin) اور کوواسی بالاگون (Kuwasi Balagoon) نے مل کر ایک جریدہ (Race Traitor) نکالا۔ امریکی انارکسٹ "بلیک بلاک" کی شناخت سے مظاہروں میں نظر آنے لگے۔ امریکن انارکسٹوں نے 1999 میں سیاٹل میں ورلڈ ٹریڈ آرگنائیزیشن (WTO) کے خلاف ہونے والے مظاہروں میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان مظاہروں کے بعد 2002 میں بوسٹن کانفرنس میں پلیٹ فارمسٹ;47;انارکو کمیونسٹوں نے نارتھ ایسٹ فیڈریشن آف انارکسٹس کمیونسٹس کا بنیاد ڈالا، جو 2008 میں دو حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ 2011 میں بلیک روز انارکسٹ فیڈریشن قائم ہوئی۔ امریکہ میں سمندری طوفان "کترینا" کے موقع پر انارکسٹ زیادہ سرگرم نظر آئے۔ سال 2011 میں وال اسٹریٹ قبضہ تحریک (Wall Street Capture Movement) میں انارکسٹوں نے خود کو منوالیا اور بہت ہی سرگرمی سے شامل رہے۔ امریکی جریدے "رولنگ اسٹون" کے مطابق اس تحریک کا خیال انارکسٹ دانشور "ڈیوڈ گریبر" نے پیش کیا۔ انہوں نے نیویارک سٹی جنرل اسمبلی قائم کی جس میں 2011 میں صرف 60 افراد شریک ہوئے۔ مصنف مارک برے (Mark Bray) نے بھی اس کی تصدیق کی کہ وال اسٹریٹ قبضہ تحریک میں انارکسٹوں کا غلبہ رہا۔ اس کے بعد طبقات مخالف تحاریک کا آغاز ہوا، جس میں انارکسٹوں کا اہم کردار تھا۔ 2008 میں انارکسٹوں کی مختلف تنظیموں کو قریب لانے کیلئے نیویارک میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس قسم کی دیگر کانفرنسز 2009 میں ڈٹریٹ میں، 2010 میں سیاٹل اور 2012 میں بفئلو (Buffallo) میں منعقد ہوئیں۔ یکم مئی 2011 میں انارکسٹ الائینس قائم ہوا۔ 2013 میں بلیک روز کے نام سے ایک اور انارکسٹ گروپ بنا۔ 1914 میں چلی سے دو انارکسٹ دورے پر آئے تو 20 شہروں میں ان کے اعزاز میں پروگرام منعقد ہوئے۔

1916 میں ورکرز سالیڈرٹی الائینس نے آن لائین کتابچہ " بلیک انارکزم" شایع کیا۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کے اقتدار میں آتے ہی فاشزم مخالف گروپ سرگرم ہو گئے، جس کی وجہ سے کئی اور لوگ بھی انارکسٹ تحریک کا حصہ بنے۔ کئی انارکسٹ گروپوں نے فاشزم کے خلاف مظاہرے کیئے۔ایک امریکی سیاہ فام جارج لائیڈ کی پولیس کے ہاتھوں بے رحمانہ ہلاکت کے خلاف انارکسٹوں نے مظاہرے شروع کیئے جو دیکھتے ہی دیکھتے پوری دنیا میں پھیل گئے اور انارکسٹ یورپ سمیت دنیا بھر میں متحرک ہوئے۔ امریکی افواج نے مظاہرین کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے اور پہلی بار وائیٹ ہاءوس میں صدر کو خطرے کی صورت میں چھپنے کیلیئے بنائے گئے بنکر کی سیر کرنی پڑی۔ مظاہرین نے پولس کے فنڈ بند کر کے اس محکمے کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا تا کہ یہ رقم بھی عوام کی بہتری پر لگائی جائے۔ امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کو بالآخر یہ کہنا پڑا کہ یہ مظاہرے انارکسٹ کر رہے ہیں۔ ڈجیٹل دور کے باعث کئی انارکسٹ آزاد میڈیا آءوٹ لیٹ بن گئے ہیں جس میں it's going dons newاور Unicorn Riot شامل ہیں۔

کینیڈا میں انارکزم------Anarchism in Canada

کینیڈا میں انارکزم گو کہ مختلف انارکسٹ فلسفیوں کے ذریعے پھیلا جس میں انارکو کمیونزم، گرین انارکی، انارکو سنڈیکلزم، انفرادی انارکزم وغیرہ۔۔ وغیرہ۔ کینیڈا میں انارکزم امریکہ، برطانیہ اور یورپ سے پہنچا۔ موجودہ دور میں کینیڈا میں انارکزم شمالی امریکہ سے اصلی باشندگان (Indigenous) سے بالخصوص مغربی ممالک سے یہاں آیا ہے ۔ کینیڈا میں انارکزم بین الاقوامی تحریک کے حوالے سے ہونے والے مظاہروں کی میڈیا کوریج، پولیس سے جھڑپوں اور املاک کو نقصان پہنچانے کے دوران دیکھا گیا ہے۔ تاریخی طور پر کینیڈ میں انارکزم وسیع عوامی حمایت سے محروم رہا ہے۔ کچھ چھوٹے گروپ اور

لکھاری مختلف علاقوں میں سرگرم رہے ہیں۔ دیہاتی علاقوں میں مغربی لوگوں کو آباد کرنے کی وجہ سے خود انتظامی کمیونز نے اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا۔ حکومت کی ان دور دراز علاقوں میں رسائی نہ تھی جس کی وجہ سے پلوں، روڈوں اور دیگر ترقیاتی کاموں میں خود انتظامی کمیونز نے بڑا کردار ادا کیا۔ پیتر کروپوتکین نے روسی عیسائیوں دوخوبورس (Dokhobors) کو ساسکاچیون میں رہائش کے سلسلے میں مدد دی جو حکومتی اختیار کو نہیں مانتے تھے۔ 1994 سے 1996 تک "میڈیا کلیکٹو" نامی سوشل گروپ کی سرگرمیوں میں گوریلا کاردگی " بم نہیں خوراک" نامی تنظیم کی طرف سے مفت کھانا فراہم کرنا شامل تھا۔ انارکی تنظیم TAO نے نیو لبرل ازم اور سلیکان وادی میں سرمایہ داری نظام کی مخالفت کی۔ کینیڈا میں انارکزم کے حوالے سے مختلف گروپ براہ راست سرگرم رہے ہیں۔ مختلف علاقوں اور شہروں میں آلودگی اور غربت کے خلاف براہ راست اقدام کرنے والے کامریڈ موجود ہیں۔ جبکہ میوچل ایڈ گروپ، قیدیوں سے یکجہتی کرنے والے گروپ، اسٹڈی گروپ اور انارکسٹ کیفے بھی سرگرم رہے۔ 1970 کے اوائل میں مونٹریال میں انارکسٹ بک اسٹور قائم ہوا۔اوٹاوا میں انفوشاپ قائم کیا گیا۔اس کے علاوہ دیگر بک اسٹور، انفوشاپس، اشاعت گھر، ریکارڈ لیبلز، ریڈیو شوز اور ماءکرو ریڈیو اسٹیشنز قائم کیئے گئے۔ کینیڈا میں کتب کی نمائش کا ایک مرکز بھی قائم کیا گیا ہے۔ 2015 میں وکٹوریہ انارکسٹ میلہ منعقد کیا گیا۔ جبکہ مونٹریال، ٹورنٹو، ونی پیگ اور دیگر شہروں میں بھی انارکسٹ مواد اور کتب کی نمائش ہوتی رہی ہے۔ایڈمنٹن شہر میں 2002 سے مئی 2015 تک مسلسل کتب میلے منعقد ہوتے رہے۔ انارکسٹ تنظیم "فریڈ پریس" سب سے پرانی ہے جو 1986 سے کام کر رہی ہے۔انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ 1905 میں قائم ہوئی، انارکسٹ بلیک کراس 1906 میں، سینٹرل آرگنائیزیشن آف ورکرز آف سویڈن 1910 میں اور سی این ٹی (CNT) آف اسپین 1910 میں قائم ہوئیں۔امریکی مفکر اور سرگرم انارکسٹ کارکن ایما گولڈ مین نے بھی کچھ عرصہ کینیڈا میں قیام کیا اور ان کا بھی

کینیڈا کی انارکسٹ تحریک پر بہت گہرا اثر ہے۔ کینیڈا کے انارکسٹوں میں ایل سوسن براءون بڑی اہمیت رکھتے ہیں جس نے انفرادی نظام کی سیاست (Politics of Individualism) کتاب لکھی ہے۔ ان کی تحاریر کا ڈچ، فرینچ، جرمن اور فنش زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔

میکسیکو میں انارکزم------Anarchism in Mexico

میکسیکو میں انارکزم 1860 میں کسان محنت کشوں کی پلوتینو روداکانتی (Plotino Rhodakanty) کی تنظیم محنت کش کسانوں سے تعلق رکھتا ہے جو کہ 1980 میں انقلاب میکسیکو سے قبل رکارڈو فلور میگن کی تحریک اور پنک ضمنی ثقافت تک پھیلی ہوئی ہے۔ میکسیکو میں انارکسٹ تحریک کا تعلق 19 ویں صدی کے وسط میں میکسیکو کی بے مثال ترقی اور یورپی اثرات سے ماخوذ ہے۔ واسکوڈی کوئراگا نے 1530 میں دو برادریوں میں سر تھامس مور کے ''یوٹوپیا'' کے مطابق معاشرہ تشکیل دینے کی کوشش کی۔ جبکہ ایک مذہبی راہب سینیئر جوزماریا الپودرزے نے 1825 میں فری میسن کی ایک کمیونٹی بنانے کی کوشش کی۔ 1828 میں برطانوی سوشلسٹ رابرٹ اوون نے ٹیکساس میں یوٹوپین کالونی قائم کرنے کیلئے میکسیکو حکومت سے اجازت دینے کی درخواست کی۔ نیواورلینس شہر میں پناہ لینے والے میکسیکو کے ریڈیکل میلکراوکامپو نے چارلس فوریئر اور جوزف پرودھون کو پڑھا اور پرودھون کی کتاب ''افلاس کا فلسفہ'' کے ایک باب کا ترجمہ بھی کیا۔ کامریڈ باکونن کے پیشرو یونانی انارکسٹ فلاسفر پلوتینو روداکانتی 1861 میں میکسیکو پہنچا جو کہ نظریہ انارکزم کا میکسیکو میں پہلا وکیل ہے۔ انہوں نے ہنگری میں 1848 کی ناکام بغاوت میں بھی حصہ لیا۔ اس کے بعد جرمنی گئے جہاں ہیگل، فوریئر اور پرودھون کے ماننے والوں سے رابطے میں رہے۔ میکسیکو آکر اس نے محسوس کیا کہ روایتی دیہات میں رہنے والے کسان پہلے ہی فوریئر اور پرودھون کے نظریئے پر چل رہے ہیں،

تاہم انہیں ہیسینڈادو (Hacienda) (اسپینی لوگ جو کہ جنگلات، کانکنی اور کارخانوں میں کام کرتے تھے) اور حکومت سے خطرہ لاحق تھا۔ روداکانتی نے انہیں منظم کیا اور سوشلسٹ زرعی کالونیوں کا نیٹ ورک بنایا۔ انہوں نے اس جدوجہد کی حمایت حاصل کرنے کیلئے ایک پمفلیٹ جاری کیا جو میکسیکو میں پہلا انارکسٹ مکتوب تھا۔ انہوں نے اس پمفلیٹ میں کہا کہ انسانذات بنیادی طور پر بہت اچھی ہے مگر ذاتی املاک، نابرابری اور استحصال نے اسے کرپٹ کر دیا ہے۔ مگر وہ ان زرعی کالونیز کیلئے حمایت حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ انہوں نے اپنے شاگردوں کا گروپ بنایا اور انہیں کامریڈ باکونن کی تعلیمات سے روشناس کرایا۔ ان کے شاگردوں میں فرانسسکو زلاسوٹا اور سنتیاگو ولانووا کے نام اہم ہیں جنہوں نے محنت کشوں کی جدوجہد کو منظم کیا۔ 1871 میں پیرس کمیون کے بعد روداکانتی گروپ نے شہری محنت کشوں میں پرولتاری انارکسٹ تحریک کی بنیاد ڈالی۔ تاہم وہ نوجوان ہنرمندوں اور کسانوں کو آپس میں جوڑنے میں ناکام رہے۔ مگر وہ جولی لوپیز شاویز کو متاثر کرنے میں کامیاب رہے، جس نے 1860 کی دہائی میں کسانوں کی بغاوت کی قیادت کی تھی۔ تین سالہ بغاوت (1867-1869) کے دوران اسے گولی مار کر ہلاک کیا گیا۔

19 ویں صدی کے وسط میں محنت کشوں کی تنظیموں نے اضافی کام کے اوقات کار کے خلاف جدوجہد شروع کی۔ میوچلسٹ گروپوں نے سرمایہ داری نظام کے بجائے اپنے ممبران کو ملازمت کے بدلے معاوضہ، میڈیکل بنیادوں پر چھٹی، بڑھاپے میں پنشن اور محنت کشوں کا معاوضہ برابر کرنے کے مطالبات پیش کیئے۔ جبکہ دیگر انارکسٹ گروپوں نے محنت کشوں کی مشکلات کا ذمہ دار سرمایہ داروں اور حکومت کو ٹھہرایا۔ انارکسٹوں نے صنعتوں میں پہلی ہڑتال کرائی۔ میوچلسٹ گروپوں نے اس ہڑتال سے اجتناب کیا مگر بعد میں شامل ہوگئے۔ پہلے پہل یہ ہڑتالیں ٹیکسٹائیل ملز اور کانوں میں حالات کار اور تنخواہوں میں اضافہ کرنے کیلئے تھیں۔ رکارڈو فلورز میگن (Recardo Flores

(Magon) بیسویں صدی میں میکسیکو انارکزم کے سرکردہ رکن تھے۔ اور 1910 میں انقلاب میکسیکو کے روح رواں تھے۔ ان کے بھائی اینرک (Enrique) اخبار ری جنریشن (Regeneration) نکالتے تھے۔ انسلمو لی فگورا (Anselmo Li Figuera) میکسیکن۔امریکن انارکسٹ تھے۔ وہ میکسیکو کی لبرل پارٹی کے رہنما تھے، جسے 1911 سے 1914 کے درمیان غیر جانبدارانہ قانون توڑنے کی پادش میں جیل جانا پڑا۔ انقلاب میکسیکو (1910-1920) میں کئی خواتین نے اپنے شوہروں کے ہمراہ جنگ میں حصہ لیا، جس میں جوءانا بیلن گٹریز دی مینڈوزا قابل ذکر ہیں۔ جبکہ دیگر خواتین نے ڈیاز حکومت کے خلاف لکھا۔ 1910 میں جوءانا بیلن نے حکومت مخالف اخبار ویسپر (Vesper) نکالا اور دیگر خواتین کے ہمراہ گاناجاتو (Gaunajuato) شہر میں مذہبی پیشواءوں پر حملے کیئے۔ انہوں نے میکسیکو پر غیر ملکی قبضے کے خلاف جدوجہد کی جس کی وجہ سے اسے جیل جانا پڑا۔ جیل سے رہائی کے بعد انہوں نے ایک اور اخبار جاری کیا۔ انہوں نے کروپوتکین، میخائیل باکونن اور جوزف پرودھون کی تحاریر کا اسپینی زبان میں ترجمہ کیا۔ میکسیکن انارکسٹ فیڈریشن جو کہ 28 دسمبر 1945 میں قائم ہوئی 1970 تک برقرار رہی۔ اس نے جریدہ ”ری جنریشن“ دوبارہ جاری کیا۔ فرانکو فرانس کی آمریت اور مظالم کے خلاف اسپین سے بھاگ کر میکسیکو آنے والے انارکسٹوں نے فیڈریشن کو دوام بخشا۔ فیڈریشن نے اس وقت میکسیکو کی حکومت اور پولیس کی توجہ حاصل کی جب اسپینی انارکسٹوں سے مل کر میکسیکو کے انارکسٹوں نے پیسوں سے بھرے ٹرک لوٹنے کی کوشش کی۔ 1997 میں ریکارڈو فلورز میگن کے فلسفے پر قائم انارکسٹوں نے پاپولر انڈیجینس کونسل آف اوکساکا کا بنیار کھا جو آج بھی کام کر رہی ہے۔ انقلاب میکسیکو میں شامل ایملانو زپاٹا سالارز (Emiliano Zapata Salazar) بھی ایک بہت بڑا نام ہے جس نے مورلوس ریاست میں کسانوں کی قیادت کی، جہاں گنے کی کاشت ہوتی ہے۔ انہوں نے دیگر کسان رہنماءوں سے مل کر ”لبریشن آرمی آف ساءوتھ“ قائم

کی۔ ان کی کسان فوج نے پورفیرو ڈیاز (Porfiro Diaz) کو اقتدار سے ہٹانے میں اہم کردار ادا کیا۔ نئے صدر فرانسسکو آئی مدیرو نے انقلاب میکسیکو میں زپاٹا اور اما کی فوج کے کردار کو ماننے سے انکار کیا اور انہیں ڈاکو کہا۔ 1913 کی بغاوت میں زپاٹا کی مدد سے فرانسسکو آئی مدیرو کو برطرف کر کے وکٹوریانو ہورتا (Victoriano Hurta) کو اقتدار میں لایا گیا مگر اسے بھی 1914 میں اقتدار سے ہٹا دیا گیا۔ زپاٹا کو 1919 میں مذاکرات کیلئے بلا کر دھوکے سے قتل کیا گیا مگر اس نے جو تحریک شروع کی تھی وہ آج بھی قائم و دائم ہے اور ان کا قائم کیا گیا کمیون معاشرہ آج بھی موجود ہے۔ میکسیکو میں بعد ازاں آئینی ترامیم کر کے خاص طور پر قدیم لوگوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ اپنے اکثریتی علاقوں میں لوکل کونسل سطح پر اپنی مرضی کا کوئی بھی معاشی نظام نافذ کرنے میں آزاد ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میکسیکو میں زپاٹا کے مورلوس کمیون اور اوکسا کا کمیون کے علاوہ کئی علاقوں میں کمیون سسٹم قائم کیا گیا ہے، جس سے لوگ بہت خوش ہیں کیونکہ انہیں زمینیں اور کاروبار خود اپنی لوکل کونسل نے امداد باہمی کے اشتراکی نظام کے مطابق دیا ہوا ہے۔ تاہم اس کے باوجود مرکزی حکومت کی جانب سے انارکسٹوں کو دھمکانے اور خوفزدہ کرنے کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے کامریڈ رال گاتیکا سمیت کئی اہم انارکسٹ کینیڈا اور دیگر ممالک میں پناہ لینے پر مجبور ہیں۔ جبکہ میکسیکو کی حکومت انہیں بھوک و افلاس میں دھکیل کر ناکام بنانے کیلئے پاپولر انڈیجینس کونسل آف اوکساکا۔ ریکارڈو فلورز میگن (CIPO-RFM) کو مالی وسائل فراہم کرنے سے انکار کرتی رہی ہے۔ مگر انہوں نے خود انتظامی کے تحت نہ صرف ونڈ فارم، شرمپ فارم، شجرکاری اور لکڑی کی صنعت کو ترقی دی ہے اور مکئی اور کافی کے باغات کے محنت کشوں کی کوآپریٹوز تشکیل دی ہیں۔ جبکہ اسکول اور اسپتالیں بھی بنائی ہیں جہاں کمیونٹی کے علاوہ باہر کے مریض بھی مفت علاج کی سہولت سے استفادہ کرتے ہیں۔ خواتین کو برابر کے حقوق حاصل ہیں اور وہ بھی معاشی سرگرمیوں

سمیت ثقافتی اور دیگر سرگرمیوں میں حصہ لیتی ہیں۔ یہ نجی املاک کے خلاف اور زمینوں کی مشترکہ ملکیت کی وکالت کرتے ہیں۔

ارجنٹینا میں انارکزم۔۔۔۔۔Anarchism in Argentina

ارجنٹینا میں انارکسٹ تحریک سب سے زیادہ مضبوط تھی۔ 1890 اور 1930 میں یکے بعد دیگرے آمرانہ فوجی حکومتوں میں بھی کافی مضبوط رہی۔ اس دوران اس تحریک پر انارکو کمیونسٹوں اور انارکو سنڈیکلسٹ کا اثر زیادہ رہا۔ اس تحریک میں یورپی انارکسٹوں کے ساتھ اصل باشندے یعنی سیاہ فام بھی متحرک رہے۔ ارجنٹینا میں سب سے پہلے انارکسٹ گروپ 1870 کی دہائی میں سامنے آئے۔ 1871 یا 1872 میں ارجنٹینا میں فرسٹ انٹرنیشنل کا ایک سیکشن قائم ہوا تاہم اولین دور میں یہ نہ تو انارکسٹ اور نہ ہی مارکسسٹ سیکشن کا حصہ رہا۔ 1879 میں یہاں انارکسٹوں کے کئی گروپ بنے۔ 1876 میں کامریڈ باکونن سے متاثر ہونے والوں نے اپنا گروپ بنالیا۔ 1885 سے 1889 تک معروف اطالوی انارکسٹ کامریڈ ایریکو ملاتستا ارجنٹینا میں موجود رہے ان کی تائید وحمایت سے 1887 میں پہلی انارکسٹ ٹریڈ یونین بنائی گئی۔ جبکہ 1890 میں پہلا نارکسٹ جریدہ "ایل پر سیگائیدو" شایع ہوا۔ اسی دوران ارجنٹینا کی انارکسٹ تحریک تنظیمی معاملے پر دو لخت ہوگئی۔ اس دور میں انارکو کمیونسٹوں کا زیادہ اثر تھا۔ انفرادی انارکسٹ جو کہ تنظیم کو نہیں مانتے ایریکو ملاتستا کی موجودگی تک جڑے رہے مگر جیسے ہی 1889 میں ایریکو ملاتستا یہاں سے چلے گئے وہ تقسیم ہوگئے۔ تنظیم کے حمایتی انارکسٹ 1891 میں اسپینی انارکسٹ انتونی پیلیسر (Antoni Pellicer) اور اطالوی انارکسٹ پیٹرو گوری (Pietro Gori) کی آمد کے بعد بہت مضبوط ہوگئے۔ 1897 میں ٹریڈ یونین نے بھی جریدہ جاری کیا۔ 1901 میں پہلی لیبر فیڈریشن جو کہ ارجنٹینا ورکرز فیڈریشن کے نام سے قائم ہوئی، اس نے 1902 میں ارجنٹینا میں پہلی ہڑتال کی، اس کے جواب میں

حکومت نے رہائشی قانون کا اطلاق کیا جس کے تحت حکومت کو یہ اختیار مل گیا کہ وہ کسی بھی تارک وطن کو ناپسندیدہ قرار دیکر ملک سے بے دخل کردے۔ اس قانون کے تحت سینکڑوں انارکسٹوں کو ملک بدر کیا گیا۔ جبکہ بے دخل انارکسٹوں کی بڑی تعداد یوروگوئے چلی گئی تاکہ کسی بھی وقت موقع پاکر واپس آسکیں۔ اسی سال جنرل ورکرز یونین کے نام سے الگ دھڑا تشکیل دیا گیا جس کا نام 1904 میں ارجنٹینا ریجنل ورکرز فیڈریشن (FORA) رکھا گیا، جس نے انارکو کمیونزم کا رخ اختیار کیا۔ FORA نے انارکو سنڈیکلسٹ کے اس دلیل کو مسترد کیا کہ انقلاب کے بعد بھی تنظیم کو برقرار رکھا جائے۔ وہ لیبر یونین کو سرمایہ دارانہ معاشرے کی پیداوار سمجھتے تھے جو کہ انارکسٹ معاشرے کے قیام کے ساتھ ہی ختم ہونی چاہیئے۔ اس دوران انارکسٹ تحریک نے تیزی کے ساتھ ترقی کی۔ 50 سے 70 فیصد مزدور تارکین وطن تھے۔ یکم مئی 1904 کو مزدوروں نے بیونس آئرس میں جلوس نکالا تو جلوس میں شامل ایک نوجوان جان اوکا مپیو قتل ہوگیا۔ 1909 میں مئی ڈے پر بیونس آئرس کے پلازہ لوریا میں مزدور یونین FORA کی جانب سے نکالے گئے جلوس پر پولیس نے فائرنگ کردی جس میں کئی محنت کش ہلاک ہوگئے۔ انارکسٹوں نے پولیس کے مظالم کے خلاف عام ہڑتال کا اعلان کیا تو حکومت نے محنت کشوں کے مراکز بند کرکے دوہزار مزدروں کو گرفتار کرلیا۔ 13 نومبر کو نوجوان انارکسٹ سائمن راڈووزکی (Simon Radowittzky) نے پولیس کے سربراہ رامن فالکن جو کہ ایک کار میں اپنے سیکریٹری کے ہمراہ جارہے تھے ان پر بم سے حملہ کرکے ہلاک کردیا۔ اس کے بعد بپھرے حکمرانوں نے انارکسٹوں کو کچلنے کی وحشت سے بھری مثال قائم کردی۔ ملک میں مارشل لا لگادیا جو کہ جنوری 1910 تک جاری رہا۔ لاپروٹیسٹا جریدے کے دفاتر پر پولیس نے چڑھائی کرکے اس کی مشنری کو تباہ کردیا اور یہی حال مزدوروں کے مراکز کا کیا گیا۔ 48 گھنٹوں میں ہزاروں افراد کو گرفتار کیا گیا۔ باہر سے آئے تارکین وطن مزدوروں کو بے دخل کیا گیا۔ 1910 میں مئی انقلاب کی صد سالہ تقریبات منعقد ہوئیں

جس کے نتیجے میں ارجنٹینا آزاد ہوا تھا۔ FORA نے کالے رہائشی قانون کے خلاف احتجاجی مظاہرہ نکالنا چاہا مگر اسے انتہا پسندوں کی ممکنہ کارروائیوں کا خدشہ تھا۔ جبکہ ارجنٹینا ریجنل ورکرز کنفیڈریشن اور انارکسٹوں کو عدالتی فیصلے پر عملدرآمد کرنے پر مجبور کیا گیا تو انہوں نے 25 مئی کو ہڑتال کرنے کی دھمکی دی۔ جس کی وجہ سے حکومت نے 13 مئی کو FORA کے رہنماءوں کو گرفتار کرلیا۔ جبکہ دائیں بازو کے انتہا پسندوں نے مزدور یونینز کے دفاتر پر پولیس کی سرپرستی میں حملے کیئے۔ جس کی وجہ سے 18 مئی کو عام ہڑتال کرنے کا اعلان کیا گیا، جسے پولیس اور دائیں بازو کے انتہا پسندوں نے مل کر کچل دیا۔ کم عمر ہونے کے باوجود سائیمن راڈوز کی کو عدالت نے سزائے موت کا حکم سنایا جسے حکومت نے بعد میں عمر قید میں تبدیل کردیا۔

1909 اور 1910 کے واقعات نے انارکسٹوں میں اختلافات پیدا کردیئے، ریاستی تشدد اور ملک کے معاشی مسائل کی وجہ سے تحریک کی بڑھوتری رک گئی۔ فالکن کے قتل کے ردعمل میں سماجی دفاع کا قانون منظور کیا گیا جس کے تحت اگر کوئی بااثر انارکسٹ ارجنٹینا کے قانون کی خلاف ورزی کرے گا تو انارکسٹوں کی ملک میں آمد پر پابندی لگائی جائے گی۔ جن گروپوں پر پابندی تھی انہیں انارکزم کا پروپیگنڈہ کرنے کی اجازت نہ تھی۔ جبکہ مقامی حکام کو اختیار دیا گیا کہ ممنوعہ خیالات کے اظہار کیلئے بلائے گئے اجلاسوں پر پابندی لگائیں۔ اس دوران جدید سنڈیکلسٹ CORA ابھری جو براہ راست اقدام کے بجائے مذاکرات اور افہام و تفہیم سے معاملات طۓ کرنے کے حق میں تھی۔ 1915 کی کانگریس میں FORA میں شامل تنظیموں نے انارکو کمیونزم کو خیرباد کہنے کی قراداد منظور کی جس کی وجہ سے بہت ہی کم تنظیمیں FOR A میں رہ گئیں۔ 1914 میں پہلی عالمی جنگ چھڑ گئی تو انارکسٹ تحریک کیلئے حالات مزید بگڑتے گئے۔ مزدوروں کے حالات کار مزید خراب ہوگئے اور ان کے معاوضوں میں بھی کٹوتی کی گئی۔ 1917 میں ریلوے کے کارکنوں نے ہڑتال کی تو انارکسٹوں نے ان کے حق میں عام

ہڑتال کی کال دی مگر FOR A-IX نے اس کال کو مسترد کیا۔ 1918 میں بریسو اور اویلانیدا میں قصابوں کی حمایت میں انارکسٹوں نے ہڑتال کی اپیل کی مگر وہ ناکام بنادی گئی۔ 1918 میں بیونس آئرس کے معدنیات کے کارکنوں نے ہڑتال کی، اس کی یونین FORA-IX نے اختلاف کرکے انہیں چھوڑ دیا۔ 7۔ جنوری 1919 کو پولیس کی فائرنگ میں پانچ افراد ہلاک ہوگئے۔ ہلاک ہونے والے افراد کی آخری رسومات میں دو لاکھ افراد جمع ہوئے۔ پولیس نے ان پر حملہ کردیا جس میں 39 افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہوگئے۔ اس کے خلاف FORA- V نے عام ہڑتل کی اپیل کی تو دائیں بازو کے انتہا پسند بھی میدان میں آگئے اور انہوں نے ارجنٹینا مزدور لیگ قائم کی۔ ان کے حملوں کا زیادہ تر نشانہ یہودی مزدور ہوتے تھے۔ ان حملوں میں ایک سو سے 700 لوگ مارے گئے اور چار ہزار زخمی ہوئے۔ ان واقعات کے نتیجے میں ارجنٹینا میں انارکزم کا زور مزید ٹوٹ گیا ۔1920 اور اس کے بعد لیبر یونینز میں انارکسٹوں کا کردار معمولی سا رہ گیا۔

1920 سے 1921 تک انارکسٹوں کی سرکردگی میں پتاگونیا علاقے میں کسانوں کی تحریک چلی تو فوج نے 1500 کسانوں کو پھانسی دے دی۔ دور دراز علاقے کی وجہ سے بیونس آئرس میں یہ خبر کافی دنوں بعد پہنچی۔ تاہم اطلاع ملتے ہی واقع میں ملوث کرنل ہیکٹر واریلا کے خلاف انارکسٹ تحریک نے مہم شروع کردی۔ اس کی وجہ سے ٹالسٹائی انارکسٹ کرٹ گستاف ویلینس (Kurt Gustav Wilikens) نے کرنل ہیکٹر واریلا کو 23 جنوری 1923 کو قتل کردیا۔ 6۔ ستمبر 1931 کو بغاوت کے نتیجے میں جوز فیلکس یوریبرو (Jose Felix Uriburu) اقتدار میں آئے اور بغاوتوں کے ذریعے اقتدار پر قبضوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ انارکسٹ FORA کا نام تبدیل کرکے ارجنٹینا سنڈیکلسٹ یونین رکھا گیا۔ 1931 میں مارشل لا لگنے کی وجہ سے یونین کی قیادت زیرزمین چلی گئی اور ان کے جریدے کو تقسیم کرنے والوں کو قتل کردیا گیا اور اس طرح جریدہ لاپروٹیسٹا بند ہوگیا۔ 1932 میں مارشل لا اٹھایا گیا تو انارکسٹ جریدوں

اور مزدور تنظیموں نے اپنا منشور "18ماہ فوجی دہشتگردی" کے نام سے جاری کیا۔ اسی سال روساریو میں انارکسٹ کانفرنس منعقد کی گئی۔ اس کا انعقاد یوری بورو دور میں قید انارکسٹوں کے اہلخانہ نے کیا تھا۔ کانگریس نے علاقائی سطح پر انارکسٹوں کے مابین رابطہ بڑھانے کیلئے علاقائی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ جس کے نتیجے میں 1935 میں ارجنٹینا میں ارجنٹینا کمیونسٹ فیڈریشن قائم ہوئی۔ 1936 میں اسپین میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو کئی انارکسٹ جنگ میں حصہ لینے اسپین گئے اور ارجنٹینا انارکو کمیونسٹ فیڈریشن نے خصوصی ضمیمے شایع کیئے۔ 1946 میں فوجی جنرل جان پیرون برسر اقتدار آئے اور ارجنٹینا کے صدر بنے تو انہوں نے پیرونزم متعارف کرایا تو اکثر سوشلسٹ لیبر یونینز ان کی طرفدار ہوگئیں، جبکہ انارکسٹ یونینز جنہوں نے اس دہائی میں مشکلات برداشت کیں اور ان کی پذیرائی میں بڑی حد تک کمی آچکی تھی جس کی وجہ سے مزدور یونینز میں ان کی نمائندگی بھی کم ہوگئی تھی اور ارجنٹینا کے مزدوروں میں "پیرونزم" نے پذیرائی حاصل کرلی تو وہ سابق نظریات کی جگہ لینے میں کامیاب ہوگئی جس طرح پاکستان میں ایک زمانے میں بھٹو ازم نے مزدوروں اور طالب علموں میں پذیرئی حاصل کرلی تھی۔ اس کی وجہ سے انارکسٹ تحریک دوبارہ ارجنٹینا میں پھر کبھی اپنی جگہ نہ بنا سکی۔ تاہم 1955 میں ایک پر تشدد بغاوت کے نتیجے میں جان پیرون کو اقتدار سے ہٹادیا گیا تو انارکسٹ جرائد دوبارہ کھلے عام شایع ہونے لگے مگر انارکزم دوبارہ مقبول تحریک کے طور پر ابھر نہ سکا۔ ارجنٹینا انارکو کمیونسٹ فیڈریشن (FACA) 1955 میں ارجنٹینا لبرترین فیڈریشن بن گئی تاہم وہ عوامی حمایت حاصل نہ کرسکی۔ 1985 میں ایف ایل اے (FLA) نے ایل لبرتاریو کے نام سے نیا سیاسی جریدہ جاری کیا۔

پیرو میں انارکزم۔۔۔Anarchism in Peru

پیرو میں انارکزم 19ویں صدی کے اواخر اور 20ویں صدی کی دو دہائیوں کے دوران پیرو کی مزدور یونین تحریکوں کے نتیجے میں ابھرا۔ 1970 میں پیرو میں انارکسٹ تحریک کی ابتدا ہوئی۔ 19ویں صدی کے اواخر میں ہنرمند تنظیم جو کہ انارکسٹ خیالات رکھتی تھی اس نے اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔ 1904 میں پیرو کے نان بائیوں نے "اسٹار آف پیرو" فیڈریشن آف بیکرز قائم کی جس کی تشکیل میں لبرترین انقلابی فیڈل گارشیا گیسیتا (Fedel Garcia Gacitua) ارماچی (Urmachi) اور مینوئل کاراسیءو لیوانو (Manuel Caracciolo Levano) نے اہم کردار ادا کیا۔ اسی سال پہلی ہڑتال بھی کی گئی۔ پہلی بار 1905 میں یکم مئی کا دن بھی منایا گیا۔ 1907 میں انارکسٹوں نے کالو بندر کی ہڑتالوں میں حصہ لیا جس کے نتیجے میں فلورنسو الیاگا (Florencio Aliaga) ہلاک ہوگئے۔ 1906 میں انسانیت کے نام سے لیما سے ایک جریدہ جاری کیا گیا۔ 1907 میں لیوانو، رومیلو کو سادا اور لیوئس فلپ گریلو تینوں بھائیوں نے "پریمروڈی مایو" کے نام سے سوشل اسٹڈی سینٹر قائم کیا۔ انارکسٹ جولیو رینا گا (1841-1923) جو کہ ٹروجیلو شو گرور کرز قائم کرنے میں شامل تھے۔ اطالوی انارکسٹوں نے لیما میں پہلا انارکسٹ گروپ بنایا جس میں انوسینشو لومبار دوزی شامل تھے۔ رینا گا جریدہ ایل جنزلیو کی ایڈیٹر تھے، جن کا دفتر یونین انرجیا مرکز برائے سماجی تعلیم کے دفتر میں واقع تھا۔ ان سالوں میں ایل ارپتے، لا ایچا، لا انتوریا اور ری بیلدے سمیت نمایاں اخبارات اور جرائد شایع ہوتے رہے۔ انارکسٹوں نے 1911 میں پہلی عام ہڑتال ٹیکسٹائل کی صنعتوں میں کرائی۔ 1912 میں انارکو سنڈیکلسٹ گروپ میں سے پیروئن ریجنل ورکرز فیڈریشن ابھری۔ 1913 میں انارکسٹ یونین آف ڈے لیبرز نے عام ہڑتال میں شرکت کی جو کہ آٹھ گھنٹہ ڈیوٹی کیلئے تھی۔ جوز پاردو بریدا حکومت نے 1919 میں آٹھ گھنٹہ ڈیوٹی کا مطالبہ تسلیم کرلیا۔ چندماہ بعد کھانے پینے کی اشیاء، کپڑے،

ٹرانسپورٹ، کرایہ اور ٹیکسز میں کم کرانے کیلئے جوائر نکولس گوتارا نے ایک تنظیم بنائی۔ لیگس بغاوت اور مزدوروں کی جیل سے رہائی کے بعد انارکو سنڈیکلسٹ گروپ نے 1919 میں پیروئن ریجنل ورکرز فیڈریشن کو انارکسٹ اصولوں کے بنیاد پر قائم کیا۔ جس نے بہت اثر پکڑا۔ اسی دور میں کچھ لبرترین کارکن تواتر کے ساتھ لیوانو ہاءوس پر اجلاس منعقد کرتے رہے۔ جب وہ مکمل تیار ہوئے تو وہ پیٹر کروپوتکین، میخائیل باکونن، ایریکو ملاستا اور انسلمو لوریزو کے تراجم کر کے لوگوں میں بانٹتے تھے۔ ان میں کچھ طالب علم بھی تھے جو ان کے ہمدرد تھے۔ ان میں اہم نام مینوئل سی لیوانو، ڈیلفن لیوانو، کارلوس باربا، نکولس گوتارا، پیدرو سسنیروس، ادالبرتو فونکین اور دیگر شامل تھے۔ 1910 اور 1920 میں لیما کے مشرقی شہر ویتارت میں ایک انارکسٹ اجلاس ہوا جس میں مقامی ٹیکسٹائل فیکٹری کے مزدوروں سے روابط پیدا کیئے۔ جوءان ہجار سالازار نے انارکسٹ تحریک کو مقبول بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ یہ انارکسٹ ویتارت میں مزدوروں کا ایک میلہ بھی منعقد کرتے تھے ۔ 1920 میں حکومت نے انارکسٹوں پر مظالم ڈھانا شروع کیئے۔ کئی انارکسٹوں کو قتل کرنے کے ساتھ ان کے چھاپہ خانوں اور اسٹورز کو بند کیا گیا۔ متعدد انارکسٹوں کو ملک بدر کیا گیا جن میں گوتارا کو پہلے کولمبیا اور اس کے بعد 1924 میں پناما بھیج دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں پیرو میں انارکسٹ تحریک کو نقصان پہنچا۔ کچھ انارکسٹوں نے لبرترین روایات پر چلتے ہوئے انارکسٹ فیڈریشن آف پیرو تشکیل دی۔ انہوں نے لاپروٹیسٹا کو دوبارہ دو سالوں تک جاری کیا اور 1960 تک سرگرمیاں کرتے رہے۔ تیبالدو کاءتانو جو کہ بیکری میں مزدوری کرتے تھے انہوں نے لبرترین سیل قائم کیا اور 1957 تک لاپروٹیسٹا اور دیگر جرائد میں لکھتے رہے۔ وہ لیما میں مزدور یونین کے سیکریٹری بھی منتخب ہوئے۔ 1970 کی دہائی میں لبرترین سے متاثر ہونے والوں نے انسٹی ٹیوٹ آف اسٹڈی اینڈ ریسرچ آف کوآپریٹوز و کمیونٹیز قائم کیا۔ انہوں نے خود انتظامی اور لبرترین سوشلزم کو آزاد معاشرے کیلئے ناگزیر قرار دیا۔ جیم لوسالار ابورے اور وکٹر گتریز اس کے اہم ارکان تھے۔ 1980

میں بھی لبرترین سرگرم رہے تاہم حکومت کی جانب سے دہشتگردی کے خلاف بنائے گئے قوانین کی وجہ سے انارکسٹوں کو آگے بڑھنے کا موقع نہ مل سکا۔ ان کا زیر زمین میوزک گروپ سے بھی تعلق رہا۔ کئی سالوں بعد 2001 میں لیما سے ''نافرمانی'' کے نام سے ایک انارکسٹ جریدہ نکلنا شروع ہوا جو اب بھی اپنی اشاعت جاری رکھے ہوئے ہے۔ لبرترین ورکشاپ قائم کیا گیا جہاں انارکسٹ جمع ہونا شروع ہوئے۔ 2008 میں پانچ لبرترین انارکسٹوں نے مل کر ایک دوماہی جریدہ ''انسانیت'' جاری کیا جو کلاسیکل انارکزم کی طرز پر تھا۔ بعد ازاں ان انارکسٹوں نے انارکو کمیونسٹ طرز پر ایک اخبار ''ڈائریکٹ ایکشن'' نکالا۔ جبکہ کئی خواتین بھی اس وقت انارکسٹ تحریک میں سرگرم ہیں۔

برازیل میں انارکزم۔۔۔۔۔۔ Anarchism in Brazil

برازیل میں انارکزم 19 ویں صدی کے اواخر اور 20 ویں صدی کی شروعات میں سیاسی اہمیت اختیار کر گیا، جب اٹلی، اسپین، پورچوگال اور جرمنی سے جلاوطن سیاسی کارکن یہاں آئے جن میں اکثر انارکسٹ نظریہ رکھتے تھے۔ ان میں سے کچھ تجارت کرنے کیلئے آئے جن میں گیووانی روسی (Giovanni Rossi) بھی شامل تھا جس نے 1889 میں انارکسٹ کمیون بھی قائم کیا اور پارانا ریاست میں واقع اس کالونی کا نام سیسلیا رکھا۔ یہ تجربہ چند سال ہی قائم رہ سکا۔ اس کالونی میں 200 افراد شامل تھے جن میں اکثریت اطالوی محنت کشوں کی تھی۔ یورپی تارکین وطن محنت کشوں نے مزدور یونینز میں شمولیت اختیار کی اور انارکو سنڈیکلزم کی حمایت کی جس کی وجہ سے لیبر اصلاحات ہوئیں اور محنت کشوں کی تنخواہوں میں اضافہ ہوا۔ ریو، ساءوپالو اور پورٹو الیگرے کی ٹریڈ یونینز ایک برازیلین ورکرز فیڈریشن میں منسلک ہو گئیں اور 1908 میں کامیاب ملک گیر کانگریس منعقد کی۔ 20 ویں صدی میں انارکو سنڈیکلزم برازیل میں حاوی رہا، جنہوں نے اوقات کار میں کمی، اوقات کار کی بہتری اور زیادہ تنخواہوں کیلئے دباءو ڈالا۔ ان انارکسٹوں سے ہمدردی

میں سانتوس بندرگاہ اور ریلوے کے محنت کشوں سمیت کئی اور جگہوں پر بھی ہڑتالیں کی گئیں۔1906 میں برازیل میں محنت کشوں کی ملک گیر کانگریس منعقد ہوئی اور تب سے یوم مئی کی تقریبات منعقد کی جانے لگی ہیں۔دوسری کانگریس 1913 میں منعقد ہوئی۔ 1917 اور 1919 میں ساءوپالو اور ریوڈی جانیرو میں بڑی بڑی ہڑتالیں ہوئیں۔مزدور انجمنوں نے روزنامہ اور ماہنامہ اخبارات اور جرائد نکالنا شروع کیئے۔انارکسٹوں کی جانب سے قائم کیئے گئے تعلیمی مراکز، اسکول اور تھیٹر کے ذریعے برازیل میں جہالت کے مسئلے کو اٹھایا۔ برازیل میں انارکسٹ انارکوسنڈیکلسٹ اور اٹلی کے سوشلسٹ انارکسٹوں کی طرح زیادہ تقسیم نہ تھے۔تاہم اخبارات سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف طبقہ فکر کے لوگوں کے مابین زبردست بحث اور مباحثے ہوا کرتے ہیں۔ انارکسٹ سرکلز میں شامل کچھ شدت پسند کارکنان نے برازیل میں کمیونسٹ پارٹی کی داغ بیل ڈالی جو کہ 1917 کے سوویت یونین کے انقلاب سے متاثر ہوکر تشکیل دی گئی مگر اسے کومنترن نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔اس کے باوجود انارکوسنڈیکلسٹ کا اثر زیادہ رہا۔ پولیس کی جانب سے ہڑتالوں کے دوران تشدد میں کئی لوگ ہلاک ہوئے، یہاں تک کہ اخبارات، یونین اور اسکول تک جلائے گئے۔ انارکسٹوں کی روزانہ گرفتاریاں کی جاتیں اور برازیل میں تارکین وطن انارکسٹوں کو بے دخل کیا گیا۔ کئی لوگوں کو جبری مشقت کی کیمپوں اور ٹارچر سینٹرز میں رکھا جاتا۔ جن میں سب سے بدنام کیمپ فرنچ گنی کی سرحد کے قریب تھی۔ 1920 میں رودروگیز نے انارکسٹوں کو تشدد کرکے کچل دیا۔ وارگاس کے فوجی دور 1930 میں مسولینی سے متاثر ہوکر ریاستی سرپرستی میں جبراً سرکاری ٹریڈ یونینز بنائی گئیں جو کہ برازیل کی انارکسٹ تحریک کیلئے زوال کا سبب بنیں۔تاہم انارکسٹوں کے کچھ نشانات باقی موجود رہے جس میں ریوڈی جانیرو میں پروفیسر جوزاوٹیسیکا کی قیادت میں ریوڈی جانیر میں انارکسٹ اسکول آج بھی کام کررہا ہے مگر یہ تحریک دوبارہ اس طرح زور نہ پکڑ سکی جس طرح 20ویں صدی کی ابتدا میں سرگرم تھی۔یوروگین انارکسٹ فیڈریشن کے زیر اثر 1990 میں اسپیسیفسمو

انارکزم کا اثر بڑھا اور علاقائی گروپ زور پکڑنے لگے جس میں گوچا انارکسٹ فیڈریشن زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔2002 میں برازیل کی نو ریاستوں میں ان گروپوں کا اثر بڑھا تو منظم انارکزم فورم تشکیل دیا گیا جو 2012 میں برازیلین انارکسٹ کوآرڈینیشن کی شکل میں سامنے آیا۔

بولیویا میں انارکزم------ Anarchism in Bolivia

بولیویا میں انارکزم 20ویں صدی کے اوائل میں آیا اور آج بھی انارکسٹ یہاں سرگرم ہیں۔پہلی انارکسٹ تحریک 1904 میں ٹوپیزا (Tupiza) نامی شہر سے چلی ۔1908 میں چھوٹی چھوٹی تنظیموں نے مل کر فیڈریشن اوبریرا لوکل (FOL) تشکیل دی۔ 1912 میں فیڈریشن اوبریرا انٹرنیشنل (FOI) قائم کی گئی۔انہوں نے 8۔ گھنٹہ ڈیوٹی تحریک شروع کی۔ 1920 کے دوران مزدور تحریک میں انارکسٹ عروج پر تھے۔معدنیات کے کانکوں نے 1919 میں 8۔گھنٹہ ڈیوٹی تحریک شروع کی۔ حقوق نسواں تحریک میں انارکوسنڈیکلسٹ شانہ بشانہ رہے۔خواتین کارکنان میں کیتلینا مینڈوزا، پیٹرونیلا انفانٹزا اور سوسن رداشامل تھیں۔1926 میں لاپاز سے نکلنے والے ہفتہ وار جریدہ بندیرا روجانے (Bundera Roja) نے انسیا (Uncia) میں کانکوں کے قتل عام کی شدید مذمت کی تو اس کے دفاتر پر پولیس نے چڑھائی کرکے اسے آگ لگادی اور دو ایڈیٹرز کو گرفتار کرلیا، جبکہ بقیہ کارکن جن میں ریک لوزانو، مینڈوزا مامانی اور سیروتو شامل تھے وہ زیر زمین چلے گئے۔ نیشنل ورکرز کانگریس میں کمیونسٹوں نے تجویز دی کہ مزدور تنظیں میں تھرڈ انٹرنیشنل میں شامل ہوں، مگر انارکسٹوں نے اس تجویز کو مسترد کردیا۔اس کے بعد سرکاری مشنری نے انارکسٹوں کو کچلنا شروع کیا تو کئی رہنما ملک بدر ہوگئے۔انتونیو گارشیا بارون جو کہ اسپین کی جنگ آزادی میں شامل تھے اپنی اہلیہ ارما کے ہمراہ 1950 میں بولیویا پہنچے۔ حکومتی سختیوں کی وجہ سے انارکسٹ تحریک کو دھچکا لگا اور شاکو جنگ

(Chaco War) نے بھی نقصان پہنچایا۔ جس کے بعد مجبور ہو کر انارکسٹ بولیوین ورکرز سینٹر میں شامل ہو گئے۔ جبکہ حقوق نسواں کی تنظیم فیڈریشن اوبریرا فیمینینا 1964 تک موجود رہی۔ اسپینی حکومت کو مطلوب انارکسٹ لوسیوار توبیا نے جرمنی سے فرار ہو کر بولیویا میں آباد ہونے والے نازی جرمنی کے جنگی مجرم کلاس باربی جس نے کمیونسٹ گوریلوں سے جنگ میں امریکی سی آئی اے کی مدد کی تھی اس کو اغوا کرنے کی منصوبہ بندی میں حصہ لیا اور 1980 کی بغاوت میں بھی شامل رہے۔ جبکہ انتونیو گارشیا بارون اور ان کی اہلیہ ارمانے سان بوناویتنچرا کے گھنے جنگلات میں خود رو انارکسٹ کمیونٹی قائم کی۔ موجودہ دور میں بولیویا میں متعدد انارکسٹ گروپ سر گرم ہیں، جن میں مجیرز کرینڈو اور انارکیا فیمینسٹ شامل ہیں۔ 2001 میں کیو بن بنکنگ سپروائیزری ایجنسی پر قبضے کے بعد مجیرز کرینڈو نے بین الاقوامی توجہ حاصل کی۔ 2005 میں جنوبی علاقے گران چاکو میں انارکسٹ اسٹوڈنٹس موومینٹ موجود تھی۔ 2003 میں نیویارک بلیک برج ڈاکومینٹری جس کا عنوان ''بولیویا پکار رہی ہے'' تھا دکھائی گئی۔ 30 مئی 2012 کو فوجی بیرک پر ڈائنامائیٹ حملے اور کار ڈیلر پر بم حملے کے الزام میں چار نوجوانوں کو گرفتار کیا گیا۔ دونوں حملوں کا الزام انارکسٹ فیڈریشن نے قبول کیا۔ ہم عصر انارکسٹوں میں سلویا یوریا کیسکانکی (Silvia Rivera Cusicanqui) اور فریڈی پرل مین (Fredy Perlman) شامل ہیں۔

چلی میں انارکزم ۔۔۔۔۔ Anarchism in Chile

چلی میں انارکزم یورپی تارکین وطن کی وجہ سے پھیلا جو کہ کامریڈ میخائیل باکونن کی انٹرنیشنل ورکنگ مینز ایسوسی ایشن سے منسلک تھے جنہوں نے بندرگاہ والے شہر ''اقیک'' میں مینوئل چنچیلا سے رجوع کیا۔ انہوں نے سب سے پہلے چھاپہ خانوں، رنگ سازوں، بلڈرز اور سیلرز (سمندری جہاز کے خلاصیوں) کی لیبر یونینز بنائیں۔

20ویں صدی کے پہلے عشرے میں انارکزم کا مزدور تحریکوں مفکرین کے حلقوں میں خاصا اثر تھا جن میں چلی کے معروف شاعر کارلوس پیزو ویلیز، پروفیسر ڈاکٹر جان گندولفو، سنڈیکلسٹ کارکن لیوئس اولی، فلورا سانہوزا، مصنفین جوز ڈومینگو گومیز روجاز، فرنندو سانتیوان اور دیگر شامل تھے۔ موجودہ دور میں انارکسٹ چلی میں طالب علموں کے گروپس، انارکزم سے منسلک گروپوں، کمیونٹی و کلچرل سینٹرز اور خانہ بدوشوں کے ذریعے دوبارہ واپسی کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اسپین اور ارجنٹیا سے پہنچنے والے انارکسٹ مواد اور تحاریر کے نتیجے میں چلی میں 1880 میں انارکزم کا پروپیگنڈہ شروع ہوا۔ 1893 میں پہلا انارکسٹ جریدہ '' ایل اوپریمیصدو'' جاری ہوا اور اس کے بعد متعدد دیگر انارکسٹ جرائد کی اشاعت شروع ہوگئی۔ روسی انقلاب کے بعد چلی میں انارکسٹوں اور مارکسسٹوں کے مابین اختلافات شدت اختیار کر گئے۔ مزدور یونینز میں ان کا تعاون ختم ہو گیا اور اس طرح جدت پسند اور اصلاح پسند سوشلسٹوں نے چلی میں مزدور انجمنوں پر قبضہ کر لیا۔ والپریسو شہر میں 1919 میں انڈسٹریال ورکرز آف دی ورلڈ کی ونگ قائم کی گئی۔ امریکہ سے پہلے چلی میں انارکو سنڈیکلسٹ کا اثر تھا۔ انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ پورے چلی میں اقیک سے کورال تک پھیلی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے آپ کو سرمایہ داری، حکومت اور چرچ کا دشمن قرار دیا۔ ان کے حربوں میں حملے کرنا، بائیکاٹ کرنا اور سبوتاژ کرنا شامل تھا۔ ان کا سیلرز میں بہت زیادہ اثر تھا۔ انہوں نے نان بائیوں، اسلحہ بنانے والے مزدوروں، بلڈرز اور جوتے بنانے والے مزدوروں کو بھی منظم کرنا شروع کیا۔ ان کے اہم ارکان میں جان اونوفرچپورو اور ارماندو تریوینو تھے۔ جبکہ وہ چلی اور یورپی مصنفین کی انارکسٹ کتب بھی شایع کرتے تھے۔ یکم مئی 1889 میں چلی کے انارکسٹوں نے ھے مارکیٹ سانحہ کو منایا۔ انہوں نے ترخانوں اور لکڑی کا کام کرنے والے محنت کشوں کی تنظیمیں قائم کیں اور تعلیم، امداد باہمی اور ریلوائے مزدوروں کی یونینز قائم کیں۔ 1901 میں اطالوی قانوندان اور نظریہ دان پیترو گوری چلی آئے اور چلی کے انارکسٹوں کو نظریاتی تقویت ملی۔ اس کے بعد

ان کا سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے مفادات سے ٹکراؤ شروع ہو گیا۔ اسی دوران تحریک نسواں کی تنظیموں نے بھی اپنا کام شروع کر دیا جو کہ انارکسٹ خواتین مصنفین لیوئس مشعل، وولٹارین ڈی کلائرے، لوسی پارسنز اور ایما گولڈ مین کی تحاریر شایع کرتی تھیں۔ بڑھتے ہوئے محنت کش طبقے نے کوآپریٹوز کی مثالیں قائم کیں۔ سب سے پہلا کو آپریٹو اقیک میں ڈاک ورکرز نے یکم مئی 1900 میں قائم کیا، اس کے بعد انتوفگاستا، چناراں اور کوپیپو میں کوآپریٹوز قائم کیئے گئے۔ 1904 میں سنتیاگو میں کوآپریٹوز کا پہلا کنوینشن منعقد کیا گیا جس میں 15۔ تنظیموں کے 20۔ ہزار مندوبین نے شرکت کی۔ ان میں اکثر نے ورکرز فیڈریشن چلی قائم کیا۔ جبکہ پہلا ٹکراؤ 1890 میں کشتی چلانے والوں کی بڑی ہڑتال کی صورت میں سامنے آیا۔ 1903 میں ایک اور زبردست ہڑتال والپریسو میں ہوئی جس کو طاقت کے ذریعے کچل دیا گیا اور اسی وجہ سے محنت کشوں نے کمپنی کے ہیڈکوارٹر کو آگ لگادی۔ 1905 میں درآمد ہونے والے گوشت پر ٹیکسز کے خلاف احتجاج پر پولیس کے تشدد کے خلاف سنتیاگو میں ''لال ہفتہ'' منانے کا آغاز ہوا۔ ہنگاموں اور پولیس تشدد میں 200 مزدور ہلاک ہو گئے۔ اس کے نتیجے میں مزدور یونینز نے مزید زور پکڑا اور انہوں نے عام ہڑتال کر دی۔ حکومت نے اس بغاوت کو کچلنے کیلئے فوج کو طلب کیا تو محنت کشوں نے حکومتی عمارات پر قبضہ کرنے کی کوشش کی، مگر اس میں ناکامی کے باوجود شہر ان کے کنٹرول میں رہا۔ حکومت نے اسے کچلنے کیلئے مزید طاقت اور تشدد کا سہارا لیا اور انقلابی انارکسٹوں کے خلاف مقدمات قائم کیئے گئے۔ بورژوازیوں کے ایجنٹوں نے لوگوں کو مارنا شروع کیا، 500 افراد کو بے دردی سے قتل اور 1500 کو زخمی کر دیا گیا۔ 1906 میں انتوفگاستا میں ریل روڈ ورکرز نے عام ہڑتال کی۔ 21 دسمبر 1907 کو اقیک میں کانکنوں نے تنخواہوں میں اضافہ کیلئے ہڑتال کی جس کا انجام سانتاماریا اسکوائر قتل عام کی صورت میں سامنے آیا۔ فوج نے سانتاماریا اسکوائر میں جمع ہونے والے مظاہرین پر گولیوں

کی بوچھاڑ کر دی جس میں 3 ہزار لوگ مارے گئے جن میں مزدور، خواتین اور بچے شامل تھے۔

1925 میں سنتیاگو میں کسانوں نے ہڑتال کر دی۔ حکومت نے کسانوں اور زمین مالکان کے مابین تنازعہ حل کرنے کیلئے ہاؤسنگ بورڈ بنانے کا فیصلہ کیا جس کی کمیونسٹوں نے حمایت کی جبکہ انارکسٹ سنڈیکلسٹس نے اسے مسترد کر دیا۔ ان کا خیال تھا کہ حکومت اس فیصلے سے تحریک کو تقسیم کرنا چاہتی ہے۔ اسی سال انارکسٹوں نے چلین ورکرز ریجنل فیڈریشن (FORCH) کے نام سے الگ تنظیم قائم کی۔ جنوری 1927 میں سنتیاگو اور والپریسو شہروں میں عام ہڑتال ہوئی۔ ایک ماہ بعد ہی جنرل ابانیز نے صدر ارتورو الیساندری کو فوجی بغاوت کر کے ہٹا دیا۔ 1930 کے بحران کے دوران ملک بھر میں احتجاجی مظاہروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ جوابی کارروائی میں فوج نے محنت کشوں کے احتجاج کو کچل دیا اور انہیں تقریباً ختم کر دیا۔ 1931 میں چلی کے کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں نے ورکرز کنفیڈریشن آف چلی کا بنیاد رکھا۔ انارکسٹوں نے اپنی الگ جنرل ورکرز کنفیڈریشن بنائی۔ تاہم انارکسٹوں کی جانب حکومت کے بہیمانہ اقدامات نے انہیں آگے بڑھنے کا موقع نہ دیا اور 1940 کی دہائی میں اس کا اثر کم ہو گیا۔ 1947 میں کوبکورا، چلی کے انارکسٹ فلورا سنہوزا نے لبرترین سیمینارز سے متاثر ہو کر '' آتینو لوسا مشعل'' قائم کیا۔ جو مچھلی پکڑنے کے جال بنانے والے مزدوروں میں مقبول ہوا۔ پہلے چار سال تک یہ سیمینار ان مزدوروں کی فلاح و بہبود کیلئے کام کرتا رہا۔ 1953 میں اسے ایک اسکول میں تبدیل کیا گیا جہاں مزدور خواتین کے بچے پڑھتے تھے تاہم 1957 میں یہ اسکول بھی بند ہو گیا۔ 18 جون 1950 کو چلی کے انارکسٹوں نے سینٹرل انارکسٹ سنڈیکلسٹ نیشنل یونیتران ورکرز تحریک کا بنیاد رکھا۔ جس میں چمڑا اور جوتاسازی کی صنعت، سویٹ اور کانکنوں کی تنظیموں سمیت 12 انارکسٹ تنظیمیں شامل ہوئیں۔ 7 جولائی 1957 کو 1955 کی ہڑتال کی یاد میں ارنیسٹو میراندا کی قیادت میں لبرترین تحریک کا بنیاد رکھا گیا۔

1957 میں ریاست نے ایک قانون منظور کیا جس کے تحت ہر قسم کی شورش کو انقلابی اقدام قرار دیا گیا۔ 1961 میں انارکسٹوں نے ارنیسٹو میراندا کی قیادت میں ایک گروپ تشکیل دیا جس میں تمام بائیں بازو کی تنظیں میں شامل ہوئیں۔ 1965 میں میراندا کی زیر قیادت انارکو اور سنڈیکلسٹ گروپ یکجا ہوگئے تاہم یہ اتحاد زیادہ دیر نہ چل سکا۔ 1972 میں چلی میں لبرترین یونین موومنٹ کا قیام عمل میں لایا گیا مگر یہ انقلابی مزدور فرنٹ کی حمایت حاصل نہ کر سکی۔ 1970 کی دہائی میں سالڈور آلندے کے دور میں انارکسٹوں نے دوبارہ تحریک کو شروع کیا۔ انقلابی ورکرز فرنٹ سے مایوس انارکسٹوں نے 1973 میں لبرترین فیڈریشن آف چلی کا قیام عمل میں لایا۔ جنرل آگسٹو پنوشی کی فوجی بغاوت اور بائیں بازو کے خلاف ظالمانہ اقدامات کے نتیجے میں بہت ہی تھوڑے سے انارکسٹ رہ گئے۔

1975 میں آمرانہ حکومت کے خلاف کلوتاریو بلیسٹ اور ارنیسٹو میراندا نے انسانی حقوق کی تنظیم قائم کی جس نے بہت جدوجہد کی۔ 1992 اور 1995 میں انارکسٹ تحریک کافی متحرک نظر آتی ہے۔ 1990 میں اجتماعی انارکسٹ سرگرم ہوئے جنہوں نے کارخانوں کے محنت کشوں اور سماجی تجزیہ کاروں کو جمع کیا اور 1991 میں انارکسٹ کانگریس منعقد کی۔ کئی انارکسٹ سماجی اور ثقافتی تنظیموں کا بنیاد رکھا گیا اور ایک لائبریری اور آڈیو وژیوئل مرکز قائم کیا گیا۔ 1996 میں لوٹا کے کانکنوں کی بغاوت کے طریقہ کار کے تحت ان کانکنوں کی حمایت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس تحریک کے دوران لبرترین اور مارکسسٹ سرگرم نظر آئے۔ 1990 کی دہائی میں انارکسٹ پلیٹفارمزم کی صورت میں دوبارہ سرگرم ہوئے اور 2002 میں لبرترین اسٹوڈنٹ فرنٹ قائم ہوا۔ 2003 میں انارکسٹ زیادہ سرگرمی کے ساتھ اٹھے اور انہوں نے پہلی بار ہے مارکیٹ شکاگو کے شہداء کی یاد میں یوم مئی بھی منایا۔ انسٹی ٹیوٹ آف انارکسٹ اسٹڈیز چلی کی دعوت پر امریکہ کے انارکسٹ مفکر پروفیسر نوم چومسکی نے چلی کا دورہ کیا اور لیکچرز دیئے۔ چلی میں لبرترین گروپ (GOKE) اور " نہ ہیلمٹ اور نہ ہی یونیفارم" گروپوں

نے لازمی فوجی خدمت کے قانون کے خلاف مہم چلائی۔ چلی میں مرے بک چن کی تحاریر آنے کے بعد ایکو انارکسٹ رویہ زور پکڑنے لگا۔ اس وقت سنتیاگو سے ایک ایکو انارکسٹ گروپ (GAE) متحرک ہے۔ کئی سالوں بعد یونیورسٹی آف آرٹ اینڈ سوشل سائینسز کے طلباء نے پیسوں پر تعلیم دینے کے خلاف احتجاج کے دوران انارکسٹ بینر اٹھایا جس کی چلی کے دیگر طلباء نے حمایت کی۔ 2008 اور 2011 میں چلی کے انارکسٹ طلباء نے مظاہروں کے دوران اسکول اور یونیورسٹی کے طالب علموں کو اپنی طرف متوجہ کیا اور تعلیمی برابری کے حوالے سے اصلاح پسند کمیونسٹوں اور سوشلسٹوں کو بحث مباحثے کرانے پر مجبور کیا۔ پہلی بار 2012 میں سنتیاگو میں انارکسٹ کتب میلہ منعقد کیا گیا جو 2013، 2014 اور 2015 میں بھی تواتر کے ساتھ منعقد ہوتا رہا۔ جبکہ کئی شہروں سے انارکسٹ جرائد اور اخبارات بھی نکلنا شروع ہوگئے ہیں۔ جبکہ انارکو کمیونسٹ جریدے " سولیدریداد" کی دوبارہ اشاعت بھی شروع ہوگئی ہے۔ 2006 میں سنتیاگو میں واقع خفیہ ایجنسی کے دفتر کے دروازے پر بم مارا گیا جس کی ذمہ داری لیوئن کولگوز کی حمایت کرنے والے گروپ نے قبول کی۔ 31 مئی 2008 کو نوجوان انارکسٹ جونی کاریکو یانیز پولیس کی حراست میں مارے گئے۔ ایک اور انارکسٹ جس کا تعلق میوچے سینٹر سے تھا اسے بھی گولی ماری گئی۔ جبکہ 22 مئی 2009 کو انارکسٹ ماریشیو مورالس اس وقت ہلاک ہوگئے جب ان کی پیٹھ سے باندھا ہوا بم اچانک پھٹ گیا۔ 31 مئی 2009 کو ایک اور انارکسٹ اسیل لوزاراگا کو چار بم دھماکوں کے الزام میں گرفتار کیا گیا تاہم دوران تفتیش معلوم ہوا کہ وہ ان بم دھماکوں کے دن شہر سے باہر تھا جس کی وجہ سے ان پر لگائے الزامات واپس لینا پڑے۔ 14 اگست 2010 کو بم دھماکوں کے مقدمے میں انارکسٹوں اور کمیونسٹوں سمیت 14 افراد کو گرفتار کیا گیا مگر سپریم کورٹ نے تمام کو بے گناہ قرار دیکر رہا کر دیا۔ 2012 میں نوجوان انارکسٹ لوسیانو پیتر ونیلو کو بم دھماکوں کے الزام میں چھ سال کی سزا دی گئی۔ 2005 سے اب تک چلی میں 200 چھوٹے بڑے بم دھماکے ہو

چکے ہیں جس میں تقریباً 30 انارکسٹوں کے خلاف مقدمات قائم کیئے گئے۔ جس میں اکثر بم قانون نافذ کرنے والے اداروں کی املاک، بنکوں اور کثیر القومی کارپوریشنز کو نقصان پہنچانے کیلئے نصب کیئے گئے تھے۔ پڑھے لکھے حلقوں اور مفکرین میں انارکسٹ نظریہ کافی مقبول رہا ہے۔ جن میں دانشور وکٹر ڈومینگو سلوا، انتونیو بار کی سولر، کارلوس پیزو ویلیز، کارلوس رابرٹ موندا کا اور دیگر کئی ادیب اور شاعر شامل ہیں۔ 21ویں صدی کی پہلی دہائی میں انارکسٹ نظریہ کئی دیگر خوبیوں کے ساتھ سامنے آیا ہے جس میں موسیقی اور فنون لطیفہ کے دیگر عوامل بھی شامل ہیں۔ چلی میں انارکزم دوبارہ تیزی سے پھیل رہا ہے۔

ایکوڈور میں انارکزم ------ Anarchism in Equador

ایکوڈور براعظم امریکہ میں جنوبی امریکہ کا ایک ملک ہے جہاں انارکزم 19ویں صدی کے اواخر میں آیا اور 20ویں صدی کی ابتدا میں ہی عروج کو پہنچا اور محنت کشوں اور دانشوروں میں بہت اثر کیا۔ انارکسٹوں کا ایکوڈور میں 15 نومبر 1922 کو گایاقیل کی ہڑتال میں نمایاں کردار رہا جس میں ایک ہزار سے زیادہ افراد مارے گئے اور یہ سانحہ جلیانوالا باغ امرتسر سے بھی بہت بڑا سمجھا جاتا ہے۔ گایاقیل شہر میں اس تین روزہ ہڑتال کے دوران تمام کاروبار بند رہا۔

اسی دوران میں ریل روڈ کارکنوں کی ہڑتال سے متاثر ہو کر ٹرولی، الیکٹرک کمپنی اور سرکاری خدمات کے شعبے کے محنت کشوں نے تنخواہوں میں اضافے، اوقات کار میں بہتری، محفوظ حالات کار اور غیر ملکی کرنسی پر حکومتی کنٹرول کے مطالبات منوانے کیلئے ہڑتال کر دی۔ حکومت نے ہڑتال کو کچلنے کیلئے فوج کو طلب کیا۔ 15 نومبر 1922 کو فوج اور پولیس نے 300 ہڑتالیوں کو ہلاک کیا۔ کئی محنت کش کام پر واپس آئے مگر ٹرولی ورکرز نے 21 نومبر تک ہڑتال کو جاری رکھا جس کے بعد ان کے مطالبات مانے گئے۔ تاریخ دان

الیکسی پاز کے مطابق ایکوڈور میں سرگرمی کرنے والے انارکسٹوں کا تعلق لبرترین خیالات سے تھا۔ انہوں نے گایاقیل سے اخبار ایل پابیلون روجو نکالا۔ جبکہ کافی کی کھیتوں میں کام کرنے والے اور ریل روڈ ورکرز نے فیڈریشن ریجنل ڈی ٹراباجاڈورز ڈیل ایکوڈور (FTRE) قائم کی جو کہ انارکوسنڈیکلسٹ کی مزدور یونین تھی۔ جبکہ امریکہ، ارجنٹینا اور چلی سے نکلنے والے جرائد بھی ایکوڈور کے مزدوروں میں مقبول تھے جن میں کامریڈ باکونن، ملاتستا اور کروپوٹکین کی تحاریر شایع ہوتی تھیں۔ جبکہ ایکوڈور کے معروف انارکسٹ جوزالے جو کپیلو کا بیجو بھی تواتر کے ساتھ لکھتے تھے۔ ایک انارکسٹ جریدے میں میکس نیتلو کی ڈائری بھی شایع ہوتی تھی۔ انارکسٹ فکر نے مڈل کلاس کے لوگوں کو زیادہ متاثر کیا۔ انارکسٹ مفکر اور مزدور رہنما جان ایلیاس نلا نے ایک انارکسٹ جریدے میں جوزف پرودھون کی تحاریر کو شایع کیا۔ ایکوڈور میں چلی کے انارکسٹ سیگندو لانس نے ایل پرولتاریو جریدے میں لکھنے کا سلسلہ جاری کیا۔ جبکہ اسپین کے سیلرز بھی اپنے ہمراہ انارکسٹ اخبارات اور جرائد لاتے تھے۔ ایکوڈور میں لبرترین طرز پر حقوق نسواں کی تحریک بھی شروع ہو گئی۔ گایاقیل میں 1910 میں سوشل اسٹڈیز کا مرکز بھی قائم ہوا جس کے تحت 1922 اور 1923 میں برلن میں انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن کی کانگریسز میں شرکت کی جاتی رہی۔ 1922 میں ریل روڈ ورکرز نے ہڑتال کی تو دیگر مزدور تنظیموں نے ان کی حمایت کی۔ جبکہ حکومتی مظالم سے تنگ آ کر کئی اہم انارکسٹ گالا پاگوس جزائر کی طرف ہجرت کر گئے۔ گرفتاری کے بعد چلی کے انارکسٹ نیستور دونوسو کو واپس چلی بے دخل کیا گیا۔ مگر یونیورسٹیوں میں انارکسٹ گروپ کام کرتے رہے۔ 1934 میں انارکو سنڈیکلسٹ نے دوبارہ FTRE کو منظم کرنا شروع کیا تاہم متعدد ناکام کوششوں کے بعد یونین سنڈیکلز ڈی ٹراباجاڈورز کا قیام عمل میں لانے میں کامیاب ہو گئے۔ اسی دوران اسپین میں خانہ جنگی شروع ہوئی تو ان انارکسٹ گروپوں نے اپنی تمام تر ہمدردیاں CNT کیلئے وقف کر دیں۔ 1930 میں جنوبی امریکہ میں مارکسزم کے ابھار نے انارکسٹ تحریک کو

کافی نقصان پہنچایا۔ 1971 میں دو اہم انتہا پسند انارکسٹوں الے جو کپیلو اور الے جاندرو اتینشیا کے یکے بعد دیگرے انتقال کی وجہ سے ایکوڈور میں انارکزم زوال پذیر ہوتا چلا گیا۔ موجودہ دور میں ایکوڈور میں انارکزم نے دوبارہ تیزی کے ساتھ جڑیں پکڑنا شروع کی ہیں اور شہروں اور دیہات دونوں جگہوں پر سرگرمی دیکھنے میں آتی ہے۔

وینزویلا میں انارکزم۔۔۔۔۔۔Anarchism in Venezuela

وینزویلا میں انارکزم گو کہ اپنی دیگر ہم عصر تحاریک کے مقابلے میں جنوبی امریکہ سے کم اثر پذیر رہا مگر اس کے باوجود اس نے تاریخی طور پر ملک کی سیاست میں بہت ہی کارآمد کردار ادا کیا ہے۔ تاہم اس کے باوجود انارکزم کا ملک کی ثقافت اور سیاسی ارتقا پر بہت گہرا اثر رہا۔ 19 ویں صدی کے اواخر اور 20 ویں صدی کے تیسرے عشرے میں انارکزم کے حوالے سے بہت ہی سرگرمی رہی ہے۔ مقامی دانشوروں کی بھی ایک بڑی تعداد اس نظریئے سے متاثر ہوئی، جن میں ایزکیل زمورا (Eziquiel Zamora-1817-1960) جو کہ جوزف پرودھون سے متاثر تھے۔ 2001 میں جو زمینی اصلاحات ہوئیں وہ ان کے نام پر مشن زمورا کہلاتی ہیں۔ مگر جان ویسنتے گومیز کی فوجی جنتا کے ظالمانہ اقدامات کی وجہ سے ابتدائی ایام میں انارکزم کچھ زیادہ نہ پھیل سکا، جنہوں نے خود اپنے آپ کو وینزویلا کا فوجی حکمران بنایا اور خود کو جنرل ضیاء الحق کی طرح منتخب کراتے رہے۔ وہ 1908 سے 1935 تک بلا شرکت غیرے وینزویلا کے حکمران رہے۔ 1928 میں ان کے خلاف طلباء نے زبردست احتجاجی مظاہرے کیئے۔ انہوں نے انارکوسنڈیکلسٹ کی تحریک کو کچلا جو کہ یورپ سے آنے والوں نے شروع کی، جنہوں نے امداد باہمی کے معاشرے کو کئی جگہوں پر قائم کیا تھا، تیل کی صنعت میں مزدوروں کی ہڑتال کرائی۔ جبکہ انقلابی شاعر اور وینزویلا کی کمیونسٹ پارٹی کو قائم کرنے والوں میں سے

ایک پیو تمایو نے اپنے ماننے والوں میں یہ بات پھیلائی کہ وینزویلا میں ”باکونن اور مارکس کی سوشلزم“ ہی چل سکتی ہے۔ کولمبیا کے انفرادی انارکسٹ بیوفیلو پانکلاستا جس نے سپرینو کاسترو سے مل کر اگناشو آندرے کا تختہ الٹ دیا تھا اسے سات سال تک جیل میں قید رکھا گیا۔ بعد ازاں اسے ان کے نظریات اور سپرینو کاسترو کا ساتھ دینے کی پاداش میں ملک بدر کیا گیا۔ جبکہ گومیز کے اقتدار کے خاتمے کے بعد کئی انارکو لبرترین گروپس کام کرتے رہے تاہم انارکسٹوں کے خلاف ”لارا قانون“ لایا گیا اور انہیں کچل دیا گیا۔ اسپین کی خانہ جنگی کے ختم ہونے کے بعد کئی ملک بدر ہسپانوی انارکسٹ وینزویلا پہنچے۔ ان کی آمد کے بعد لبرترین کی ایک اور لہر شروع ہوئی۔ انہوں نے فیڈریشن اوبیرا ریجنل وینزویلا (FORVE) قائم کی۔ فوجی جنتا کے سخت ترین دور کے خاتمے کے بعد 1958 میں FORVE کا الحاق انٹرنیشنل ورکرز ایسوسی ایشن سے کر دیا گیا۔ اس دور میں کئی اور انارکسٹ گروپس بھی بنے۔ اخبارات اور جرائد اور کتب بھی شایع ہوئے۔ تاہم اسپین کی خانہ جنگی میں شریک بزرگ انارکسٹوں کے انتقال کے بعد بہت ہی کم تعداد میں نوجوان انارکسٹ تحریک میں رہ گئے اور انارکسٹ تحریک میں وہ جوش جذبہ بھی باقی نہ رہا۔ 1968 میں فوج اور بیوروکریسی کے خلاف شروع ہونے والی تحریک میں یونیورسٹی کے طلباء احتجاجوں میں شریک ہوئے جن پر انارکزم کا اثر تھا۔ 1980 کی دہائی میں انارکسٹ تحریک دوبارہ شدت کے ساتھ اٹھی۔ لبرترین خود انتظامی اجتماعیت (;676576) کافی سرگرم تھی۔ دو جرائد بھی شایع ہونے لگے۔ کچھ نوجوان بھی اس تحریک کا حصہ بنے۔ ارجنٹینا کے انارکسٹ پروفیسر اینگل کپلیتی (Angel Cappelletti) نے 1994 میں اپنی رٹائرمنٹ تک 26 سال وینزویلا میں انارکزم کیلئے کام کیا۔

1995 میں بننے والی کمیشن انارکسٹ رلیشنز کے جریدے ایل لبرتاریو نے وینزویلا کے سابق صدر ہوگو شاویز اور یونائیٹیڈ سوشلسٹ پارٹی آف وینزویلا کی پالیسیوں پر تنقید کی۔ یہ گروپ وینزویلا کی بائیں بازو کی حکومت اور امریکہ کی حمایت یافتہ سیاسی

جماعتوں کی مخالفت میں پیش پیش رہا۔ جبکہ دیگر چھوٹے چھوٹے انارکسٹ گروپ بھی سرگرم رہے۔ 2006 میں ایک متبادل سوشل فورم کراکس شہر میں منظم کیا گیا اور ملک میں انارکسٹ بلیک کراس سرگرم ہوا۔ 2011 میں وینزویلا میں فیڈریشن انارکستا ریوولوشنریا ڈی وینزویلا تشکیل دیا گیا۔ انہوں نے بولیویا کے انتہا پسند طرز کی حمایت کی۔ ان کا لبرترین کمیونزم میں اسپیسیفسٹ رخ تھا۔ 2013 میں شاویز کے پیشرو صدر نکولائی مدورو نے SIDOR اسٹیل کمپنی کے یونینسٹ مزدوروں پر الزام عائد کیا کہ وہ انارکسٹ ہیں اور علاقے میں بے روزگاری کے وہی ذمہ دار ہیں۔ وینزویلا میں انارکو سنڈیکلسٹ اب بھی سرگرم عمل ہیں۔

براعظم آسٹریلیا میں انارکزم۔۔۔۔۔۔۔

Anarchism in Australia Continet

آسٹریلیا میں انارکزم۔۔۔۔۔Anarchism in Australia

آسٹریلیا میں انارکزم 1871 میں پیرس کمیون کے فوراً بعد پہنچا، گو کہ ابتدا میں یہ اتنا زیادہ موثر نہ تھا مگر اس کے باوجود آسٹریلیا کے دانشوروں، ادیبوں اور مہم جو کارکنوں نے اسے آگے بڑھایا۔ آسٹریلیا میں 20 ویں صدی میں انارکزم کا اثر صنعتی یونٹوں میں بام عروج تک پہنچ گیا، جس کی ایک بڑی مثال آسٹریلین یونین مومینٹ ہے۔ 20 ویں صدی کے وسط میں اربن بوہمن کلچرل مومینٹ کے اثر نے انارکزم کو روکا۔ آسٹریلین سیکیولر ایسوسی ایشن سے الگ ہو کر ڈیوڈ آندرید (David Andrade) اور دیگر انارکسٹوں نے میلبورن انارکسٹ کلب کی بنیاد رکھی۔ اس کا نعرہ "عمومی ایمانداری" تھا۔ آسٹریلیا کے بائیں بازو میں اس کا تھوڑا بہت اثر تھا۔ جبکہ بنجمن ٹکر (Banjamin Tucker) کے انفرادی انارکزم اور جے اے آندرے (J.A Andrew) کے انارکسٹ کمیونزم کے آنے سے اس کا اثر بڑھتا چلا گیا۔

جے اے آندرے روسی انارکسٹ پیٹر کروپوتکین سے متاثر تھے اور ان کے ان ہی انارکسٹ خیالات کی وجہ سے اس کی ملازمت بھی چلی گئی۔ انہوں نے صحافت کا پیشہ اختیار کیا اور شعر و شاعری بھی کرتا رہا اور اسے ان کے خیالات کی وجہ سے تین سال کی سزا ہو گئی۔ وہ ٹی بی کے مہلک مرض میں مبتلا تھے اور صرف 37 سال کی عمر میں انتقال کر گئے ۔

1890 میں پہلی ہڑتال مرکنٹائیل میرین آفیسرس ایسوسی ایشن نے کی۔ وہ تنخواہوں میں اضافے کا مطالبہ کر رہے تھے جبکہ مالکان نے صرف ایک پاؤنڈ اضافہ کرنے پر رضامندی دکھائی۔ دیکھتے ہی دیکھتے سی مین وہارف لیبررز، گیس اسٹاکرز کے ساتھ نیوزیلینڈ کے کانکن بھی ہڑتال پر چلے گئے۔ان کا مطالبہ تھا کہ انہیں یونین سازی کا حق دیا جائے تاہم یہ ہڑتال ناکام ہوگئی۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ ہڑتالی کارکنان کے گھروں میں فاقے ہونے لگے۔اس طرح کوئینز لینڈ شیئررز ایسوسی ایشن کی ہڑتال بھی ناکام ہوگئی۔اس کے بعد مالکان نے مزدوروں کی تنخواہ میں مزید کمی کردی۔ جبکہ 1897 میں آسٹریلیا کے اون کاتنے والے مزدوروں نے ہڑتال کی، بڑے بڑے ہڑتالی کیمپ قائم ہوئے اور 8۔ گھنٹہ ڈیوٹی کا مطالبہ کیا گیا۔اس ہڑتال کے نتیجے میں آسٹریلیا میں لیبر پارٹی بنی۔ ہڑتال کی ناکامی کے بعد یونین کے سرکردہ ارکان کو گرفتار کیا گیا اور انہیں تین سال کی سزا دی گئی اور انہیں سینٹ ہیلینا جزیرے کے سخت ترین جیل میں رکھا گیا۔ ان میں ولیم ہیملٹن، جولیان اسٹوارٹ اور جارج ٹیلر شامل تھے جو بعد میں لیبر پارٹی کے رکن پارلیمینٹ بھی بنے ۔ اس تحریک پر ہینری لاسن، بنجو پیٹرسن اور ہیلن پامر نے شو کیئے جبکہ ولیم لین (William Lane) نے ناول لکھا۔ 1975 میں ایک فلم بھی بنائی گئی۔ ہیڈ ایک یونین (Headache) کے آرگنائیزر لیری پیٹر نے بغیر یونین آئے جہاز ایس ایس ایرامک پر 1893 میں بم سے حملہ کیا۔ آسٹریلیا میں انارکزم کا مسئلہ چینی مزدوروں کی آمد کی وجہ سے سخت متاثر ہوا جو سستی مزدوری کرتے تھے۔ جبکہ انارکسٹوں نے کئی مواقع پر چینی مزدوروں کے خلاف مقامی مزدوروں کے مظاہروں کی مخالفت کی مگر اس کے باوجود آسٹریلیا کے مزدوروں میں چینی مزدوروں کے خلاف جذبات تیز تھے۔

دوسری جانب یوریکا بغاوت میں شامل بزرگ انارکسٹ مونٹی ملا جس کا میلبورن انارکسٹ کلب سے تعلق تھا اور بعد میں انڈسٹریل ورکرز آف دی ورلڈ آسٹریلیا برانچ کے سرگرم جنگجو رہے اسے 1916 میں گرفتار کرکے جیل بھیج دیا گیا۔ان کے

دوست سرگرم سماجی کارکن اور ادبی و علمی شخصیت ولیم سیبنمار اور دیگر نے ان کی رہائی کیلئے مہم شروع کی۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران ہی انارکزم کا زوال شروع ہوا۔اس کے ساتھ ہی سرگرم کارکن شمی فلیمنگ اور اطالوی انارکسٹ ولیم آندرید بھی سرگرم رہے۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد سڈنی لبرترین نے مستقل احتجاج شروع کیا۔ معروف شاعر ہیری ہوتن بھی اس گروپ کے ساتھ رہے جبکہ ان کی دوست جرمین گیئر بھی اسی گروپ میں شامل ہوگئیں جو کہ انارکو کمیونسٹ تھیں۔ بلغاریہ سے ہجرت کرکے آنے والے انارکسٹوں نے بھی آسٹریلیا کی انارکسٹ تحریک میں جان ڈالی۔آنے والے سالوں میں آسٹریلیا کے انارکسٹ جنگ ویتنام میں شامل ہوگئے۔انارکسٹ مائیکل بیٹیم کے سن کو کافی شہرت ملی۔ 1971 میں برسبین میں ایک خود انتظامی گروپ تشکیل دیا گیا۔ایڈلیڈ میں انارکسٹ بک شاپ قائم ہوا جو ماہوار" بلیک گروتھ" شایع کرتا تھا۔1974 میں جنوبی افریقہ کی رگبی ٹیم کے دورہ آسٹریلیا کے موقع پر نسل پرستی کے خلاف پیٹر میک گریگور کی سرکردگی میں کامیاب مہم چلائی گئی۔ جنوری 1975 میں سڈنی میں فیڈریشن آف آسٹریلین انارکسٹ (FAA) قائم کی گئی۔ مگر 1976 میں میلبورن میں دوسری کانفرنس سے واک آءوٹ کرنے والوں نے لبرترین سوشلسٹ فیڈریشن (LSF) بنائی ، جس کی وجہ سے 1977 میں جورا بکس (Jura Books) کا بنیاد رکھا گیا۔ 1970 کی دہائی میں برسبین میں کرسچن انارکسٹ کیتھولک ورکرز ابھری، جس میں سب سے اہم نام سائرن اوریلی (Ciaron O Reilly) کا ہے۔1977 میں لبرترین ورکرز نے خود انتظامی سوسائٹی کا بنیاد رکھا، جس کے تحت 1986 میں آسٹریلیا میں انارکسٹوں نے صد سالہ تقریبات کا اہتمام کیا جس کے نتیجے میں انارکسٹ میڈیا انسٹی ٹیوٹ قائم ہوا جس میں اہم نام جوزف توسکانو (Joseph Toskano) کا ہے جس نے انارکو سنڈیکلسٹ فیڈریشن بنائی اور میلبورن پبلک ٹرانسپورٹ ورکرز میں بہت کام کیا۔ جبکہ میلبورن ٹرانسپورٹ تنازعہ بھی ہوا۔ 1982 میں میلبورن سے انارکسٹ جریدہ"

باغی محنت کش“ (Rebell Workers) جاری ہوا جو آج بھی شایع ہوتا ہے۔ 2006 میں آسٹریلیا میں صنعتی ملکوں (G-20) کا اجلاس منعقد ہوا تو انارکسٹوں نے زبردست احتجاجی مظاہرے کیئے اور پوری دنیا کی توجہ حاصل کی۔ 2003 میں عراق پر قبضے کے بعد وہاں قائم آسٹریلوی کارپوریشنز کے خلاف بھی احتجاج کیا گیا اور جنگ مخالف انارکسٹ گروپ عراق اور افغانستان میں امریکہ کی جارحیت کے خلاف مظاہروں میں پیش پیش رہے، جبکہ ;71;-20 کے دفتر پر بھی قبضہ کیا۔ انارکسٹوں کے ردعمل کے خطرے کے پیش نظر 11۔نومبر 2008 میں ہونے والی اسلحہ کی ” ایشیا پیسیفک ڈفینس اینڈ سکیورٹی نمائش ،، کو منسوخ کر دیا گیا۔ 2007 میں سابق امریکی صدر جارج بش، نائب صدر ڈک چینی اور 2010 میں سابق امریکی صدر براک اوباما کے دورہ آسٹریلیا کے موقع پر انارکسٹوں نے احتجاجی مظاہرے کیئے۔ غزا پر اسرائیلی بمباری کے خلاف انارکسٹوں نے سڈنی اور میلبورن میں احتجاجی جلوس نکالے۔ آسٹریلیا میں تمام اسلامی گروپس اور فلسطینی تنظی میں حیرت انگیز طور پر انارکسٹ تنظیموں کی رکن ہیں جن میں اسلامک کونسل آف وکٹوریہ، اسلامک فرینڈ شپ ایسوسی ایشن، اسلامک گرلز اینڈ ویمنز گروپ، آسٹریلین مسلم سول رائیٹس ایڈوکیسی نیٹ ورک، جنرل یونین آف فلسطین ورکرز، غزا ڈفنس کمیٹی اور جیوز اگاینسٹ آکوپیشن وغیرہ بھی شامل ہیں۔

نیوزی لینڈ میں انارکزم------ Anarchism in Newziland

نیوزی لینڈ کی سیاست میں انارکزم نے کم سہی مگر رنگا رنگ کردار ادا کیا ہے۔ اس وقت نیوزی لینڈ میں تین چھوٹے گروپ ویلنگٹن، کرائیس چرچ اور آکلینڈ میں کام کر رہے ہیں جو کہ خواتین کے حقوق، بک شاپ اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ ایک انارکسٹ جریدہ کی اشاعت کے ساتھ ایک نیوز سائیٹ بھی چلا رہے ہیں اور غیر پالیمانی سرگرمیوں میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ قومی سطح پر انارکو کمیونسٹ اوتیروءا ورکرز سالیڈرٹی موینٹ (Aotearoa Workers Salidarity Movement) اور انارکو کمیونسٹ گروپ بی اینڈ ریزسٹنس (Beyond Resistance) سرگرم ہیں۔ جبکہ کرسچن انارکزم والے بھی کام کر رہے ہیں۔ آکلینڈ میں انارکسٹوں نے تین اہم منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ جن میں ایک موٹر بائیک ورکشاپ اور بے روزگاری اور غربت کے خاتمے کے منصوبے قابل ذکر ہیں۔ جبکہ آکلینڈ اینیمل ایکشن، جنگ مخالف ڈائریکٹ ایکشن اور گلوبل پیس اینڈ جسٹس شامل ہیں۔ انارکسٹ گلوبل مخالف تحریک، 1997 میں آکلینڈ میں اینٹی جینیٹک ریلیاں، 2004 میں جنگ مخالف ریلیاں نکالی گئیں۔ 2004 سے 2007 تک آکلینڈ کے انارکسٹوں نے جیلوں میں بند تارکین وطن کی رہائی کیلیئے زبردست احتجاجی مظاہرے کیئے۔ جن میں الجیریا کے سابق رکن اسیمبلی احمد زوئی

اور کچھ ایرانی تارکین وطن شامل تھے۔ انارکسٹوں نے خود کو زنجیروں میں جکڑ کر گرفتاریاں دیں اور ضمانت رپر رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ جب بھوک ہڑتال کی تو ایرانی قیدیوں کو رہائی مل گئی۔ آکلینڈ میں انارکسٹوں نے بلیک ہرٹ انفو شاپ قائم کیا ہوا ہے۔ روٹورا پیپلز یونین کام کے اوقات کار میں بہتری اور بے روزگاری جیسے مسائل پر احتجاج کرتی رہی ہے جس کے سرکردہ کارکنوں میں پال بلیئر شامل ہیں۔ ویلنگٹن میں انارکسٹ

الائنس آف اوتیرو قائم کیا گیا ہے۔ 1992 میں کیوی انارکسٹ کانفرنس میں اس کے مقاصد اور اصول متعین کیئے گئے۔انارکسٹ خواتین حقوق فیڈریشن آکلینڈ اور ویلنگٹن میں کام کررہی ہے۔کرائس چرچ انارکا فیمینسٹ 1995 سے سرگرم عمل ہے۔بروس گرین ول نے انارکسٹ گول میز (ART) قائم کی۔انارکافیمینزم ،پنک (PUNK) اور انارکوسنڈیکلزم 1980 سے موثر کردار ادا کر رہے ہیں۔ 1890 اور 1900 میں انارکوسنڈیکلسٹ نے محنت کشوں میں کافی کام کیا۔نیوزی لینڈ کی تاریخ میں 1951 کا نیوزی لینڈ ورکرز فرنٹ تنازعہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ محنت کشوں کی حمایت میں 20 ہزار مزدوروں نے ہڑتال کی جو 151 دن جاری رہی۔ جوک بارنیز نے اس ہڑتال میں اہم کردار ادا کیا جو واٹر سائیڈ ورکرز یونین کے 1944 سے 1951 تک صدر رہے۔1960 میں نیوزی لیند کی رگبی ٹیم کے دورہ جنوبی افریقہ کی انارکسٹوں نے نسل پرستی کی وجہ سے مخالفت کی اور مظاہرے کیئے۔ 1960 میں ویتنام پر فوج کشی مخالف تحریک ،1950، 1960 اور 1970 میں جوہری اسلحہ کے خلاف مظاہرے کیئے گئے۔ 1980 اور 1990 میں چھوٹے انارکسٹ گروپ بے روزگاری کے خلاف تحریک میں شامل رہے۔ یہ انارکسٹ تحریک کیلئے نئی لہر ثابت ہوئی۔1993 میں انارکسٹ تحریک دو ٹکڑے ہوگئی ۔ 1999 سے 2005 کے درمیان انارکسٹ اینٹی گلوبلائیزیشن ، جنگ مخالف ، اینٹی جینیٹک انجنیئرنگ اور جانوروں کے حقوق کی تحریک میں سرگرم رہے۔ 2007 میں مبینہ طور پر پیراملٹری ٹریننگ کیمپ میں مداخلت کرنے کے الزام میں 17 سیاسی کارکنوں کو حراست میں لیا گیا جن میں انارکسٹ بھی شامل تھے۔ 1910 میں انارکسٹوں نے سوشلسٹ پارٹی کو الوداع کہا اور فلپ جوزف نے ویلنگٹن میں فریڈم گروپ قائم کیا۔ 1966 میں ملکہ کو ”نکمی“ کہنے پر بل ڈائر کو سزادی گئی۔نومبر 1982 کو انارکسٹ نیل رابرٹس (Neil Roberts) کو خودکش بم حملے میں قتل کیا گیا۔ 1986 میں انارکسٹ جریدہ” دی اسٹیٹ ایڈورسری“ جاری کیا گیا۔0 3نومبر 1999 کو چالیس

ہزار افراد نے سیاٹل میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائیزیشن کی وزارتی کانفرنس کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔انارکسٹ آرتھر ڈسمنڈ نے 19ویں صدی کے اوئل میں بہت کام کیا۔کاءونٹر انارکسٹ میگزین جیسے میلکم گراموفون چلارہے تھے جو کروپوتکین پریس کو بھی چلایا کرتے تھے۔ بروس گریٹ وے نے 1987 میں اسٹیٹ ایڈورسری جریدے کو دوبارہ جاری کیا ۔نیوزی لینڈ میں انارکسٹ اب بھی بہت سرگرم ہیں اور عوامی مسائل پر احتجاج کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

انارکسٹ معاشرہ۔۔۔زندہ مثالیں: ۔انقلابی کیٹلونیا (اسپین)
Revolutionary Catalonia

انارکسٹ تحاریک اور جدوجہد کے نتیجے میں دنیا کے مختلف علاقوں میں انارکسٹ معاشرہ قائم ہوا۔ کہیں یہ معاشرہ ابھی تک قائم ہے اور وہاں پر آج بھی برابری کا نظام موجود ہے جبکہ کچھ علاقوں میں آمرانہ حکومتوں نے اس معاشرہ کو برباد کردیا اور اس طرح وہاں کے عوام آج بھی اپنے حقوق سے محروم ہیں اور انارکسٹ معاشرے کے قیام کیلئے برسرپیکار ہیں۔ ماضی پر اگر نظر ڈالیں تو اسپین میں خاص طور پر اسپین کی خانہ جنگی کے دوران تین علاقوں میں انارکسٹ معاشرہ 1936 سے لیکر 1939 تک قائم ہوا جسے آمر فوجی جرنیل فرانسسکو فرانکو نے فوجی طاقت کے بل بوتے پر ختم کیا۔تاہم انارکسٹوں کا کیٹلونیا میں اتنا اثر اب بھی موجود ہے کہ 62 سال بعد جب کیٹلونیا میں یکم اکتوبر 2017 میں رفرینڈم ہوا تو آزادی کے حق میں انارکسٹوں کو 92;46;01 فیصد ووٹ ملے مگر اسپین کی سپریم کورٹ نے اس رفرینڈم کو غیر قانونی قرار دے دیا۔ 1936 میں اسپین میں جب انارکسٹوں کی حمایت سے پہلی بار ری پبلکن حکومت قائم ہوئی تو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں نے جنرل فرانکو فرانسسکو کو میدان میں اتارا۔ جرمنی اور فرانس کی مدد سے

جنرل فرانکو نے نہ صرف انارکسٹوں اور دیگر جمہوری قوتوں سمیت ری پبلکن حکومت کا خاتمہ کیا بلکہ ایسی آمرانہ حکومت قائم کی جو 1975 تک قائم رہی۔ کیٹلونیا میں دنیا بھر سے انارکسٹ دانشور، مصنفین، کارکن اور ادیب کیٹلونیا پہنچے اور وہ کیٹلونیا کے انارکسٹ معاشرے کو بچانے کیلئے لڑے۔ جنرل فرانکو نے نہ صرف بارسلونا میں انارکسٹوں بلکہ عام شہریوں کا قتل عام کیا بلکہ سینکڑوں انارکسٹوں کو پھانسی دی۔ 70 لاکھ آبادی پر مشتمل کیٹلونیا میں انارکو سنڈیکلسٹ کا زیادہ اثر تھا اور انہوں نے تین سال آزادی، برابری اور ہر قسم کے استحصال سے پاک معاشرہ قائم کیئے رکھا۔ معروف سرگرم امریکی انارکسٹ ایما گولڈ مین جب کیٹلونیا گئیں تو وہ کہتی ہیں کہ پہلی بار انہیں انارکسٹ معاشرے میں رہنے کا موقع ملا اور یہاں پر عوام کو ہر قسم کے بنیادی حقوق بمع صحت، تعلیم اور روزگار میسر ہیں۔ لوگوں میں معاشی برابری قائم ہے اور یہ ایک مثالی معاشرہ ہے۔ اسے یہاں رہ کر بہت خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

شمالی اسپین میں خانہ جنگی کے دوران کیٹلونیا پر 1936 سے 1939 تک انارکسٹوں، کمیونسٹوں، مزدور یونینوں اور خانہ جنگی کے دور کی ملیشیا کا قبضہ رہا۔ بظاہر کیٹلونیا پر ایگزیکیوٹو کونسل (Generaliltat Catolonia) کی حکومت تھی مگر اصل طاقت کنفیڈریشن نیشنل ڈیل ٹراباجو (C.N.T) کے پاس تھی۔ جبکہ فیڈریشن انارکستا آئیبریکا (F.A.I)، جنرل ورکرز آف یونین (U.G.T) ورکرز پارٹی آف مارکسسٹ یونیفکیشن (POUM) اور یونائیٹڈ سوشلسٹ پارٹی آف کیٹلونیا (PSUC) ان کی اتحادی تھیں۔ یہ خود مختار اور غیر ریاستی (Stateless) معاشرہ تھا اور اس کا دارالحکومت بارسلونا شہر تھا۔ یہاں انارکو سنڈیکلسٹ کا زیادہ اثر تھا۔ 21 جولائی 1936 کو کیٹلونیا میں انارکسٹ معاشرہ قائم ہوا جبکہ 10 فروری 1939 کو جنرل فرانکو فرانسسکو کے قبضے کے ساتھ ہی یہ انارکسٹ معاشرہ بھی ختم ہو گیا اور ساتھ ہی تمام اسپین پر فاشسٹ حکومت قائم ہو گئی جو جنرل فرانکو کے 1975 میں مرنے تک قائم رہی۔ اس سے

قبل جب 1936 میں مزدوروں نے انقلاب اسپین کے نتیجے میں علاقے پر قبضہ کیا تو مزدوروں نے فیکٹریوں اور تجارت پر بھی قبضہ جمایا جبکہ زمینوں کی اجتماعی فارمنگ کی گئی۔ اسپین کی پاپولر فرنٹ کی حکومت میں شامل کمیونسٹ پارٹی نے خواہش ظاہر کی کہ انقلابی کمیٹیاں قومیانے کی پالیسی اختیار کریں جس پر ان کا CNT اور PSUC سے تنازعہ ہوا جسے مئی ڈیز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس میں 500 محنت کش ہلاک ہوئے۔

کیٹلونیا کے انارکسٹ پیٹر کروپوتکین کی کتاب ,, روٹی کی فتح،، (Conquest of the Bread) میں بتائے گئے اصولوں سے بھی بہت متاثر تھے۔ اسپینی انارکسٹ مراکش کی ملیلا کانوں میں کانکنوں اور قبائلیوں کی جانب سے اسپین کی فوج پر کیئے گئے زبردست حملوں سے بھی بہت متاثر تھے۔ اس لڑائی میں گو کہ اسپین کی فتح ہوئی مگر ایک اسپینی جنرل اور کئی افسران سمیت بڑی تعداد میں محنت کش بھی مارے گئے تھے۔ ان واقعات سے متاثر ہو کر اسپین کے انارکسٹوں نے 1910 میں CNT کی بنیاد رکھی۔ کامریڈ باکونن سے متاثر اسپین کے انارکسٹ گسیپی فنیلی (Giuesppi Fanelli) نے مزدوروں کو متحرک کیا۔ انہوں نے مزدوروں پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذمہ دار ریاست، جاگیرداروں اور چرچ کو قرار دیا۔ جب ایک قصبے کساس ویجاز میں فوج نے ایک کسان خاندان کو پکڑ ایک کمرے میں قید کیا تو اس جگہ کو آگ لگا دی گئی جس کے نتیجے یہ پورا خاندان ہلاک ہو گیا۔ اس واقع کے خلاف ملک میں زبردست احتجاج ہوا اور آئندہ کے عام انتخابات میں اسپین کے صدر نائیسیٹو الکالا زمورا شکست کھا گئے۔ 1934 کے انتخابات میں بنیاد پرستوں کی فتح اور دوبارہ برسر اقتدار آنے کے بعد استوریا صوبے کے کانکنوں اور دیگر مزدوروں نے ہڑتال کی اور بعد ازاں صوبے پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے پولیس اہلکاروں، مذہبی پیشواؤں اور حکومت کے وفاداروں کو قتل کرنا شروع کیا۔ انہوں نے چرچ، آستانے اور مذہبی اداروں کو تہس نہس کر دیا اور اعلان کیا کہ پرولتاری انقلاب آ چکا ہے۔ انہوں نے اپنا بلدیاتی نظام متعارف کرایا مگر اسپین کی فوج نے

اس بغاوت کا کچل دیا۔اس کے بعد 17 جنوری 1934 کو اسپین میں خانہ جنگی کا آغاز ہوا۔ نیشنلسٹوں اوران کے وفادار فوجیوں اوران کے حریف ری پبلکن کے مابین لڑائی چھڑ گئی۔ 1936 کے انتخابات میں ری پبلکن الیکشن میں کامیاب ہوگئے۔اس موقع پر نئے وزیر اعظم جوز گبرال نے مزدوروں میں ہتھیار بانٹنے کا حکم دیا تاکہ میڈرڈ، بارسلونا اور ویلنشا میں باغیوں کو کچلا جاسکے۔اس موقع پر ایراگون اور کیتلونیا کے علاقوں پر انارکسٹوں کا قبضہ ہوگیا۔باغی جنرل گوڈیڈ لیوس نے بارسلونا میں ہتھیار پھینکے جسے بعدازاں پھانسی دی گئی۔جبکہ فوج میں بھی بغاوت پیدا ہوگئی اور کئی فوجی ری پبلکن کی سپورٹ کرنے لگے۔ نیشنلسٹوں نے اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے افریقہ سے جنرل فرانکو فرانسسکو بلایا۔جنرل فرانکو فرانسسکو نے جرمنی اور فرانس کی مدد سے نہ صرف انارکسٹوں بلکہ ریڈ آرمی کو بھی شکست دی جوری پبلکن کی مدد کرنے کیلئے اسپین پہنچی تھی۔

کیتلونیا میں آج بھی انارکسٹوں کی بھاری اکثریت ہے۔بارسلونا جو کہ اسپین کی سب سے بڑی میونسپلٹی ہے اور اس کی مجموعی آبادی 48 لاکھ ہے، وہاں انارکسٹوں کی اکثریت ہے اور انہوں نے انسانی آزادی اور برابری کا معاشرہ قائم کیا ہوا ہے تاہم اسپین کی مرکزی حکومت مداخلت کرتی رہتی ہے۔1975 میں جنرل فرانکو کی موت کے بعد 11 ستمبر 1977 کو بارسلونا میں احتجاجی مظاہروں کا آغاز ہوا جس میں لاکھوں افراد نے شرکت کی۔یہ مظاہرین کیتلونیا کی خود مختار حیثیت کی بحالی چاہتے تھے جو ایک ماہ کے مسلسل احتجاج کے بعد اسے دے دی گئی۔1986 میں اسپین کی یورپی یونین میں شمولیت اور 1992 میں بارسلونا میں اولمپکس کھیلوں کے بعد بارسلونا نے تیز رفتار ترقی کی۔جبکہ بولیویا، ایکوڈور، مراکش اور کولمبیا سے بڑی تعداد میں تارکین وطن یہاں آکر آباد ہوئے جنہیں انارکسٹوں نے پناہ بھی دی۔اسپین میں پاکستانیوں کی سب سے بڑی تعداد 20 ہزار بارسلونا کے کوٹا ولا میں آباد ہے۔یہ انارکسٹ صرف انسانی بنیاد پر اپنے تارکین وطن بھائیوں کو اپنے جیسے برابر حقوق دے رہے ہیں۔جبکہ مسلمانوں کی سب سے بڑی تعداد جو کہ

322698 ہے وہ بھی بارسلونا میں آباد ہے۔بارسلونا کی میٹروپولیٹن میں 66 فیصد کیتلونیا والے ہیں۔41 سٹی کونسلرز پر مشتمل بارسلونا کو سٹی کونسل چلاتی ہے۔کونسل کو مرکز کے فیصلوں کو ویٹو کرنے کا بھی اختیار ہے۔کیتلونیا میں آج بھی انارکسٹوں کا اتنا اثر ہے کہ یکم اکتوبر 2017 میں ہونے والے آزادی کے رفرینڈم میں 92.01 فیصد عوام نے آزادی کے حق میں ووٹ دیا تاہم اسپین کی آئینی عدالت نے اس رفرینڈم کو غیر آئینی قرار دیا۔جبکہ انارکسٹ کارکنوں موسس ڈی اسکوادزا، جوزف لیوس ٹراپیز والواریز کے خلاف بغاوت کے مقدمات قائم کیئے گئے اور کیتلونیا کے سابق صدر اور رفرینڈم کرانے میں پیش پیش چارلس پگڈیمونٹ گرفتاری سے بچنے کیلئے بیلجیم فرار ہوگئے۔

ایراگون علاقائی دفاعی کونسل (اسپین)

(Regional Defence Council of Aragon)-:

1936 میں اسپین کی عوامی جنگ کے دوران محنت کشوں کی تنظیم کنفیڈریشن نیشنل ڈیل ٹراباجو (C.N.T) نے اسپین کے علاقے ایراگون میں ایک انارکسٹ معاشرہ قائم کیا۔1937 میں اس پر جنرل فرانکو کی فوج کے قبضے تک آدھے مشرقی ایراگون پر انارکسٹ (CRDA) انتظام موجود رہا۔اس کی معیشت برادریوں (Communities) کے بنیاد پر قائم تھی۔پیداوار اور اشیاء کا تبادلہ کمیونٹیز خود طئے کرتیں جس کی وجہ سے قیمتیں قابو میں رہتیں۔دارالحکومت فراغا تھا۔6 دسمبر 1936 سے 9 اگست 1937 تک برابری کا معاشرہ موجود تھا۔تاہم ری پبلکن اور کمیونسٹوں کی حمایت میں جب ریڈ آرمی پہنچی تو اس نے اس معاشرے کو ختم کردیا۔مختصر مدت میں ہی سہی مگر اس علاقے میں کمیونٹی بنیاد پر برابری والا معاشرہ قائم کردیا گیا تھا۔ایراگون کے

مغربی علاقے پر فاشسٹوں اور مشرقی علاقے پر ری پبلکن قابض تھے اور یہ انارکسٹ علاقہ دونوں کے درمیان تھا۔ روسی افواج کو اس علاقے میں آنے سے یہ کہہ کر منع کیا گیا کہ انہوں نے 1921 میں وعدہ خلافیاں کر کے جس طرح روسی انارکسٹوں پر مظالم ڈھائے اس بناء پر انہیں آنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ 15 اکتوبر 1936 کو جیکوئن اسکاسو کو کونسل کا صدر منتخب کرلیا گیا 23 دسمبر 1936 کو پاپولر فرنٹ جس میں کمیونسٹ بھی شامل تھے انہیں کونسل میں شامل کرنے کے بعد ری پبلکن حکومت نے اسے تسلیم کیا۔ جس کے بعد اناج سے بھرے ٹرک ری پبلکن حکومت کو روانہ کیئے گئے۔ مگر بار بار کی مداخلت سے ریجنل ڈفینس کونسل تنگ آچکی تھی۔ اگست 1937 میں اسپین کے وزیر برائے قومی دفاع انڈلشو پریٹو اینیش نے ری پبلکن افواج کو ایراگون بھیجا جس نے 10 اگست 1937 کو ریجنل ڈفینس کونسل آف ایراگون پر پابندی لگادی۔ ایزک لسٹر کی قیادت میں بھیجی جانے والی فوج نے اسپے شہر کا ایک حصہ تباہ کر دیا۔ جیکوئن اسکاسو (Joaquin Ascaso) اور ان کے ساتھیوں کو مختلف الزامات کے تحت گرفتار کرلیا گیا، جبکہ دیگر علاقوں سے بھی 700 انارکسٹوں کو گرفتار کیا گیا۔ کسانوں سے زبردستی زمین چھین لی گئی تاہم جب اناج کی قلت پیدا ہوئی تو دوبارہ کچھ زمینوں کو کسانوں کے حوالے کیا گیا۔

پورٹوریل (اسپین) ----- (Puerto Real)

پورٹوریل (Puerto Real) اسپین کے صوبہ اندلسیا کاریز کا بندرگاہ ہے۔ اس کی آبادی 40667 ہے اور یہ شہر قدیم رومن قصبے پورٹ گادیناس کی جگہ قائم کیا گیا ہے۔ اس شہر کو 1488 میں فردینند دوئم آف ایراگون اور ازابیلہ اول نے دوبارہ تعمیر کیا۔ یہ جنگلات اور نمک کی کانوں سے مالا مال ہے۔ 1820 کی معروف عوامی بغاوت جو کہ محب وطن اور آئینی حکمرانی کے حمایتی رافیل ڈیل ریگو نینز (Rafael de Riego Nunez) کی قیادت میں ہوئی اور اس کے نتیجے میں

ایک لبرل آئین 1812 میں نافذ کیا گیا تھا، اس بغاوت کے نتیجے میں بادشاہ فردینند ہفتم کو کادیز میں مقید رکھا گیا اور شہر میں آزاد خیال پارلیمنٹ (Codez) وجود میں آئی۔ بادشاہ فردینند کی رہائی اور بحالی کیلئے فرانس نے اسپین پر حملہ کیا اور آخر کار آئین 1812 کی بحالی اور جنگجوؤں اور پارلیمنٹ ممبران کیلئے عام معافی کی شرائط پر فردینند ہفتم کو رہا کر کے آئینی بادشاہ کے طور پر بحال کیا گیا۔ 19 ویں صدی کے اواخر میں پورٹوریل نے ایک صنعتی شہر کی حیثیت حاصل کرلی اور شپ بلڈنگ کا مرکز بن گیا، اس کے نتیجے میں پورٹوریل میں ایک مزدور طبقہ پیدا ہوا۔ بعد ازاں ایئربس اور جنرل موٹرز کے کارخانے بھی قائم ہوئے۔ دنیا کا سب سے بڑا گیس ڈرلنگ کا منصوبہ بھی پورٹوریل میں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کی سیاست پر بائیں بازو کا زیادہ اثر رہا ہے۔

1980 کے بعد پورٹوریل کی سیاست اور خاص طور پر علاقائی اور صوبائی سیاست پر بائیں بازو کا زیادہ اثر رہا ہے، کبھی اکیلے اور کبھی مرکزی قوتوں کے ساتھ ملکر یہاں پر ہمیشہ بائیں بازو کی سیاسی جماعتیں حکومت بناتی رہی ہیں۔ شپ یارڈ کے محنت کشوں اور مالکان کے مابین ہونے والے تنازعے میں انارکوسنڈیکلسٹ ٹریڈیونین CNT نے عوامی اسمبلیاں منعقد کرنے کا رواج ڈالا۔ اس کے بعد صحت، ٹیکسز، معاشی مسائل، ماحولیات اور ثقافت کے تحفظ میں عوامی اسمبلیوں کا کردار نمایاں رہا ہے۔ یہ طریقہ کار انارکسٹ کمیونٹی تنظیم کا پیش خیمہ قرار دیا جا رہا ہے۔ انارکوسنڈیکلسٹ نے یہاں بہترین تعلیمی ادارے قائم کیئے ہیں۔

میری نلیدا (اسپین) ----- MARINALEDA

میری نلیدا اسپین کے صوبے سیولے کے پہاڑی علاقے میں اندلسیا کی ایک خود مختار برادری کی میونسپلٹی ہے، جس کے میئر جان مینوئل سانچیز ہے جو 1979 سے مسلسل منتخب ہوتے آرہے ہیں۔ ان کا تعلق یونیترین کینڈیسی ورکرز نامی تنظیم سے ہے۔

یہاں کے مکینوں نے پورے ملک سے اعلیٰ درجے کی ترقی کی ہے اور عملاً تمام آبادی برسر روزگار ہے۔ انہوں نے متبادل معاشی نظام اپنا کر زبردست نتاءج حاصل کیئے ہیں۔ سال 2008 کا معاشی بحران بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکا جس نے دنیا بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ حقیقت یہ بھی ہے کہ میری نلیدا کو وفاقی یا صوبائی حکومتوں سے صرف 61;46;6 فیصد وسائل ملتے ہیں۔ اس کے باوجود اس میونسپلٹی کے روڈ، راستے، تعلیمی ادارے اور تھیٹر قابل دید ہیں۔ اسپین کی عوامی جنگ کے دوران باغی فوجیوں نے میری نلیدا کے میئر، اس کے بیٹے اور 30 دیگر شہریوں کو قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد غربت اور افلاس ان لوگوں کا مقدر بن گئی۔ 1960 میں صنعتی دور کا آغاز ہوا تو کیتلونیا، جرمنی، فرانس اور سوئیٹزرلینڈ سمیت کئی ممالک سے تارکین وطن میری نلیدا آ گئے۔ 1975 میں ڈکٹیٹر جنرل فرانسسکو فرانکو کے انتقال کے بعد 1977 میں میری نلیدا میں فارم مزدوروں کی یونین بنی۔ اگلے سال زمینوں کیلیئے جدوجہد شروع ہوئی تو دو دن تک بکاتینا جاریاست پر محنت کش قابض ہو گئے۔ 1979 میں میونسپلٹی کے پہلے انتخابات میں ورکرز یونٹی کلیکٹو ٹی نے 11 میں سے 9 سیٹیں جیت لیں۔ نئی میونسپل حکومت نے گلیوں کے نام تبدیل کیئے جو پہلے فاتحین کے ناموں پر تھے۔ مثال کے طور پر منوز گراندیز اسٹریٹ کا نام چے گویرا اسٹریٹ رکھا گیا۔ پلازہ آف اسپین کا نام پیپلز پلازہ رکھا گیا اور فرانسسکو فرانکو پلازہ کا نام چلی کے مرحوم صدر ڈاکٹر سالواڈوز آلندے کے نام پر رکھا گیا ہے۔ 1980 میں یہاں کے 700 مزدوروں نے تنخواہوں میں

بہتری اور قوائد وضوابط کو باقاعدہ بنانے کیلیئے 13 دن ہڑتال کی جو کامیاب رہی۔ اس کے بعد کسانوں نے ”جو اگائے وہ کھائے“ کا نعرہ لگایا اور مزید زمینوں پر قبضہ کر لیا۔ 1985 میں جب کسانوں نے مزید زمینوں پر قبضہ کیا تو مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے قانونی کارروائی کی۔ 1991 میں الحموسو فارم کی 1200 ایکڑ زمین عوام کے استعمال کیلیئے میری نلیدا میونسپلٹی کے حوالے کی گئی۔ 1992 اور 1994 میں حالات زندگی بہتر بنانے

کی تحریک نے زور پکڑا تو کئی سرکاری عمارتوں اور اداروں پر محنت کشوں نے قبضہ کر لیا۔ میری نلیدا میں میونسپل پولیس نہیں جس کی وجہ سے سالانہ 3 لاکھ 50 ہزار ڈالر کی بچت ہوتی ہے۔ جبکہ کچھ ہفتوں کے کام کے بعد ایک ہفتہ ”ریڈ سنڈے“ منایا جاتا ہے اور اس دن شہری تمام گلیاں صاف کرتے ہیں اور کچرا اٹھا کر دور پھینک آتے ہیں۔

استوریا اور لیون کی خود مختار کونسل (اسپین)

Sovereign Council of Asturies and Leon

اسپین میں عوامی جنگ کے دوران لبرترین سوشلسٹ انارکسٹوں نے استوریا اور لیون کی خود مختار کونسلز کی بنیاد رکھی، جو شمالی اسپین میں 6 ستمبر 1936 سے 24 اگست 1937 تک قائم رہی۔ اس انارکسٹ علاقے کا دارالحکومت گیبون تھا۔ یہاں پر لبرترین انارکسٹ برابری والا معاشرہ قائم کیا گیا۔ دوران جنگ خوراک کی قلت کی وجہ سے عوام میں پیدا ہونے والی بے چینی کی وجہ سے یہ خود مختار علاقہ قائم ہو۔ CNT مزدور یونین کے انارکسٹوں نے سیگنڈو بلانکو (Segando Blanco) کی قیادت میں جنگی کمیٹی قائم کی۔ 23 دسمبر 1936 کو دوسری اسپینش ری پبلک اور ریجنل ڈفنس کونسل آف ایراگون نے بھی اسے تسلیم کیا۔ قوم پرست فوج کے جنرل فرانکو نے جب سنتاندر شہر پر قبضہ کیا تو 24 اگست 1937 کو استوریا اور لیون نے آزادی کا اعلان کر دیا۔ 20 اکتوبر 1937 کو آمر جنرل فرانکو نے گیبون شہر پر قبضہ کر لیا تو اس انارکسٹ کونسل کا مکمل خاتمہ ہو گیا۔

اسپیزانوالبانیز(اٹلی) -----Spezzano Albanese

اسپیزانوالبانیز جنوبی اٹلی کے صوبہ کوسینزا کی ریجن کلابریا کی ایک میونسپلٹی ہے۔ یہاں البانوی باشندے آباد ہیں جو 15ویں صدی عیسوی میں البانیہ سے ہجرت کر کے یہاں آکر آباد ہوگئے تھے۔ یہ میونسپلٹی 300 میٹر اونچی پہاڑی پر واقع ہے اور صابری اور ایساریو نہروں کے درمیان ہموار زمینی علاقے پر واقع ہے۔ یہاں پر سولہویں صدی عیسوی میں کیتھولک چرچ، نارمن قلعہ، میڈونا ڈیلے گریزی کے نام سے مقدس مقام کے ساتھ 18ویں صدی قبل مسیح کے آثار قدیمہ بھی موجود ہیں۔اس میونسپلٹی کی کل آبادی 7217 نفوس ہے۔ یہاں پر ایک کمیون معاشرہ قائم ہے جسے انارکسٹ معاشرہ بھی کہتے ہیں۔ حکومتی مداخلت کے باوجود یہ لوگ اپنے اس انارکسٹ معاشرے کو بچانے اور مزید آگے بڑھانے میں کامیاب رہے ہیں۔اس میونسپلٹی کے میئر فردیننڈ ونویستی ہیں۔اس میونسپلٹی میں 150 کمیونٹیز ہیں اور یہاں 1992 سے کمیون سسٹم کامیابی سے چل رہاہے۔

جمہوریہ کوسپایا-----Republic Cospaia (Italy)

موجودہ اٹلی میں جمہوریہ کوسپایا (republic of Cospaia) ایک چھوٹی سی ریاست تھی، جو کہ شمالی امبریا (Umbria) میں واقع تھی۔ یہ ریاست 1440 سے 1826 تک آزاد اور خود مختار رہی۔ 1440 میں کونسل آف باسل سے جھگڑے کے موقع پر پوپ یوجین چھارم نے یہ علاقہ ری پبلک آف فلورنس کو فروخت کیا۔ معاہدہ فروختگی میں غلطی سے اس علاقے کی نشاندہی تک نہیں کی گئی تھی جس کی وجہ سے وہاں کے مکینوں نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ یہ چھوٹی سی ریاست محض 3.3 کلومیٹر پر مشتمل تھی۔ 1484 میں بالآخر اسے آزاد ریاست کے طور پر بھی تسلیم کیا گیا۔ جبکہ 25 مئی 1826 کو جمہوریہ کوسپایا کو گرانڈ ڈچی آف ٹسکانی (Grand Duchy of

Tuscany) اور پوپ نے ایک چاندی کے سکے اور سالانہ 5 لاکھ تمباکو کے پودے لگانے کے بدلے آپس میں تقسیم کر کے بانٹ لیا۔ اس معاہدے پر کوسپایا کی 14 رکنی کونسل کے اراکین نے بھی دستخط کیئے۔

کہاجاتاہے کہ انقلاب فرانس سے قبل جمہوریہ (Republic) کا تصور بھی ناپید تھا۔ مگر یہ ریاست مکمل طور پر آزاد تھی اور اس کی حکمرانی کا بھی کوئی دعویدار نہ تھا۔ ان کا ایک الگ پرچم بھی تھا۔ یہ پوپ کی ریاستوں (Papal State) اور گرانڈ ڈچی آف ٹسکانی کی حکومت کے مابین ایک آزاد اور خود مختار اقتصادی زون اور بفر اسٹیٹ تھی اور اس علاقے سے گذرنے والی اشیاء پر کسی قسم کا ٹیکس بھی نہیں لیا جاتا تھا۔ یہ علاقہ 500 ھیکٹر زپر محیط تھا۔ مگر یہ علاقہ تمباکو کی پیداوار کی وجہ سے بہت خوشحال تھا۔ 17ویں صدی میں اس کی آبادی صرف 373 افراد پر مشتمل تھی۔ تمام مکین مکمل طور پر آزاد تھے۔آج بھی تمباکو کی کچھ اقسام کانام کوسپایاہے۔خوشحالی کا ایک بڑاسبب یہ بھی تھا کہ جب پوپ نے تمباکو پر پابندی لگائی تو اس کا اطلاق جمہوریہ کوسپایا پر نہ ہوا جبکہ تمباکو کی پیداوار پر جمہوریہ کوسپایا کی اجارہ داری قائم ہوگئی۔ یہاں پر نہ تو کوئی حکومت تھی اور نہ ہی قانون کا نظام تھا۔ نہ جیل تھے اور نہ ہی فوج اور پولیس تھی۔ یہاں پر صرف ایک بزرگ کونسل تھی اور خاندان کے بڑے ہوتے تھے۔ 1718 تک کونسل کے اجلاس والنتی ہاءوس پر ہوتے تھے۔ بعد ازاں اس کے اجلاس چرچ میں ہوتے رہے۔ کئی صدیاں آزاد رہنے کے بعد کوسپایا کی خوشحالی کی وجہ سے اس کی آزادی چھن گئی۔ قریبی ریاستوں سے مجرم سزا سے بچنے کیلئے بھاگ کر یہاں آتے تھے۔ نپولین دور کے خاتمے پر جمہوریہ کوسپایا کو پوپ کی ریاستوں سے ملادیا گیا۔

باغی زپاٹسٹا خود مختار میونسپلٹیز (میکسیکو)

Rebel Zapatista Autonomous Municipalties

زپاٹسٹا خود مختار میونسپلٹیز 1994 میں میکسیکو کی ریاست چیاپاس میں زپاٹسٹا بغاوت کے نتیجے میں نیوز پاٹسٹا کے زیر کنٹرول علاقوں میں قائم کی گئیں جو کہ چیاپاس تنازعہ کا حصہ رہی ہیں۔ میکسیکو کے آئین میں یہ ضمانت دی گئی ہے کہ اگر کوئی علاقہ اور میونسپلٹی اپنا الگ نظام معیشیت قائم کرنا چاہے تو ان کو اس کی اجازت ہے۔ تاہم چار لاکھ آبادی والے اس علاقے کے اہم افراد کی جانب سے حکومت سے مذاکرات اور 1996 میں سان آندرے معاہدے کے باوجود ابھی تک اس کی علاقائی خود مختاری غیر تسلیم شدہ ہے۔ ان کا ایک نعرہ ہے ”عوام حکم دیں اور حکومت اس پر عمل کرے“ ۔ ان کا کوئی لیڈر نہیں اور تمام تر انتظام کونسل آف گوڈ گورنمنٹ چلاتی ہے ۔ زپاٹسٹا آرمی کو خود مختار کونسلز کے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں، نہ ان کا کوئی کمانڈر اور نہ ہی کوئی عہدہ ہے۔ ان کا اصل مقصد اپنے علاقوں میں تعلیم و صحت اور معاشی برابری کا معاشرہ قائم کرنا ہے۔ یہ زمین کے حقوق، مزدوروں کے حقوق، تجارت، گھروں کی تعمیر اور تیل کی فراہمی کے معاملات پر جدوجہد کر رہے ہیں۔ وہ مقامی زبان کے فروغ اور انصاف کے حصول کیلئے برسرپیکار ہیں۔

اصل میں ہوا یہ کہ جنوری 1994 میں ای زیڈ ایل این (EZLN) کے ہزاروں کارکنوں نے چیاپاس صوبے کے چھوٹے بڑے شہروں اور قصبوں پر قبضہ کر لیا۔ پولیس تھانوں کو آگ لگا دی گئی۔ سرکاری عمارتوں پر قبضہ کر لیا گیا اور میکسیکو کی فوج کے ساتھ مڈ بھیڑ ہوئی۔ انہوں نے اپنی برادریوں (کمیونٹیز) میں کام، زمین، گھر، خوراک ، حفظان صحت، تعلیم، آزادی، جمہوریت، انصاف اور امن کی فراہمی کا مطالبہ کیا۔ انقلاب کے دوران انہوں نے زمینداروں کی 10 لاکھ ایکڑ زمین ضبط کر لی۔ 8 اگست 1994 میں

EZLN کے کنوینشن کے بعد اس کا نام اگاسی کالینیتزر کھا گیا۔ یہ اس شہر کا نام ہے جہاں انقلاب میکسیکو کے بعد ایملیانو زپاٹا جو کہ ریاست مورلوس میں کسانوں کے اہم رہنما تھے اور ان سے متاثر ہو کر زپاٹسٹا تحریک شروع ہوئی۔ انہوں نے 1914 میں فرانسسکو ولا سے اتحاد کیا تھا۔ سال 2003 میں ماریز (MAREZ) کے علاقے کو چھوٹے گروپوں میں میں تقسیم کیا گیا جنہیں کراکولز کہتے ہیں، جو ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط رابطے میں رہتے ہیں۔ اس علاقے میں اسلحہ کی تجارت، منشیات فروشی اور اس کے استعمال، جنگلات کے درخت کاٹنے، الکوحل کے مشروبات اور لکڑی کی غیر قانونی فروخت ممنوع ہے۔ مقامی سطح پر 300 خاندانوں کی اسمبلی منعقد کی جاتی ہے جس میں 12 سال اور اس سے بڑی عمر والے حصہ لے سکتے ہیں۔ یہ کمیونٹیز دیگر پڑوس کی کمیونٹیز سے مل کر ایک خود مختار میونسپلٹی تشکیل دیتی ہیں، جو دیگر میونسپلٹیز سے ملکر فیڈریشن بناتی ہیں جو بعد میں علاقہ (Region) قائم کرتے ہیں۔ یہ پانچ ریجنز پر محیط ہے۔ ہر برادری (کمیون) کے تین کام ہیں۔ (1) کومساریت جو روزانہ کے معاملات نمٹاتے ہیں (2) زمین پر کنٹرول کرنے والی کونسل جس کا کام جنگلات کی حفاظت اور ملحقہ کمیونٹیز کے مابین تنازعات حل کرنا ہے اور (3) کمیونٹی پولیس ایجنسی۔ معیشیت: ۔ زپاٹسٹا کی معیشیت محنت کشوں کے کوآپریٹوز، فیملی فارمنگ اور کمیونٹی اسٹورز سے چلتی ہے، جنہیں کونسل آف گوڈ گورنمنٹ آسان شرائط اور کم سود پر قرضہ دیتی ہے۔ مفت تعلیم، ریڈیو اسٹیشن اور صحت کی سہولیات فراہم کرتی ہیں۔ معیشیت خود انحصاری، زراعت، مکئی، موم پھلی، کافی، آلو، چینی، جانوروں، مرغیوں اور کوآپریٹو کپڑوں پر مشتمل ہے۔ کمیونٹیز نے نجی (ذاتی نہیں) املاک کو ختم کر دیا ہے اور زمین کو بطور مشترکہ ملکیت قائم کیا ہے۔ عالمی مارکیٹ میں وہ سالانہ 44 ملین ڈالرز کی اشیاء بھی فروخت کرتے ہیں۔ میکسیکو کی دیگر کمیونٹیز کے مقابلے میں غربت اور افلاس بہت کم اور تشدد کے واقعات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ یہاں بچوں کی تعلیم کیلئے سینکڑوں اسکول قائم ہیں جہاں طلباء اور کمیونٹیز مل کر اپنا نصاب طئے اور تیار

کرتے ہیں اور طالب علموں کو یہاں گریڈ نہیں دیا جاتا۔ یہاں صحت کا اعلیٰ معیاری نظام موجود ہے جو بلکل مفت ہے اور یہاں اپنی کمیونٹیز کے علاوہ دیگر علاقوں کے لوگوں کا علاج بھی مفت کیا جاتا ہے۔ کمیونٹیز کی بہتری کیلئے زپاٹسٹا نے اپنے علاقے میں دو بڑے اسپتال اور اٹھارہ کمیونٹیز کلینک قائم کی ہیں۔ انہوں نے لسانڈو جنگلات کے تباہ حال ایکو سسٹم کو ٹھیک کرنے کیلئے متعدد منصوبے شروع کر رکھے ہیں۔ کیمیائی کھاد اور کیمیائی زرعی ادویات کے استعمال پر مکمل پابندی ہے۔ آبی وسائل کی حفاظت کیلئے 30 ہزار نئے درخت لگائے گئے ہیں۔ کئی ایکو سوشلسٹ اور ایکو انارکسٹ مصنفین نے بہترین ایکولوجیکل معاشرے کی تعمیر پر زپاٹسٹا کو سراہا ہے۔ زپاٹسٹا علاقے میں خواتین کو مکمل آزادی اور خود مختاری ہے۔ کمانڈر رامونا نے محنت کر کے خواتین کے حقوق پر ایک ڈرافٹ تیار کیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ خواتین بلا تفریق جنس، رنگ و نسل اور سیاسی تعلق کے انقلابی سرگرمیوں میں اپنی مرضی اور استعداد کے مطابق حصہ لے سکتی ہیں اور انہیں کام کرنے اور منصفانہ مشاہیرہ لینے کا بھی حق حاصل ہے۔ کتنے بچے پیدا کرنے ہیں اس کا فیصلہ کرنا بھی عورت کا حق ہے۔ وہ کمیونٹی کی سرگرمیوں میں شرکت کر سکتی ہیں۔ عورت کو تعلیم کا برابر حق حاصل ہے۔ انہیں اپنا شریک حیات خود منتخب کرنے کا بھی حق حاصل ہے۔ جبکہ خاندان کے کسی فرد کو کسی عورت کی تذلیل کرنے اور تشدد کرنے کا حق نہیں۔ زنا یا زنا کی کوشش کرنا قابل سزا جرم ہے۔ سال 2018 میں زپاٹسٹا نے خواتین کا میلہ منعقد کیا۔ ان تمام انتظامات کے باوجود انارکسٹ ان پر یہ تنقید کرتے ہیں کہ زپاٹسٹا نے ابھی تک ویج لیبر، کرایہ داری اور کثیر القومی سرمایہ داری کا مکمل خاتمہ نہیں کیا۔

پاپولر انڈیجینیس کونسل آف اوکساکا ریکارڈو فلورز میگن (میکسیکو)

Popular Indigenous Council of Oxaca

میکسیکو کی ریاست اوکساکا کے قدیم باشندگان اور کمیونٹیز نے پاپولر انڈیجینیس کونسل آف اوکساکا" ریکارڈو فلورز میگن" تشکیل دی ہے۔ یہ تنظیم 20ویں صدی کے معروف انارکسٹ ریکارڈو فلورز میگن کے نام پر قائم کی گئی ہے۔ یہ تنظیم خود مختار کمیونٹیز" نجی املاک کے خاتمے" اور "زمین کی اجتماعی ملکیت" کی وکالت کرتی ہے۔ کونسل نے تقریباً 26 دیہی کمیونٹیز کو چھوٹی انارکسٹ کمیونٹیز میں منظم کیا جہاں اجتماعی ملکیت اور شراکتی جمہوریت پر عمل کیا جانے لگا۔ مقامی ماحولیات کے تحفظ کیلئے یہ کونسل ونڈ فارمز، شرمپ فارمز (Shrimp Farms) ، ماحول کیلئے نقصاندہ شجرکاری اور لکڑی کی صنعت کے خلاف کارروائی کرتی رہی ہے۔ انہوں نے جوَاور کافی کی کوآپریٹوز قائم کی ہیں اور مقامی آبادی کیلئے اسکول اور اسپتال بنائے ہیں۔ ماحول کو لاحق خطرات اور مزید زمینوں کو تباہ کرنے والے صنعتی یونٹوں کے قیام سے آگاہی دینے کیلئے کونسل نے خود مختار کمیونٹی ریڈیو اسٹیشنز کا نیٹ ورک بھی قائم کیا ہوا ہے۔ 2001 میں کونسل نے پوبلا پناما پلان کے تحت شاہراہ کی تعمیر کی کوشش کو ناکام بنایا۔ 1994 میں زپاٹسٹا بغاوت کے دوران فوج کی نقل و حمل کو سست کرنے کیلئے ٹرانسپورٹیشن لائینز (روڈوں) کو بند کر دیا تھا۔ جبکہ 2006 میں ریاست اوکساکا میں ہونے والی بغاوت کی حمایت میں شاہراہوں کو بلاک اور سرکاری دفاتر کو بند کر دیا تھا۔ 1980 میں اپنے قیام سے ہی کونسل اوکساکا میکسیکو کی ریاستی مشنری اور نیم فوجی اہلکاروں پر مداخلت اور حراساں کرنے کا الزام عائد کرتی رہی ہے۔ کونسل کے ارکان کو بدنام کرنے، گھروں پر پولیس کی چڑھائیاں کرنے اور قتل کرنے کی دھمکیوں کا سامنا کرتے رہے ہیں۔ کونسل کے کئی اہم اراکین بیرون ملک سیاسی پناہ لے چکے ہیں جن میں رال گاڈیکا بھی شامل ہے جو حکومتی دھمکیوں اور جھوٹے مقدمات کی وجہ

سے کینیڈا میں سیاسی پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ ستمبر 2006 سے کونسل آف اوکساکا 26 مختلف کمیونٹیز میں کام کر رہی ہے اور اس کے ممبران کی تعداد دو ہزار ہے۔ یہ تنظیم دیگر کمیونٹیز اور باشندگان کیلئے بھی اپنی خدمات پیش کرتی رہی ہے۔

کیران (میکسیکو) ------Cheran

کیران میونسپلٹی ریاست میکسیکو کے میکوکان علاقے میں واقع ہے اور یہ میکسیکو شہر کے مغرب میں 200 کلومیٹر دور ہے۔ اس کی آبادی 16243 ہے اور یہ گیارہ میونسپلٹیز پر مشتمل ہے۔ یہاں ایک لحاظ سے غیر معمولی طرز کی حکومت قائم ہے جو کہ 2011 کی عوامی بغاوت کے نتیجے میں قائم ہوئی۔ یہ عوامی بغاوت بد عنوانی اور جرائم کے خلاف شروع کی گئی۔ اس علاقے پر اب قدیم کمیونٹیز کی خود انتظامی حکومت قائم ہے جو کہ وفاق کی مداخلت سے ایک حد تک آزاد ہے۔ دیگر میکوکان کمیونٹیز کی طرح کیران کمیونٹی بھی منظم جرائم، راشی سیاستدانوں اور پولیس، بھتہ خوری، قتل، اغوا اور جنگلات کی کٹائی سے تنگ آچکی تھی۔ اپنا دفاع خود کرنے کیلئے کیران کمیونٹی کو پورا نظام تبدیل کرنا پڑا۔ 15 اپریل 2011 کو قصبے کی خواتین اور مردوں کے ایک گروپ نے میکسیکو کے ڈرگ کارٹیل لافمیلیا مکوکانا کے منشیات فروشوں اور اسلحہ کے تاجروں کے گروہ پر پتھروں اور پٹاخوں سے حملہ کر دیا جو مشین گنوں سے مسلح تھے۔ ان باغیوں نے نہ صرف شہر پر قبضہ کیا بلکہ وہاں سے سیاستدانوں کو بھی بھگا دیا اور شاہ بلوط کے جنگلات کی طرف جانے والا روڈ بند کر دیا۔ 20 ہزار افراد پر مشتمل کمیونٹی پولیس بنادی گئی۔ جبکہ 27 ہزار ایکڑ زمین پر کاشت کاری کا آغاز کیا گیا۔ شہر اور جنگلات کی نگہبانی لوگ خود کرتے ہیں۔ میکسیکو کا آئین قدیم لوگوں کو اپنی کمیونٹی انتظامیہ اور اپنی پولیس تشکیل دینے کی اجازت دیتا ہے۔ طویل قانونی جنگ کے بعد میکسیکو حکومت نے کیران کو قانونی طور پر قدیم کمیونٹی کی خود انتظامی

حکومت کے طور پر تسلیم کیا۔ 12 ارکان پر مشتمل کمیونٹی تشکیل دی جاتی ہے اور قرب و جوار میں چار کمیونٹی کیمپ فائرز بھی ہیں۔ تیسری بزرگوں کی کونسل ہے جس میں میئر بھی شامل ہوتا ہے۔ جبکہ نوجوانوں اور خواتین کی کونسلز اس سے علیحدہ ہیں۔ تجارت کے فروغ کیلئے کمیونل علاقائی کونسل موجود ہے۔ یہاں کے شہریوں نے سیاسی پارٹیوں اور سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ انہوں نے براہ راست جمہوریت کے ذریعے نہ صرف اپنے جنگلات کو بچایا بلکہ امن بھی قائم کیا ہے۔ یہاں 80 فیصد آبادی تک پینے کا صاف پانی فراہم کیا گیا ہے، 60 فیصد روڈ پختہ ہیں، 90 فیصد گلیوں میں اسٹریٹ لائیٹ نصب ہے اور 35 فیصد کچرا اور گندگی صاف کی جاتی ہے۔ یہاں پرائمری اور سیکنڈری تعلیم کی سہولت موجود ہے۔ جبکہ یہاں بارش کا 20 ہزار لیٹر پانی ذخیرہ کرنے کا انتظام بھی کر لیا گیا ہے۔ سالانہ فی کس آمدنی تین ہزار ڈالر ہے۔ زراعت اور مال مویشیوں کا کیران کی ترقی میں حصہ 49 فیصد ہے۔ موم پھلی کی پیداوار بھی بہت ہوتی ہے۔ 2015 میں اجتماعی آراء مشین، گرین ہاءوس اور کنکریٹ مل تعمیر کی گئی۔ اپنا ریڈیو، ٹی وی اور یوٹیوب چینل ہے۔

مورلوس کمیون (میکسیکو) -------Morelos Commune

انقلاب میکسیکو کے دوران میکسیکو کے علاقے مورلوس کے کسانوں نے 1913 سے 1917 تک اس علاقے میں متبادل سیاسی نظام اور علاقہ قائم کیا۔ یہ کسان ایملیانو زپاٹا کے افکار سے بہت متاثر تھے۔ انہوں نے اپنا سیاسی معاشی ڈھانچہ جنوبی لبریشن آرمی کی حمایت سے قائم کیا۔ اس کمیون کو جنوبی یوکرائن میں قائم نیسترماخنو کے انارکسٹ معاشرے سے تشبیہ دی جاتی تھی۔ 1914 میں عارضی قیام امن نے جنوب کے کسانوں کو ملک کی سماجی اقتصادی تعمیر نو کا بنیاد رکھنے کا موقع فراہم کیا۔ اس انقلابی جدوجہد کا بنیادی ہتھیار جنوبی لبریشن آرمی تھی۔ جس نے نہ صرف لڑائی کی بلکہ زمین کسانوں میں تقسیم کی۔ اگواتاس کالتین کنوینشن 1914 کے تحت مینوئل پلافوکس (Manuel

(Palafox) کو وزیر زراعت مقرر کیا گیا۔ جنہوں نے یکم اکتوبر 1914 کو میکسیکو کی تمام انقلابی قوتوں کو ایک ساتھ ملایا۔ 1915 میں انہوں نے زرعی اصلاحات کا آغاز کیا۔ سب سے پہلے انہوں نے دیہی علاقوں میں قرضہ دینے کیلئے نیشنل بنک قائم کیا، اس کے تحت زرعی اسکولوں اور زرعی آلات تیار کرنے والی فیکٹریوں کو قائم کیا۔ انہوں نے ایالا پلان کو مزید وسعت دی اور ریڈکل بنایا اور انتہائی انقلابی قانون متعارف کرائے جو کہ صرف مورلوس کی زپاٹسٹا ریاست کیلئے تھے۔ اندرونی تضادات اور بیرونی خطرات کی وجہ سے یہ کنوینشن قومی سطح پر اثر

انداز نہ ہو سکا۔ 1915 میں ہی خود انتظامی کے تحت کسان کمیونز کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اختیارات چند لوگوں کے حوالے کرنے کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ پولیس، ریاستی حکام اور فوج کو سیاست سے باہر کیا گیا۔ انہوں نے ماہرین تعلیم، نوجوان طلباء اور مفکرین کو مورلوس آکر عوامی اسکول اور بالغان کے اسکول قائم کرنے کی دعوت دی۔ 1917 کے اواخر تک زپاٹسٹا کمیونٹیز خود کو مینیج کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ عوامی اسمبلیوں نے میونسپلٹیز کا انتظام قائم کیا۔ حکومت تھی مگر وہ نیچے ہو کر اوپر تک جاتی تھی۔ زپاٹا نے خود مقامی یا قومی حکومت سمیت کسی قسم کا اقتدار لینے سے انکار کر کے ایک نئی مثال قائم کی۔ 1917 میں جب وینستانو کارانزا (Venustiano Caranza) نے اقتدار سنبھالا اور جرمن اور امریکہ کے شاہی اختیارات کے ساتھ صدر بنے تو مورلوس کمیون کا طاقت کے بل بوتے پر زوال شروع کیا۔ کارانزا نے اپنے ہی انقلابی ساتھیوں سے جھگڑا کیا اور جنرل پابلو گونزالیز کو مورلوس پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے فوجی طاقت کے زور پر زپاٹا کے گوریلوں کو مورلوس سے نکال باہر کیا۔ ایک سال بعد زپاٹا نے جنرل گونزویلز کو مورلوس سے بھگا دیا۔ تاہم اس کے بعد مورلوس میں کمیون برائے نام رہ گیا ہے۔ زپاٹا کے گوریلا مخالفین ان کے دباءو میں رہتے ہیں اور وہ کوئی اہم اصلاحات لانے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اتحادیوں کو اپنے ساتھ رکھنے میں ناکامی پر پلافاکس کو فوجی عہدے سے ہٹا دیا گیا اور

کنوینشن کو بھی منسوخ کر دیا گیا۔ زپاٹا جب گونزالیز کے فوجی دباءو میں آکر ان سے مذاکرات کیلئے وہاں گیا تو اسے قتل کر دیا گیا۔ جس کے بعد ان کے گوریلا شہروں سے نکل کر پہاڑوں میں چلے گئے۔ قابض فوج نے کسانوں پر بہت زیادہ مظالم ڈھائے، گوٹھوں کو آگ لگا دی اور انہیں غلام بنا لیا۔

آرووِلے (بھارت) : ۔ (Auroville... India)

بھارتی ریاست تامل ناڈو میں 20 کلومیٹر کے علاقے پر پھیلے ہوئے ''آرووِلے'' کمیون کا بنیاد ایک فرینچ خاتون میرا الفاسا نے 28 فروری 1968 میں رکھا۔ ''آرووِلے'' کا کچھ علاقہ وفاقی حکومت کے زیر انتظام ''پانڈیچری'' میں بھی آتا ہے۔ آرووِلے ''کمیون حکومت''، ''پیسوں اور نوٹوں''، ''مذہب'' اور ''لڑائی جھگڑے'' سے پاک ہے۔ یہاں تعلیم مفت دی جاتی ہے۔ یہ عالمگیر کمیون ہے اور دنیا سے لوگ یہاں آکر رہائش پذیر ہو چکے ہیں۔ اس کمیون میں دو تہائی آبادی بھارتی شہریوں کی ہے مگر اس میں فرانس، جرمنی، کینیڈا، بیلجیم، برطانیہ، آسٹریلیا اور امریکہ سمیت دنیا بھر کے 58 ممالک کے لوگ آباد ہیں۔ اس کمیون کو 50 ہزار افراد کے رہنے کیلئے بنایا گیا ہے مگر اس وقت

یہاں 2018 کے اعداد و شمار کے مطابق صرف 2814 لوگ رہتے ہیں اور مزید پانچ ہزار عارضی مکین اور سیاح رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ 10 ہزار لوگوں نے رہنے کیلئے درخواستیں دے رکھی ہیں۔ ''آرووِلے'' میں رہائش حاصل کرنے کے خواہشمند افراد کو دو سال تک عبوری رہائش دی جاتی ہے اور اگر وہ اس دوران مطمئن ہو جاتے ہیں تو انہیں مستقل رہائش دی جاتی ہے۔ مستقل مکینوں کو پیسوں کے بجائے اکاءونٹ نمبر دیا جاتا ہے جبکہ سیاحوں کو ''آروکارڈ'' جاری کرتے ہیں۔ اس علاقے میں روڈ پر کاروں سمیت بھاری گاڑیوں کے داخلے پر پابندی ہے۔ لوگ سواری کیلئے صرف اسکوٹر اور سائیکل استعمال کرتے ہیں۔ آدھا علاقہ سولر توانائی استعمال کرتا ہے۔ یہ علاقہ گروسری آروبندو کے نام پر

قائم کیا گیا ہے جو دراصل بھارت کی آزادی کا ایک جنگجو تھا اور وہ کلکتہ سے گرفتار ہوئے تھے ۔تاہم ایک سال کی سزا کاٹنے کے بعد انہوں فرانس کی اس کالونی میں پناہ لی۔ وہ بعد ازاں روحانیت کی طرف آ گئے۔اس لیئے یہاں کے مکینوں کیلئے روحانیت کی طرف راغب ہونا ضروری ہے۔اس علاقے میں ایک بڑا ''ماتری مندر'' بھی ہے۔یہ علاقہ صحرا تھا مگر ''میرا الفانسا'' نے مکینوں کو پابند کیا کہ ہر مکین ایک درخت ضرور لگائے گا۔اس طرح یہ صحرا جنگل میں تبدیل ہو گیا۔ یہاں تشدد، مار دھاڑ، جنگ، غربت اور نسل پرستی کی شہ سرخیوں والی اخبارات لانے اور پڑھنے پر پابندی ہے ۔ جبکہ یہاں پر کثیر المنزلہ عمارتوں اور شاہراہوں کی تعمیر پر بھی پابندی ہے۔بھارتی حکومت آروولے کو سالانہ 20 لاکھ ڈالر امداد دیتی ہے جبکہ بقیہ اخراجات سیاحوں اور مکینوں کی آمدن سے پورے کرتے ہیں۔ شہری علاقے کے چاروں اطراف سبزہ زار ہیں۔ایک طرف رہائشی گھر، دوسری طرف صنعتی علاقہ، تیسری طرف ثقافتی اور تعلیمی مراکز اور چوتھی طرف انٹرنیشنل زون ہیں۔1973 میں میرا الفاسا کے انتقال کے بعد یہاں کے رہائشی آپس میں الجھ پڑے اور انتظامیہ کے آپس میں جھگڑے نے حکومت کو موقع دیا کہ وہ مداخلت کرے۔اندرا گاندھی کی حکومت نے 1980 میں مکینوں کی اپیل پر اس کمیون کا انتظام سنبھالا۔ سپریم کورٹ نے بھی حکومتی مداخلت کو آئینی قرار دیا۔ 1988 میں راجیو گاندھی کی حکومت میں پارلیمینٹ نے آروولے فاؤنڈیشن ایکٹ منظور کیا اور تین طرح کا انتظامی نظام اختیار کیا گیا۔ سب سے زیادہ اختیار حکومت کے گورننگ بورڈ کو حاصل ہے ۔ دوسرے نمبر پر انٹرنیشنل ایڈوائیزری کونسل ہے اور تیسرے نمبر پر مکینوں پر مشتمل اسمبلی ہے۔

تبورائیٹز (چیک جمہوریہ) ------Taborites

بوہمن بادشاہت (موجودہ چیک جمہوریہ) کے وسطی دور میں تبوررائیٹز ہوسائیٹ تحریک کے اندر ایک ریڈیکل ہوسائیٹ دھڑا تھا جسے اس کے دشمن پکارڈز کے

نام سے پکارتے تھے۔ زیادہ تبورائیٹیز دیہی علاقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ جنہوں نے تبور شہر کو اپنا مرکز بنا لیا تھا۔اہم تبورائیٹیز میں جان زکز کا، میکولاس آف حس، بوہوسلاف آف وامبرک، شال ربیپکی، جان روہاک اور مذہبی پیشوا پرکوپ ہولی شامل ہیں ۔ ہوسائیٹ جنگوں کے دوران تبورراءتیز 15ویں صدی میں تبور شہر اس کے قرب وجوار میں اپنا مرکز قائم کیا۔ ہوسائیٹ فرقے کا بانی جان حس تھا جو پروٹیسٹنٹ تھا اور اسے 6 جولائی 1415 میں پوپ کے حکم پر آگ میں زندہ جلا یا گیا تھا۔اس واقع کے بعد ہوسائیٹ کو ختم کرنے کیلئے 1420 سے 1431 کے درمیان پانچ مرتبہ پوپ کے حکم پر حملہ کیا گیا مگر ہر بار پوپ کے حامی شکست کھا گئے۔ 1420 میں جنوبی بوہمن ہوسائیٹ نے پیٹر رومادا کی قیادت میں سریمواستی شہر پر قبضہ کیا جہاں انہوں نے تبور کے نام سے ایک جدید شہر بنایا۔اس شہر میں انہوں نے سماجی اور معاشی برابری قائم کی اور ایک دوسرے کو بھائی اور بہن کہہ کر پکارتے تھے۔ سونے کی کانوں پر ان کا قبضہ تھا۔ شہریوں نے کمیون سسٹم قائم کرنے میں دیہاتیوں کی مدد کی۔انہوں نے یہ اعلان کیا کہ یہاں نہ کوئی ملازم اور نہ ہی کوئی مالک ہوگا۔ تمام املاک سب کی مشترکہ ہو نگی اور کسی قسم کا ٹیکس بھی نہ ہوگا۔امریکی ماحولیاتی مفکر مرے بک چن نے کہا کہ یہ انارکو کمیونزم کا ابتدائی مثال ہے۔جب ہوساءٹیز کو معلوم ہوا کہ ان کیلئے یہ شہر منتخب کیا گیا ہے تو برسینکا سیہوفسکی اور زکزکا کی قیادت میں تبور شہر روانہ ہو گئے۔ 25 مارچ 1420 کو ان پر کیتھولک نوابوں نے حملہ کیا۔اس حملے کا سنتے ہی ان کی ہمت مزید بڑھ گئی اور وہ کسی طرح تبور شہر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔انہوں نے اپنے چار فوجی کمانڈرز منتخب کیئے۔ جنہوں نے نوابوں اور ان کے حواریوں کا حملہ ناکام بنا دیا، تاہم اس کے باوجود ان پر حملوں کا سلسلہ جاری رہا اور 30 مئی 1934 کو لیپانی کی جنگ (Battle of Lipany) میں تبوراءتیز کے اقتدار کا خاتمہ ہوا ۔ 25 جنوری 1437 کو ایک معاہدے کے تحت تبور کو شاہی شہر کا درجہ دیا گیا۔ فروری 1449 میں

بقیہ تبور تیز کو زبردستی کیتھولک فرقے میں شامل کرلیا گیا۔ 1452 میں شہر پر لینڈ ایڈمنسٹریٹر کی افواج نے قبضہ کرکے اس کے آزاد سیاسی اقتدار کا خاتمہ کردیا۔

پتاگونیا بغاوت (ارجنٹینا) ۔۔۔۔۔ (Pitagonia Rebellion)

پتاگونیا بغاوت ارجنٹینا کے صوبے سانتا کروز کے علاقے پتاگونیا میں 1920 اور 1922 کے مابین دیہی محنت کشوں نے شروع کی۔ اس بغاوت کے سرکردہ رہنماؤں میں چلی کے انارکسٹ انتونیو سوتو تھے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد اون کی قیمتوں میں زبردست کمی ہوگئی اور ملک میں نیا سیاسی بحران پید ہوا، جس کا اثر ارجنٹینا کے پتاگونیا علاقے میں بھیڑیں پالنے والوں پر بھی ہوا۔ 1920 میں سانتا کروز میں متعدد ہڑتالیں ہوئیں، جس کے بعد عام ہڑتال کی کال دی گئی۔ زیادہ تر ہڑتالی اون کاتنے والے دیہی مزدور تھے۔ ایل سریتو کے قریب پہلی جھڑپ ہوئی جس میں چار پولیس والے مارے گئے۔ دو اہلکاروں سمیت تین افراد کو یرغمال کیا گیا۔ حکومت نے ایمرجنسی نافذ کردی اور صدر ہپولیتو ریگوئن (Hipolito Yrigoyen) نے کرنل ہیکتر بنینو واریلا کو متاثرہ علاقے میں روانہ کیا۔ فوج کو خون خرابہ کرنے کا حکم نہ تھا اس لیئے صلح صفائی سے معاملات طئے ہوگئے۔ تاہم معاہدے پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے دوبارہ ہڑتال کی گئی۔ ریو گالیگو میں ہڑتال کے دوران جھڑپ میں ایک مزدور ہلاک اور چار زخمی ہوگئے۔ جس کے بعد عام ہڑتال کی کال دی گئی۔ کئی انارکسٹوں کو پکڑ جیلوں میں ڈالا گیا یا انہیں واپس بیونس آئرس بھیج دیا گیا۔ اس طرح کی صورتحال جنوبی چلی میں بھی پیدا ہوئی تو ارجنٹینا نے چلی کی سرحد پر اپنی فوج لگادی۔ اس دوران مویشی پالنے والے ایک جرمن خاندان اور کچھ ہڑتالیوں میں مڈ بھیڑ ہوگئی تو دو دیگر ہڑتالی قتل ہوگئے اور چار زخمی ہوئے۔ جس پر ہڑتالیوں نے پورے جرمن خاندان کو اغوا کرکے ایک جگہ پر بند کردیا۔ حکومت نے اس علاقے میں دوبارہ فوج بھیجی اور یونتا التا میں فسادات پھوٹ پڑے جس میں ایک سو مزدور ہلاک ہوگئے۔ جبکہ

ایک انارکسٹ کو گولی مارنے سے پہلے اپنی قبر خود کھودنے پر مجبور کیا گیا۔ گنادن شہر میں 480 ہڑتالیوں کو گرفتار کیا گیا، جن میں سے 240 کو گولی مار کر قتل کردیا گیا۔ اس کے بعد فوج نے مزید 500 ہڑتالیوں کو پھانسی دے دی۔ اب ہڑتالی مزدور سمجھ گئے کہ رعایت کی کوئی گنجائش نہیں تو انہوں نے ریلوے اسٹیشن پر قبضہ کرلیا مگر دو گھنٹے کی لڑائی کے بعد ان سے قبضہ خالی کرالیا اور جو بچ گئے انہیں بھی گولیوں سے بھون دیا گیا۔ بعد ازاں اس ظالم کرنل واریلا کو ایک جرمن انارکسٹ کرت گستاف وکنس نے بم حملہ اور فائرنگ کرکے ہلاک کردیا تھا جسے گرفتاری کے بعد کرنٹ وکنس جیل میں ایک سرکاری ایجنٹ نے قتل کیا۔ جیل میں کرت گستاف وکنس کے قتل کی خبر ملتے ہی مزدور متحد ہوگئے اور بیونس آئرس میں ہڑتالیں اور فسادات شروع ہوگئے۔ کئی افراد مارے گئے اور املاک کو نقصان پہنچا۔ 21 جون کو ارجنٹینا کی پارلیمنٹ نے نہ صرف ٹریڈ یونینز پر حکومتی کنٹرول کا بل منظور کیا بلکہ کام کا دورانیہ بڑھا کر 10 گھنٹہ کردیا، جس کے خلاف عام ہڑتال ہوئی جسے کچلنے کیلیئے ملک بھر میں ایمرجنسی لگادی گئی۔

تمبو بغاوت (سوویت یونین) ۔۔۔۔۔۔ (Tambov Rebellion)

تمبو بغاوت روسی سوشلسٹ ریوولیوشنری پارٹی کے سابق عہدیدار الیگزینڈر انتونوف کی قیادت میں بالشویک حکومت کے خلاف کی گئی تھی۔ روسی حکومت کی حکم پر تمبو کے خوشحال علاقے سے جب روسی فوج، چیکا اور روسی حکام نے زبردستی مفت میں اناج چھینا تو 1920 میں تمبو میں بغاوت شروع ہوئی۔ جس میں دولاکھ چالیس ہزار کسان اور شہری لقمہ اجل بن گئے۔ سوویت حکومت نے اسے انارکسٹوں کی بغاوت قرار دیا تھا۔ بالشویک اقتدار کے خلاف یہ سب سے بڑی بغاوت تھی جس کے بعد لینن کو نیو اکنامکس پالیسی (NEP) متعارف کرانا پڑی۔ سویت حکومت نے جب وار کمیونزم پالیسی شروع کی تو تمبو کے کسانوں نے جبراً اناج چھیننے اور اس کا اجورہ نہ دینے کے خلاف بغاوت کردی۔

تمبو کے کسانوں نے اکتوبر انقلاب کی حمایت کی تھی مگر اس زیادتی پر خاموش نہ رہے اور اپنے علاقے سے بالشویکوں کو مار بھگایا۔ بغاوت کے بعد انہوں نے نہ صرف سویت حکام کو مفت اناج دینے سے انکار کیا بلکہ جو اناج سویت حکام کسانوں سے جبری لیکر ٹرینوں میں جا رہے تھے انہیں بھی لوٹ لیا اور اسے دوبارہ کسانوں میں تقسیم کیا۔ ریڈ آرمی نے خترووف شہر میں نہ صرف بڑے بزرگوں کو یہ کہہ کر مارا پیٹا کہ وہ اپنے نوجوانوں کو کیوں نہیں سمجھاتے بلکہ بچوں اور خواتین پر بھی تشدد کیا۔ بالشویک حکومت نے پرودنالاگ کے نام سے کسانوں پر ٹیکس عائد کیا۔ دوران بغاوت عوام کے ہاتھوں تین ہزار سوویت فوجی ہلاک ہوگئے۔ تمبو شہر پر قبضہ کرنے کی کوشش بھی ناکام بنادی گئی اور اس کے بعد گوریلا جنگ کا آغاز ہوگیا۔ ان کسانوں کی جنگی تربیت ریڈ آرمی کی طرح کی گئی۔ اٹھارہ سے بیس رجمنٹ تیار کیئے گئے۔ جبکہ اپنا الگ کومسار بھی تشکیل دیا گیا۔ روسی کمیونسٹ پارٹی کے ایک ہزار کارکن بھی مارے گئے۔ جس کے بعد متعدد فوجی ریڈ آرمی سے بھاگ کر کسان آرمی میں شامل ہوگئے اور یوں ان کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی۔ 1920 میں جب نیستر ماخنو کی کسان آرمی نے وائیٹ آرمی کو شکست دی اور 1921 میں پولش۔ سویت جنگ کا خاتمہ ہوا تو بالشویکوں نے تمبو بغاوت کو کچلنے پر پوری توجہ مرکوز کی اور بھرپور طاقت کے ساتھ تمبو کے کسانوں پر حملہ کردیا۔ 1920 میں لینن نے تمبو بغاوت کو کچلنے کیلئے ولادیمیر انتونوف اوسنکو کو اس علاقے میں ایک لاکھ فوج کو توپوں اور ٹنکوں کے ہمراہ روانہ کیا۔ 1921 میں میخائیل تکاءوچسکی کی قیادت میں روسی فوج حملہ آور ہوئی۔ مئی 1921 میں روسی فوج نے تمبو کے کسانوں کی بغاوت کو کچلنے کیلئے کیمیائی ہتھیاروں کا بے دریغ استعمال کیا۔ دنیا بھر میں پہلی بار سوویت حکومت نے کیمیائی ہتھیار اپنے ہی کامریڈوں کو مارنے کیلئے استعمال کیئے۔ مگر 1922 تک مزاحمت ہوتی رہی۔ الیگزینڈر انتونوف کو ایک سال بعد گولی مار کر ہلاک کیا گیا۔

اگیزارشیا(یونان) ---------Exarcheia

یونان کے دارالحکومت اتھینز کے قریب ہی ضلع اگیزارشیا واقع ہے جہاں ریڈیکل سیاسی سرگرمیاں زیادہ ہوتی رہتی ہیں۔ اسے عرف عام میں اتھینز کا انارکسٹ علاقہ کہا جاتا ہے۔ ضلع اگیزارشیا 1870 اور 1880 کے مابین قائم کیا گیا۔ اس ضلع کا یونان کی سیاسی اور سماجی زندگی میں اہم کردار رہا ہے۔ 1973 میں یہاں اتھینز کی پولی ٹیکنک یونیورسٹی میں بغاوت ہوئی جس میں طلباء اور اساتذہ دونوں شامل تھے۔ 2008 میں اگیزارشیا میں پولیس کے ہاتھوں ایک 15 سالہ لڑکے کی ہلاکت کے بعد پورے یونان میں مظاہرے ہوئے۔ اگیزارشیا میں زیادہ تر دانشور، فنکار اور شاعر رہتے ہیں جبکہ یہاں پر کئی انارکسٹ، سوشلسٹ اور فاشسٹ دشمن گروپ بھی ہیں۔ یہ فنون لطیفہ کا مرکز ہے اور یہاں سینٹرل اسکوائر کے چاروں طرف تھیٹر اور موسیقی کے میلے لگتے رہتے ہیں۔ یونان میں PASOK جماعت کی حکومت نے گذشتہ سیاسی بحران کے دوران جب یورپی یونین کی بجٹ تجاویز کی حمایت کی تھی تو انارکسٹوں نے ان کے ہیڈکوارٹر کا گھیراءو کیا تھا جو اس علاقے میں واقع ہے۔ بائیں بازو کے گروپ یہاں حکمرانی کی نشانیوں خاص طور پر تھانوں اور بنکوں پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ اس ضلع میں کئی سرمایہ داری مخالف انتظامات نظر آئیں گے۔ جب یونان نے 2017 میں 55 ہزار تارکین وطن رجسٹرڈ ہونے کے بعد اپنی سرحدیں بند کردی تھیں اور مہاجرین کو کیمپوں میں رکھا تھا تو ان میں اکثر نے اگیزارشیا میں پناہ لی، جہاں ان پر کسی قسم کی پابندی عائد نہ تھی۔ 17 نومبر 1973 میں جب پولی ٹیکنک یونیورسٹی پر طلباء کے قبضے کو ختم کرانے کیلئے فوج نے کارروائی کی تو 40 شہری مارے گئے۔ اس کے خلاف ملک بھر میں عوام اٹھ کھڑی ہوئی اور حکومت کو اکیڈمک ازائیلم لا (Academic Asylm Law) منظور کرنا پڑا۔ تب سے یہاں پولیس اور دیگر ادارے مداخلت نہیں کرتے۔ اگیزارشیا یونان میں تارکین وطن کی جنت ہے جہاں بڑی تعداد میں تارکین وطن آکر آباد ہوئے ہیں۔ ان کی رہائش کیلئے اسکواءٹا بنائے گئے ہیں جہاں

یہ مل کر رہتے ہیں۔ جبکہ ان مہاجرین کیلئے پانچ اسکول اور سٹی پلازہ بھی بنایا گیا ہے۔ یہاں افغانیوں، شامیوں، عراقیوں،،ایرانیوں، کردوں، فلسطینیوں اور پاکستانیوں کی بڑی تعداد آباد ہے۔ تاہم دائیں بازو کے انتہا پسند اور فاشسٹ گروپ ان مہاجرین کے گھروں اور کاروبار پر حملے کرتے رہتے ہیں۔ 2019 میں جب دائیں بازو کی نیو ڈیموکریسی پارٹی برسر اقتدار آئی تو اس نے ضلع ایگزارشیا سے تمام مہاجرین کے اسکاءٹا اور پانچوں اسکول بند کرا دیئے۔

شن من خود مختار انارکسٹ زون، منچوریا(چین)

Shinmin Autonoumous Region, Manchuria

کورین پیپلز ایسوسی ایشن منچوریا(آگسٹ 1929 سے ستمبر 1931 تک) خود مختار انارکسٹ زون تھا، جو کہ کوریا کی سرحد کے قریب منچوریا میں کوریا پر جاپانی قبضے کی وجہ سے جاپانیوں کے مظالم سے تنگ آکر وہاں سے بھاگ کر منچوریا آنے والے انارکسٹوں نے قائم کیا تھا۔ اس انارکسٹ خود مختار علاقے کی آبادی 20 لاکھ تھی جس میں اکثریت کوریائی تارکین وطن کی تھی ۔ اسے شن من پری فیکچر یا کورین انارکسٹ

فیڈریشن بھی کہتے تھے۔ یہ معاشرہ غیر ریاستی (Stateless) کمیون کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا اور گفٹ اکنامی طریقہ کار اور امداد باہمی کے اصولوں پر عمل کیا جاتا تھا۔ دو سال تک یہ معاشرہ ائم رہا۔ ہوا یہ کہ جب کوریا کے جوژن خاندان کے بادشاہ نے ڈونگھاک کی کسان بغاوت کو کچلنے کیلئے چین کے کنگ شاہی خاندان (Qing Dynasty) سے مدد مانگی تو جاپان نے موقع غنیمت جان کر 1874 میں کوریا پر قبضہ کر لیا اور 1910 میں اسے جاپان میں شامل کر دیا۔

کوریا پر جاپانی قبضے اور جاپانی فوج کے مظالم کے خلاف یکم مارچ 1919 کو ملک بھر میں احتجاجی مظاہرے شروع ہوئے۔ ملک کے کونے کونے میں 1500 احتجاجی مظاہرے ہوئے جس میں 20 لاکھ افراد نے شرکت کی۔ جواب میں جاپانی فوج نے ظلم کی انتہا کر دی۔ 7500 مظاہرین کو قتل کیا اور 16 ہزار لوگ زخمی ہوئے۔ ان مظالم کی وجہ سے کوریائی انارکسٹوں کی اکثریت نے منچوریا میں پناہ لے لی۔ جاپانیوں نے ژانگ ژولین کو قتل کر دیا جو کہ جمہوریہ چین کے صدر تھے۔ اس واقع کی وجہ سے ایوان اقتدار میں ایک خلا پیدا ہوا۔ ایک طرف کومنتانگ کو چین میں کمیونسٹ پارٹی کو خود منظم کرنے کا موقع ملا تو وہاں انارکسٹوں نے خود کو منظم کرنا شروع کیا۔ 1929 میں کورین انارکسٹ فیڈریشن قائم ہوئی اور اس نے 20 لاکھ کوریائی شہریوں میں مقبولیت حاصل کی۔ کورین انارکسٹ فیڈریشن کا کورین انارکسٹ فیڈریشن منچوریا سے گہرا رابطہ تھا۔ کورین انارکسٹ فیڈریشن ولیج تحریک کا حصہ تھی اور دیہاتیوں کی ضروریات کو بھی پورا کرتی تھی جو کہ جاپان اور چین سے آزادی حاصل کرنے کیلئے قوم پرستوں اور انارکسٹوں کو قریب لانے کا فریضہ ادا کرتی تھی۔ دونوں تنظیمیں ”حکمرانی نہیں“ کے اصول پر متفق ہوگئیں۔ یہ تنظیم شخصی آزادی اور امداد باہمی کے بنیاد پر قائم ہوئی۔

جنوری 1930 میں انارکسٹ جنرل ”کم شاہن“ کو جاپانی شاہی ایجنٹ نے اس وقت قتل کیا جب وہ منچوریا میں قائم کیئے گئے چاول کے کارخانے کی مرمت میں مصروف تھا جو کہ کورین انارکسٹ فیڈریشن نے قائم کیا تھا۔ جنرل کم شاہن جنوبی کوریا میں ایک امیر خاندان میں پیدا ہوئے۔ وہ 18 سال کے تھے تو انہوں نے غلاموں کے 50 خاندانوں کو آزاد کیا اور سرعام غلاموں کی رجسٹریشن کرنے والی کاپی جلا دی۔ انہوں نے غلاموں کے ہر خاندان کو ضرورت کے مطابق زمین بھی دی۔ جدید کوریا میں غلامی کا خاتمہ انارکسٹ جنرل کم شاہن کی کوششوں سے ممکن ہوا۔ زخمی جنرل کم شاہن نے مرنے سے پہلے کہا کہ ”مجھے مرنے کا کوئی افسوس نہیں مگر ایک ایسے وقت میں مرنے جا رہا ہوں جب مجھے بہت کام کرنا

ابھی باقی ہے۔ کم کے قتل کے بعد منچوریا پر جنوب کی طرف سے جاپان اور شمال کی طرف سے کومنتانگ کی فوجوں نے حملہ کیا۔ ان دو طرفہ حملوں میں اکثر انارکسٹ مارے گئے۔ اس طرح انارکسٹ شن من کو ستمبر 1931 میں ختم کر دیا گیا۔ کم ایک کامیاب گوریلا کمانڈر تھے، ان کے دیگر ساتھی بعد ازاں چین میں بائیں بازو کے ساتھ مل کر جاپان کے خلاف لڑے۔ کورین انارکسٹ فیڈریشن کو کوریا کے عوام میں زبردست پذیرائی حاصل ہوئی۔ جہاں ان کا اثر تھا وہاں ولیج اسیمبلیز اور کمیٹیاں بنائی گئی تھیں۔ نہ ان کی کرنسی، نہ ذاتی ملکیت اور نہ ہی طبقاتی ڈھانچہ تھا۔ اس طرح پورے منچوریا میں انارکو کمیونسٹ گروپس کام کرتے رہے اور یہ معاشرہ دو سال ایک ماہ تک قائم رہا۔

شنگھائی کمیون (چین) Shanghai Commune

شنگھائی کمیون چین میں ماؤزے تونگ کے دور میں ہی ثقافتی انقلاب کے دوران 1967 میں پیرس کمیون کی طرز پر صرف ایک ماہ کے دوران قائم ہوا۔ 1966 میں جیسے ہی ثقافتی انقلاب تیز ہوا تو لوگوں نے ریڈ گارڈز کے خلاف مزاحمت شروع کی۔ بیجنگ میں ماؤزی تونگ کے ماننے والوں اور ریڈ گارڈز نے مقامی پارٹی قیادت کی قابلیت کو کسی قسم کی اہمیت نہ دی جس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مقامی قیادت نے ماؤ کے مستقل انقلاب کے نعرے کا فائدہ اٹھایا اور شنگھائی کے محنت کشوں نے پیرس کمیون کی طرز پر شنگھائی کمیون کے قیام کا فیصلہ کیا۔ تعطل کو توڑنے کیلئے پارٹی رہنماؤں نے پرولتاری انقلابیوں کو اقتدار پر قبضہ کرنے کا کہا اور یہ اقدام ثقافتی انقلاب کے اعلامیئے کے آرٹیکل 16 کے مطابق تھا جس کی منظوری 11۔ اگست 1966 کو منعقد ہونے والے کمیونسٹ آف چین کے 11ویں اجلاس عام میں دی جا چکی تھی۔ جس پر عملدرآمد کیلئے سب سے پہلے شنگھائی کا انتخاب کیا گیا۔ شنگھائی میں ثقافتی انقلاب 1966 کے موسم سرما میں ماؤ کے وفادار ریڈ گارڈز کے قیام سے شروع ہوا۔ جلد ہی یہ تحریک زور پکڑتی چلی گئی اور تیزی کے ساتھ شہر

کے میئر کے اختیار اور سرکاری عمارات پر قبضے کرنے سے ریڈیکل رخ اختیار کر لیا۔ خزاں کے موسم تک یہ اسکولوں سے نکل کر فیکٹریوں تک پھیل چکی تھی اور یہاں محنت کشوں کے مختلف گروہ تشکیل پا چکے تھے جنہوں نے مل کر وانگ ہونگوین کی قیادت میں شنگھائی کے باغی مزدوروں کے ہیڈ کوارٹر کے نام سے ایک اتحاد تشکیل دیا۔ 8۔ نومبر کو محنت کشوں کے ہیڈ کوارٹرز نے شنگھائی میونسپل کمیٹی پارٹی کو مطالبات کی فہرست پیش کی۔ جس میں پرانی بیوروکریسی کی جگہ نئے اعضاء لانے کا مطالبہ کیا جسے عوام کی بھی بھرپور حمایت حاصل تھی۔ تاہم یہ مطالبات ماننے سے انکار کیا تھا تو دو دن بعد محنت کشوں نے بیجنگ جانے والی ٹرین پر قبضہ کر لیا اور اپنے مطالبات چیئرمین ماؤزے تونگ کو ذاتی طور پر پیش کرنے کا مطالبہ کر دیا۔ ٹرین کو شنگھائی سے چند میل دور لینٹنگ کے مقام پر روکا گیا اور یوں اس پر قبضے کو تین دن مکمل ہو گئے اور محنت کشوں نے شنگھائی واپس لوٹنے سے انکار کر دیا۔

بیجنگ میں ماؤ کے قائدین کا رد عمل محتاط تھا۔ ان کا پہلا رد عمل پارٹی کی ہدایات کی نفی کرنے کی وجہ سے ایک ٹیلیگرام بھیج کر کیا گیا۔ مگر یہ حکم پہنچنے سے قبل ہی قیادت کی جانب سے ایک اور حکم ذاتی طور پر ثقافتی انقلاب کے ایک اہم رکن زانگ چن کیاؤ کی جانب سے لینٹنگ پہنچایا گیا جس میں انہوں نے محنت کشوں کے ہیڈ کوارٹر کے اقدام کو جائز قرار دیتے ہوئے ان کے تمام مطالبات کو تسلیم کیا۔ اس صورتحال کے مدنظر جنوری 1967 میں اقتدار پر قبضہ کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ 5۔ جنوری کو محنت کشوں کے ہیڈ کوارٹر نامی اتحاد میں شامل درجنوں گروہوں نے اخبارات میں پیغام شایع کر کے محنت کشوں کو متحد ہونے کا کہا۔ دوسرے دن ہی شہر کے مرکزی چوراہے پر دس لاکھ محنت کش جمع ہوئے اور انہوں نے شہری حکام کے اختیارات کو مسترد کر کے انہیں عہدوں سے ہٹا دیا۔ یوں پرانے نظام کی جگہ زانگ چن کیاؤ کے بغیر لیڈر نظام نے جگہ لے لی۔ جنوری کے اواخر تک پیپلز لبریشن آرمی کی مدد سے شنگھائی امن بحال کیا گیا۔ تاہم جس کا اتحاد مظاہرہ جنوری میں کیا گیا وہ برقرار نہ رہ سکی۔ جبکہ ان کے حریف اسکارلیٹ گارڈز نے نئی قیادت کو

اپنی حمایت کی یقین دہانی کرادی۔ جبکہ کچھ ریڈیکل گروپ انقلاب جنوری میں ساتھ تھے وہ بھی مخالفت میں سامنے آگئے۔ ان کا خیال تھا کہ نیا نظام پرانے بیورو کریسی والے نظام سے زیادہ مختلف نہیں۔ ان گروہوں نے دوبارہ اسلحہ اٹھالیا اور گروہی لڑائی زور پکڑتی چلی گئی۔ تمام اہم گروہوں کی حمایت کو یقینی بنانے کیلیئے زانگ نے ''پیرس کمیون'' کی طرز والا نظام لانے کی یقین دہانی کرائی جس کی تمام گروہوں نے فورن منظوری دے دی اور اس طرح آمریت کو ملیامیٹ کر دیا۔

شنگھائی کمیون حالانکہ ''پیرس کمیون'' کے ماڈل پر تشکیل دیا گیا تھاتاہم وہ کئی معاملات میں معنی خیز طریقوں سے مختلف تھا۔ زانگ چن کیاءو اور ان کے ساتھی یاءووین یوآن نے شنگھائی کے پرولتاری طبقے کے بجائے اختیار بیجنگ اور ماءوزی تونگ سے حاصل کرنے لگے جس کی ان کی قیادت کے جائز ہونے کا سوال اٹھ کھڑا ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کے زانگ کے مخالفین کو شنگھائی کمیون کی قیادت سے الگ کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں مخالفین نیو شنگھائی پیپلز کمیون قائم کر دیا۔ فروری 1967 میں چن وائی اور یی جیانگ نے کھل کر ثقافتی انقلاب پر تنقید کی۔ چواین لائی کی حمایت کے باوجود چن یاءوپر ریڈ گارڈز نے پر تشدد حملہ کیا اور اسے اقتدار سے الگ کر دیا۔ جبکہ پینگ زوئی کو گرفتار کر لیا گیا جو جیل کے اندر ہی ہلاک ہو گیا۔ اسی دوران بیجنگ سہ رخی انقلابی کمیٹی کے خیال نے ماءوزی تونگ کو متاثر کیا (جو کہ پیپلز لبریشن آرمی، ریڈ گارڈز اور محنت کشوں پر مشتمل تھا) جو کہ پرانے نظام کی جگہ لانا تھا۔ ماءوزی تونگ نے فروری میں چن کیاءو اور یی جیانگ کی موجودگی میں شنگھائی کمیون کی جگہ انقلابی کمیٹی کو لانے کا مزدہ سنایا اور چند ہفتوں میں ہی کمیون کی جگہ انقلابی کمیٹی نے لے لی۔ اس طرح شنگھائی کمیون ایک ماہ سے زیادہ دیر قائم نہ رہ سکا۔ خود ماءوزی تونگ نے بھی یہ کہنا شروع کیا کہ ایک چھوٹا سا کمیون کس طرح برقرار رہ سکتا ہے۔ 1968 سے 1976 تک نگھائی کے دس لاکھ کارکنوں کو اپنا انقلابی تجربہ دیگر علاقوں کے لوگوں میں بانٹنے کیلیئے دیہات کی ترقی کے نام پر شنگھائی سے بھیجے گئے۔ جن رہنماءوں نے

1967 میں شنگھائی میونسپل کمیٹی کے انہدام پر ریڈ گارڈز کی مخالفت کی تھی انہیں سر عام پھانسی دے دی گئی۔

اسٹرانزہ کمیون (بلغاریہ) ------Strandzha Commune

ری پبلک بلغاریہ میں اسٹرانزہ کمیون مختصر عرصہ تک قائم رہنے والا انارکسٹ کمیون یا انارکسٹ معاشرہ تھا۔ یہ سلطنت عثمانیہ کا دور تھا جب ایک علاقے ''اندریانا پول ویلائیت'' میں سلطنت عثمانیہ کے خلاف لڑنے والے اسٹرانزہ باغیوں نے انٹرنل مکدونین۔ اندریانا پول نامی انقلابی تنظیم کے زیر اثر ''لیندین پری'' اور ''بارزین تحریک'' کے نتیجے میں 1903 میں کمیون قائم کیا۔ اس تحریک کا نام نبی حضرت الیاس کے دن کی وجہ سے پڑا۔ یہ بغاوت 2۔ اگست 1903 میں شروع ہوئی اور نومبر 1903 تک جاری رہی۔ جو کہ یک وسیع علاقے بلیک سی (Black Sea) سے اوہردٹیل Kosabo تک پھیل گئی۔ کروسیوو شہر میں عبوری حکومت قائم کی گئی جس کا نام جمہوریہ ''کروسیوو'' رکھا گیا۔ اندریانا پول ویلائیت میں 19 اگست 1903 میں بلغاریہ کے کسانوں کی بغاوت کے نتیجے میں اسٹرانزہ پہاڑوں کے وسیع علاقے آزاد ہو گئے۔ وسیلکو شہر میں اسٹرانزہ کمیون قائم ہو گیا جو صرف 20 یوم تک قائم رہا۔ عثمانیوں نے باغی رہنماءوں آئیون گاوانوف اور ڈیلچیف کو قتل کر دیا۔ عثمانی سلاطین کی فوج نے ایک ماہ میں ہی اس تحریک کو کچل دیا کیونکہ پڑوسی عیسائی حکمرن بھی ان کے بجائے عثمانی سلاطین کی مدد کو آئے۔ جبکہ 30 ہزار افراد بلغاریہ کی طرف ہجرت کر گئے۔ باغیوں کی 26468 غیر تربیت یافتہ فوج کے مقابلے میں عثمانی ترکوں کے تین لاکھ پچاس ہزار سے زیادہ فوجی تھے۔ اس معرکے میں 994 باغی اور ترک فوج کے 5328 سپاہی مارے گئے۔ ترکوں نے 12 ہزار گھر جلائے، کئی نوجوان لڑکیوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی اور 71 ہزار لوگ بے گھر ہوئے۔ انارکسٹ مصنف جارج خازیف نے اس تحریک پر فلم بنائی۔ تحریک کا زیادہ زور

شمالی مکدونیا میں رہا اور تھوڑا بہت اثر شمالی یونان میں بھی رہا۔ 2 اگست کی رات باغیوں نے کروسیوو شہر فتح کیا اور بعد ازاں میلیوو شہر پر بھی قبضہ کیا۔ نکولا شکاروف کی قیادت میں باغیوں نے "کوبچے شہر" کے قریب فوجی ریل گاڑی پر حملہ کر کے اسے پٹڑی سے اتار دیا ۔ سلوا کی جنگ میں فتح کے بعد ترکوں نے کروسیوو شہر پر دوبارہ قبضہ کیا اور شہر کو آگ لگادی۔ جب باغی رہنما حمایت کے حصول کیلئے بلغاریہ کے وزیر اعظم راشی پیتروف سے ملے تو انہوں نے باغی لیڈروں کو رومانیہ، یونان اور سائبیریا کے سربراہان کے خطوط دکھائے کہ اگر انہوں نے باغیوں کی مدد کی تو نتائج کے ذمہ دار خود ہونگے۔ انارکسٹ میخائیل گرزہیکوف نے اسٹرانزہ کمیون قائم کیا جو فرانس کے پلادیف کالج میں پڑھے، انہوں نے سوئیٹزرلینڈ میں بھی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے اسکرزنین انقلابی کمیٹی بنائی اور قوم پرستی کو رد کیا اور مسلمانوں کو بھی انقلابی تحریک میں شمولیت کی دعوت دی۔ انہوں نے بلکان فیڈریشن کی بھی تجویز دی۔

فیجووے (بولیویا) -------Fejuve

فیڈریشن آف نیبرہوڈ کونسلز ایل التو (Federation of Neighbourhood Council El Alto) بولیویا میں 600 سے زیادہ کونسلز پر مشتمل فیڈریشن ہے جو 1957 میں قائم کی گئی اور پورے بولیویا اور ایل التو میں غربت، بدعنوانی اور تشدد کے خلاف مصروف عمل ہے۔ قرب و جوار کی کونسلز نے 1979 میں ایک اجلاس منعقد کر کے ایک وسیع اتحاد بنالیا اور فیجووے قائم کر دیا۔ تب سے فیجووے شہری حکومت کے ذریعے آگے بڑھنے کا عمل جاری رکھا ہوا ہے۔ یہ اتفاق رائے سے فیصلے کرتے ہیں اور اس میں سیاسی جماعتوں کے رہنما، تاجر، اسٹیٹ ایجنٹ اور اس قسم کے دیگر لوگ جو کہ آمریت کے حمایتی تھے انہیں شامل نہیں کیا جاتا۔ ان کونسلز نے دو مرتبہ بولیویا کی گیس اور پانی کے ذخائر کی نجکاری کو ناکام بنایا ہے۔ وہ خود ٹیکس لگاتے ہیں

اور شہر کی پہلی عوامی یونیورسٹی قائم کی ہے۔ فیجووے کی معیشیت سنڈیکلزم اور میوچلزم کی عمدہ مثال ہے۔ جہاں مزدوروں کی خودکار مینجمنٹ اور اجتماعی ملکیت کا تصور موجود ہے۔ کونسلز پارک، اسکول، اسپتال، گھر، کوآپریٹوز اور پانی کے کنکشنز لگانے، نکاسی آب، بجلی کے کیبلز لگانے، گندگی اور کچرہ صاف کرنے کی خدمات سمیت گڑھے بھرنے کے کام بھی خود کرتے ہیں۔ بولیویا کی ریاستی پولیس کے تشدد اور کرپشن کے برعکس فیجووے میں اپنا ایک الگ انصاف کا نظام موجود ہے۔ معمولی جھگڑوں میں کونسلز ثالث کا کردار ادا کرتی ہیں۔ کمیونٹیز نے اپنے دفاعی گروپ بنائے ہیں جو چوری، زنا اور قتل کے مقدمات سنتے اور سزا دیتے ہیں۔ جبکہ قتل کے مجرموں کے گھروں کے دروازوں پر پھانسی لگا پتلا لٹکا دیا جاتا ہے تاکہ آنے جانے والے لوگ آسانی سے سمجھ لیں کہ اس گھر کا مکین قاتل ہے۔ اسی طرح زنا اور دیگر جرائم کے مرتکب افراد کے گھروں کے دروازوں پر بھی پتلے لٹکائے جاتے ہیں اور ان پتلوں کی حفاظت وہاں کے مکین خاص طور پر پڑوسی کرتے ہیں، اس طرح مجرموں کا یہاں پر جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ زیادہ تر مجرم اس وجہ سے فیجووے چھوڑ کر کسی اور علاقے میں آباد ہو جاتے ہیں۔

بارباچا (الجیریا) -------Barbacha

بارباچا شمالی الجیریا میں 34 علیحدہ قصبات پر مشتمل ایک چھوٹا سا علاقہ ہے جو کہ قبیلی ریجن (Qabylie) میں ہے اور اس کی آبادی سات ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ الجیریا میں 2001 کی بلیک اسپرنگ کے بعد اس علاقے کے لوگ حکومت اور پولیس کے دشمن بن گئے۔ مقامی عدالتوں، سرکاری دفاتر، سیاسی سیاسی جماعتوں کے دفاتر، بہبود آبادی کے مراکز اور تھانوں کو آگ لگانے کے واقعات ہوئے۔ ان کا ایک ہی نعرہ تھا کہ "آپ ہمیں کیا ماریں گے، ہم پہلے ہی مرے ہوئے ہیں"۔ روڈ بلاک کر کے ہڑتالیں کی گئیں۔ پولیس اور فوج کو علاقے سے بھگا دیا گیا۔ اس کے بعد بارباچا میں جرائم کی شرح انتہائی کم ہوگئی۔

یہاں آج بھی شہری حکومت قائم ہے اور اقتدار کے دو ماڈلز ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ ایک تو اسمبلیاں موجود ہیں اور دوسرا روایتی ولیج کونسلز ہیں۔ جو گندگی کو ٹھکانے لگانے، تیل کی تقسیم، صفائی کرنے، فلاحی پروگرامز ترتیب دینے، مقامی اسکولز اور عوامی خدمات کے مراکز کی دیکھ بھال کرتی ہیں۔ اس علاقے میں مضبوط غیر حکومتی نظام کی وجہ سے انارکسٹ اس کے معترف ہیں۔

ابالالی بیس جندولو (جنوبی افریقہ)

Abahlali Base Mjondolo

ابالالی بیس جندولو کا مطلب '' جھونپڑیوں والے لوگ '' ہیں، جو جنوبی افریقہ میں کسانوں کی تحریک ہے، جو کہ بے دخلی کے خلاف اور عوامی رہائشگاہوں کی فراہمی کیلئے مہم چلا رہی ہے۔ 2005 میں ڈربن میں کینڈی روڈ کو بند کرنے سے یہ تحریک شروع ہوئی، جو دیکھتے ہی دیکھتے کیپ ٹاؤن اور پیٹر مرزبرگ شہروں تک پھیل گئی۔ جنوبی افریقہ میں جھونپڑیوں میں آباد کسانوں کی یہ سب سے بڑی تحریک ہے۔ جو ان غریبوں کی حالت بہتر بنانے اور نچلی سطح سے معاشرے کو جمہوری طرز پر چلانے کی مہم چلا رہی ہے۔ سال 2010 میں اس کے دس ہزار ممبر تھے۔ یہ مظاہرے کرتے ہیں اور دو طرح کے انتظامی اداروں کے قیام کیلئے براہ راست اقدام کرنے، زمینوں پر قبضے کرنے، خود انتظامی کے تحت پانی اور بجلی کے کنیکشن فراہم کرنے اور حکمت عملی کے تحت عدلیہ کو استعمال کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے 2007 کے کوازولو نتال سلمز ایکٹ کو شکست دی اور 2010 کے عالمی فٹبال کپ کے موقع پر موثر جدوجہد کی۔ تاریخی طور پر ابالالی تحریک پارٹی سیاست کو مسترد کرتی ہے اور '' نہ زمین ہے نہ گھر اور نہ ہی ووٹ '' کے بینر تلے انتخابات کا بائیکاٹ کرتی رہی ہے۔ یہ افریقن نیشنل کانگریس اور ڈیموکریٹک الائنس دونوں سے جھگڑنے کی تاریخ

رکھتی ہے۔ تاہم 2014 کے انتخابات میں انہوں نے ڈیموکریٹک الائنس اور 2019 میں سوشلسٹ انقلابی ورکرز پارٹی کی حمایت کی تھی۔ صدر بوز کوڈے کے مطابق یہ گروپ کمیونزم کے اصولوں کے مطابق رہنا چاہتا ہے جو کہ زمین اور گھروں کے مسائل پر تحریک چلاتے رہے ہیں۔ ابالالی تحریک کو چرچ کی بھی حمایت حاصل ہے اور یہ غریب عوام کے اتحاد کیلئے بھی کوشاں رہتی ہے۔ اس کے دنیا بھر کے دیگر گروپوں سے بھی رابطے ہیں۔ 2001 میں ڈربن کی میونسپلٹی نے قبضے ختم کرانے کے پروگرام کے تحت پائن ٹاؤن سمیت کچی آبادیوں کے مکینوں کو متبادل گھر فراہم کرنے کے بجائے انہیں مسمار کرنے کا حکم دیا۔ گھر گرانے کے بعد ان جھونپڑیوں میں رہنے والے کسانوں کو بے گھر چھوڑ دیا گیا اور انہیں شہر سے باہر دھکیل دیا گیا۔ ابالالی نے احتجاجوں کا پروگرام بنایا پہلا احتجاج کینڈی روڈ کو چار گھنٹے بند کر کے کیا گیا۔ اس احتجاج کے نتیجے میں 14 لوگ گرفتار ہوئے۔ ابالالی تحریک نے بے گھر افراد کو گھر، بجلی اور ٹوائیلٹ دینے کا مطالبہ کیا۔ یہ تنظیم جبری بے دخلی اور غریبوں کے گھر گرانے سے روکنے میں کامیاب ہوئی۔ اقوام متحدہ نے بھی ڈربن میں کسانوں کی بستیوں کو گرانے پر تشویش ظاہر کی۔ ڈربن کی تھیکونی میونسپلٹی نے 14 غریب بستیوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ 2009 کی احتجاجی تحریک کے دوران پولیس نے ڈربن اور سڈنی سے ابالالی تحریک کے دو رہنماؤں اور کارکنوں کو گرفتار کیا اور انہیں مارا اور پیٹا۔ چرچ کے لیڈر اور انسانی حقوق کی تنظیمیں بھی کئی مواقع پر پولیس تشدد کی تصدیق کر چکی ہیں۔ اکتوبر 2009 میں ابالالی تحریک نے عدالتی جنگ جیتی۔ جس میں KZM سلمز ایکٹ کو غیر آئینی قرار دیا گیا۔ 2009 میں کیپ ٹاؤن سٹی کونسل کے ساتھ زبردست تنازعہ ہوا۔ اس کے نتیجے میں مکاسر قصبے کی زمین پر ان کسانوں نے قبضہ کر لیا۔ 2013 میں ماریکاناز زمین پر قبضے کا تنازعہ ہوا۔ یہ تحریک غیر پیشہ ور ہے اور اس کے ارکان تنخواہ نہیں لیتے۔ این جی اوز کے کنٹرول سے آزاد ہے اور سیاسی تنظیم کاری یا پارٹی سیاست سے بھی آزاد ہے۔ مصنفہ خدیجہ پٹیل اور پیٹر ویل

نے ابالالی بیس جندولو کو انتہائی جمہوری اور متحرک عوامی سیاسی تحریک قرار دیا ہے۔اس تحریک نے مغرب کی بے دخلی کے خلاف کام کرنے والی این جی اوز کے ساتھ کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔وہ اپنی مہم کو موثر طور پر چلانے کیلئے سیل فون کا استعمال بھی خوب جانتے ہیں۔ڈیئر منڈیلا نامی ڈاکومینٹری اس تحریک کے تین نوجوانوں کی کہانی پر مشتمل ہے۔ 2008 میں موزمبیق اور زمبابوے کے تارکین وطن پر حملہ کر کے 50افراد کو قتل کیا گیا تو ابالالی جندولو نے ایک بیان جاری کر کے اسے پڑوسی مہاجرین پر گھناءونا حملہ قرار دیا۔یہ تنظیم عام لوگوں کے کمیونز بنانے کی خواہاں ہے۔ عمل کے میدان میں ابالالی کو انارکسٹ یا خود مختار کہا جاتا رہا ہے۔تاہم یہ اپنے آپ کو انارکٹ نہیں کہتے۔ابالالی کے صدر بوز کوڈے کا کہنا ہے کہ یہ تحریک کمیونزم کے اصول کو اپنانا چاہتی ہے۔26جون 2013 کو ابالالی کے ایک مقامی رہنما کلولیکو گوالا کو ڈربن کی پسگر دائی میں واقع ایک بستی میں قتل کیا گیا۔جو سرکاری گھروں کی من پسند تقسیم کے خلاف مظاہروں میں پیش پیش رہتا تھا۔کلولیکو گوالا پر اس سے پہلے بھی 12 مرتبہ قاتلانہ کیا گیا تھا۔اس سے قبل مارچ 2013 میں نوبل زوزا کو قتل کیا گیا تھا۔ تحریک کی چیئرپرسن تھولی لوفو کو گھروں کی تقسیم کے معاملے پر مقامی کونسل پر تنقید کے فوری بعد گھر کے اندر قتل کر دیا گیا۔یہ بے روزگاروں کی تحریک بھی چلا رہی ہے۔

بارسلونا(اسپین) --------- Barcelona

بارسلونا اسپین کا صنعتی شہر اور ریاست کیتلونیا کا دارالحکوت ہے جہاں پر اسپین کی خانہ جنگی کے دوران اس شہر پر انارکسٹوں نے قبضہ کیا اور انارکسٹ معاشرہ تعمیر کیا، جسے روسی فوج کے اسپین میں آنے کے ساتھ ہی 1937 میں اتحادی کمیونسٹوں نے ختم کیا اور بہیمانہ مظالم کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں انارکسٹ کارکنان اور شہریوں نے فرانس کی سرحد پر پناہ لی۔تاہم فوجی آمر جنرل فرانکو نے 1939 میں بارسلونا اور پورے کیتلونیا پر

قبضہ کیا۔اس شہر کے مکین ابھی تک انارکسٹ معاشرے میں ملنے والی آزادی، معاشی خود مختاری اور خاص طور پر کمیون سسٹم کو نہیں بھول سکے ہیں اور آج بھی ان میں انارکزم کا جوش اور جذبہ پہلے بھی زیادہ ہے اور جب یکم اکتوبر 2017 کو کیتلونیا میں آزادی کا رفرینڈم ہوا تو انارکسٹوں کو 2;46;92 فیصد ووٹ ملے اور بھاری اکثریت سے رفرینڈم میں کامیابی حاصل کی ۔ مگر اسپین کی آئینی عدالت نے اس رفرینڈم کو غیر آئینی قرار دیا۔ 1975 میں جنرل فرانکو کے انتقال کے ساتھ ہی اسپین سے آمریت کا خاتمہ بھی ہوا۔ بارسلونا میں انارکسٹوں نے 1975اور 1977 میں خود مختاری کیلئے احتجاجی مظاہرے کیئے جو اسے دو ماہ میں ہی مل گئی۔ بارسلونا کی میونسپلٹی پر انارکسٹوں کا اثر ورسوخ ہے اور وہ مسلسل سالہا سال سے کامیاب ہوتے رہے ہیں۔اس علاقے میں 66 فیصد آبادی کیتلونیا والوں کی ہے اور ان کی زبان بھی کیتلونین ہے۔اسپین میں سب سے زیادہ تارکین وطن بارسلونا میں رہتے ہیں اور انہیں مکمل طور پر آزادی بھی حاصل ہے۔ان تارکین وطن میں ایک بڑی تعداد پاکستانیوں کی بھی ہے۔ جبکہ فلسطین، شام، عراق، مصر،افغانستان،ایران اور دیگر مصیبت زدہ علاقوں کے مہاجرین بھی بڑی تعداد میں بارسلونا میں رہتے ہیں۔اسپین کی عوامی جنگ میں دنیا بھر کے دانشوروں، شاعروں، ادیبوں اور قلمکاروں نے پہلی بار بندوق اٹھائی اور اس لڑائی میں شامل ہوئے۔ جس میں سب سے اہم نام جارج اورویل کا ہے جو اس جنگ میں شدید زخمی بھی ہوئے تھے۔ بارسلونا میں انارکسٹوں کی اکثریت لوکل کونسلز میں بھی واضع نظر آتی ہے، جنہوں نے اس شہر میں ایک حد تک انارکسٹ اصولوں کو قائم رکھا ہوا ہے۔تاہم مرکزی حکومت اس میں بار بار مداخلت کرتی رہتی ہے۔اسپین کی مشہور نسان گاڑیاں بارسلونا میں بنتی ہیں اور یہ شہر اسپین کا معاشی حب کہلاتا ہے۔

شمال مشرقی شام۔خود مختار انتظامیہ

(Autonomous Adminstraion of North and East Syria)

شام میں جاری خانہ جنگی اور روجاوا تنازعے کے نتیجے میں شام کے شمال اور مشرق میں افرین، جزیرہ، فرات، رقا، طبقہ، مانبج اور دیر عرض زور کے علاقوں میں سال 2012 میں خود انتظامی خود مختاری حاصل کی گئی۔اس خانہ جنگی میں شام کی سرکاری فوج اور شامی ڈیموکریٹک فوج نے حصہ لیا۔ کرد شہری اس علاقے کو مغربی کردستان یا ''روجاوا'' (Rojava) کے نام سے پکارتے ہیں۔اس علاقے میں کرمانجی کرد آباد ہیں، جبکہ کچھ آبادی عرب اور ترک نسل کی بھی ہے۔ مجموعی آبادی 20لاکھ ہے۔ یہاں لبرترین سوشلسٹ انارکسٹ اور فیڈرل سیمی ڈائریکٹ ڈیموکریسی ہے۔ان کے حامیوں کا کہنا ہے کہ براہ راست جمہوریت، سیکولر اور انارکسٹ معاشرہ قائم کیا گیا ہے۔تاہم ان پر حکومتی نظام راءج کرنے اور جنگی جرائم کا بھی الزام ہے۔انہوں نے ''سماجی معاہدے کا چارٹر'' کے نام سے آئین بھی تشکیل دیا ہے۔ جس میں جنسی آزادی اور مذہبی برابری دی گئی ہے۔ جبکہ ملکیت کا تھوڑا سا حق بھی دیا گیا ہے۔ کتھم ہاءوس کی رپورٹ کے مطابق اختیارات کی مرکزیت زیادہ ہے اور تمام تر اختیارات ڈیموکریٹک یونین پارٹی کے ہاتھ میں ہیں۔ان کے مقبول رہنما عبداللہ اوغلان ہیں جو کہ ترکی کی جیل میں طویل عرصہ سے قید ہیں۔ان کی کردستان ورکرز پارٹی انارکزم کی حمایتی ہے۔پہلے کمیشلی اور اب عین عیسیٰ اس نئی مملکت کا دارالحکومت ہے۔آئین کے مطابق آزاد علاقے آزادانہ طور پر لوکل کونسلز کو منتخب کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ریجن، اضلاع اور کمیون متعارف کرائے گئے ہیں۔ دسمبر 2017 میں جزیرہ ریجن، فرات ریجن اور افرین ریجن میں لوکل کونسلز کے انتخابات منعقد ہوئے۔ 6 ستمبر 2018 میں عین عیسیٰ میں سیرین ڈیموکریٹک یونین کے اجلاس میں اس علاقے کا

نام ''شمال اور مشرقی شام کی خود مختار انتظامیہ'' رکھا گیا۔ جبکہ 70اراکین پر مشتمل جنرل کونسل کا انتخاب بھی عمل میں لایا گیا۔افرین ریجن پر 2018 میں ترک فوج نے قبضہ کیا اور بمباری کرکے زبردست جانی ومالی نقصان پہنچایا۔عبداللہ اوغلان جو کہ کرد انارکسٹ ہیں ان کی تنظیم کا عوام میں اثرورسوخ زیادہ ہے۔ گو کہ کمیون معاشرے کے قیام کا آغاز تو ہوا ہے مگر ابھی تک اس علاقے کی خود مختاری کو کسی نے بھی تسلیم نہیں کیا۔اس لئے خطرہ ہے کہ جب کبھی شامی افواج کو موقع ملے گا تو اس معاشرے کو جڑ سے اکھاڑ دیں گے۔ اس علاقے کے شامی کردوں نے داعش کو بھی زبردست شکست سے دوچار کیا اور اپنے علاقے میں داخل ہونے نہیں دیا۔انہوں نے اپنی ملیشیا میں خواتین کو بھی بڑی تعداد میں فوجی تربیت دیکر شامل کیا ہے۔

سرودایا شرمادانا تحریک (سری لنکا)

Sarvodaya Shramadana Movement

یہ سری لنکا کی خودانتظامی تحریک ہے جو کہ دیہی علاقوں میں ترقی اور تنازعات کے حل میں مدد دیتی ہے۔ 2004 میں سری لنکا میں آنے والی تباہ کن سونامی کے بعد بحالی کے کام میں کافی مدد کی۔ یہ تحریک 1958 میں اے کے آریارتنے نے قائم کی، جب وہ تعلیمی تجربہ کے نام پر نلنداکالج کولمبو کے 40 طلباء اور بارہ اساتذہ کو ایک دور دراز قصبے ''کتھالووا'' لے گئے اور دیہاتیوں کی مدد کی۔آج یہ تحریک 15ہزار قصبوں میں سرگرم ہے۔ تنظیم کا کہنا ہے کہ اب تک ایک کروڑ 10 لاکھ لوگ استفادہ کرچکے ہیں۔ یہ تنظیم ایک مالیاتی بنک میں پڑے ایک ارب روپے کے ''ریزروفنڈ'' کو استعمال کرتی ہے۔اس تنظیم کا الحاق گلوبل ایکو ویلیج نیٹ ورک (Global Ecovillage Network) سے ہے۔ سرودایا کا مطلب فلاح سب کیلئے ہے اور سواراج کا مطلب

اپنی حکومت ہے۔1958 میں سری لنکا کے نظرانداز کیئے گئے قصبے ''رودیا'' جس میں دھتکارے ہوئے لوگ بھیک مانگ کر گذارہ کرنے والے آباد ہیں، وہاں گھروں کی تزئین، کنوءوں کی کھدائی، لیٹرینز کا قیام اور کمیونٹی باغات قائم کرنے سے کام کا آغاز کیا۔اس کا انتظام سری لنکا کے محکمہ ترقی کا ایک ملازم ڈی اے ابی میکیرا کرتا تھا۔جنہوں نے شرمادانہ (مزدور کا تحفہ) لفظ استعمال کیا اور رضاکارانہ خدمات کا سلسلہ شروع کردیا۔اس کا اولین فائدہ قصبہ ''کتھالووا'' کے مکینوں کو پہنچا۔

دوسری جانب اے کے آریارتنے کا یہ تعلیمی تجربہ نامی دورہ کامیاب رہا۔کئی قصبات میں محکمہ دیہی ترقی کی مدد کے بغیر ترقیاتی کاموں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔آج یہ سری لنکا کی ترقی کو فروغ دینے والی سب سے بڑی سماجی تنظیم ہے۔قصبات کے مکینوں کی مدد سے صاف ہوا، پینے کے صاف پانی، کپڑوں ،خوراک، گھروں ، حفظان صحت، مواصلات، تعلیم ، روشنی، ثقافتی اور روحانی کارکردگی سمیت مکینوں کی مرضی سے 10 نکات متعین کیئے گئے ہیں۔اس طرح مکینوں کی مشاورت سے شروع کیئے گئے کام نے ان قصبات کے مکینوں کی زندگیاں بدل کر رکھ دی ہیں ۔ سرودایا عوامی مراقبے کے پروگرام بھی منعقد کراتی ہے، جس میں بدھ، عیسائی، مسلمان اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی شرکت کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے مشترکہ فلاح وبہبود پر بات چیت بھی کرتے ہیں۔اے کے آریارتنے کا کہنا ہے کہ اس مقصد کیلئے لوگوں میں مزید شعور اور بیداری پیدا کرنے کی کوششیں جاری ہیں ۔ قصبوں میں آباد 20 خاندانوں کو دو ہفتوں کیلئے اینڈرائیڈ سیل فون دیا جاتا ہے جس کا مقصد انٹرنیٹ کے ذریعے ان کی تربیت کرنا ہے۔2012 میں اتصالات موبائیل فون کی مدد سے اتصالات اینڈرائیڈ ویلیج حب کھولا گیا۔اس کا مقصد دیہی آبادی کو ایک دوسرے کے قریب لانا ہے۔ مصنف آرتھر جان پی کلارک کا کہنا ہے کہ اپنی تنظیم اور مقاصد کے لحاظ سے یہ ایک انارکسٹ تحریک ہے۔

لائیف اینڈ لیبر کمیون (سابقہ سوویت یونین)

Life and Labour Commune

روس کے ممتاز مفکر لیو ٹالسٹائی کو ماننے ماننے والوں نے ٹالسٹائین زرعی کمیون کا بنیاد 1921 میں ماسکو کے قریب رکھا، جسے سویت حکومت نے یکم جنوری 1939 کو اجتماعی فارم میں تبدیل کر کے ختم کر دیا۔پہلے یہ ماسکو کے قریب قائم تھا تاہم بعدازاں اسے سینٹرل سائیبیریا میں نووو کزنیسک کے قریب دوبارہ قائم کر دیا گیا۔اس کے عروج کے دور میں اس کے ایک ہزار شرکاء تھے۔اپنے قیام سے ہی یہ جنگ میں شرکت کیلئے خود کو رجسٹرڈ نہ کرانے اور ریاست کے منظور شدہ ڈھانچے سے الگ اپنے آپ کو کمیونٹی بنیاد پر منظم کرنے کی وجہ سے بالشویکوں کی تفتیش کی زد میں رہتا تھا۔ماسکو سے 12 میل دور ماسکو ضلع کی زمین کو معاہدے کے تحت حاصل کر کے 31 دسمبر 1921 کو یہ کمیون قائم کیا گیا تھا۔اس کا نام '' لائیف اینڈ لیبر'' رکھا گیا اور مکینوں پر صرف سبزیوں پر گذارہ کرنے کی پابندی تھی۔1927 میں یہ کمیون سویت حکومت کے زیرعتاب آنا شروع ہوا۔ کمیون کے اہم افراد پر حکومت نے مقدمات قائم کیئے ۔ عدالت میں ان کا دفاع پیتر کروپوتکین اور ان کے بھانجے نے کیا۔ولادیمیر چرکوف نے لینن کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ٹالسٹائی کے ان ماننے والوں کیلئے کسی اور جگہ پر کوئی بڑا کمیون بنایا جائے ۔ 28 فروری 1930 کو آل رشین سینٹرل ایگزیکیوٹو کمیٹی نے حکمنامہ نمبر 41 کے فقرے 5 کے تحت ایک حکم جاری کر کے اس ٹالسٹائین کمیون کو دوسری جگہ منتقل کرنے کا حکم صادر کیا۔جس کے بعد 1930 میں سائبیریا کی ٹوم ندی کے ساتھ کزنیسک کی جگہ کا انتخاب کیا گیا۔جس کے بعد اس کمیون کے لوگ سائیبیریا منتقل ہوگئے۔تاہم اسٹالن کے دور میں پہلے 1936 میں ان کے سرکردہ لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور اس کے بعد 1937 اور 1938 میں مزید

گرفتاریاں کی گئیں۔1939 میں بقیہ رہ جانے والی خواتین اور بچوں کو اجتماعی فارموں میں بھیج دیا گیا۔کچھ لیبر کیمپوں میں مر کھپ گئے اور بقیہ کو فوج میں ملازمت کرنے سے انکار پر پھانسیاں دی گئیں۔الیگزینڈر سولرسٹائین نے ان کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ٹالسٹائی کو ماننے والوں کے ایک بڑے گروپ کو 20ویں صدی میں الطائی پہاڑی علاقے میں مشترکہ کمیون بستی قائم کرنے کی اجازت دی گئی۔جب اس علاقے میں کزنیسک صنعتی کمپلیکس کی تعمیر شروع ہوئی تو یہ لوگ انہیں کھانے کی اشیاء فراہم کرتے تھے۔اس کے بعد ان کی گرفتاریاں شروع ہوئیں، پہلے اساتذہ کو گرفتار کیا گیا کہ وہ منظور شدہ روسی نصاب نہیں پڑھاتے،اس کے بعد کمیون کے سرکردہ ارکان کو گرفتار کر لیا گیا۔(حوالہ: ۔دی گلاگ آرکیپلاگو، باب دوئم، صفحہ نمبر۔51) ۔

اس کے علاوہ اسرائیل میں یہودی مذہب کے فرقے کبوتیز (Kibbutz) جو کہ اجتماعی کیمونٹی میں رہتے ہیں اور زراعت کے پیشے سے وابستہ ہیں انہیں بھی انارکسٹوں کے قریب تر سمجھا جاتا ہے، جو کہ آپس میں اکٹھے کیمونٹی بنیاد پر رہتے ہیں۔2010 میں اسرائیل میں کبوتیز کی تعداد صرف 270 تھی مگر اسرائیل کی صنعتی ترقی میں ان کا حصہ 9فیصد تھا۔1910 میں سلطنت عثمانیہ کے دور میں یہودیوں کی پہلی کبوتیز بستی کا بنیاد شمالی اسرائیل میں دیگانیا الف کے نام سے رکھا گیا، جس کی 2018 میں آبادی صرف 530نفوس تھی۔اسی طرح عیسائی فرقے میں کرسچن انارکزم کے ماننے والے موجود ہیں جو حضرت عیسیٰ کے طرز زندگی اور بائیبل میں پہاڑ پر ان کے دیئے گئے خطبے کے حوالے سے اور ان کے اصحاب کے رہن سہن کا حوالہ دیتے ہوئے اسے انارکسٹ طریقہ قرار دیتے ہیں۔کرسچن انارکسٹ جیکس ایلول کے مطابق ”منصفیوں کی کتاب“ (Book of Judges) میں لکھا ہے کہ اسرائیل میں کوئی بادشاہ نہیں تھا اور لوگ اپنی زندگی اپنی مرضی کے مطابق گذارتے تھے۔جبکہ سیموئیل کی کتاب میں بھی کہا گیا ہے کہ اگر کوئی بادشاہ ہو گا تو یہ انسانی بادشاہ فوج، سازشوں اور ٹیکسوں پر تکیہ کرنا شروع کر دے گا۔

اسٹیپلیٹن کالونی (برطانیہ) ------ Stepleton Colony

برطانیہ میں بھائی چارہ چرچ (Brotherhood Church) کی جانب سے قائم کیئے گئے معاشروں میں بچ جانے والا واحد معاشرہ ہے جو شمالی یارکشائر میں عیسائی فرقے کی جانب سے اسٹیپلیٹن میں انارکسٹ بنیادوں پر 1921 میں قائم کیا گیا۔ ان کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰ ;174;اور ان کے اصحاب ایسے ہی معاشرے میں رہے۔ تاہم 2016 میں ان کی آبادی کم ہو کر صرف چار سو افراد پر مشتمل ہو گئی ہے۔1897 میں برادرہوڈ چرچ کے بڑی تعداد میں ماننے والے لیڈز شہر میں جمع ہوئے اور اپنے لیئے 1921 میں اسٹیپلیٹن کی جگہ کا انتخاب کیا اور وہاں ساڑھے سات ایکڑ رقبے پر کالونی اور چرچ کی تعمیر کی۔یہ صرف سبزی خور ہیں اور اپنی خوراک خود اگاتے ہیں اور حکومت سے الگ تھلگ رہتے ہیں۔یہ امن کا وعدہ نامی یونین، جوہری اسلحہ کے خاتمے کی عالمی مہم اور جنگ کے خلاف بین الاقوامی مزاحمت کے رکن ہیں۔انہوں نے لین ڈبلیو گبسن کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا جس نے اپنی پوری زندگی امن مہم کیلیئے وقف کر دی تھی۔یہ معاشرہ ابھی تک قائم ہے۔

فیڈریشن آف ایگالتارین کمیونٹیز۔۔۔

Fedration of Egaltarian Communities

یہ ان کمیونٹیز کی فیڈریشن ہے جنہوں نے اپنی زندگی کا مقصد حیات برابری ، باہمی تعاون اور بھائی چارے کی بنیاد پر قائم کیا ہوا ہے۔ان کا ایک مشترکہ اصول ہے کہ جو ممبران کمیونٹی کیلیئے 35 سے 42 گھنٹے ہفتہ کام کریں گے تو کمیونٹی انہیں زندگی گذارنے کیلیئے تمام سہولیات فراہم کرے گی اور انہیں ہر ماہ 75 سے 150 ڈالر بھی ملیں گے۔انہیں تنخواہ نہیں بلکہ تھوڑا سا مشاہیرہ ملے گا۔انہیں یہ بھی آزادی ہے کہ کسی بھی وقت کیمونٹی

چھوڑنے میں آزاد ہیں۔ اکارن کیمونٹی ورجینا (Acorn Community) سیپلنگ کیمونٹی ،ورجینا (Sapling Community) ورجینا، ایسٹ ونڈ کیمونٹی (مسوری) ،سندھیل کیمونٹی، مسوری (Sandhil Community) ،دی میڈین،اوہیو (The Midden) اور ٹوین اوکس کیمونٹی،ورجینا،امریکہ ان کی فیڈریشن کی رکن ہیں۔

اوراامبا۔۔(اتھوپیا) ۔۔۔۔ (Awra Amba)

اوراامبا اتھوپیا کی کیمونٹی ہے جو کہ 1980 میں زومرا نورو نے قائم کی۔ 1989 میں اس کیمونٹی کو یہ کہہ کر چار سال کیلئے یہاں سے بے دخل کیا گیا کہ یہ کیمونسٹ خیالات رکھتے ہیں۔ 1987 میں جب اتھوپیا میں فوجی جنتا کا زوال ہوا تو 1993 میں یہ کیمونٹی دوبارہ آکر اپنی جگہ دیبو گوندر زون کے علاقے باہیر دار میں آباد ہوگئی جہاں سے انہیں بے دخل کر دیا گیا تھا۔اس کیمونٹی کے 450 ارکان ہیں اور باقی ملک کے برعکس ان میں عورت اور مرد کی کوئی کوئی تفریق نہیں۔ جبکہ ان کا کسی مذہب یعنی اسلام یا پھر عیسائیت سے کوئی تعلق نہیں اور ان کے ارکان میں ہر مذہب وفرقے کے لوگ شامل ہیں۔ اتھوپیا میں ہی اسی قسم کی فوجیرا کیمونٹی ،انکوبر کیمونٹیز،اورومو قبیلے کی جانب سے اورومیا زون ،نارتھ شیوا زون ،افار ریجن میں ارتوما فرسینا جائیل (اورو ما زون)، شیف گولانا دیورامیدو (اورومیا زون)، افراتانا گدم (Efratana Gidim) امہارا ریجن اور دیگر لاتعداد کیمونٹیز بھی آباد ہیں، جنہوں نے انارکسٹ اصولوں کو اپنایا ہوا ہے۔

کمیون نیدرکا فنجن (جرمنی)
Kommune niedarkaufungen

جرمنی کا سب سے بڑا کمیون جس کی بنیاد 1986 میں رکھی گئی اور یہ بائیں بازو کا ایک ایسا کمیون ہے جو اپنی آمدن ایک دوسرے سے تقسیم کرتے ہیں۔ یہ کاسیل شہر سے سات کلومیٹر دور کافنجن قصبے کے تاریخی مرکز کی ایک عمارت میں قائم ہے اور یہ لوگ تمام فیصلے اتفاق رائے سے کرتے ہیں۔ 15 افراد کی جانب سے 1909 میں قائم کیئے گئے اس کمیون کے اراکین کی تعداد اب 62 بالغ افراد اور 20 بچوں پر مشتمل ہے۔ یہ جرمن نیٹ ورک کموجا کا رکن ہے۔ یہ لوگ مل کر کام کرتے ہیں۔

پیرس کمیون (Paris Commune)

فرانس جدید دور میں پیرس کمیون دنیا کے مزدوروں کا وہ پہلا کامیاب انقلاب ہے جس کے ثمرات سے پہلی بار نہ صرف دنیا بلکہ بااثر کیمونسٹ کارکن بھی مستفید ہوئے۔ پیرس کمیون نہ صرف فرانس بلکہ پوری دنیا کے بائیں بازو کے کارکنوں کی وراثت ہے اور اگر کسی انقلاب پر سب سے زیادہ لکھا گیا ہے تو وہ پیرس کمیون ہے۔ گو کہ پیرس کمیون صرف اور صرف انارکسٹوں کی دین ہے لہٰذا پیرس کمیون کو انارکسٹوں نے بعد میں قائم ہونے والے معاشروں میں متعارف کرایا ہے۔ پیرس کمیون نے دنیا بھر کے انقلابیوں کو ہر وہ چیز دی جس کی وہ تمنا کر رہے تھے۔ پیرس کمیون پر جتنا بھی لکھا گیا اور لکھا جا رہا ہے اس کے باوجود آج بھی دنیا بھر کے انقلابی کارکن اس پر نئے رخ سے لکھ رہے ہیں اور لکھتے رہیں گے۔ پیرس کمیون نے آخر ایسا کیا کچھ دنیا کے محنت کش طبقے کو دیا کہ آج ڈیڑھ سو سال گذرنے کے باوجود ہر کارکن اسے بھولے نہیں بھولتا۔ سب سے پہلی بات جو پیرس کمیون نے دی وہ ایسا معاشرہ یا سماج ہے جسے ہم مکمل سو فیصد برابری والا سماج کہتے ہیں، یعنی کمیون نظام۔ پیرس

کمیون کے 72 دنوں میں پیرس شہر میں ایک ایسا نظام لاگو کیا گیا جس میں تمام تر اختیار عوام کے ہاتھوں میں دیا گیا۔ پیرس کا ہر مکین اس نظام کا حصہ تھا اور جو کچھ بھی ہوا اس میں شہر کے ہر شخص کی رائے شامل تھی۔ ایک ایسا سماج جس کیلئے انارکسٹوں کے سب سے بڑے مخالف کارل مارکس کو بھی یہ لکھنا پڑا کہ ''پیرس کمیون مزدور طبقے کا پہلا انقلاب ہے اور پیرس کمیون میں مجھے وہ معاشرہ مل گیا جسے دیکھنے کی تڑپ مجھے کئی دہائیوں سے تھی'' شکریہ ایلزبیتھ دمتریف۔ پیرس کمیون کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے کارل مارکس نے اپنی دوست اور روسی صحافی کامریڈ ایلزبیتھ دمتریف کو یہ ہدایت دے کر پیرس روانہ کیا کہ '' آپ وہاں جا کر مجھے بتائیں کہ آخر پیرس میں ہو کیا رہا ہے;238;'' ۔ ایلزبیتھ دمتریف جب پیرس پہنچیں تو انہوں نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ پیرس کمیون کی ہیروئن اور 20 ہزار خواتین کے لشکر کی سالار کامریڈ لیوئس مشعل (Louise Michel) اور سرگرم کارکن نتھالی لیمیل سے ملاقات کی۔ وہ مشعل سے زبردست متاثر ہوئیں اور خود بھی خواتین کی بریگیڈ میں شامل ہو کر لڑائی میں حصہ لیا بلکہ کارل مارکس کو بھی خطوط لکھ کر ''پیرس کمیون'' کے بارے میں بتایا۔ یہ اور بات ہے کہ جس خاتون کامریڈ ایلزبیتھ دمتریف (Elazbeth Dimtriff) نے کارل مارکس کو اندھیرے سے نکال کر پیرس کمیون کی حقیقت سے آگاہی دی اسے بالشویک انقلاب کے آتے ہی لینن، ٹراٹسکی اور اسٹالن نے سچ بولنے کی پاداش میں شوہر سمیت سائبیریا (کالا پانی) بھیجا جہاں اسے بعد ازاں 1918 میں زندہ زمین میں گاڑ دیا گیا۔ ایلزبیتھ دمتریف کا جرم یہ تھا کہ وہ سوویت یونین میں بالشویک انقلاب کے بعد ''پیرس کمیون'' جیسے معاشرے جیسا سماج تشکیل دینے کا مطالبہ کر رہی تھیں۔ کارل مارکس نے کامریڈ ایلزبیتھ دمتریف کے خطوط کی روشنی میں اپنی کتاب ''فرانس میں خانہ جنگی'' کے نام سے وہ کتاب لکھی جو بالشویک انقلاب کے بعد کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس کے دست راست کامریڈ کارل کاؤتسکی نے اس وقت لینن کو دے ماری جب لینن نے کہا کہ وہ سوویت ریاست قائم کریں

گے اور اس کے صدر یا وزیراعظم بنیں گے۔ کارل کاؤتسکی جو کہ کارل مارکس کی کتاب ''داس کیپیٹل'' کے آخری تینوں ابواب '' قدر زائد'' کے لکھاری بھی ہیں کا کہنا تھا کہ ''فرانس میں خانہ جنگی'' کتاب میں کارل مارکس نے سماج کو تشکیل دینے کی بات کی ہے، ریاست کی بات نہیں کی۔ اس لیئے یہ بات میں اکثر و بیشتر کرتا رہتا ہوں کہ ''انقلابی کارکن اور ساتھی یہ بات مت بھولیں کہ سوویت یونین ریاست تھی، کوئی کارل مارکس کا ''پیرس کمیون نہیں، ریاست قتل گاہ ہوتی ہے جبکہ کمیون شانتی اور برابری والا معاشرہ ہوتا ہے'' ۔ آج بھی یہ بات سمجھنے اور سمجھانے کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی 1917 میں تھی۔ یہی بات لینن کے سیاسی استاد کامریڈ جارجی پلیخانوف نے جب کی تو لینن نے کہا کہ ''بڈھے کا دماغ کھسک گیا ہے'' ۔ یعنی آپ کو پیرس کمیون نے کامریڈ ایلزبیتھ دمتریف جیسی کارکن دی جسے 1918 میں سائبیریا میں زندہ گاڑنے کے بعد روسی حکمرانوں کو یہ جعلسازی کرنی پڑی کہ ایلزبیتھ دمتریف تو 1910 میں مر گئی تھیں!! اس کے ساتھ پیرس کمیون نے آپ کو وہ سماج تشکیل کر کے دکھایا جہاں محنت کش طبقے کو پہلی بار ''امداد باہمی کا آزاد معاشرہ '' دیکھنے کو ملا۔ اور ساتھ ہی ساتھ پیرس کمیون نے '' کامریڈ لیوس مشعل'' جیسی دلیر خاتون کارکن دی جس نے سرمایہ داروں کو بعد کے 25 سالوں تک للکارا اور مرتے دم تک کمیونسٹ تحریک کو پروان چڑھاتی رہیں۔ جسے نیو کلڈونیہ جزیرے کے جیل کا وہ لوہے کا پنجرہ بھی نہ توڑ سکا جو ان کے قد سے ڈیڑھ فٹ چھوٹا تھا۔ انارکسٹوں کی دادی ماں۔۔۔ کامریڈ لیوس مشعل۔

پیرس کمیون نے آپ کارل مارکس جیسا فلسفی دیا جس نے ''داس کیپیٹل'' اور فرانس میں خانہ جنگی'' جیسی کتب آپ کو دیں۔ پیرس کمیون سے پہلے جارج اودگار کا طوطی بولتا تھا جو کہ فرسٹ انٹرنیشنل کے صدر تھے۔ ''پیرس میں خانہ جنگی'' کتاب لکھنے پر کارل مارکس راتوں رات شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے اور پیرس کمیون کی مخالفت کرنے پر جارج اودگار صفر ہو گئے اور آج ان کو کوئی یاد کرنے والا بھی نہیں۔ پیرس کمیون آپ کو اور

کیا کچھ دے جس سے آپ کی تسکین ہو سکے، جبکہ بالشویک انقلاب نے تو آپ سے بہت کچھ چھین لیا، جس میں خاص طور پر کارل مارکس کی محسن ایلزبتھ دمتریف شامل ہیں۔ پیرس کمیون نے دنیا کو کامریڈ یوجین وارلین جیسا انتہائی دلیر کارکن دیا۔ پیرس کمیون کی ناکامی کے بعد یوجین وارلین کو گرفتار کر کے پہلے ان کی دونوں آنکھیں نکال لی گئیں بعد میں اسے سر عام سنگسار کیا گیا۔ لیوس مشعل جو کہ بہت ہی زبردست انقلابی شاعرہ بھی تھیں انہوں نے اپنی ایک نظم کامریڈ یوجین وارلین کے نام کی ہے۔ ''انقلاب زندہ آباد'' کا نعرہ یوجین وارلین کا دیا ہوا ہے، جب وارلین کو آنکھیں نکال کر سنگسار کرنے کیلئے پیرس کی گلی کوچوں میں گھسیٹا جا رہا تھا تو وہ مسلسل ''انقلاب زندہ آباد'' کے نعرے لگا رہے تھے۔

پیرس کمیون نے دنیا کے محنت کشوں کو جو سب سے اہم چیز دی وہ ہے وہ حوصلہ اور اعتماد جو اس سے پہلے کمیونسٹ کارکنوں میں موجود نہ تھا۔ پہلی بار پیرس کمیون سے انہیں وہ شعور ملا کہ جو تقاضہ وہ کر رہے ہیں وہ کوئی خیالی یا ناممکن مطالبہ نہیں بلکہ پیرس کمیون نے نہ صرف یہ ممکن کر دکھایا کہ دنیا میں ''کمیونسٹ سماج'' کا قیام ممکن ہے اور اگر کسی کو کوئی شک ہے تو وہ پیرس کمیون کو دیکھ لے۔ بعد میں آنے والے انقلاب پیرس کمیون کا تسلسل ہیں، جنہیں پیرس کمیون سے مشابہت تو دی جا سکتی ہے مگر پیرس کمیون نہیں سمجھنا چاہیئے کیونکہ پیرس کمیون نے پہلی بار عوام کو ریاست کے جبر اور حکمرانی کے قہر سے آزادی دلائی۔ جو کوئی یہ سمجھتا ہے کہ انارکزم محض توڑ پھوڑ یا انتشار ہے اسے کارل مارکس کی کتاب ''فرانس میں خانہ جنگی'' پڑھنے کا کہا جائے۔ یہ ایک ایسا طمانچہ ہے جس کی آواز ان کے کانوں میں باقی زندگی گونجتی رہے گی۔ پیرس کمیون کو برپا کرنے میں سب سے زیادہ انارکسٹ سرگرم تھے اور اس انقلاب میں ایک بھی مارکسسٹ شریک نہ تھا، بلکہ کارل مارکس نے پیرس کمیون کے بارے میں جو پہلا بیان دیا وہ یہ تھا کہ ''پیرس کمیون'' انارکسٹوں کا شمشان گھاٹ ثابت ہوا ہے۔ مگر بعد میں جب اسے کامریڈ ایلزبتھ دمتریف کے خطوط ملتے گئے تو ان کی رائے بھی تبدیل ہوتی گئی اور بالآخر وہ وقت آیا جب کارل

مارکس کو یہ لکھنا پڑا کہ جدید دور میں ''پیرس کمیون'' دنیا کے محنت کشوں کا پہلا انقلاب ہے اور میں نے وہ معاشرہ دیکھ لیا جس کی تڑپ مجھے کئی دہائیوں سے تھی۔

پیرس کمیون نے برپا ہونے سے اس کے عروج و زوال کے 72 دنوں میں دنیا کو یہ بتا دیا کہ محنت کشوں کا انقلاب بھی ممکن ہے اور اگر نیت صاف ہو تو ریاست کے بغیر ''لا حکومتی معاشرے'' کا قیام بھی آسانی کے ساتھ عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ اگر آہستہ آہستہ مرحلہ وار کمیون معاشرہ لانا ہے تو یہ کام تو ارتقائی عمل کے ذریعے کچھ سرمایہ دار ریاستوں میں بھی ہو رہا ہے۔ جس میں کوسٹاریکا، آئس لینڈ، اسکینڈینیوین ممالک اور دیگر یورپی اور امریکی ممالک شامل ہیں، جہاں عوام کو بہت ساری مراعات و سہولیات حاصل ہیں اور اگر ایمانداری کے ساتھ دیکھا جائے تو سابقہ سوویت یونین سے بھی وہاں بہتر صورتحال ہے۔ تو پھر سوال یہ ہے کہ کمیون سسٹم یا آزاد اشتراکی معاشرے کے نام پر مارکسسٹوں کو ریاستی انقلاب لانے کی کیوں ضرورت پیش آتی ہے;238; ۔ جب انقلاب ناکام ہوتا ہے تو مخالفین خاص طور پر لبرل، سوشل ڈیموکریٹ، فاشسٹ اور ڈیموکریٹ حکمرانوں کو منفی پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ اس سے بڑی بات یہ ہے کہ انقلاب کے دوران لاکھوں لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں۔ انقلاب کوئی مذاق تو نہیں ہے اور اسے مذاق بنانے کی کسی کو اجازت بھی نہیں ہونی چاہیئے۔ مجھے آپ سے ایک سوال کرنے کا تو حق حاصل ہے کہ اگر ''پیرس کمیون'' میں رد انقلاب بھی نہ ہوا اور کسی بائیں بازو کے لیڈر یا کارکن کو یہ جرءت بھی نہ ہوئی کہ اس انقلاب پر یہ انگلی اٹھا سکے کہ ''پیرس کمیون'' کمیونسٹ انقلاب نہ تھا تو پھرہ میں کیا ضرورت پڑی ہے کہ ''انقلاب اور رد انقلاب'' کے چکر میں پڑ کر اپنا وقت، توانائی اور عوام کی قیمتیں جانیں ضایع کرنے کی طرفداری کریں؟ پیرس کمیون نے پہلی بار اپریل 1871 میں ہونے والے پیرس لوکل کونسل کے انتخابات میں کواتین کو ووٹ کا حق دیا، روس میں خواتین کو ووٹ کا حق الیگزینڈر کرنیسکی کی عبوری حکومت نے

جولائی 1917 میں دیا۔ جبکہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کا ترانہ بھی پیرس کمیون نے دیا جو کمیونارڈ "یوجین پوٹیئر" نے لکھا۔

پیرس کمیون وہ تاریخی انقلاب ہے جو انارکسٹوں نے اپنی جانوں کے نذرانے دیکر برپا کیا اور کارل مارکس کو بھی یہ تسلیم کرنا پڑا کہ یہ محنت کشوں کا پہلا انقلاب ہے۔ جبکہ سوویت یونین کے انقلاب کو وقوع پذیر ہوتے وقت بھی انارکسٹوں نے قبول نہ کیا اور خاتمے پر بھی انہوں نے کسی قسم کے افسوس کا اظہار نہیں کیا، کیونکہ کامریڈ میخائیل باکونن نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ مارکسسٹ دراصل پرولتاری آمریت کا نعرہ دیکر خود آمر بننا چاہتے ہیں اور بالشویک انقلاب سے یہ بات سچ ثابت ہوگئی ۔ سوویت یونین میں پرولتاری ڈکٹیٹر شپ کے بجائے خود حکمران ڈکٹیٹر بن گئے۔ تمبو میں دو لاکھ چالیس ہزار کسانوں کا قتل، کرونستاد بغاوت میں ہزاروں افراد اور انارکسٹوں کا قتل عام، جنوبی یوکرین میں کمیون معاشرے کی بربادی اور ہزاروں کمیونسٹ کارکنوں کا قتل عام اور اسپین کی کمیونسٹ پارٹی کے بانی سیکریٹری جنرل کامریڈ آندرے نن پیریز سمیت کمیونسٹ پارٹی آف اسپین کے سات ہزار کارکنوں کا بے دردی سے قتل ثابت کرتا ہے کہ سوویت یونین میں پرولتاری یعنی مزدور اور کسان کے بجائے خود لینن اور اسٹالن آمر بن گئے تھے۔ پرولتاری کا نام استعمال کرکے سوویت یونین میں شخصی آمریت مسلط کی گئی تھی جو آگے چل کر زوال پذیر ہونی تھی سو بالآخر ہو ہی گئی۔ اس میں اچھنبے کی کون سی بات ہے!! ۔ یہی حال چین اور ویتنام کا ہو چکا ہے۔ کامریڈ پیٹر کروپوٹکین نے تو 1917 میں ہی یہ کہہ دیا تھا کہ "لینن نے اقتدار عوام کے بجائے کارکنوں کے حوالے کرکے انقلاب کو ہی دفنا دیا ہے" ۔ جبکہ کامریڈ ایما گولڈ مین نے تو لینن سے ملاقات کے موقع اس کے سامنے یہ کہہ دیا تھا کہ "کامریڈ لینن! میں آپ سے ملاقات کرنے کیلئے سات جگہوں پر تلاشی دیتی اور سلامی لیتی ہوئی یہاں تک پہنچی ہوں، آپ کی یہ ریاست چلنے والی نہیں" ۔ کیا ان کی یہ تمام باتیں سچ ثابت نہیں ہوئیں!؟۔ اگر سچ ثابت ہو چکی ہیں تو پھر سوویت یونین کی ناکامی سے متعلق مارکسسٹوں نے جتنے بھی

تجزیئے لکھے ہیں کامریڈ باکونن، پیٹر کروپوٹکین اور ایما گولڈ مین کی ان باتوں کا حوالہ کیوں نہیں دیا;238; صرف اس لیئے کہ ان کی سوشل ڈیموکریسی کا پول کھل جاتا ہے!! ایما گولڈ مین کی کتاب "روس میں میری مایوسی" (My disillusion in Russia) اور " روس میں میری مزید مایوسی" (My Further disillusion in Russia) اور الیگزینڈر برک مین کی کتاب (Communist Myth) پڑھنے سے تمام صورتحال سمجھ میں آتی ہے۔ آپ اگر کامریڈ روزہ لکسمبرگ کی شہرہ آفاق کتاب "سماجی اصلاح یا انقلاب" (Social Reform or Revolution) پڑھیں گے تو تمام صورتحال سمجھ میں آجائے گی ۔ یہ روزہ لکسمبرگ ہی تھیں جس نے بالشویک انقلاب پر تنقید کرتے ہوئے لکھا کہ "بالشویک انقلاب اب آمریت کی طرف گامزن ہو چکا ہے" ۔

پیرس کمیون دنیا کے محنت کشوں کا وہ پہلا انقلاب ہے جس نے قربانیوں کی وہ مثال قائم کی جو آج تک کوئی انقلاب پیش نہ کر سکا ہے۔ پیرس کمیون کا شہید عظیم کمیونسٹ کارکن یوجین وارلین (برابری میں سب کارکن ہوتے ہیں، اگر کارکنوں کا کوئی لیڈر ہو تو سمجھ لو برابری نہیں رہتی، کیونکہ لیڈر تو حکم چلاتا ہے اور کارکنوں کو ہر صورت میں اسے ماننا پڑتا ہے۔ ایک حکم دینے والا حکمران اور دوسرا حکم پر عمل کرنے والا یعنی غلام ہوتا ہے) جو کہ پیرس کمیون کی ناکامی پر گرفتار ہوا، پہلے اس کی دونوں آنکھیں نکال لی گئیں اور اس کے بعد اسے پیرس کی گلیوں میں شدید زخمی حالت میں گھسیٹا گیا مگر اس کے باوجود وہ "انقلاب زندہ آباد اور انارکزم زندہ آباد" کے نعرے لگاتے رہے اور بعد میں اسے پتھر مار کر سنگسار کیا گیا اور دفن کیا گیا۔ لیوس مشعل جیسی عظیم کارکن جسے جب کورٹ مارشل کیا گیا تو انہوں نے اپنے بیان میں ججوں کو مخاطب کرکے کہا کہ "اگر تم بزدل نہیں تو مجھے موت کی سزا دے دو کیونکہ میں نے اپنی آنکھوں میں انقلاب کے خواب سجائے اور اس طرح میرا جرم بہت ہی بڑا ہے جس کی پاداش میں مجھے موت کی سزا دی جائے" ۔ لیوس مشعل کا یہ

کارنامہ ہے کہ انہوں نے نیو کلدونیہ جزیرے میں رہنے والے کوناک قبائل میں فرانس سے آزادی کی امنگ پیدا کی اور انہیں آمادہ کیا کہ وہ آزادی کیلئے جدوجہد کریں۔ لیوس مشعل کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ وہ جب 18 سال کی سزا کاٹنے کے بعد رہا ہو کر پیرس پہنچیں تو وہ گھر جانے کے بجائے پہلے اپنے شہید ساتھی یوجین وارلین اور دیگر شہداء کی قبروں پر گئیں اور وہاں سے سیدھی بھوک ہڑتالی کیمپ پہنچیں جہاں نیو کلدونیہ جزائر میں قید الجزائر کے مسلمان انقلابی کارکنوں کی رہائی کیلئے بھوک ہڑتال پر بیٹھیں اور اپنے ملک فرانس میں ان کی رہائی کی تحریک شروع کی، جس کی پاداش میں اسے فرانس کی غدار بھی کہا گیا۔ بعد ازاں جب ممتاز دانشور اور فلسفی ژان پال سارتر بھی ان کی حمایت میں آگئے تو یہ تحریک زور پکڑتی گئی اور فرینچ حکومت نے مجبور ہو کر ان کارکنوں کو واپس اپنے وطن الجزائر بھیجا۔ یہ سب کچھ پیرس کمیون کی دین ہے، کوئی اور انقلاب یہ جرءت دے ہی نہیں سکتا۔ پیرس کمیون نے دنیا کے محنت کشوں کو 72 دنوں میں وہ سب کچھ دے دیا جو 72 سالوں کے دوران سوویت یونین کا ''بالشویک انقلاب'' نہ دے سکا اور دے بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ سوویت یونین کمیون یا سماج نہیں بلکہ ریاست تھی اور ریاست جبر کا ادارہ ہوتی ہے، عوام کو کچلنے کا ہتھیار ہوتی ہے۔ سوویت ریاست میں گو کہ کچھ بہتری تھی مگر یہ بہتری ''آزادی'' کی قیمت پر قبول نہیں کی جاسکتی ہے۔ سوویت ریاست میں مزدوروں اور کسانوں سے حقوق مانگنے اور ہڑتال کرنے کا حق تک چھین لیا گیا تھا۔ سوویت یونین کے انقلاب کو ناکام بنانے کیلئے جب فرینچ حکومت ''زارشاہی'' کی وائیٹ آرمی کو اسلحہ بھیج رہی تھی تاکہ وہ ریڈ آرمی کو شکست دے سکیں تو پیرس میں بحری جہازوں پر جنگی سامان اور اسلحہ لادنے والے محنت کشوں نے ہڑتال کر دی اور اسلحہ لادنے سے انکار کر دیا جس کی بدولت بالشویک انقلاب بچ گیا اور فرینچ اسلحہ نہ پہنچنے کی وجہ سے زار کی حمایتی ''وائیٹ آرمی'' کو شکست فاش ہو گئی۔ بتاءو ''پیرس کمیون سے اور بھی کچھ چاہیئے'' ۔

پیرس کمیون میں نہ کوئی ''لیڈر'' تھا اور نہ ہی کوئی ''ڈکٹیٹر'' تھا۔ سب کے سب کارکن تھے۔ کیونکہ لیڈر تو مڈل کلاس، اپر مڈل کلاس یا اشرافیہ طبقے سے ہوتا ہے۔ خود لینن وکیل تھے اور وہ مڈل کلاس سے تعلق رکھتے تھے، جبکہ ماءوزے تونگ، ہوچی منہ اور فیڈل کاسترو بھی مڈل کلاس سے تعلق رکھتے تھے اور مڈل کلاس بقول کارل مارکس موقع پرست ہوتا ہے، لہٰذا انارکسٹوں نے اپر یا مڈل کلاس سمیت ہر قسم کی لیڈرشپ سے جان چھڑالی ہے۔ سب برابر ہوں تو اس میں کون سی برائی یا خرابی ہے اور یہ بات ''پیرس کمیون'' نے ثابت کر دی۔ جہاں کوئی لیڈر نہ تھا اس لیئے کسی کو اقتدار کی لالچ بھی نہ تھی اور پیرس کمیون میں برابری کے معاشرے کی بنیاد رکھ دی گئی اور کسی نے اقتدار کا تقاضہ بھی نہ کیا۔ جو ذہنی طور پر پہلے ہی برابر تھے انہوں نے انقلاب کے بعد بھی برابری ہی قائم کی۔ محنت کشوں کو یہ تمام تر نعمتیں صرف اور صرف ''پیرس کمیون'' نے عطا کیں۔

پیرس کمیون کی اپنے نام سے الگ ہی پہچان ہے جس کا مطلب ہے حکومت کے بغیر معاشرہ اور یہی وجہ ہے کہ کارل مارکس نے اگر کسی انقلاب کو محنت کشوں کا انقلاب کہا تو وہ صرف ''پیرس کمیون'' ہے، دنیا بھر کے بائیں بازو کے تمام تاریخ دان اور دانشور یہ کہتے ہیں کہ محنت کشوں کے انقلاب کی کامیابی کیلئے پیرس کمیون کا مطالعہ کرنا اور اسے سمجھنا لازمی اور ناقابل تردید حقیقت ہے اور اس کو جھٹلا کر محنت کشوں کے نام پر انقلاب لایا تو جا سکتا ہے مگر اس میں برابری کی اور اس کی بقا کی کوئی بھی ضمانت نہیں۔ پیرس کمیون کا اعلامیہ پڑھ کر ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ واقع محنت کشوں کا انقلاب ہے۔ خواتین کو مردوں کے برابر حقوق دینے اور ان کی منشاء کے مطابق پہلی بار حقوق دیئے گئے۔ ایسے حقوق دیئے گئے کہ بعد میں انہیں بالشویک انقلاب میں ''پیرس کمیون'' جیسا ایک بھی حق نہ مل سکا۔ اس لیئے میں پیرس کمیون کو ''خواتین کا انقلاب'' بھی کہتا ہوں۔ دراصل پیرس کمیون میں خواتین، بچوں اور مردوں کو جو حقوق ملے وہ آج بھی یورپ کے معاشرے میں بھی انہیں میسر نہیں اور ایسے حقوق دینا کسی اور انقلاب کے بس کی بات نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کے سات

ممالک نے مل کر پیرس کمیون پر دھاوا بولا تھا۔ انہیں خطرہ تھا کہ اگر ''پیرس کمیون'' کامیاب ہو گیا تو پھر یورپ میں ان کی حکمرانی کے دن ختم ہونے کے قریب ہیں۔ دنیا میں پہلی بار خواتین کو ووٹ کا حق بھی پیرس کمیون نے دیا۔ بڑی تعداد میں خواتین پیرس کمیون کی لوکل کونسل کی ممبر منتخب ہوئیں اور وہ ایسی ذمہ داریاں ادا کرنے لگیں جو پہلے صرف مردوں کے حوالی ہوتی تھیں۔ اس سے بھی بڑھ کر پیرس کمیون نے دنیا کے محنت کشوں کو وہ انٹرنیشنل ''ترانہ'' دیا جو آج بھی کمیونسٹ انٹرنیشنل کے اجلاسوں میں گایا جاتا ہے۔ اس بین الاقوامی ترانے کے خالق کا نام ''یوجین پوٹیئر'' ہے جو سچے انارکسٹ کارکن تھے اور انہوں نے ''پیرس کمیون'' کی لڑائی میں بھی اپنا حصہ ڈالا۔ 1871 میں جب یوجین پوٹیئر نے پہلی بار اس کمیونسٹ انٹرنیشنل ترانے کو گایا تو اجلاس میں شریک تمام کامریڈ احترام میں اٹھ کر کھڑے ہو گئے تھے، جن میں کامریڈ ایما گولڈ مین، ایریکو ملاتستا اور کارل مارکس بھی شامل تھے۔ 1888 میں پہلی بار ایک اور فرینچ انارکسٹ پائرے ڈی گیٹر نے اسے موسیقی کی دھنوں پر گا کر ایک نئی تاریخ رقم کی۔ گو کہ بعد ازاں اسٹالن کے دور میں انٹرنیشنل کے اجلاسوں میں ''اسٹالن کا نغمہ'' (Song of Stalin) مروج کرنے کی کوشش کی گئی مگر جب 1943 میں اسٹالن نے جنگ عظیم دوئم میں امریکہ اور برطانیہ کے مطالبے پر ''تھرڈ انٹرنیشنل'' کو ہی ختم کر دیا اور دنیا بھر کی کمیونسٹ پارٹیوں کا چونا پانی بند کر دیا تو ''اسٹالن کا نغمہ'' اپنی موت آپ مر گیا۔ پیرس کمیون بائیں بازو کا ایک غیر متنازعہ عظیم انقلاب تھا جس نے دنیا بھر کے انقلابیوں پر جہاں ان گنت احسانات کیئے وہاں قربانیوں کی ایک ایسی لازوال مثالیں قائم کیں کہ آنے والے انقلاب کوئی ایک بھی ایسی مثال قائم کرنے سے قاصر ہیں۔ جب ایک متفقہ اور غیر متنازعہ انقلاب موجود ہو تو پھر کسی متنازعہ انقلاب کا حوالہ دینے کی کیا ضرورت ہے؟

لونگومے (فرانس) --------- (Longo Mai)

لونگومے نیٹ ورک جو کہ زرعی کوآپریٹوز اصولوں پر مشتمل ہے دراصل سرمایہ داری مخالف نظریئے کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے اور یہ اب یورپ اور سینٹرل امریکہ تک پھیل چکا ہے۔ اس کا بنیاد 1973 میں لیمان میں رکھا گیا ہے جو کہ جنوبی فرانس میں واقع ہے۔ یہ 21 کلو میٹر پر مشتمل ہے اور اس کی آبادی 369 نفوس ہے۔ یہ کمیون مئی 1968 میں فرانس میں پیدا ہونے والی عوامی بے چینی کے نتیجے میں مظاہروں، ہڑتالوں، یونیورسٹیوں اور کارخانوں پر قبضوں کے بعد قائم کیا گیا۔ جب ایک موقع پر صدر چارلس ڈی گال جرمنی بھاگ گئے تو یہ تحریک دیگر ممالک میں بھی پھیل گئی۔ یہ تحریک طلباء نے امریکی سامراجیت اور سرمایہ دارانہ نظام اور خریداری کے خلاف تشکیل دی تھی۔ پیرس شہر میں گلیوں میں پولیس کے ساتھ جھڑپوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس کے بعد جون 1968 میں عام انتخابات ہوئے۔ مگر آسٹریا اور سوئیٹزرلینڈ کے طلباء جو انارکسٹ خیالات کے تھے انہوں نے لیمان کے قریب 270 ہیکٹرز زمین خرید کی اور لونگومے کمیون تشکیل دیا۔ جن کی تعداد دس تک پہنچ چکی ہے۔

اروندسمنٹ ڈائجن (Arrondissment Dijon) فرانس

فرانس میں یہ سب سے بڑا کمیون ہے جو کہ 2808.2 کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور اس کمیون کی آبادی 361844 نفوس ہے۔ اس کے 224 چھوٹے چھوٹے کمیونز بنائے گئے ہیں اور یہ بورجون فرینچ کومٹے ریجن میں واقع ہے۔ یہ کمیون 1800 میں تشکیل دیا گیا تھا، تاہم 2017 میں 31 کمیونز توڑ کر اردسمنٹ آف بیونے کمیون میں شامل کر لیئے گئے۔ اس میں کنٹونس ہوتے ہیں اور ان کی ایک اسمبلی بھی ہوتی ہے، سب سے

چھوٹے یونٹ کو کمیون کہتے ہیں۔ کنتون 2015 میں بنائے گئے، جس کا مقصد علاقائی سب ڈویژن قائم کرنے تھے۔ کنتون دراصل ڈپارٹمنٹل الیکشن میں اہم کردار ادا کرتا ہے جسے جنرل کونسل بھی کہتے ہیں اور یہ جمہوریہ فرانس کی اصولی انتظامی ڈویژن ہے۔ جبکہ 2019 میں فرانس میں 101 ڈپارٹمنٹس کو مزید تقسیم کرکے 332 ارونڈسٹ (اضلاع) بنائے گئے، جس میں بارہ ارونڈسٹ سمندر پار افراد کے ہیں۔ جبکہ ارونڈسٹ کو مزید تقسیم کرکے کنتونس اور کمیونز بنائے گئے ہیں۔ اس طرح نچلی سطح پر ان کمیونز کے ذریعے عوام کی حکومتی معاملات میں شرکت کو یقینی بنایا گیا ہے۔ تاہم حکومتی قوانین میں فرنچ ریجنز، ڈپارٹمنٹس اور کمیون سمیت ارونڈسٹس کو کوئی قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ جبکہ منتخب سرکاری عہدیداروں کے بجائے فرانس کے صدر کی جانب سے مقرر کیئے گئے سیاسی اہلکار ان کمیونز کو چلاتے ہیں۔ پیرس اور بلفورٹ کے ڈپارٹمنٹس میں صرف ایک ایک ارونڈسٹ ہے جبکہ پاس دے کالیس میں سات ارونڈسٹس ہیں۔ جبکہ مایوٹے میں ایک بھی ارونڈسٹ نہیں ہے۔ ارونڈسٹ کا انتظامی تصور 1775 میں پیش کیا گیا تھا تاہم انقلاب فرانس کے بعد 1800 میں ان کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پہلے ان کا کردار قانون ساز انتخابات میں شامل ہونا بھی تھا مگر آہستہ آہستہ اس میں ترمیم کی گئی۔ 1926 میں حکومت نے 106 ارونڈسٹ کو کچل دیا مگر 1942 میں انہیں دوبارہ بحال کر دیا گیا۔ مگر حکومتی کنٹرول اور کئی دیگر مشکلات کی وجہ سے انارکسٹ اسے باقاعدہ کمیون تسلیم نہیں کرتے۔

ارونڈسمنٹ آف بیونے (Arrondissment of Beaune) فرانس

فرانس کا یہ ایک اور بڑا کمیون ہے جو کہ 2359.1 کلومیٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے اور اس کمیون کی مجموعی آبادی 111,295 نفوس ہے۔ فرانس میں تقریباً 2896 کمیونز ہیں، جبکہ ان کمیونز کی آبادی میں کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے تاہم زیادہ تر ان میں آبادی میں اضافے کا رجحان ہی دیکھا گیا ہے۔ دیگر معروف کمیونز میں کاسنے لورس سر

لائرے، کوساوے، دن لیس پلیسز، جینلس کوٹے ڈی اور اور دیگر کمیونز شامل ہیں۔ ان کمیونز میں حکومتی مداخلت نہ ہونے کے برابر ہے اور جب کبھی کسی حکومت نے ان کمیونز کو توڑنے کی سازش کی اسے ہمیشہ ناکامی ہی نصیب ہوئی ہے۔ سرکاری کنٹرول میں ہونے کی وجہ سے انارکسٹ اسے کمیون نہیں مانتے۔

زیڈ اے ڈی۔ ڈے نوٹرے۔ ڈیم ڈیس۔ لینڈز (فرانس)

ZAD de Notre-Dame-des-Landes

فرانس میں یہ تحریک زون ٹو ڈفینڈ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ 1650 ایکڑ پر مشتمل نانتز (Nantes) کے قریب لوئیر اٹلانٹک ڈپارٹمنٹ میں واقع ہے۔ سال 2010 میں اس کی قومی سطح پر اس وقت مشہوری ہوئی جب فرنچ حکومت نے اسے خالی کرانے کی کوششیں کیں۔ حکومت یہاں ایک ہوائی اڈہ تعمیر کرنا چاہتی تھی۔ تاہم بے گھر ہونے کے باوجود متاثرہ لوگوں نے اسی جگہ جھگیاں بنا کر رہنا شروع کیا۔ سوشلسٹ وزیر اعظم اور سابق میئر نانتز جان مارک ایرالٹ نے اعلان کیا کہ ہوائی اڈہ اسی جگہ بنے گا۔ لوگوں نے ہاتھوں کی زنجیر بنائی اور ٹریکٹر کھڑے کر دیئے۔ لوگوں نے ایک جگہ مشترکہ کچن، بار اور کمیونیکیشن دفتر قائم کیا اور خفیہ ریڈیو بھی قائم کیا۔ عوام کی حمایت کی وجہ سے حکومت کو ناکامی نصیب ہوئی۔ 50 سالوں بعد فرنچ صدر امانول میکرون نے اعلان کیا کہ ہوائی اڈہ تعمیر کرنے کا منصوبہ ترک کیا گیا ہے۔ سال 2018 میں جگہ خالی کرانے پر پولیس سے جھڑپیں ہوئیں اور کئی مظاہرین اور پولیس اہلکار زخمی ہوگئے۔ وزیر اعظم ایڈورڈ فلپ نے آپریشن روکنے کا حکم جاری کیا۔ اس کے خلاف دنیا بھر میں مظاہرے ہوئے۔ 250 سے زیادہ فلمی شخصیات نے دستخط کرکے حکومت کے اس اقدام کی مخالفت کی۔ سال

2019 میں یہ زمین بالآخر زیڈاے ڈی والوں کو مل ہی گئی۔ حکومت کے سیٹ اپ کی وجہ سے انارکسٹ اسے کمیون نہیں مانتے۔

ڈیلماس،اوست۔۔۔ہیٹی (Delmas, Quest)

ڈیلماس کمیون براعظم امریکہ کے ملک ہیٹی کے دارالحکومت پورٹ اوپرنس کی شہری آبادی میں قائم ہے۔اس علاقے میں زیادہ تجارتی اور صنعتی ادارے قائم ہیں۔ یہ 27.74چورس کلومیٹر علاقے پر مشتمل ہے اور اس کمیون کی مجموعی آبادی 395260ہے۔اس کمیون کو مزید تقسیم کرکے لوگوں کی آسانی کیلئے مختلف نمبر دیئے گئے ہیں جیسا کہ ڈیلماس 19، ڈیلماس 30Bاور ڈیلماس 60وغیرہ۔ ہیٹی میں ڈیلماس کمیون سب سے خوشحال سمجھا جاتا ہے۔2003کی مردم شماری کے بعد اس کمیون کو مزید توڑ کر سائیٹ سولیلے اور تبارے کمیونز تشکیل دیئے گئے۔ڈیلماس میں 2010میں زلزلہ بھی آیا تھا۔ جبکہ سائیٹ سولیلے کمیون کی آبادی دو سے چار لاکھ تک ہے۔ یہ کمیون انتہائی غربت میں ہے اور یہاں بدامنی بھی ہے۔تاہم 2007میں ہیٹی کی حکومت نے اقوام متحدہ کی مدد سے اس علاقے پر دوبارہ قبضہ کیا۔اس کمیون میں دوبار آگ بھی بھڑک اٹھی اور کئی گھروں کو جلادیا۔اس کمیون میں اکثریت چینی کی صنعتوں میں کام کرنے والے محنت کشوں کی ہے۔ 2006میں اقوام متحدہ کے مشن کی مدد سے تین سالوں بعد پولیس اس علاقے میں داخل ہونے میں کامیاب ہوسکی۔ 2007میں اقوام متحدہ کے فوجی مشن کے ساتھ جھڑپیں بھی ہوئیں۔بدامنی کی وجہ سے یہ کمیون کئی مسائل کا شکار ہے۔ جبکہ تبارے کمیون کی آبادی 130283ہے اور یہاں صورتحال بہتر ہے۔اس کے علاوہ ہیٹی میں لیان کورٹ کمیون بھی ہے جو 2015میں قائم کیا گیا ہے اور اس کی آبادی 18574ہے۔ایک اور لا پونٹے کمیون کی آبادی 9930ہے۔ جبکہ پیتستے کمیون کی آبادی 2783ہے۔ مگر انارکسٹ اسے انارکسٹ کمیون نہیں سمجھتے۔

ڈراپ سٹی، کولوراڈو، امریکہ۔۔Drop City

ڈراپ سٹی، جنوبی کولوراڈو، امریکہ میں قدیم دیہی باشندوں ہپی نے 1965 میں کنساس یونیورسٹی کے طلباء کی مدد سے شمالی ترینیداد میں 7۔ایکڑ رقبے پر قائم کیا تھا۔ جس پر 1970 کی دہائی میں پابندی عائد کردی گئی تھی۔ یہ منصوبہ قدیم ڈراپ آرٹ کو فروغ دینے کیلئے شروع کیا تھا۔ یہاں ایک عرصہ تک مفرور لوگ آکر تعمیرات کے کام کرتے تھے۔یہ شہر کافی عرصہ تک میڈیا کا مرکز بھی بنا رہا۔اس کی شہرت کو1967 میں یہاں منعقد کیئے گئے "ہپی میلہ" کی وجہ سے چار چاند لگے۔ حالانکہ یہ زمین بلکل ہی آزاد تھی اور کسی کی ملکیت نہ تھی مگر اس کے باوجود اختلافات پیدا ہوئے۔تاہم یہ لوگ یہاں سے رفتہ رفتہ کولوراڈو اور بولدر شہروں کی طرف چلے گئے اور یہ شہر خالی ہوگیا۔ بعد ازاں یہاں کے مستقل مکینوں نے ڈراپ سٹی کی جگہ ایک پڑوسی کو فروخت کردی۔اس کے علاوہ نیو جرسی، امریکہ میں 1912 میں ارنیسٹ ایچ لیبل نے 263ایکڑ زمین پر فیلو فارم کوآپریٹو ایسوسی ایشن قائم کیا۔انہوں نے ہر رکن کو ایک ایکڑ قطعہ اراضی دیا۔ یہاں ایک کوآپریٹو اسٹور، فیئر کالونی اور ماڈل اسکول قائم کیا گیا تھا۔ ہوم بھی ایک طرح سے کمیونٹی سطح کا مرکز تھا جو واشنگٹن کے قریب انارکسٹ فلاسافی کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ایما گولڈ مین سمیت کئی نارکسٹ سرکردہ کارکن یہاں لیکچر دیتے تھے۔ یوٹوپیا چارلس فوریئر کی تحاریر سے متاثر ہونے والوں نے امریکہ کے شہر اوہائیو میں اوہائیو ندی کے کنارے قائم کیا تھا جو بعد ازاں سیلاب میں بہہ گیا تھا۔ جبکہ اسی طرز کا ایک خیالی معاشرہ برینتو، نیویارک میں قائم کیا گیا تھا جو ماڈرن ٹائیمز کے نام سے تھا۔ جو 1851 میں قائم کیا گیا اور 1864 میں بند ہوگیا جو "جوسیا وارین" نے بنایا تھا۔ یہ انفرادی انارکسٹ معاشرہ تھا جو نجی املاک اور مارکیٹ اکنامی کی بھی اجازت دیتا تھا۔ جبکہ امریکہ میں ٹوئین اوکس کمیونٹی اور ایسٹ ونڈ کمیونٹی بھی موجود ہیں جو کہ انارکسٹ طرز پر کام کر رہی ہیں۔

نیوآسٹریلیا(یوروگوئے) New Australia;

یہ کالونی 1892 میں یوروگوئے میں ایک انارکسٹ صحافی ولیم لین نے قائم کی، جس کا نام کالونیا نووار کھا گیا اور اس میں 228 افراد رہائش پذیر تھے۔ یہ ایک خیالی (Utopian) رہائشی جگہ تھی۔ جب آسٹریلیا میں مزدور تحریک دو ٹکڑے ہوئی تو پیراگوئے میں بھی اختلافات کا شکار ہوگئی۔ حکومت نے بعد میں تمام مکینوں میں یہ زمین بانٹ دی،اس طرح یہ معاشرہ 1905 میں اپنے انجام کو پہنچا۔

وائیٹ وے، برطانیہ۔۔۔(Whiteway)

وائیٹ وے برطانیہ میں 60 گھروں پر مشتمل ایک کالونی ہے، مگر یہاں پر اب زیادہ زمین نہیں رہی۔ یہ ٹالسٹائی سے متاثر تھے مگر بعد ازاں یہاں کے رہائشی اپنے گھر فروخت کرتے رہے اور اس طرح یہ کالونی آج نجی املاک ہے۔ اس کا بنیاد ایک صحافی سیموئیل ویل بریجر نے رکھا۔اس نے 41ایکڑ زمین خرید کی اور مکینوں کو ڈیڈ بھی بنوا کر دی ۔انارکسٹ تھامس کیل یہاں سے ایک انارکسٹ اخبار" فریڈم" نکالتے تھے۔

آٹونومس سوشل سینٹرز۔۔۔(Autonomous Social Centers)

یہ بغیر اختیارات خود انتظامی کمیونٹی سینٹرز ہیں جو کہ مختلف انارکسٹ تنظیموں نے امریکہ ،اٹلی اور برطانیہ سمیت دنیا بھر میں قائم کر رکھے ہیں۔ان مراکز میں سائیکل ورکشاپس،انفوشاپس،لائبریریز،فری شاپس،اجلاسوں اور کنسرٹ کیلئے جگہ سمیت متعدد سہولیات موجود ہیں۔ مقامی ضروریات کو مد نظر رکھ کر یہ سینٹرز قائم کیئے گئے ہیں۔ جن میں انفوشاپ ،ایک انقلابی کتاب گھر، مشاورت کیلئے سہولیات، بلا منافعہ ہیک لیب ، کیفے

،بار، مناسب گگ اسپیس ،آزاد سینیما اور کوآپریٹو گھروں جیسی سہولت بھی موجود ہے۔ اس کے علاوہ یہاں پر مکینوں کی سہولت کے مطابق اور بڑے منصوبوں کے خلاف احتجاج کرنے کیلئے جگہ بھی موجود ہے۔

اس کے علاوہ بھی یورپ اور امریکہ سمیت دنیا بھر میں درجنوں انارکسٹ معاشرے اور انارکسٹ کالونیز ہیں، جن میں گولڈن ایج آف پائریسی، جنوبی کیرولینا کمیون، امریکہ، پیپلز ری پبلک آف کوریا، سوویت ری پبلک نیساسار ،اوڈیسا سوویت ری پبلک ،بریمن سوویت ری پبلک ، باواریا سوویت ری پبلک ، لیموو چ سویت ، گانگ زوسٹی کمیون، مونسٹر بغاوت ، جرمنی ، میگونستار بغاوت ، میکسیکو ، کنتونل بغاوت ، اسپین، باجا بغاوت، میکسیکو، فریسیا، ڈچ۔ جرمن ،آئیس لینڈک کامن ویلتھ ،آئیسلینڈ، لندن میں کسانوں کی بغاوت، جرمنی میں کسانوں کی بغاوت اور دیگر تحاریک اور عوامی بغاوتیں شامل ہیں۔ جنوبی افریکہ میں سمفنی وے ، اسپین میں 15 ایم تحریک اور ترکی میں طیب ارگان کی تمام اختیارات کے حصول کے خلاف چلائی گئی گیزی پارک تحریک اہم تحاریک میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ افریقہ ،امریکہ ، آسٹریلیا اور ایشیا کے قدیم قبائل میں کمیون سسٹم آج بھی موجود ہے ۔ ان میں آسٹریلیا میں قدیم باشندے جنہیں ایب اوریجنل (Aboriginal) کہتے ہیں، وہ بھی اکٹھے کمیون سسٹم میں جڑے ہوئے ہیں، ان کی تعداد 8 لاکھ ہے۔ جبکہ مراکش ،الجیریا اور لبیا میں امازیغ (Amazigh) ، کالا پانی جزائر اور بنگلادیش میں انڈمانیز (Andmanese & Nicobar Islands) جن کا گذارہ آج بھی شکار پر ہے، نائیجیریا میں انگا (Anga People) ، گمبیا، اتھوپیا اور سوڈان میں انوءک (Anuaka) کیمرون میں باسا (Bassa People) ،نائیجیریا اور کانگو میں بیرم (Berom) ، گھانا اور برکینافاسو میں بریفور (Birifor) ، برکینافاسو، نائیجر ندی اور مالی میں بوبو (Bobo) ، جنوب۔ مشرقی ووڈلینڈ (امریکہ) میں "شیروکی" لوگ، شمالی کیرولینا (امریکہ) میں کروٹان، آئیوری کوسٹ (Ivory

(Coast) افریقہ میں ڈان، انڈونیشیا اور مغربی اور مشرقی جاوا (ملائیشیا) میں دایاک، مالی اور نائیجیریا میں دوگون، نائیجیریا اور کیمرون میں ایکوئی، لائیبیریا میں گریبو، اریزونا، امریکہ میں ہوپی، نائیجیریا میں ایبیبو اور ادوما، فلپائن میں افوگاءو، نائیجر اور گنی میں اگبو، نائیجر وادی میں اجا نگے نا، کینیڈا اور الاسکا (امریکہ) میں انیوٹ (Inuit) ، گنی ، لائیبیریا اور سیرالون میں کیسی (Kissi) ، شمالی گھانا میں کونکومبا، لائیبیریا اور سیرالون میں کرو، گھانا اور برکینا فاسو میں کساسی، کانگو اور نیل ندی کے مغربی کنارے پر آباد لگبارا، برکینا فاسو ، ٹوگو اور گھانا میں ممپروسی، لائیبیریا میں مانو، چلی اور ارجنٹینا میں میوچے، کینیا میں مارا گلی، شمالی کانگو میں موتی (Mbuti) جن کا قد چھوٹا ہے، کینیڈا میں نیٹسی ٹاپی، سوڈان اور مصر میں نوبیان، جنوبی سوڈان اور تنزانیہ میں نور (Nuer) ، امریکی ریاست کنیٹیکٹ میں پیکوٹ (Pequot) ، کولمبیا اور وینزویلا میں پیاروءا ، کیلیفورنیا میں پلی کیلا (Puliklah)، شمالی گھانا میں تالینسی، زمبیا اور زمبابوے میں پلاٹوٹونگا، امریکی ریاست کنیکٹیکٹ میں کوئنیپیا (Quinnipiac) ، روس، سویڈن، ناروے اور فن لینڈ میں سامی لوگ ، انگولا ، زمبیا اور زمبابوے میں سان لوگ، جھاڑ کھنڈ (بھارت) ، نیپال اور بھوٹان میں سنتالی، ملائیشیا، مالے میں سیمائی، فلوریڈا، امریکہ میں سیمینولز، زمبابوے ، موزمبیق اور زمبیا میں شونا، نائیجیریا اور کیمرون میں ٹیف اور نائیجر وادی (افریقہ) میں ارہوبو لوگ ہیں جن کا تمام تر انتظام بڑے بزرگ چلاتے ہیں، جن کی بڑی عمر ہوتی ہے انہیں انتظامیہ میں شامل کرتے ہیں۔ مگر سماجی تبدیلیوں، سرمایہ دارانہ جبر اور ریاستی دباءو اور تشدد کی وجہ سے کچھ علاقوں یا جگہوں پر یہ کمیون مٹ چکے ہیں تاہم اس کے باوجود اکثر جگہوں پر موجود ہیں۔

دنیا کی سب سے بڑی عوامی بغاوت۔ پیلی پگڑی تحریک (چین)
YELLOW TURBAN REBEILION

یہ دراصل کسانوں کی بغاوت تھی جو کہ چین کے مشرقی ہان بادشاہوں کے دور میں سلطان لنگ کے دنوں میں شروع ہوئی۔ ان پر یہ نام پیلی پگڑ پہننے کی وجہ سے پڑا۔ یہ تاءو ازم سے زبردست متاثر تھے۔ انارکسٹ تاریخ دان پروفیسر جارج ووڈکاک نے اپنی مشہور کتاب ”انارکزم“ میں تاءوازم کو قدیم انارکسٹ نظام قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایک ترقی پسند سوچ اور فکر کی تحریک تھی جس نے چینی بادشاہتوں کو کمزور کر دیا۔ یہ بغاوت سن 184 میں شروع ہوئی اور 205 میں 21 سال بعد اسے کچل دیا گیا مگر اس تحریک کے اثرات کبھی زائل نہیں کئے جا سکے۔ اس تحریک نے تاءوازم کی تاریخ پر گہرے اور ان مٹ نقوش چھوڑے۔ اس تحریک کے نتیجے میں ہان بادشاہت کمزور پڑ گئی اور اس کا کئی علاقوں سے اثر ورسوخ ختم ہو گیا اور ملک میں افراتفری پھیل گئی۔ جبکہ 21 سالہ جدوجہد کے دوران 50 سے 70 لاکھ لوگ لقمہ اجل بن گئے۔ اس تحریک کے ابھرنے کا اہم سبب شمالی چین میں کسانوں کی حالت زار تھی۔ یلو ریور (پیلی ندی) کے سیلابوں سے تنگ آکر کسانوں اور سیٹلر فوجیوں نے جنوبی چین کا رخ کیا جہاں جاگیردار مزدوروں کا استحصال کرتے تھے، جبکہ سلک روڈ پر حملہ آوروں سے بچنے کیلئے قلعے تعمیر ہونے لگے تو کسانوں اور زمینداروں پر ٹیکس بڑھا دیا گیا۔ جس کے خلاف کسانوں کی بغاوت نے جنم لیا۔ یہ تحریک ”ژانگ جو“ (Zhang Jue) نامی ایک حکیم نے شروع کی جو غریبوں کا مفت علاج کرتے تھے۔ تاءوازم سے متاثر ژانگ جو چاہتے تھے کہ لوگوں کو بادشاہت سے نجات ملے اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ برابری کی بنیاد پر رہنے لگیں۔ کوئی کسی کے ساتھ زیادتی نہ کرے اور معاشرے سے ہر قسم کا استحصال ختم ہو جائے۔ ژانگ جو بادشاہت کے خلاف اچانک تحریک شروع کرنے کا ارادہ رکھتے تھے اور اس مقصد کیلئے انہوں نے ایک خفیہ تاریخ بھی طئے کی ہوئی تھی۔ انہوں نے اپنے ایک دیرینہ ساتھی کو بادشاہ کی دربار میں

کام کرنے والے دو بااعتماد ساتھیوں کی طرف روانہ کیا تاکہ یہ تحریک ایک ہی دن ایک ہی وقت پر شروع ہو جائے۔ مگر ہوا یہ کہ ایک شخص نے بادشاہ کے اہم فوجی عہدیدار کے ذریعے مخبری کی اور یوں جب زانگ جو کے کئی حامی دھر لیئے گئے اور انہیں پھانسیاں دی گئیں تو یہ تحریک مقررہ وقت سے پہلے ہی چل پڑی۔ لوگوں نے سرکاری دفاتر لوٹ لیئے اور شاہی فوج اپنا دفاع کرنے تک محدود ہو گئی۔ اس کسان بغاوت کی قیادت ژانگ جو (Zhang Jue) اور ان کے دو بھائی ژانگ باءو (Zhang Bao) اور ژانگ لیانگ (Zhang Liang) کر رہے تھے جنہوں نے شن دونگ (Shandong) صوبے میں تاءوازم کا ایک گروہ تشکیل دیا۔ ژانگ جو نے کسانوں کو پیغام دیا کہ آزوری آسمان (نیلا آسمان) کب کا مر چکا، جلد پیلا آسمان ابھرے گا۔ جب نیا چینی کیلینڈر سال آئے گا، یہاں جنت کے نیچے خوشحالی ہوگی۔ یہ تین بھائی چونکہ حکیم تھے اس لیئے مریضوں کے ذریعے ان کی باتیں بہت جلد کسانوں میں پھیلتی چلی گئیں۔ انہوں نے تاءوازم کے مطابق سچ بول کر اپنے زخموں اور تکالیف کا علاج کرنے کا طریقہ اختیار کیا جو بہت کامیاب رہا۔ تاہم اس تحریک کے ایک ممبر تانگ ژو (Tang Zhou) نے بادشاہ کے وفاداروں کو اس سازش سے آگاہ کر دیا جنہوں نے لویانگ شہر میں تحریک سے وابستہ لوگوں کو پکڑ کر پھانسی دے دی۔ اس کی اطلاع ملتے ہی ژانگ جو نے نہ صرف اپنے خاص وفاداروں کو چین کے مختلف صوبوں میں تحریک شروع کرنے کیلیئے بھیجا بلکہ اپنے 3لاکھ 60ہزار ساتھیوں سمیت تحریک شروع کر دی، حالانکہ تحریک کیلیئے جو تاریخ مقرر کی گئی تھی وہ 3۔اپریل 184ء تھی۔ دس یوم کے اندر یہ بغاوت پورے چین میں پھیل گئی ،یو صوبے میں باغیوں نے صوبائی انسپیکٹر گاءو ژون اور گانگ یانگ کمانڈری ایڈمنسٹریٹر لو وی کو قتل کر دیا اور ہان بادشاہت کیلیئے خطرہ بن گئی۔ رونان کمانڈری کے ایڈمنسٹریٹر ژاءو قیان کو بھی باغیوں نے شکست دے دی۔ ژاءو قیان کے دیگر سات اہم ساتھی بھی باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ ژانگ جو خود بیمار تھے اور دوران جنگ انتقال کر گئے تاہم اس کے

دونوں بھائیوں نے آخر تک جنگ جاری رکھی۔ فوجی جنرل ہانگ سو فانگ نے ژانگ جو کی قبر کو کھدوایا اور لاش باہر نکال کر ان کا سر کاٹ کر لویانگ کے شاہی محل بھجوا دیا۔ ژانگ جو کے انتقال کے بعد شاہی فوج نے جنرل ہانگ فوسانگ کی قیادت میں ژانگ جو کے بھائی ژانگ لیانگ پر حملہ کر دیا مگر ناکام ہو گئے اور انہیں فوراً پیچھے ہٹنا پڑا۔ تاہم رات کی تاریکی میں شاہی لشکر نے اچانک حملہ کیا جس میں ژانگ لیانگ اپنے 30ہزار ساتھیوں سمیت مارے گئے۔ دیگر 50ہزار باغی ندی پار کرتے ہوئے اس میں ڈوب کر ہلاک ہوئے۔ جبکہ دوسرے بھائی ژانگ باءو کو بھی شکست ہوگئی اور وہ بھی حملے میں مارے گئے۔ اس کے ایک لاکھ پیروکاروں نے خود کو حکام کے حوالے کیا۔ جبکہ مزاحمت کرنے والے متعدد باغی رہنما اور ہزاروں حمایتی مار دیئے گئے اور بہت ساروں کو پھانسی دی گئی۔ یہ تحریک ابتدا میں بہت زیادہ ابھری تاہم سازشوں کی وجہ سے ناکام ہوتی چلی گئی۔ تینوں بھائیوں کے مارے جانے کے باوجود یہ تحریک چلتی رہی جبکہ پیلی پگڑی تحریک کے بقیہ ایک لاکھ باغیوں نے 13اپریل 188 میں زی کمانڈری پر حملہ کیا۔ جنگی کمانڈر ڈانگ ژو نے اپنے داماد کو اس بغاوت کو کچلنے کیلیئے فوج دیکر بھیجا مگر اسے ناکامی سے دوچار ہونا پڑا۔ تاہم بعد ازاں اس بغاوت کو بھی کچل دیا گیا۔ سن 189 میں ژانگ راءو نے بقیہ دو لاکھ پیلی پگڑی تحریک کے کارکنوں کو جمع کیا اور شاہی فوج کو زبردست شکست دی۔ سال 206 میں زوہی اور نیما جو کی قیادت میں جمع ہونے والے باغیوں کو بھی شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ سال 192 میں ہزاروں باغی جن کا تعلق کنگ صوبے سے تھا، ہان صوبے میں داخل ہوئے اور چانسلر ژینگ سوئی کو قتل کر دیا۔ سال 195 میں سلطان ژیان اپنے آپ کو بچانے کیلیئے چانگان کے شاہی محل سے فرار ہو گئے جہاں اسے باغی رہنما ''لی جو'' اور ''گوسی'' کے مسلح افراد نے گھیرے میں لیا ہوا تھا۔ سلطان اپنے کھنڈر میں بدلے ہوئے لویانگ محل پہنچے جہاں ایک سابق باغی یانگ فینگ نے اسے تحفظ دیا۔ سال 200 میں ژی ہی اور سیما جو نے باغیوں کو اکٹھا کیا اور جینان کمانڈری اور لی ءان کمانڈری پر حملہ کیا مگر دونوں 206 اور 209 کے مابین

مارے گئے۔ جبکہ ڈانگ پنگ کاءونٹی میں ڈانگ پنگ کاءونٹی کے انسپیکٹر لودائی باغیوں کے ساتھ جھڑپ میں مارے گئے۔اس کے بعد جنرل باءوزن کو بھیجا گیا مگر وہ بھی باغیوں کے ہاتھوں مارے گئے۔تاہم گورنر کاءوکاءو کے ہاتھوں باغیوں کو شکست ہوئی۔اس تحریک کے نتیجے میں چین کی ہان بادشاہت کا220 میں خاتمہ ہوا۔جنگجو سردار ڈونگ ژو نے اپنی بادشاہت کا اعلان کیا۔ڈونگ زو کا192 میں انتقال ہوا تو ان کی جگہ دوسرے جنگجو سردار کاءوکاءو نے لی۔بعد میں ہونے والی بغاوتوں نے پیلی پگڑی تحریک کا اثر لیا اور اسے اپنا روحانی محرک سمجھتے رہے۔

ڈائیجرز (برطانیہ) ------- Diggers

ڈائیجرز برطانیہ میں میں پروٹیسٹنٹ فرقے کا ایک ریڈیکل گروپ تھا جسے اس دور میں جدید انارکزم کا بنیاد سمجھا جاتا تھا اور زرعی سوشلزم (Agrarian Socialism) اور جارج ازم (Georgism) سے بھی منسلک کیا جاتا رہا ہے۔ 1649 میں برطانیہ میں جیرارڈ ونسٹنلی (Gerrard Winstanley) جسے سچائی پر چلنے والا مانا جاتا تھا اس کے ماننے والوں نے عام زمینوں پر فارم قائم کرنے کی کوششوں کا آغاز کیا جس کی وجہ سے انہیں ڈائیجرز کہا جانے لگا۔ان پر اصل میں یہ نام حضرت عیسیٰ کے اصحاب کے مخصوص طرز زندگی و رہائش کے مطابق معاشی برابری کے عقیدے کو اختیار کرنے کی وجہ سے پڑا۔انہوں نے سماجی ڈھانچے میں اصلاحات لانے کی کوشش کی۔ڈائیجرز نے چھوٹی زرعی برادریوں کو قائم کیا۔1649 میں جب لندن میں بہت زیادہ بے چینی تھی اور پارلیمنٹرین نے پہلی انگلش وار میں کامیابی حاصل کی مگر شکست خوردہ بادشاہ چارلس یکم سے مذاکرات کے ذریعے جب معاملات طئے کرنے میں ناکام رہے تو انہوں نے چارلس کو پھانسی دے دی۔بادشاہ کی پرائیوی کونسل کی جگہ کونسل آ

ف اسٹیٹ نے لی اور پرانے نظام کی جگہ کافی تبدیلیاں لائی گئیں۔اولیور کرام ویل (Oliver Cromwell) ملکیت کی بنیاد پر ارکان پارلیمنٹ کا انتخاب چاہتے تھے۔ جان لبورنے کی تحاریر سے متاثر احتجاجی لیولرز گھر کے سربراہ کے ووٹ کے ذریعے پارلیمنٹ کے انتخاب کے حق میں تھے۔کچھ لوگ مذہبی ریاست کا مطالبہ کر رہے تھے جبکہ جیرارڈ ونسٹنلی کی قیادت میں ڈائیجرز نے زیادہ ریڈیکل حل پیش کیا۔انہوں نے ایک پمفلیٹ شایع کر کے اپنے نظریات کی وضاحت کی۔جیرالڈ ونسٹنلی نے کہا کہ عوام کی حقیقی آزادی فلاحی پرورش اور فطرت کے تحفظ میں ہے اور یہ زمین کے استعمال سے ہی ممکن ہے ۔اس کا اظہار 1381 میں کسانوں کی بغاوت سے ہوا۔ان کا کہنا تھا کہ 1066 میں نارمن کی انگلینڈ کی فتح سے قبل یہاں سونہری دور تھا۔انگلینڈ کی فتح کے بعد لوگوں کے پیدائشی حقوق صلب کر دیئے گئے اور غیر ملکی حکمران طبقے نے ان کا استحصال کیا۔انہوں نے فرد کی ذاتی ملکیت کے برعکس پبلک ہیلتھ انشورنس کے ابتدائی طریقہ کار اور برادری کی مشترکہ املاک کا نظریہ پیش کیا۔اسی دوران کونسل آف اسٹیٹ کو ایک خط موصول ہوا کہ ''کوبھام سر'' کے قریب کچھ لوگوں نے زمین پر کاشتکاری شروع کی ہے جو مقامی آبادی کو کام کرنے کے بدلے گوشت، کپڑے اور دودھ دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ان کی تعداد دس یوم میں ہزاروں تک جا پہنچی ہے۔خطرہ ہے کہ کہیں ان کے کچھ سیاسی مقاصد نہ ہوں۔اسی ماہ ڈائیجرز نے اپنا مشہور پمفلیٹ اور منشور بھی جاری کیا۔مقامی زمین مالکان کی طرف سے شکایت ملنے پر نیو ماڈل آرمی کے سر تھامس فیئر فیکس فوج لیکر پہنچے اور ونسٹنلیز اور ڈائیجرز کے ایک اہم مخالف رکن ولیم ایوراد سے معلومات حاصل کیں تاہم انہوں نے کہا کہ ڈائیجرز کوئی سنجیدہ مسئلہ نہیں اور ان سے کسی قسم کا خطرہ بھی نہیں۔انہوں نے مقامی زمینداروں کو عدالت جانے کا مشورہ دیا۔مگر مقامی زمینداروں نے انہیں حراساں کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور ڈائیجرز کو مارا پیٹا اور ان کا ایک گھر بھی جلا دیا۔بعد ازاں عدالتی مقدمہ ہارنے کی وجہ سے ڈائیجرز کیلئے خطرہ بڑھ گیا جس کی وجہ سے وہ سرے کے قریب 11۔

ایکڑ خالی زمین پر منتقل ہوئے اور مزید پمفلیٹ شائع کرکے عوام کو بیدار کیا تو یہاں کا مقامی زمیندار جان پلاٹ ان کا دشمن بن گیا اور انہیں وہاں سے بھی بے دخل کر دیا۔ دوسری جانب ڈائیجرز میں قریبی رابطہ تھا اور 1650 میں نارتھمپٹن شائر میں ویلبورہ میں ڈائیجرز کی ایک اور کمیونٹی موجود تھی جن کو ونسٹنلی کی جانب سے سرے کے ڈائیجرز کے حوالے سے لکھا جانے والا خط پکڑا گیا۔ جس میں سرے، مڈل سیکس، ہرٹ فورڈ شائر، بیڈ فورڈ شائر اور دیگر علاقوں میں ڈائیجرز کے قیام کی ترغیب دی گئی تھی جس پر کونسل آف اسٹیٹ نے ان کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا، اس طرح 9۔ ویلبورغ ڈائیجرز کو گرفتار کیا گیا مگر کوئی ثبوت نہ ملنے پر رہا کیا گیا۔ 1649 میں اولیور کرام ویل کی فوج نے ڈائیجرز سے قربت رکھنے کی پاداش میں کیپٹن ولیم تھامپسن کو قتل کر دیا۔ 1657 میں ونسٹنلی اور اس کی اہلیہ سوسان کو اپنے سسر ولیم کنگ کی جانب سے ہام مائیز کو بھام میں تحفے میں کچھ ملکیت مل گئی تو اس کا سماجی رتبہ بڑھا۔ وہ پہلے 1659 میں وے وارڈن، 1960 میں چرچ وارڈن اور 1967 میں غریبوں کے نگہبان بنے۔ 1676 میں ایلم برج کے چیف کانسٹیبل بن گئے۔ وہ تجارت کے سلسلے میں لندن آئے اور 1676 میں 66 سال کی عمر میں انتقال کیا۔ ونسٹنلی نے ایک اور تحریک کواکرز کے روح رواں ایڈورڈ بوروغ کی سپورٹ کی جو بعد ازاں آگے چل کر ”دوستوں کا معاشرہ“ کے نام سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام محنت کشوں کی آزادی کی جدوجہد کرنے والے کے طور پر ہمیشہ رکھا گیا۔ جبکہ ان سے متاثر ہو کر سان فرانسسکو (امریکہ) میں بھی ڈائیجرز نے اپنی سرگرمیاں شروع کیں جو اس وقت برطانوی کالونی تھی۔

آزاد شہر کرسچنیا (ڈنمارک) Free Town Christiania

آزاد شہر کرچنیا موجودہ دور 1971 میں قائم کیا گیا۔ کرچنیا آزاد شہر ان چند انارکسٹ کمیونٹیز میں گردانا جاتا ہے جہاں آج بھی امداد باہمی کا معاشرہ موجود ہے۔ یہ شہر

گزشتہ 40 سالوں سے اپنی خود مختار حیثیت برقرار رکھے ہوئے ہے۔ یہ شہر ڈنمارک کے دارالحکومت کوپن ہیگن میں جھگیوں کے رہائشی خانہ بدوشوں نے قائم کیا جو کہ ممنوعہ فوجی علاقے میں بنایا گیا ہے جسے دوسری عالمی جنگ کے بعد فوج خالی کر کے چلی گئی تھی۔ انہوں نے اس علاقے پر اپنا دعویٰ کیا اور شہر آباد کر دیا اور اسے آزاد شہر (Free City) قرار دے دیا۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں پر آباد خانہ بدوش کوئی ٹیکس ادا نہیں کرتے اور کھلے عام مارجوءانا (بھنگ) فروخت کرتے ہیں۔ کرسچنیا میں ہمیشہ ایک انارکسٹ جذبہ دکھائی دیتا ہے۔ ابھی تک یہ کمیونٹی نجی املاک کی نفی کرتی آرہی ہے۔ یہاں کے مکینوں پر نجی کاریں خریدنے کی بھی پابندی ہے۔ جبکہ ان کے بنیادی اصولوں میں عدم تشدد اور جرائم سے دوری شامل ہے (بندوق اور تشدد پر مکمل پابندی ہے) ۔ 2012 میں جب ڈنمارک کی حکومت نے قبضے کی زمین یہاں کے مکینوں کو فروخت کرنے کی پیشکش کی تو انہوں نے اس سودے (Deal) کو قبول کیا۔ انہوں نے ایک فاءونڈیشن قائم کی اور اس کے تحت یہ زمین خرید کر لی جو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ زمین اب کمیونٹی کی ملکیت ہے۔

زومیا (چین، ویتنام اور افغانستان سے لیکر تبت تک کا دور دراز پہاڑی علاقہ) Zomia

ویتنام کے اونچے پہاڑی علاقوں، تبت کی ڈھلانوں سے لیکر افغانستان کے پہاڑی سلسلوں تک پھیلا ہوا زومیا ایک لحاظ سے جغرافیائی علاقہ ہے جس کی آبادی 10 کروڑ سے بھی زیادہ ہے۔ یونیورسٹی آف ایمسٹرڈم کے محقق ولیم شینل (William Schendel) نے سال 2002 میں اس کا نام اپنی کتاب میں ” زومیا“ رکھا۔ کچھ پولیٹیکل سائنسدانوں جن میں جیمز اسکاٹ بھی شامل ہیں وہ موجودہ دور میں ریاست کو رد کرنے کی وجہ سے اسے عملاً ایک نارکسٹ معاشرے کے طور پر دیکھتے ہیں۔ دنیا کے اس

علاقے میں چین اور ویتنام جیسی طاقتور ریاستوں کا بھی عمل دخل نہیں چلتا۔ جس کی وجہ سے اس علاقے کو وہاں کے مکینوں کے خود انتظام کیلئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ ان کی ثقافت غیر حکمرانی طرز کی ہے اور ان کی اقدار دولت کو محدود رکھنے تک ہے۔ اسکاٹ کا دلیل یہ ہے کہ یہ انارکسٹ معاشرہ زیادہ آزاد پسندوں نے روایتی قومی ریاستی ڈھانچے سے فرار ہو کر یہاں آباد ہونے والوں لوگوں نے قائم کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ زومیا میں کسی قسم کی تحریری زبان کی عدم موجودگی ان کی اپنی خواہش ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ اس سے بیوروکریسی جنم لے سکتی ہے۔

برتاویل ٹرائی اینگل (مصر اور سوڈان) Bir Tawil Triangle

تکنیکی طور پر یہ نہ تو کوئی حکومت اور نہ ہی کوئی معاشرہ ہے۔ دنیا کے چند علاقوں کی طرح اس علاقے پر کوئی بھی ریاست دعویدار نہیں ہے۔ لہٰذا یہ بلا حکومتی اور قانون کے بغیر ایک طرح کا معاشرہ ہے۔ جب برطانیہ نے مصر کے ساتھ سرحدی معاہدہ کیا تو اس میں یہ کہا گیا کہ برطانوی تسلط میں سوڈان کی سرحد 22ویں متوازی کے ساتھ ساتھ ہوگی۔ اسی دوران غلطی سے برطانیہ نے ایک الگ انتظامی سرحد بنالی۔ جس میں حلب کے علاقے کو (جو کہ 22ویں متوازی کے شمال میں ہے) سوڈان میں شامل رکھا۔ اس طرح برتاویل ٹرائی اینگل جو کہ 22ویں متوازی جنوب میں ہے مصر کے کنٹرول میں آگیا۔ جب 1956 میں سوڈان آزاد ہوا تو اس نے انتظامی سرحد کو ہی سرکاری سرحد قرار دیا جبکہ مصر نے 22ویں متوازی سرحد کو اپنی سرحد قرار دیا۔ اس طرح سے یہ علاقہ خالی قرار دیا گیا۔ دونوں ملکوں نے زیادہ خوشحال اور کارآمد علاقے حلب پر اپنا دعویٰ کیا۔ جبکہ برتاویل ٹرائی اینگل پر کسی ملک نے بھی دعویٰ نہیں کیا۔ اس کے بعد یہ علاقہ کسی ملک کی قانونی عملداری میں نہیں آتا اور یہ ایک ایسا علاقہ ہے جہاں کوئی حکومت دعویدار نہیں ہے۔ یہ علاقہ انارکسٹوں کیلئے بہترین جگہ ہے جہاں وہ اپنے نظریہ کو لاگو کر سکتے ہیں۔

انارکزم انفرادی آزادی، اظہار کی آزادی، انسانی حقوق، مکمل برابری اور تشدد سے پاک معاشرے کی ضمانت دیتا ہے۔ اس کے برعکس مارکسزم میں انفرادی آزادی اور اظہار کی آزادی کی نفی موجود ہے۔ برابری کیلئے کوئی وقت متعین نہیں جبکہ انسانی حقوق کے حوالے سے مارکسسٹ ریاست کا ماضی کا ریکارڈ انتہائی خراب ہے۔ جبکہ انسانوں پر تشدد کا یہ عالم ہے کہ بالشویک انقلاب کے بعد خاص طور پر اسٹالن کے دور میں لاکھوں، کروڑوں افراد کو قتل کیا گیا اور اس میں جس کسی نے اسٹالن کی مخالفت کی اسے رگڑا لگایا گیا اور اپنے اور پرائے، پارٹی کارکن اور پرولتاری سمیت کسی نہ بخشا گیا۔ کمیونسٹ پارٹی کی بات کی جائے تو لینن کے دور میں کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ارکان کامریڈ نکولائی بخارین، کامریڈ لیو کامنیف، کامریڈ گریگوری زینوویف اور کامریڈ ماریہ سپریدونووا سمیت ایسے اہم لوگوں کو بھی پھانسی دی گئی جن کا اکتوبر انقلاب میں بہت ہی نمایاں کردار تھا۔ بخارین کمیونسٹ پارٹی کے اخبار "پراودا" کے ایڈیٹر بھی تھے اور پولٹ بیورو کے رکن بھی تھے۔ بخارین کو 1937 میں گرفتار کیا گیا اور مارچ 1938 کو کمونارکس شوٹنگ گراؤنڈ میں گولی مار کر پھانسی دی گئی۔ جبکہ گریگوری زینوویف جو کہ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے چیئرمین بھی رہے انہیں بھی 1936 میں پھانسی دی گئی۔ ان پر سوویت یونین میں دوبارہ سرمایہ داری نظام لانے کی سازش کرنے کا بھونڈا الزام عائد کیا گیا۔ ان پر سرگئی کیروف کے قتل میں ملوث ہونے کا بھی الزام عائد کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ سرگئی کیروف کو اسٹالن نے این کے وی ڈی سے مل کر قتل کرایا تا کہ اپنے تمام بڑے حریفوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ لیو کامنیف جو کہ پولٹ بیورو کے رکن تھے اسے بھی 25 اگست 1936 کو گولی مار کر پھانسی دے دی گئی۔ نہ صرف اتنا بلکہ کامنیف کے 17 سالہ معصوم بیٹے یو ایل کامنیف کو 30 جنوری 1938 کو، بڑے بیٹے 33 سالہ اے ایل کامنیف کو 15 جولائی 1939 کو اور پہلی اہلیہ اولگا کامنیوا کو 160 دیگر سینیئر کامریڈوں کے ساتھ میدویدیف کے جنگل میں پھانسی دی گئی، صرف ان کے کم عمر چھوٹے صاحبزادے ولادیمیر گلیبوف اسٹالن کے مظالم برداشت

کر کے اور جیلوں اور جبری مشقت کی کیمپوں کے مصائب برداشت کرنے کے بعد زندہ بچ گئے جو 1994 میں فطری موت ہلاک ہوئے۔انارکسٹ کامریڈ میخائیل باکونن نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ ''اگر انقلابیوں نے مارکس کی شرائط پر اقتدار حاصل کیا تو ان کا حشر سرمایہ دار ریاست سے بہت بھیانک ہوگا۔ نہ صرف یہ بلکہ انتہائی قابل احترام کامریڈ ماریہ اسپری دونووا جنہوں نے 11 سال تک سائیبیریا میں جیل کاٹی اور زار روس کے دور میں سخت اذیتیں برداشت کیں اسے بھی 11 ستمبر 1941 کو پھانسی دی گئی، کامریڈ ماریہ اسپری دونووا سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی کی خواتین ونگ کی چیئرپرسن تھیں اور بالشویک انقلاب کے بعد اسے درجنوں بار گرفتار کیا گیا اور اسے ایک بار تو پاگل خانے بھیج دیا گیا۔ اکتوبر انقلاب کے اسے سب سے پہلے ظلم کا نشانہ بنایا گیا۔کامریڈ ماریہ اسپری دونووا جسے زار کے دور میں جنسی وحشت کا بھی نشانہ بنایا گیا تھا اس کی شخصیت کو بدنام کرنے کیلئے من گھڑت کہانیاں گھڑ لی گئی اور اسے ہر طرح سے رسوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ ہے مارکسسٹوں کی کامریڈشپ اور یہ ہے انقلابی ساتھیوں کے ساتھ ذلت آمیز سلوک۔ نہ صرف زار کے دور میں سختیاں برداشت کیں بلکہ جب انقلاب کامیابی سے ہمکنار ہوا تو انہیں ان کے اہل خانہ سمیت زندہ درگور کیا گیا۔

وادی سندھ میں انارکزم:۔ دنیا کا سب سے پہلا زرعی انقلاب 10 ہزار سال قبل وادی سندھ میں آیا۔ جبکہ پہلا صنعتی انقلاب بھی سندھ میں آیا، جب موہن جو دڑو میں سوتی کپڑا بنانے کے کارخانے جنہیں '' ایٹ '' یا ''آڈانو'' کہتے تھے قائم کیئے گئے۔ موہن جو دڑو میں آج بھی ان کارخانوں کی صنعتوں کے نشانات موجود ہیں۔ موہن جو دڑو میں تیار ہونے والا کپڑا میسوپوٹمیا اور مصر تک جاتا تھا۔یہی وجہ ہے کہ سندھ کو انڈس بھی کہتے ہیں جس سے لفظ ''انڈسٹری'' اخذ کیا گیا ہے۔ جبکہ '' انڈیا'' بھی انڈس سے ہی نکلا ہے۔جب 1922 میں آرکیالوجی سروے آف انڈیا کے ایک افسر آر ڈی بینرجی

نے موہن جو دڑو دریافت کیا تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہاں ایک ایسے پختہ اینٹوں کے جدید ترین شہر کے آثار موجود ہیں جو منصوبہ بندی کے تحت قائم کیا گیا ہے اور اس کی گلیاں، رہائشی مکانات، پینے کے صاف پانی کی فراہمی اور نکاسی آب کا نظام (سیوریج) آج کے دور میں کسی بھی جدید ترین شہر کے مقابلے میں کسی طرح کم نہیں۔ مگر سب سے اہم بات جو سامنے آئی اور جس نے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا جو سر جان مارشل نے دریافت کی وہ موہن جو دڑو میں قائم '' امداد باہمی کا نظام'' ہے۔ جس کا اظہار انہوں نے اپنی کتاب ''انڈس سولائیزیشن'' نامی کتاب کے جلد اول میں کیا ہے۔اس طرح دور قبل مسیح میں دنیا کے اس جدید شہر میں قدیم انارکسٹ یا امداد باہمی کے معاشرے کی موجودگی کا سہرا بھی وادی سندھ کے سر ہے۔

ہوا یہ کہ موہن جو دڑو کی کھدائی سے وہاں کی معاشی اور معاشرتی زندگی کے بارے میں ماہرین نے جو نتائج اخذ کیئے اس سے واضع ہوگیا کہ موہن جو دڑو سے نہ تو کسی حکمران کے محلات ملے، نہ ہی حکومت کے آثار موجود ہیں، نہ ہی کوئی مذہبی عبادتگاہ ملی اور نہ ہی اسلحہ ملا۔ موہن جو دڑو کے مکین ایک خدا ''ورونا'' کو ضرور مانتے تھے مگر ان کے خیال میں ''ورونا'' اتنا بے نیاز تھا کہ وہ عبادت کا تقاضہ نہیں کرتا تھا۔ اسے صرف تجارتی معاہدوں کے مواقع پر ضامن کے طور پر درمیان میں لایا جاتا تھا۔ موہن جو دڑو جو کہ آج کے دور میں کسی بھی جدید شہر کا مقابلہ کر سکتا ہے وہاں نہ تو ریاست تھی، نہ ہی حکومت اور نہ فوج تھی۔یہی وجہ ہے کہ اس شاندار تہذیب کو دنیا کی عظیم ترین تہذیبوں میں شمار کیا جاتا ہے۔یہ ایک طرح کا انارکسٹ معاشرہ تھا جو کہ 1700 سال یا 2000 سال تک قائم رہا۔ یہ معاشرہ کس طرح زوال پذیر ہوا، اس کے بارے میں ابھی تحقیق ہونا باقی ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب دنیا موہن جو دڑو کے انارکسٹ معاشرے کے ماڈل کو سامنے رکھ کر برابری پر مشتمل جدید انارکسٹ نظام قائم کرے گی۔ موہن جو دڑو کی ہمعصر تہذیبوں میں میسوپوٹمیا (عراق) ، مصر اور چین کی ییلو ریور تہذیبیں شامل ہیں۔ان میں اور موہن جو

ڈرو کی تہذیبوں میں یہ فرق ہے کہ موہن جو ڈرو کے لوگ اپنے وسائل جنگ وجدل اور بادشاہوں اور امراء کے محلات اور بڑے بڑے مزارات بنانے اور ان کی لاشوں کی تدفین کرتے وقت ان کے ساتھ سونا، چاندی اور دیگر قیمتی اشیاء رکھنے اور مذہبی عبادتگاہوں میں قربانیاں دینے کے بجائے یہ وسائل عام لوگوں کی ترقی وخوشحالی پر خرچ کرتے تھے۔اس انارکسٹ معاشرے کی ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اسے کوئی حکمران یا مذہبی پیشوا نہیں بلکہ عوام مل کر خود چلاتے تھے۔ جبکہ مصر، میسوپوٹمیا اور چین میں فرعونوں اور بادشاہوں کے بڑے بڑے محلات اور شاندار مقبرے اور احرام تعمیر کرنے اور ان میں ہر قسم کی پرآسائش اشیاء کھنے کا رواج تھا۔ مرے ہوئے بادشاہوں کی قبروں میں سونا، چاندی اور دیگر قیمتی اشیاء اس لیئے رکھی جاتی تھیں تاکہ وہ جب دوبارہ زندہ ہوں تو انہیں کسی قسم کے معاشی مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے اور اپنی نئی زندگی عیش و عشرت کے ساتھ بسر کریں۔ جبکہ مصر میں فرعونوں کے مرنے پر ان کے محل کے ذاتی ملازمین اور حفاظت پر مامور فوجی دستوں کو قتل کرکے ان کے ساتھ دفن کیا جاتا تھا تاکہ دوبارہ زندگی ملنے پر وہ ان کا کام کاج اور حفاظت کریں۔ یہ لوگ بڑی بڑی مذہبی عبادت گاہیں بھی تعمیر کرتے تھے جہاں لوگ اپنی قیمتی اشیاء ان خداؤں کو راضی کرنے کیلئے ان کے حضور نذرانہ کے طور پر پیش کرتے تھے۔(حوالہ: ۔یوسف شاہین کی کتاب وادی سندھ کے قدیم لوگوں کی کہانی۔ (Story of the Ancient Indus People)۔ مگر سر جان مارشل کی تحقیق کے مطابق موہن جو ڈرو کے شہر کے موجودہ کھنڈرات کے نیچے ایسے چھ اور شہر دفن ہیں۔ جس کی کھدائی کے بعد دنیا پر نئے راز افشاء ہونے کی توقع ہے، فی الحال اس شاندار تہذیب کی حفاظت کرنے اور اسے سیم وتھور سے بچانے کا مسئلہ درپیش ہے۔

انسان جس معاشرے میں رہتا ہے اس کا اثر ضرور لیتا ہے اور یہ بات قیاس کرلیتا ہے کہ وہ جو دیکھ رہا ہے وہی ابد سے لیکر آج تک حقیقت ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ معاشرہ تبدیل ہوتا رہتا ہے۔ زبان، ثقافت، رہن سہن، رویوں، رشتوں اور تو اور وطن بھی تبدیل

ہوتے رہے ہیں۔اسی طرح نظریہ اور نظام بھی لازمی طور پر بدلتا رہتا ہے۔ کوئی چیز ساکت اور جامد نہیں، یہی سائنس ہے۔ سمندر اور دھرتی بھی انسانوں اور جانوروں، چرند وپرندوں ، کیڑوں مکوڑوں اور نباتات کی مشترکہ ملکیت ہے۔ کیونکہ انسان بہتری کی تلاش میں رہتا ہے اس لیئے جہد مسلسل کے نتیجے میں کئی نئی ایجادات اور نئے راز معلوم ہوتے رہتے ہیں اور یہ سلسلہ نہ رکنے اور تھمنے والا ہے۔ جب تک اجارہ داریاں ختم کرکے ہر نئی ایجاد اور زمین سمیت کارخانوں اور فضاؤں سے حاصل ہونے والی معلومات پر تمام انسانوں کا مشترکہ حق تسلیم نہیں کیا جاتا تب تک حقوق کی لڑائی اور جدوجہد ختم نہیں ہوگی اور اب تو وہ وقت آن پہنچا ہے کہ یہ جدوجہد اور لڑائی بھی مشترکہ طور پر لڑی جائے۔ یہی تمام باتیں اور چیزیں موہن جو ڈرو کے امداد باہمی کے انارکسٹ معاشرے سے سیکھنے کو ملتی ہیں۔ جہاں کے لوگوں نے میسوپوٹمیا کی تہذیب کو بنانے اور سنوارنے میں بھی اہم کردار ادا کیا تھا۔ انہوں نے تمام کرہ ارض کے انسانوں کو فائدہ پہنچایا۔ اس کے علاوہ سندھ میں مذہبی حوالے سے بھی انارکسٹ تحریک کے نشان ملتے ہیں۔ ٹھٹھہ میں صوفی شاہ عنایت شہید کی ” جو بوئے سو کھائے “ تحریک کو بھی ایک حد تک انارکسٹ تحریک کہا جاسکتا ہے۔ مگر وہ پیرس کمیون کی طرح زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ اس تحریک کو سندھ کے مقامی حکمرانوں نے مغل بادشاہ کی آشیرواد سے کچل دیا مگر اس کا اثر آج بھی سندھ سمیت پورے برصغیر میں محسوس کیا جاتا ہے۔ صوفی شاہ عنایت شہید گوکہ مذہبی انارکسٹ تھے مگر سندھ کی شاعری اور ثقافت پر ان کی تحریک نے ان مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ سندھ کے قومی شاعر شاہ عبدالطیف بھٹائی نے صوفی عنایت شہید پر شاعری کی ہے، جبکہ ان پر درجنوں کتب تحریر کی جاچکی ہیں۔ انارکسٹ موہن جو ڈرو کے لوگوں کی طرح امداد باہمی اور انسانی برابری پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ اپنی تحریک کو کسی شخصیت کے سحر میں یرغمال ہونے نہیں دیتے۔ وہ ہر قسم کی مثبت تبدیلیوں کو اپناتے اور ناکارہ اور بعد از میعاد چیزوں کی نفی کرتے ہیں۔ کیونکہ شخصیت پرستی کے سحر میں گم ہوجانے والے آگے چل کر اسی ہستی کو مذہب پرستوں کی

طرح دیوتا کی مانند ماننا شروع کرتے ہیں۔اس طرح نظریہ پر شخصیت کی چھاپ لگ جاتی ہے اور بعد میں رونما ہونے والی مثبت تبدیلیاں بھی اسی شخصیت کی مرہون منت محسوس ہوتی ہیں،یوں ایک نظریئے کو ماننے والے افراد میں بھی ٹکراءو کی کیفیت جنم لیتی ہے۔ بعض اوقات یہ مخالفت برائے مخالفت اور دشمنی کی حد تک چلی جاتی ہے۔ جس کی ایک مثال سوویت یونین میں مارکسسٹوں اور لیننسٹوں کا اسٹالن کے دور میں ٹراٹسکائیوں پر کیا جانے والا ظالمانہ حملہ ہے، جس میں سینکڑوں نظریاتی کمیونسٹ کارکن جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

پاکستان میں سابق فوجی آمر جنرل ضیاءالحق کے دور میں 1980 میں کراچی اور لاہور سے پہلی بار Arousal کے نام سے ایک انارکسٹ جریدہ شایع ہوا۔ اس جریدے میں فوجی آمروں اور سول اور ملٹری بیوروکریسی کے خلاف لکھا جاتا رہا۔ جس کی وجہ سے اس جریدے کو ریاستی کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ متعدد بار Arousal کے دفتر پر پولیس اور سرکاری اہلکاروں نے چڑھائی کی اور جریدے کی کاپیاں ضبط کر کے کارکنان اور مالکان کے خلاف مقدمات قائم کیئے گئے۔ بار بار پولیس کارروائیوں سے تنگ آکر بالآخر Arousal کو 1991 میں بند کر دیا گیا۔ پاکستان میں یہ انارکسٹوں کا پہلا جریدہ تھا جو 12 سال تک مسلسل شایع ہوتا رہا۔ اس کے بعد اور اس سے پہلے انارکسٹوں کی جانب سے کوئی جریدہ نہیں نکالا گیا۔ سندھ میں انارکزم کی جڑیں تاریخی طور پر مابعد تاریخ میں ملتی ہیں تاہم مسلسل حملوں اور لوٹ مار کی وجہ سے سندھ میں کوئی ایسی بڑی تحریک جنم نہ لے سکی۔ برطانوی دور میں نوجوانوں کے ایک گروپ نے ہیموں کالانی کی زیر سرپرستی سکھر میں آزادی کی تحریک کو ابھارنے کی کوشش کی مگر یہ تحریک بھی ہیموں کالانی کی پھانسی کے بعد دم توڑ گئی۔ ہیموں کالانی آج بھی نوجوانوں میں جدوجہد کی علامت کے طور پر یاد کیئے جاتے ہیں۔ وادی سندھ میں انارکزم کے حوالے سے کچھ ادیبوں اور دانشوروں کا کام بھی سامنے آتا ہے۔ سندھ میں انارکزم کے حوالے سے جہاں محمد مظاہر کا نام سامنے آتا ہے

جس نے کامریڈ ایما گولڈمین کی کتاب (Living My Life) کا اردو میں "سرخرو" کے نام سے اور "سیاست اور ریاست" کا ترجمہ کیا ہے اور اس کے علاوہ "برصغیر میں غلامی" اور کچھ اور کتب کا بھی ترجمہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ جو اہم نام سامنے آتے ہیں ان میں کامریڈ برکت آزاد کا نام بھی شامل ہے جس نے کامریڈ میخائیل باکونن کے نوجوانوں کے نام خط کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا۔

محمد بوٹا سرور نے دنیا کے پہلے مزدوروں کے انقلاب "پیرس کمیون" کا ترجمہ کیا ہے جو ان کی ویب سائیٹ پر موجود ہے۔ اس کام کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ مگر ان سب میں ایک بہت بڑا نام کامریڈ زبیر رحمٰن کا ہے جس نے متعدد کتب لکھنے کے ساتھ عملی جدوجہد میں بھی حصہ لیا۔ انہوں نے بنگلہ دیش کی آزادی کی تحریک میں بھی حصہ لیا جبکہ پاکستان آنے کے بعد زبیر رحمٰن عرصہ دراز تک کمیونسٹ پارٹی سے وابستہ رہے۔ وہ بنگلہ دیش میں بھی کمیونسٹ پارٹی کے رکن تھے۔ درجنوں بار جیل کاٹی اور اب بھی 72 سال کی عمر میں ہر اس جدوجہد میں شامل ہوتے ہیں جو محنت کشوں اور پسے ہوئے طبقات کے حقوق کیلیئے کی جاتی ہے۔ جبکہ معروف شاعر جون ایلیا بھی انارکسٹ تھے۔

مائی بختاور شہید: ۔ سندھ میں انارکسٹ تحریک کسی نہ کسی شکل میں سرگرم رہی ہے۔ اس جدوجہد میں سب سے اہم اور پسے ہوئے طبقات کو جدوجہد پر اکسانے والا نام مائی بختاور شہید کا ہے۔ وہ ایک گھریلو خاتون تھیں اور انہوں نے خود کو کبھی انارکسٹ تو نہیں کہلایا تاہم وہ کسی پارٹی یا تنظیم کی رکن نہ تھیں اس لیئے اسے انارکسٹ سمجھا جاتا ہے۔ مائی بختاور ایک خاتون کسان تھیں جو ایک زمیندار کے ہاتھوں شہید ہو گئیں۔ ان کا خون ایسا رنگ لایا کہ ان کی شہادت کی وجہ سے آج سندھ کے کسانوں کو "آدھی بٹئی" (زمین سے اگائے جانے والے اناج کا آدھا حصہ) ملتا ہے ورنہ انہیں بہت کم حصہ ملتا تھا اور عمر بھر زمیندار کے مقروض رہتے تھے۔ مائی بختاور لاشاری 1880 میں ٹنڈو باگو، ضلع بدین کے

گوٹھ دودو خان سرگانی میں پیدا ہوئیں اور اپنے والد مراد خان لاشاری کی اکلوتی اولاد تھیں۔ 1898 میں ان کی شادی ولی محمد لاشاری کے ساتھ ہوئی جو کہ احمدی اسٹیٹ پر کسان تھے۔ برطانوی دور میں سندھ میں صرف دو طبقات ہوتے تھے ایک وہ جو ھندو راج کے ایجنٹ اور زمیندار تھے اور دوسرے وہ جو کسان تھے اور ان زمینداروں کی کھیتی باڑی کرتے تھے، جن کی مالی حالت انتہائی خراب تھی۔ کیونکہ زمین سے حاصل ہونے والا زیادہ تر اناج زمیندار لے جاتے تھے اور اپنی مرضی سے تھوڑا بہت غریب مزارعوں کو دیتے تھے۔مائی بختاور کا گوٹھ احمدی زمیندار کا گوٹھ تھا جسے احمدی اسٹیٹ بھی کہا جاتا تھا۔ جس کا مالک چودھری سعید اللہ تھا جو کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان کے بھانجے تھے۔ انہوں نے اور ان کے منیجر چودھری خالد نے مزارعوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے تھے اور کسان ان کی دہشت سے خوفزدہ رہتے تھے۔22۔ جون 1947 کو سندھ ہاری کمیٹی نے جھڈو شہر میں ایک ہاری کانفرنس منعقد کی جس میں بابائے سندھ کامریڈ حیدر بخش جتوئی بھی شریک تھے۔ گوٹھ دودو خان سرگارنی کے تمام مرد اس ہاری کانفرنس میں شرکت کیلئے گئے ہوئے تھے۔اسی درمیان چودھری سعید اللہ اور چودھری خالد وہاں پہنچے اور تقاضا کیا کہ انہیں ایک لاکھ 20 ہزار کلو گرام گندم چاہیئے۔ پورے گوٹھ میں صرف خواتین اور ایک معذور مرد موجود تھے کیونکہ باقی مرد کامریڈ حیدر بخش جتوئی کی ہاری کانفرنس میں شرکت کرنے گئے تھے۔ اس موقع پر مائی بختاور نے انہیں للکارا اور کہا کہ جب تک مرد واپس نہیں آتے وہ انہیں ایک کلو گرام اناج اٹھانے نہیں دیں گی۔ مائی بختاور کی مزاحمت کو دیکھتے ہوئے زمیندار سعید اللہ چودھری کے حکم پر ان کے لوگوں نے گولیاں مار کر مائی بختاور کو شہید کر دیا۔ مائی بختاور کی میت کو سامارو لایا گیا جہاں ان کا پوسٹ مارٹم کرنے کے بعد اسے وہیں دفن کر دیا گیا۔ ان کی تدفین میں کامریڈ حیدر بخش جتوئی سمیت ہزاروں کی تعداد میں کسانوں اور مزدوروں نے شرکت کی۔ مائی بختاور کی شہادت نے سندھ بھر کے کسانوں کو متحرک کر دیا اور پورے صوبے میں کسانوں کی ختم نہ ہونے والی تحریک شروع

ہوئی اور حکومت کو مجبوراً "آدھی بٹئی" کا قانون منظور کرنا پڑا جسے "ٹیننسی ایکٹ" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ چودھری سعید اللہ اور چودھری خالد کو مائی بختاور کے قتل کے جرم میں عدالت سے 20 سال کی سزا ہوئی۔ سامارو کے ایک سپوت اور سندھ ہاری کمیٹی کے رہنما کامریڈ ڈامرو مل مینگھواڑ آج بھی ہر سال سامارو میں "مائی بختاور ہاری کانفرنس" کا انعقاد کرتے ہیں جس میں سندھ بھر سے ہاری کارکن، مزدور، محنت کش اور سیاسی کارکن بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں۔ آج مائی بختاور شہید پسے ہوئے کسانوں کی دلوں میں زندہ ہیں مگر "احمدی اسٹیٹ" کہاں گئی کوئی نہیں جانتا۔ حکومت نے اسلام کوٹ انٹرنیشنل ایئرپورٹ کا نام "مائی بختاور ایئرپورٹ" رکھا ہے، جبکہ علاقے میں دو اسکولوں اور کنری میں ایک یونین کونسل کا نام بھی مائی بختاور شہید سے منسوب ہے۔ مائی بختاور کا تعلق کیونکہ کسی سیاسی جماعت سے نہ تھا لہٰذا اسے بھی انارکسٹ ہی سمجھا جاتا ہے۔

جبکہ سندھ میں انارکسٹ تحریک کے حوالے سے ایک بہت بڑا نام ہیمو کالانی کا ہے، جسے برطانوی دور میں صرف 19 سال کی عمر میں پھانسی دے دی گئی۔ ہیموں کالانی 23 مارچ 1923 کو سکھر (سندھ) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام پیسومل کالانی اور والدہ کا نام جیٹھی بائی تھا۔ انہوں نے غیر ملکی اشیاء کے بائیکاٹ کی تحریک میں حصہ لیا اور لوگوں کو دیسی اشیاء کے استعمال پر راغب کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے برطانوی راج کے خلاف ہونے والے مظاہروں میں حصہ لینا شروع کیا اور برطانوی حکمرانوں کی گاڑیوں کو جلانے میں پیش پیش رہے۔ ہیموں کالانی نے 1942 میں گاندھی جی کی ھندستان خالی کرو تحریک میں حصہ لیا۔ سندھ میں اس تحریک نے ایسا زور پکڑا کہ برطانوی حکمرانوں کو انگریز فوج کو اتارنا پڑا۔ جب ہیموں کالانی کو معلوم ہوا کہ انگریزوں کی فوج اور اسلحہ کی بھری ایک ٹرین سکھر سے گذرنے والی ہے تو انہوں نے ٹرین کی پٹڑی کو اکھاڑنے اور ریلوے ٹرین کو گرانے کیلئے اس کی فش پلیٹیں اکھاڑنے کا فیصلہ کیا۔ ان کو یہ کام کرتے ہوئے برطانوی فوجیوں نے دیکھ لیا۔ ہیموں کالانی موقع پر پکڑے گئے، اسے جیل میں ڈالا

گیااور مفرور ساتھیوں کے نام بتانے کیلئے بد ترین تشدد کا نشانہ بنایا گیا مگر انہوں نے اپنے کسی ایک ساتھی کا بھی نام نہ بتایا۔ سندھ کے لوگوں نے وائسرائے ہند کو رحم کی اپیل کی مگر اس کیلئے یہ شرط رکھی گئی کہ ہیموں کالانی اپنے تمام ساتھیوں کے نام بتائے، جس سے انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ ہیموں کالانی کو 21 جنوری 1943 کو سکھر جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ ہیموں کالانی اپنی پھانسی کی سزا سنانے سے لیکر تختہ دار تک جانے تک بہت ہی خوش تھے۔ کچ، گجرات میں ادھیپور میں ہیموں کالانی کا مجسمہ نصب کیا گیا ہے۔ ان کی والدہ جیٹھی بائی اور والد پیسومل تقسیم کے بعد ہجرت کر کے بھارت چلے گئے تھے۔ سندھو نگر کالونی ممبئی میں ایک چوک کا نام ہیموں کالانی چوک رکھا گیا ہے۔ راجستھان کے ٹونک شہر میں سوائی مدھوپور چوک پر ان کا مجسمہ نصب ہے۔ احمد آباد شہر میں بھی ان کا ایک مجسمہ نصب کیا گیا ہے۔ اندور میں ایک روڈ اور مجسمہ، جودھپور، فیض آباد اور ایودھیا میں پارک اور لائبریریاں، بھارتی پارلیمینٹ میں ایک مجسمہ نصب ہیں۔ الہاس نگر، کانپور اور چھمبور کی سندھی آبادیوں میں ان کے مجسمے، پارک اور یادگار بنائے گئے ہیں۔ دہلی کے ایک اسکول اور اجمیر شریف کے ایک محلے کا نام ہیموں کالانی ہے۔ جبکہ بھارت کے کئی دیگر شہروں میں ان کے مجسمے، روڈ اور پارک ان کے نام سے منسوب ہیں۔ جبکہ ان کے آبائی شہر سکھر میں ہیموں کالانی پارک کا نام تبدیل کر کے جنرل ضیاء کے دور میں قاسم پارک رکھا گیا ہے۔

اس کے علاوہ برطانوی راج کے دوران سندھ کے ایک سپوت قادو مکرانی (قادر بخش رند) کا نام بھی سرفروشوں کی فہرست میں شامل ہے، جسے 1887 میں سینٹرل جیل کراچی میں پھانسی دی گئی۔ قادو مکرانی کو میوہ شاہ قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ قادو مکرانی کا تعلق کاٹھیاواڑ، گجرات (موجودہ بھارت) سے تھا تاہم وہ اکتوبر 1887 کو احمد آباد سے کراچی منتقل ہوئے اور لیاری میں آباد ہوگئے۔ قادو مکرانی کچھ عرصہ مکران، بلوچستان میں بھی رہے۔ لیاری میں جب برطانوی فوج قادو مکرانی سے لڑائی میں ناکام ہوئی تو ان کے سر کی قیمت ایک ہزار روپیہ نقد اور 20 ایکڑ زمین مقرر کی۔ وہ اونٹ پر سوار ہو کر مکران جارہے

تھے تو انعام کی لالچ میں اونٹ کے مالک نے اسے گرفتار کرانے کی سازش کی تو قادو مکرانی نے اسے بھی قتل کر دیا تاہم بعد ازاں بھوک اور پیاس میں بے حال قادو مکرانی کو نیم بے ہوشی کی حالت میں گرفتار کر لیا گیا اور مقدمہ قائم کر کے پھانسی دے دی گئی۔

برصغیر میں انارکزم-----Anarchim in Sub-Continent

برصغیر پاک وہند میں برہمنوں کی جانب سے بدبودار طبقاتی سماج کی بنیاد رکھنے کے بعد انارکزم کا اتنا گہرا اثر کبھی نہیں رہا اور نہ ہی اسے باقاعدہ انارکزم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ قدیم ہندومت میں غیر ریاستی معاشرہ موجود تھا۔ مثال کے طور پر ستیا یوگا کو ممکنہ انارکسٹ معاشرہ سمجھا جاتا ہے اور لوگ دھرما کے آفاقی قانون کے مطابق خود حکمرانی کرتے تھے۔ قدیم دور میں ویدک انارکزم کامیاب انارکسٹ ماڈل تھا۔ مہاتما گاندھی جو کہ لیو ٹالسٹائی کی کتاب " خدا کی بادشاہت آپ کے درمیان " ہے سے بہت متاثر تھے، اسے بھی انارکسٹ ہی گردانا جاتا ہے۔ جبکہ معروف انارکسٹ بھگت سنگھ کی شہادت کے بعد انارکزم کا جو تھوڑا بہت اثر تھا وہ بھی قائم نہ رہ سکا۔ بھگت سنگھ نے پنجابی زبان میں شایع ہونے والے جریدے "کیرتی" میں اپنے ایک آرٹیکل میں لکھا کہ " انارکزم کا حتمی مقصد مکمل آزادی ہے، جس کے مطابق کوئی شخص دولت کا پجاری نہیں ہوگا۔۔۔نہ جسم پر زنجیریں ہونگی اور نہ ہی ریاست قابو کرے گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ریاست اور نجی ملکیت کا خاتمہ چاہتے ہیں"۔ بھگت سنگھ نے 1928 میں " کیرتی " میں مئی سے ستمبر تک انارکزم پر کئی مضامین لکھے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا کہ لوگ لفظ انارکزم سے ہچکچاتے ہیں۔ لفظ انارکزم کو اتنا گندہ کیا گیا ہے کہ بھارت کے انقلابیوں کو غیر مقبول کرنے کیلئے انہیں انارکسٹ کہا جاتا ہے۔ جبکہ انارکزم کا مطلب ہر قسم کی حکمرانی سے نجات ہے۔ میرے خیال میں بھارت میں آفاقی بھائی چارے کا تصور سنسکرت کے جملے "وسودیو کتم بکم" (Vasudev Kutumbakam) وغیرہ کا ایک ہی مطلب ہے (حوالہ: بھگت

سنگھ اور انقلابی تحریک ;234; مصنف ;234; نیراجاراءو) ۔انگریز حکمران بھی انارکزم کی جانب دشمنانہ رویہ رکھتے تھے اور وہ اسے برداشت کرنے کیلئے تیار نہ تھے۔اس کے برعکس برطانوی کمیونسٹوں کی کوششوں اور سابق سوویت یونین سے آنے والے انقلابی تحریری مواد نے برصغیر میں مارکسسٹ تحریک کیلئے تھوڑی بہت راہ ہموار کی۔تاہم جو گنے چنے ترقی پسند نوجوان انڈیا میں انگریزوں کے ظالمانہ رویئے سے تنگ آکر امریکہ چلے گئے تھے انہوں نے وہاں انارکزم اور انارکسٹ تحریک کا اثر قبول کیا اور اس تحریک میں شامل ہوگئے، جن میں غدر پارٹی کے ھر دیال سنگھ ،ایم۔پی۔ٹی اچاریہ اور دیگر نوجوان شامل تھے۔برصغیر میں انگریز حکمران کسی طرح بھی انارکسٹوں کو برداشت کرنے کیلئے تیار نہ تھے اس لیئے وہ دیگر پارٹیوں میں پناہ لیکر اپنا کام کرنے پر مجبور ہوگئے۔

انگریز حکمرانوں کے مظالم کے باوجود انارکسٹوں کی جانب سے انگریزوں سے آزادی حاصل کرنے کیلئے ہونے والی جدوجہد میں انارکسٹوں نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ جس میں سب سے نمایاں نام بھگت سنگھ اور اس کے ساتھیوں کا ہے۔ بھگت سنگھ کی شہادت کے بعد انارکسٹ غدر پارٹی میں شامل ہوگئے اور اس پلیٹ فارم سے نمایاں جدوجہد کی اور عوام کے شعور میں اضافہ کیا۔اس حوالے سے زیادہ اہم نام ھر دیال سنگھ اور ایم۔پی۔ٹی اچاریہ کے نظر آتے ہیں۔یہ دونوں امریکہ میں رہے جہاں پر ایما گولڈ مین،الیگزینڈر برک مین اور دیگر انارکسٹوں سے مل کر کام کرتے رہے اور ان کی صحبت میں انارکزم سے متعلق بہت کچھ سیکھا۔وہ جب انڈیا واپس آئے تو یہاں پر بھی عوام میں کام کرتے رہے۔ مگر ان کا اثر زیادہ تر صرف مغربی بنگال اور مشرقی پنجاب تک محدود تھا۔ سامراجی حکمران اور سکہ بند کمیونسٹ (مارکسسٹ،لیننسٹ،اسٹالنسٹ اور ٹراٹسکائیز) ویسے تو ایک دوسرے کے خلاف دشمنانہ رویہ رکھتے ہیں مگر انارکسٹوں کے معاملے میں دونوں کا موقف یکساں ہے اور وہ یہ کہ ”انارکسٹ دہشتگرد اور انتشار پسند ہیں“ ۔جبکہ انارکسٹوں کے مقابلے میں دیکھا جائے

تو دنیا میں جمہوریت پسندوں، سکہ بند کمیونسٹوں اور قوم پرستوں نے زیادہ خون خرابہ کیا ہے۔ہم یہاں پر برصغیر کے چند معروف انارکسٹوں کا تذکرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

1) **بھگت سنگھ** برصغیر کی تحریک آزادی کا ایک بہت ہی بڑا نام ہے اور وہ آج بھی لوگوں میں دلیری، جرءت اور بہادری کی علامت کے طور پر یاد کیئے جاتے ہیں۔ ممتاز سیاسی رہنما لالا لجپت رائے کو لاہور میں برطانوی پولیس کے تشدد میں ہلاک کیا گیا جس کا بدلہ لینے کیلئے بھگت سنگھ نے ایک برطانوی پولیس افسر سوندرس کو ہلاک کرنے اور مرکزی قانون ساز اسمبلی کے اجلاس میں شرکاء پر بم سے حملہ کیا اور وہاں سے بھاگ نکلنے کے بجائے اسمبلی کے اندر آزادی کے حق میں نعرہ بازی کی ۔ انہیں صرف 23 سال کی عمر میں 23مارچ 1931 کو لاہور جیل میں پھانسی دی گئی۔ برصغیر کی انارکسٹ تحریک میں بھگت سنگھ کا نام سب سے مقبول اور معروف ہے۔

2) **شیوارام راج گرو** دراصل بھگت سنگھ کا ساتھی تھا۔وہ مراٹھی خاندان میں بھارت کے شہر پونا میں 24اگست 1908 کو پیدا ہوئے۔وہ ہندستان سوشلسٹ ری پبلکن ایسوسی ایشن کے ممبر تھے اور انہوں نے برصغیر کی آزادی کیلئے اپنی جان نچھاور کر دی ۔انہوں نے 1928 میں برطانوی پولیس آفیسر جے پی سوندرس کو بھگت سنگھ کے ہمراہ گولیاں مار کر قتل کیا اور لالا لجپت رائے کا بدلہ لیا جسے لاہور میں پولیس لاٹھی چارج میں شدید زخمی کیا گیا جو بعد ازاں اسپتال میں دوران علاج ہلاک ہوگئے۔ بھارت سرکار نے شیوارام راج گرو کی جائے پیدائش ”کھیڑ“ کا نام تبدیل کرکے ان کی یاد میں راج گرو نگر رکھ دیا ہے جو کہ ریاست مہاراشٹر کے پونا ضلع میں واقع ہے۔ عوام نے ان کے گھر میں ایک یادگار تعمیر کی ہے اور 2004 سے ہر سال یوم جمہوریہ پر ان کی یادگار پر بھارت کا پرچم لہرایا جاتا ہے۔ بھارت کے دارالحکومت دہلی میں ان کے نام پر شہید راج گرو کالج آف اپلائیڈ سائنسز برائے خواتین قائم کیا گیا ہے۔

3) **شہید سکھ دیو تھاپر** جو کہ بھگت سنگھ اور راج گرو کے ساتھ گرفتار ہوا۔ سکھ دیو کا تعلق بھی ہندستان سوشلسٹ ری پبلکن ایسو سی ایشن سے تھا جو کہ برصغیر کی آزادی کیلئے برسرپیکار تھی۔ شہید سکھ دیو 1908 میں بھارتی پنجاب کے شہر لدھیانا میں پیدا ہوئے۔انہوں نے پنجاب اور شمالی بھارت میں انقلابیوں کے سیل قائم کر رکھے تھے۔ وہ پنجاب میں ہندستان سوشلسٹ ری پبلکن پارٹی کے سربراہ تھے ۔ وہ 18 دسمبر 1930 کو لاہور سازش کیس میں بھی ملوث تھے ۔ جبکہ برطانوی پولیس افسر جے پی سونڈرس کے قتل میں بھی ملوث ہونے کاالزام تھا۔اسے مرکزی قانون ساز اسمبلی میں بم پھینکنے کے موقع پر گرفتار کیا گیااور بعد ازاں بھگت سنگھ اور راج گرو کے ہمراہ لاہور جیل میں پھانسی دی گئی ۔ ہر سال 23 مارچ کو گوٹھ حسین والا جو کہ بھارتی پنجاب کے ضلع فیروز پور میں واقع ہےان کے یادگار پر لوگ پھول چڑھاتے اور انہیں خراج عقیدت پیش کرنے آتے ہیں ۔اگست 1987 کو دہلی میں ان کے نام پر شہید سکھ دیو کالج آف بزنیس اسٹڈیز تعمیر کیا گیا۔ان کے آبائی شہر لدھیانا کے مرکزی بس اسٹینڈ کا نام امر شہید سکھ دیو کے نام سے موسوم ہے۔

ککوری سازش یا ککوری واقعہ: ۔ 9 اگست 1925 کو لکھن ءو کے قریب ککوری ریلوے اسٹیشن پر برطانوی سامراج کے خلاف جاری تحریک آزادی کے دوران یہ واقعہ پیش آیا۔ ہندستان سوشلسٹ ری پبلکن ایسو سی ایشن (HSRA) نے اسے منظم کیا۔ جس کے سربراہ رام پرساد بسمل تھے ،جو کہ اردو اور ہندی کے زبردست انقلابی شاعر بھی تھے۔انہوں نے ایک کتاب ”کیتھرین“ کا ترجمہ بھی کیاہے جبکہ ایک اور بنگلہ کتاب ”بالشویکوں کے کرتوت“ کا بھی ہندی میں ترجمہ کیاہے۔ جبکہ اس تحریک کے ایک اور رہنما چندر شیکھر آزاد کو برطانوی پولیس نے 27 فروری 1931 کو الہ آباد (انڈیا) میں گھیراءو کر کے مقابلے کے دوران قتل کر دیا۔ یہ بھگت کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے اور بھگت سنگھ بھی اسی تنظیم کے ممبر تھے۔وہ ہندستان میں تحریک عدم تعاون سے متاثر تھے۔

جس کے دوران ضلع اترپردیش میں ”چوری چورا“ قصبے میں ایک مظاہرے پر پولیس کی فائرنگ کے بعد مظاہرین نے تھانے کو آگ لگادی۔ جس میں 22 پولیس اہلکار اور تین شہری ہلاک ہوئے۔گاندھی جی نے اس واقع کے بعد ”تحریک عدم تعاون“ کو ختم کر دیا۔ اس واقع کے جواب میں برطانوی حکومت نے 228 افراد کے خلاف مقدمہ درج کیا۔ گرفتار افراد میں سے چھ لوگ پولیس کی تحویل میں ہلاک ہوئے ، ماتحت عدلت نے 172 افراد کو پھانسی کی سزا کا حکم سنایا۔ جبکہ باقی افراد کو قید کی سزائیں سنائی گئیں۔ جبکہ الہ آباد ہائی کورٹ نے 20 اپریل 1923 کو 19 افراد کی پھانسی کی سزا کو برقرار رکھا اور 110 کو عمر قید کی سزادی۔ان تمام واقعات کے بعد برطانوی راج کے خلاف عوام میں نفرت بڑھی۔ جبکہ تحریک عدم تعاون سے دستبرداری اور اس واقع کی وجہ سے کانگریس پارٹی تین حصوں میں تقسیم ہوگئی۔ایک دھڑا ” ہندستان سوشلسٹ ری پبلکن ایسو سی ایشن“ کے نام سے بنا جس کے آرگنائیزر سچیندر راناتھ سائل اور جگیش چندر اچیٹرجی تھے ۔پولیس نے سائل کو بانکورا، جنوبی بنگال اور چیٹرجی کو کلکتہ کے ہوواراریلوے اسٹیشن سے پمفلیٹوں کے بنڈلز سمیت گرفتار کرلیا۔ ان واقعات کے رد عمل میں ککوری ریلوے اسٹیشن کا واقع رونما ہوا۔ایسو سی ایشنکے رہنماءوں رام پرساد بسمل اور اشفاق اللہ خان نے اسلحہ حاصل کرنے کیلئے پیسے لے جانے والی ٹرین کو لوٹنے کا فیصلہ کیا، جس میں رام پرساد بسمل ،اشفاق اللہ خان ، راجیندرا ناتھ لہڑی،چندر شیکھر آزاد، سچیندرا بخشی، کیشب چکرورتی، منماتھ ناتھ گپتا، کھنڈی لال، بنواری لال پانڈے، کندن لال اور پرانا ویش مکھرجی شامل تھے ۔ اس واقع میں ایک مسافر محمد علی ہلاک ہوگئے ۔ اس ٹرین سے ان باغیوں نے صرف نوٹوں کے بھرے تھیلے لوٹے۔رام پرساد بسمل کو سہانپور اور اشفاق اللہ خان کو دہلی سے ستمبر 1925 میں گرفتار کرلیا گیا۔ جبکہ آگرا، اللہ آباد، بنارس، بنگال، کانپور، لاہور، میرٹھ، پونا، شاہجہان پور اور دیگر شہروں اور علاقوں سے درجنوں لوگ گرفتار کرلیئے گئے، جن کا تعلق ہندستان سوشلسٹ ری پبلکن ایسو سی ایشن سے تھا۔ کورٹ

نے رام پرساد بسمل، ٹھاکر روشن سنگھ، راجیندر ناتھ لہڑی اور اشفاق اللہ خان کو سزائے موت اور سچیندر ناتھ سانئل اور سچیندر ناتھ بخشی کو طویل سزائے قید سنائی اور کالا پانی بھیج دیا۔ باقی افراد کو بھی مختلف میعاد کی سزائیں سنائی گئیں۔ 19 دسمبر 1927 کو رام پرساد بسمل کو گورکھ پور جیل، ٹھاکر روشن سنگھ کو الہ آباد جیل، راجیندر ناتھ لہڑی کو گونڈا ڈسٹرکٹ جیل اور اشفاق اللہ خان کو فیض آباد جیل میں پھانسی دے دی گئی۔ قائد اعظم محمد علی جناح، موتی لال نہرو، جواہر لال نہرو، مدن موہن مالیویا، لالا لجپت رائے اور دیگر سیاسی رہنماءوں نے ککوری سازش کے ملزمان کو بچانے کیلئے کوششیں کیں تاہم وہ بارآور ثابت نہ ہوسکیں۔ان رہنماءوں کو پھانسی دینے کے خلاف پورے ملک میں زبردست احتجاج ہوا۔

4) **ایم پی ٹی اچاریہ** بھارت میں حریت پسندوں کے خلاف سخت قسم کی پابندیوں کی وجہ سے لندن منتقل ہوگئے جہاں برٹش راج کے خلاف کمیونسٹ پارٹی سے منسلک ہوگئے تاہم 1920 میں انارکسٹ تحریک میں شامل ہوگئے۔انہوں نے 1931 میں لندن سے روسی زبان میں شایع ہونے ولے جریدے (Rabotchi Put) میں لکھنا شروع کیا۔ وہ ایمسٹرڈم میں انارکو سنڈیکلسٹ اسکول سے بھی وابستہ رہے۔ 1935 میں پابندیوں میں نرمی کے بعد وہ واپس ممبئی چلے آئے جہاں صحافت کے پیشے سے وابستہ ہوگئے کیونکہ بھارت میں انارکسٹ تحریک ابھی شروع بھی نہ ہوسکی تھی۔ ان کی جاپانی انارکسٹ تیجی یماگا (Taiji Yamaga) اور چینی اناکسٹ لیو جنبو (Lu Jimbao) سے خط وکتابت بھی ہوتی رہی۔ وہ لندن سے شایع ہونے والے انارکسٹ جریدے "فریڈم" (Freedom) کیلئے بھی لکھتے رہے۔ جبکہ میکسیکو اور پیرس سے شایع ہونے والے انارکسٹ جریدوں میں بھی لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ان کی البرٹ میلرز (Albert Meltzer) سے 15 سال تک خط کتابت جاری رہی۔ ان کی ایک کتاب "سرمایہ داری کب تک زندہ ہے گی؟" شکاگو سے 1951 میں شایع ہوئی۔

5) **ہردیال سنگھ** کا تعلق ہندستان کی غدر پارٹی سے تھا جس کا زیادہ تر اثر پنجاب اور مغربی بنگال میں تھا۔ ہندستان میں برطانوی راج کی سختیوں سے تنگ آکر ہردیال سنگھ امریکہ چلے گئے جہاں انارکسٹ تحریک سے وابستہ ہوکر مزدوروں میں کام کیا۔انہوں نے اوکلینڈ میں باکونن انسٹیٹیوٹ آف کیلیفورنیا قائم کیا۔ وہ میکسیکو کے جلاوطن انارکسٹ رکارڈو اور انرک فلورز میگن (Enrique Flores Magon) کے جریدے ری جنریشن کے ساتھ وابستہ ہوگئے۔ وہ قدیم آرین کلچر کو انارکزم سمجھتے تھے۔ان کا کہنا تھا کہ قدیم دور میں ویدک انارکزم کامیابی سے چلتا رہا۔ ویدک انارکسٹ سوسائٹی کے اولین بانیان میں رشیز (Rishis) شامل تھے جو کسی ریاست اور حکومت کے ماتحت ہونے کے بجائے جنگلات میں رہتے تھے۔اس کے علاوہ انارکزم کے جتنے بھی معاشرے ملے ہیں ان کا تعلق بڑی حد تک مذہب اور مذہبی پیشواءوں کے گرد گھومتے ہیں۔ بھارتی ریاست گجرات جو کہ وادی سندھ کا حصہ ہے اس کے دور قدیم کے شہر "ڈھولاویرہ" میں بھی انارکسٹ سوساءٹی کے نشان ملے ہیں، خود بدھ دھرم، جین دھرم، تاءوازم اور کنفیوشس ازم میں بھی انارکزم سوساءٹی کے آثار پائے جاتے ہیں۔ معروف امریکی انارکسٹ دانشور پروفیسر نوم چومسکی نے نئی دہلی میں لیکچر دیتے ہوئے کہا تھا کہ انقلابی بھگت سنگھ کا جھکاءو انارکزم کی طرف تھا۔ لوگ لفظ انارکزم سے خوفزدہ ہیں۔ انارکزم کو بہت ہی زیادہ بدتر کیا گیا ہے۔ ہندستان میں انقلابیوں کو بدنام اور غیر مقبول کرنے کیلئے انہیں انارکسٹ کہا جاتا ہے۔ ہندستان میں انارکسٹ روایات کو کیسے اور کس طرح سے دیوار سے لگایا گیا ہے یہ بات واضح نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندستان میں بائیں بازو کے بہت ہی کم مصنفین اور سرگرم کارکن انارکسٹ رویہ رکھنے کے باوجود خود کو انارکسٹ نہیں کہتے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ان میں سے بہت سارے کسی نہ کسی طرح انارکسٹ سوچ وفکر سے متاثر ہیں اور ہم انارکسٹ اپنی واضع شناخت کو ظاہر کرکے بہت زیادہ مطمئن رہ سکتے ہیں۔ انارکسٹ سوچ والے بہت سارے گروہ ہیں اور زیادہ تر مخالفین انہیں بم پھینکنے اور فساد برپا کرنے والوں

کے طور پر سمجھتے ہیں اور دیگر انہیں ریاست کے ساتھ ٹکراءو اور مزاحمت کرنے والے سمجھتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ انارکسٹ بلا ریاست و حکمرانی والا نظام چاہتے ہیں تاہم انارکسٹ سوچ یہیں سے شروع نہیں ہوتی۔ تمام تر حقائق کے برعکس کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر معاشرے کو محنت کش طبقہ چلائے گا تو وہ نقصاندہ نہیں ہوگا۔ یہ امید کے بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ " پرولتاری آمریت" ریاست کے مٹ جانے کے بعد بلا ریاستی نظام کیلئے راستہ ہموار ہوگا۔ اس خیال کے خطرات کو انارکسٹ نظریہ دانوں میخائیل باکونن نے بے نقاب کیا جو کارل مارکس کا ہمعصر تھا۔ باکونن کا کہنا تھا کہ میں حیران ہوں کہ مارکس کس طرح ناکام ہوگا۔۔۔ اس قسم کی آمریت انقلاب کا گلا گھونٹنے اور معروف تحاریک کو بگاڑنے کیلئے کافی ہوگی۔۔۔ جو بات بعد میں سچ ثابت ہوگئی۔ جیسا کہ جان ڈیوی نے بھی کہا ہے کہ انارکزم میں آزاد انسان برابری کے بنیاد پر ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے ہونگے۔ پیتر کروپوتکین کی کتاب "امداد باہمی" (Mutual Aid) کے شایع ہونے کے ایک سو سال بعد ہمارے سامنے انسانی سرگرمیوں اور رضاکارانہ انجمنوں کے اصولوں پر قائم اداروں اور امداد باہمی کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔ سیاسی عمل میں انارکسٹ اصولوں نے بین الاقوامی امن تحریک، ماحولیاتی تحریک، دیوار برلن کے انہدام، عرب اسپرنگ، چیاپاس میں عوامی بغاوت، عالمی سوشل فورم اور بھارت میں اطلاعات تک رسائی کے حق کی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ جبکہ اسپین، ارجنٹینا اور کیرالا میں محنت کشوں کے باہمی تعاون اور اپنی مینجمنٹ کے تجربات ہوچکے ہیں اور ایسی دوسری کئی مثالیں بھی موجود ہیں۔ بھارت میں آج بھی متعدد قبائلی برادریوں میں امداد باہمی اور انارکسٹ اصولوں پر مشتمل مضبوط شراکتی جمہوری روایات موجود ہیں۔ ریاستی طاقت و اختیار حاصل کیئے بغیر دنیا کو تبدیل کرنے کیلئے انارکسٹ نظریہ ہی ہے جو ہمیں متاثر کرتا ہے۔

موہن داس کرم چند (مہاتما گاندھی) کو بھی ویسے انارکسٹ ہی سمجھا جاتا ہے تاہم کانگریس پارٹی میں شامل ہونے وجہ سے ان کا انارکسٹ رہنا مشکوک ہوگیا۔ مگر اس کے باوجود ان کی بہت ساری تقاریر اور تحاریر سے انارکزم کی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ بھگت سنگھ کیس میں گاندھی جی کے کردار نے بھی ان کے انارکسٹ ہونے پر سوالیہ نشان ڈال دیا۔

بنگلہ دیش میں انارکزم: ۔ 1971 میں بنگلہ دیش کے قیام سے قبل ملک میں فوجی آمریت کے خلاف جاری جدوجہد کے نتیجے میں بنگال میں عوامی بغاوت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے میجر (رٹائرڈ) جلیل کی نیشنلسٹ سوشلسٹ پارٹی (NSP) نے سابقہ مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) میں امداد باہمی کا کمیون نظام تشکیل دینے کا آغاز کیا اور ملک بھر میں اپنے کارکنوں کو نچلی سطح پر کمیون نظام قائم کرنے کیلئے متحرک کیا۔ تاہم حیرت انگیز طور پر اس کی سب سے پہلی مخالفت کمیونسٹ پارٹی آف پاکستان (موجودہ نام کمیونسٹ پارٹی، بنگلہ دیش) کی قیادت نے کی مگر کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں کی اکثریت نے اس کمیون کو تشکیل دینے میں ساتھ دیا۔ کمیونسٹ پارٹی کا مطالبہ تھا کہ پہلے اسے اقتدار دلادو، اس کے بعد وہ پہلے سرمایہ داری کی سیڑھی کی طرف چلیں گے، اس کے بعد سوشلزم میں جائیں گے اور پھر اس کے بعد اگر موقع ملا تو کمیونزم کی طرف جائیں گے۔ اس کے برعکس میجر جلیل کی پارٹی نیشنلسٹ سوشلسٹ پارٹیکی کوششوں سے متعدد علاقوں میں یہ کمیون نظام بن گیا ۔ عوامی لیگ کی مخالفت کے باوجود کمیون نظام کامیابی کے ساتھ قائم ہوتا چلا گیا۔ تاہم اس کمیون نظام کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے بھارت میں حکمرانوں کی نیندیں اڑ گئیں۔ انہیں خطرہ محسوس ہوا کہ اگر یہ کمیون مشرقی پاکستان میں کامیابی کے ساتھ راءج ہوگیا تو اس کے نتیجے میں ان کیلئے بہت ساری مشکلات کھڑی ہوجائیں گی۔ جب بھارتی فوج مشرقی پاکستان کے اندر داخل ہوئی تو اس نے سب سے پہلا کام اس کمیون نظام ختم کرنے کا کیا۔ اس کمیون

نظام کیلئے کوشاں میجر جلیل کی نیشنلسٹ سوشلسٹ پارٹی کے کارکنوں کی گرفتاریوں کا سلسلہ شروع کیا گیا اور یوں اس کمیون نظام کے قیام کی تمام کوششوں کو ختم کرنے کیلئے بھارتی فوج نے ہر قسم کے حربے استعمال کیئے جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش میں کمیون نظام کی کوششیں دم توڑ گئیں (یہ تمام باتیں میرے دوست انارکسٹ کارکن کامریڈ زبیر رحمٰن کی زبانی معلوم ہوئی ہیں) ۔ سوویت یونین کے انہدام کے بعد بنگلہ دیش میں ایک بار پھر انارکسٹ تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ بنگلہ دیش میں بنگلہ دیش انارکوسنڈیکلسٹ فیڈریشن عوام کو ان کے صلب کیئے گئے حقوق واپس دلانے کیلئے اپنی سرگرمیاں شروع کر چکی ہے۔ برصغیر میں انارکزم گو کہ سست رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے تاہم جس طرح سے اس کی اٹھان ہوئی ہے اس سے یہ بات یقینی کہی جا سکتی ہے کہ آنے والے دنوں میں انارکسٹ تحریک تیزی سے پھیلے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھارت اور پاکستان میں حالیہ دنوں میں جتنے بھی احتجاج ہوئے ہیں وہ عوام کی اپنی قیادت میں ہوئے ہیں اور کوئی سیاسی جماعت ان احتجاجوں میں نظر نہیں آتی ۔ مسنگ پرسنز سے لیکر مہنگائی اور حکومتی زیادتیوں کے خلاف ہونے والے احتجاجوں کی قیادت عوام خود کر رہے ہیں۔

چارواکا:۔(Charvaka)

چارواکا جسے لوکایت بھی کہتے ہیں، لوکایت کا مطلب یہ ہے کہ موجودہ دنیا کو ہی حقیقت کے طور پر قبول کرنا۔ دراصل ویدوں کے مذہبی فکر کو رد کرتا ہے اور یہ کسی مافوق الفطرت، روحانی یا الہامی چیزوں اور دیوتاؤں کی موجودگی کو یکسر مسترد کرتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے کہ چارواکا فلسفے کا بانی برہسپتی تھا جو آج سے چھ سو سال قبل مسیح میں پیدا ہوا اور انہوں نے ویدوں میں بیان کیئے گئے ہندو دیوتا ''برہما یا برہمن'' اور دیگر دیوتاؤں اور دیویوں کو یکسر مسترد کیا اور کہا کہ ایسے کسی دیوتاؤں یا دیویوں کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں اور یہ سب خیالی اور من گھڑت باتیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ ان کے ان وچاروں کی وجہ

سے برہسپتی کو برہمن پنڈتوں نے حملہ کرکے ہلاک کر دیا تھا مگر ان کے قتل کے بعد بھی یہ کام ان کے ساتھیوں نے جاری رکھا اور وہ ویدوں میں بیان کیئے گئے خداؤں کی موجودگی یا حقیقت کو مسترد کرتے رہے۔ ''چارواکا'' برہمن سماج پر وہ پہلا حملہ تھا جس نے برہمن سماج کی قلعی کھول کر رکھ دی۔ برصغیر میں مادیت پسندی اور الحاد کی پہلی تحریک ''چارواکا'' تھی۔ بعد ازاں ''جین ازم''، بدھ ازم اور چین میں کنفیوشس اور خاص طور پر لاءوزے نے اس فکر کو آگے بڑھایا گو کہ وہ روحانیت کے رجحان کی وجہ سے چارواکا کی مخالفت بھی کرتے رہے۔ وہ مرنے کے بعد کی زندگی پر بھی یقین نہیں رکھتے تھے۔ چارواکا دراصل ''سامانا'' تحریک کے نتیجے میں سامنے آیا۔ چارواکا فلسفے کے مطابق دنیا چار عناصر ''ہوا، آگ، پانی اور مٹی'' سے بنی ہے۔ جبکہ ''روح'' کا کوئی وجود نہیں۔ قدیم ھندوستان میں چارواکا مادیت کا فکر بہت مقبول ہوا اور لوگوں نے بڑی تعداد میں اسے اپنا لیا۔ اس فکر نے خدا کے تصور اور روح سے انکار کیا۔ اس فلاسافی نے مرنے کے بعد دوسری زندگی، کرما اور نجات جیسے خیالات کو بھی مسترد کیا۔ چارواکا نے مقدس اور الہامی کتب، ویدوں کو بھی رد کیا جس کی وجہ سے ھندو برہمن اور پنڈت ان کے شدید مخالف ہو گئے۔ ''چارواکا'' کا کہنا تھا کہ زندگی کی ابتدا ''پیدائش'' اور خاتمہ ''موت'' پر ہوتا ہے۔

اپنشد نامی مذہبی کتاب میں درج ہے کہ خاتون فلسفی ''میتری'' جب اپنے فلسفی استاد برہدار یانکا کے منہ سے یہ سنتی ہے کہ ''موت کے بعد زندگی نہیں'' تو فوراً جواب دیتی ہے کہ ''استاد محترم آپ نے مجھے مخمصے میں ڈال دیا ہے۔ چارواکا کا تذکرہ تو چھٹی صدی قبل مسیح کی تحریروں میں بھی ملتا ہے، جس میں بدھ اور جین ازم کی کتب بھی شامل ہیں۔ جس کے مطابق استکا (مذہب) کے مقابلے میں ناستکا (الحاد) ابھرا۔ ھندوستان میں مادیت پرستی کی بنیاد چارواکا کے فلسفیوں نے ڈالی۔ ھندوستان میں ایک طرف آستک یعنی مذہبی تھے تو دوسری طرف ناستک یعنی ملحد تھے۔ جو لوگ ویدوں کو نہیں مانتے تھے انہیں ناستک اور جو مانتے تھے انہیں آستک کہا جاتا ہے۔ اس طرح چارواکا کو ناستک یا ملحد کہا جاتا ہے۔

کیونکہ چارواکا نہ تو خدا، نہ ہی روح، ناہی جنت اور دوزخ سمیت کسی ایسی چیز کو مانتے ہیں جو وہ دیکھ نہیں سکتے۔ جبکہ جین اور بدھ مت کو ماننے والے جنت میں یقین رکھتے ہیں مگر چارواکا اس میں بھی یقین نہیں رکھتے۔ جبکہ ویدوں کو ماننے والے چھ چیزوں کو مانتے ہیں جس میں سنکھیا، یوگا، نیاء (گوتما)، وشیشیکا، پور ممامسا اور ویدانتا شامل ہیں۔ چارواکا کا کہنا ہے کہ کیا آپ میں سے کسی نے خدا، جنت اور دوزخ کو کبھی دیکھا ہے؟ لوکایت یا چارواک اس طرح کی باتوں کو حقیقت کے برعکس قرار دیکر مسترد کرتے ہیں اور جو کچھ دنیا میں موجود ہے اسے حقیقت تسلیم کرتے ہیں۔ اس لیئے چارواکا کو میٹھی زبان بولنے والا بھی کہا جاتا ہے۔ چارواکا کا ایک قول بہت مقبول ہے کہ ''جب تک جیء و سکھ میں جیء و، ادھار لیکر اگر گھی پینا پڑے تو وہ بھی کرو، اگر ایک بار آپ کا جسم مردہ ہو گیا تو واپس کبھی نہیں آئے گا''۔ چارواکا مادیت پرستی، الحاد اور سکھ سے جینے کا درس دیتے ہیں۔ چارواکا کے بارے میں باقائدہ مواد دستیاب نہیں تاہم ان کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ ویدوں میں موجود ہے۔ کیونکہ ویدوں میں پہلے یہ لکھا گیا ہے کہ چارواکا کیا کہتے ہیں اور پھر اس کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ ان کا فلسفہ دھرم کے خلاف ہے۔

دنیا کے 36 ممالک جنہوں نے فوج ختم کر دی ہے: ۔ آپ کو یہ جان کر انتہائی حیرت اور خوشی ہو گی کہ دنیا میں 36 ممالک ایسے بھی ہیں جنہوں نے فوج ختم کر دی ہے اور فوج پر ہونے والے اخراجات عوام پر خرچ کر رہے ہیں۔ جن ممالک میں باقائدہ کوئی فوج نہیں وہ آبادی کے لحاظ سے چھوٹے ہیں مگر اس کے باوجود انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ ان ممالک نے جنگوں کو خدا حافظ کہہ دیا ہے اور تمام مسائل اور معاملات کو بات چیت کے ذریعے حل کرنے کا اعادہ کیا ہے۔ فوج پر خرچ نہ رنے کی وجہ سے ان ممالک نے وسائل کی کمی کے باوجود بہت ترقی کی ہے اور عوام خوشحال ہیں۔ ان 36 ممالک میں کوسٹاریکا، آئیس لینڈ، فاکلینڈ، گرین لینڈ، گریناڈا، کوسووو، مکاءو، مارشل

جزائر، ماریشس، مناکو، پناما، اندورا، اروبا، کے مان جزائر، کک جزائر، کوراکاءو، ڈومینیکا، فارو جزائر، فرینچ پولینیشیا، کرباتی، لیچ تنستین، ماشل جزائر، ماءکرونیشیا، مہنٹسرٹ، نارو، نیو کلدونیہ، نائیو، پلاءو، سینٹ لوشیا، سینٹ ونسینٹ و گریناڈنز، ساموءا، سام مرینو، سینٹ مارٹن، سولومن جزائر، سالبرڈ تو والو اور ونواتو شامل ہیں۔ دنیا میں اس وقت غربت کو ختم کرنے کی جنگ چل رہی ہے اور ہر طرح سے عوام کی خوشحالی کیلیئے جہاد ہو رہا ہے۔ اس دوڑ میں ایشیائی ممالک بہت پیچھے ہیں۔

گوکہ یہ ممالک انارکسٹ معاشرے ہرگز نہیں، مگر یہ اسی طرف پیش قدمی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان 36 میں سے چند ممالک کا احوال درج ذیل ہے۔

کوسٹاریکا: ۔ جمہوریہ کوسٹاریکا وسطی امریکہ کا ایک ملک ہے جس کی آبادی ہسپاموی زبان بولتی ہے۔ کوسٹاریکا کی مجموعی آبادی 54 لاکھ ہے۔ کوسٹاریکا کوئی فوج نہیں۔ کوسٹاریکا 1948 میں غیر ضروری قرار دیکر فوج کو ختم کر دیا۔ دفاعی اخراجات سے بچ جانے والی رقم عوام کی صحت اور تعلیم پر خرچ کی جا رہی ہے۔ کوسٹاریکا میں صرف آٹھ ہزار پانچ سو پولیس فورس ہے جو صرف آٹھ گھنٹہ کرتے ہیں اور ہفتہ اور اتوار چھٹی ہوتی ہے۔

گریناڈا: ۔ گریناڈا براعظم امریکہ میں ویسٹ انڈیز جزائر کا ایک ملک ہے جس کی مجموعی آبادی ایک لاکھ 14 ہزار نفوس ہے۔ 1974 میں برطانیہ سے آزادی حاصل کی۔ گریناڈا کی فوج نہیں ہے۔ گریناڈا میں صرف 900 پولیس اہلکار ہیں۔

آئیس لینڈ: ۔ آئیس لینڈ براعظم یورپ کا ایک ملک ہے، جس کی آبادی تین لاکھ 71 ہزار ہے۔ آئیس لینڈ کے دفاع کی ذمہ داری امریکہ کے حوالے تھی تاہم 2006 میں آئیس لینڈ نے امریکہ سے یہ معاہدہ بھی ختم کر دیا۔ آئیس لینڈ میں فوج نہیں ہے۔ آئیس لینڈ میں پولیس وزارت انصاف کے ماتحت ہے۔ آئیس لینڈ میں صرف 666 پولیس اہلکار ہیں اور وہ اسلحہ کے بجائے صرف ڈنڈہ لیکر گھومتے ہیں۔ 1928 سے سزائے موت ختم کر دی گئی ہے۔ 1830 میں آخری بار ایک خاتون کو سزائے موت دی گئی تھی۔ آئیس لینڈ

کے لوگ امریکہ سے زیادہ خوشحال ہیں اوران کی انفرادی آمدنی بھی امریکیوں سے زیادہ ہے
۔

پناما: ۔ وسطی امریکہ کا ملک پناما دراصل پاکستان میں مالیاتی اسکینڈل کے حوالے سے کافی مشہور ہوا جس میں کئی سیاستدانوں کے نام سامنے آئے، جنہوں نے پناما میں آف شور کمپنیاں قائم کی ہوئی ہیں۔ پناما کی آبادی 44 لاکھ نفوس ہے۔ فروری 1990 میں پناما نے فوج ختم کرکے اس کی جگہ پناما پبلک فورس کو متعارف کرایا، جس کی تعداد 30 ہزار ہے۔ توقع ہے کہ آنے والے چند برسوں دو دیگر ممالک یعنی لکسمبرگ اور ھیٹی سے بھی فوج ہو جائے گی۔ دراصل جن ممالک میں ریاست طاقتور مضبوط ہے وہاں عوام کمزور اور جن ممالک میں ریاست کمزور ہے ان ممالک میں عوام زیادہ طاقتور اور مضبوط ہیں۔ سابق سوویت یونین پر بائیں بازو کے سیاسی کارکنوں بالخصوص انارکسٹ اس لیئے زیادہ تنقید کرتے ہیں کہ وہاں سوشلزم تھی ہی نہیں، بلکہ سوشلزم کو بدنام کرنے کیلئے اس کا نام لیکر عوام بیوقوف بنایا جاتا رہا۔ بھونڈے طریقے سے سوشلزم کو نافذ کرنے کی کوشش کی گئی ہو گی مگر آزادی کے بغیر سوشلزم کا نام لینا دراصل لوگوں سے انسانی آزادی اور انسانی حقوق چھیننے کے مترادف ہے۔

انارکزم سسکتی ہوئی انسانیت کیلئے راہ نجات

جب برابری ہی لانی ہے تو ابھی سے کیوں نہیں اور انقلاب کے بعد ہی کیوں؟ آج جو لیڈر ہیں وہ انقلاب کے بعد بھی لیڈر رہنے کو ترجیح دیں گے اور سوویت یونین سمیت سوویت بلاک کے تمام دیگر ممالک جن میں بلغاریہ، پولینڈ، مشرقی جرمنی، البانیہ، چیکوسلواکیہ، یوگوسلاویہ، رومانیہ اور منگولیا شامل تھے وہاں برابری کیوں قائم نہ ہوسکی؟ لیڈر مسند اقتدار پر بیٹھ کر حکم چلاتے تھے، کارکن ان پر عمل کرانے میں مدد دیتے اور بچارے عوام دیکھتے رہتے تھے۔ ان سے کوئی مشورہ تک نہیں کرتا تھا اور انہیں فیصلہ سازی سمیت کسی بھی ریاستی امور میں شامل نہیں کیا جاتا تھا۔ پریس پر پابندی تھی اور لوگوں کو بیرون ملک سفر سے بھی روکا جاتا تھا خاص طور پر سرمایہ دار ممالک جانے پر سخت پابندی تھی جبکہ لیڈر صاحبان اور اقتدار پر قابض افراد بیرونی دورے کرتے رہتے تھے۔ کیا یہ برابری تھی جس کا وعدہ کمیونسٹ انقلاب کے بعد کیا گیا ہے؟ آج بھی سابقہ سوویت بلاک کے ممالک جن میں کیوبا اور ویتنام شامل ہیں وہاں صدر اور وزراء سے عوام برابری نہیں کرسکتے۔ اسی طرح چین میں بھی یہی صورتحال ہے۔ اگر انقلاب کا پھل اور آزادیاں صرف لیڈروں کیلئے ہی ہیں تو پھر مزدور طبقہ (پرولتاری) سے قربانیاں دینے کا تقاضا کیوں کیا جاتا ہے، ان سے برابری کا وعدہ کیوں کیا جاتا ہے؟۔ یہی نابرابری کرنی ہے تو لیڈر ہی خود قربانیاں دیں اور خود ہی انقلاب لائیں!! مانا کہ ویتنام اور کیوبا میں کافی بہتر حالت ہے مگر برابری ہرگز نہیں۔ لیڈروں اور کارکنوں نے انقلاب کا زیادہ پھل لے لیا ہے۔ پھر یہ کیسی برابری ہے؟ مگر اس کے برعکس انارکسٹ آپ کو پہلے ہی دن سے برابری دیتے ہیں۔ اگر ایک بھی کارکن اختلاف رائے کا اظہار کرتا ہے تو اس کی رائے کے بغیر کوئی جبری فیصلہ نہیں کیا جاتا۔ ہر کارکن کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے اور اس کی رائے کو برابری کی بنیاد پر اہمیت دی جاتی ہے۔ نہ کوئی کسی پر شک کرتا ہے اور نہ ہی کوئی کسی کو غداری یا کوئی اور القابات دیتا ہے۔

انقلاب کا دوسرا نام کا یا پلٹ دینا ہے۔یعنی پرانے نظام کی جگہ نیا نظام لانا ہے جس کا وعدہ عوام سے کیا جاتا ہے۔انقلاب اس دھکے کا نام ہے جو منزل کے قریب کر دیتا ہے۔انقلاب کے بعد منزل کی طرف روانگی کے بجائے اگر مرحلہ وار آگے بڑھنے کی بات کی جائے تو اس سے کسی بھی وقت پارٹی کے اندر سے بغاوت کر کے دوبارہ پرانے نظام کی طرف دھکیل دیا جاتا ہے اور دلچسپ بات یہ ہے کہ رد انقلابی مرحلہ وار پرانے نظام کی طرف واپسی کا انتظار نہیں کرتے۔تو پھر انقلابیوں پر مرحلہ وار آگے بڑھنے کی پابندی کیوں؟ کیوں نہ انقلاب آتے ہی منزل کی جانب رواں دواں ہو جانا چاہیئے جیسا کہ جنوبی یوکرین، اسپین اور منچوریا میں ہوا، جہاں مختصر عرصے میں ہی کمیون نظام نافذ کیا گیا جو کامیابی کے ساتھ چلتا رہا تاہم دو جگہوں جنوبی یوکرین اور اسپین میں کمیونز کو مارکسسٹوں، لیننسٹوں اور اسٹالنسٹوں نے ختم کیا۔جبکہ منچوریا میں جاپانیوں نے کمیون سسٹم کو ختم کر دیا، جہاں عوام نے زبردست مزاحمت کی اور لڑے اور مرے مگر سوویت یونین جس پر سورج کبھی غروب نہ ہوتا تھا وہاں رد انقلاب ہوا تو نہ کارکن اور نہ ہی پارٹی لیڈر لڑے یا مرے۔معمولی سی مزاحمت ہوئی اور پرامن طریقے سے اقتدار سرمایہ داروں کے حوالے کر دیا گیا۔عوام کو دھوکے میں رکھا گیا جس کی وجہ سے انہوں نے کوئی مزاحمت ہی نہ کی۔صرف رومانیہ میں لیڈر چاءوشسکو نے مزاحمت کی اور وہ رد انقلابیوں کے ہاتھوں مارا گیا۔

اب اسے مارکسزم، لیننزم اور اسٹالنزم یا ماءوازم ہی کیوں کہا جاتا ہے;238; انارکزم میں تو ایسا نہیں ہے۔انارکزم کے بانی جوزف پرودھون، میخائیل باکونن، پیتر کروپوتکین، لیوئس مشعل، رڈولف راکر، نیسترماکھنو اور ایما گولڈمین کے نام پر یہ ''ازم'' کیوں نہیں ہیں؟ صاف ظاہر ہے کہ مارکسسٹ رہنما اپنے انقلابی کام کا پھل لینا چاہتے ہیں اور اسی وجہ سے ذاتی نمود و نمائش کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں تاکہ دنیا والے یہ سمجھیں کہ عوام کو جو کچھ ملا ہے ان کی مرہون منت ملا ہے اور وہی ان داتا ہیں۔یہ بات تو انقلابیوں کو زیب نہیں دیتی اور اس سے تو برابری کا پورا ڈھانچہ متاثر ہوتا ہے۔یہ تو سرمایہ داروں کا

طریقہ ہے کہ جب عوام کو کچھ دیتے ہیں تو اپنا نام و نمود شامل کرتے ہیں۔جیسا کہ پاکستان میں ''بینظیر انکم سپورٹ پروگرام'' یا موجودہ حکومت کا ''انصاف ہیلتھ پروگرام'' وغیرہ ۔مارکسزم اور سرمایہ داری نظام دونوں میں ذاتی نمود و نمائش اور نابرابری کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔جو پارٹی کے اندر اختلاف رائے رکھے اسے پارٹی سے خارج کیا جاتا ہے، جس طرح جرمن مارکسسٹ لیڈر اور پارٹی کی سیکریٹری روزہ لکسمبرگ کو جنگ کی مخالف کرنے پر غدار قرار دیکر کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا۔مارکسسٹ لیڈر اپنے کام کا انعام اکرام، عہدہ اور تمغہ چاہتے ہیں۔

ہم کمیونسٹ ہر وقت یہ راگ الاپتے رہتے ہیں کہ آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمانا۔ ۔۔۔ٹھیک نہیں ہے تو پھر ایک ناکام نظام کیلئے دوبارہ جان مارنے کی کیا ضرورت ہے؟ کیا دوبارہ اعتماد کرنا درست ہوگا جبکہ ایک ایسا متبادل نظام موجود ہے جس پر ایک ہی بار اعتماد کر کے کمیونزم کی طرف براہ راست پیش قدمی سے کمیون سسٹم میں داخل ہونے کی گارنٹی موجود ہے اور وہ بھی مکمل برابری کے بنیاد پر۔۔اب دوبارہ یا تیسری بار آزمانے کی کوئی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ دوبارہ بھی وہی مرحلے شروع ہونگے اور مارکسسٹ یہ شرائط لاگو کریں گے کہ پہلے سرمایہ داری نظام کو عبور کرنا ہوگا، اس کے بعد سوشلزم کے نہ ختم ہونے والے مرحلے کو عبور کرنا لازمی شرط ہے اور اس کے بعد اگر کوئی گنجائش نکلی تو برابری والے نظام اور کمیونزم کی طرف پیش قدمی کی جائے گی۔مگر آپ کو یہ موقع کبھی نہیں ملے گا۔کیونکہ آپ کے لیڈر اور پارٹی کسی بھی وقت منحرف ہو سکتے ہیں۔جس طرح سوویت یونین اور دیگر 41 ممالک میں ایک ساتھ رد انقلاب ہوا۔مشرقی یورپ اور ایشیا کے ان ممالک میں رد انقلاب سرمایہ داروں نے نہیں بلکہ پارٹی قیادت یعنی میخائیل گورباچیف اور دیگر لیڈروں اور پارٹی یعنی کمیونسٹ پارٹی نے ملکر عوام کے خلاف بغاوت کر کے کیا، کیونکہ عوام تو پہلے ہی ریفرنڈم میں بھاری اکثریت سے سوویت یونین کے حق میں اپنا رائے دہی استعمال کر چکے تھے۔مستقبل میں اسے روکنے کا کوئی علاج بھی موجود

نہیں۔ بس عوام کو پارٹی اور پارٹی قیادت پر اندھا اعتماد کرنا ہے اور اندھا اعتماد صرف مذہب میں کیا جاتا ہے ۔ جبکہ انارکزم میں خود عوام ملکر اتفاق رائے سے فیصلہ کرتے ہیں ۔ مارکسسٹ یہ الزام لگاتے ہیں کہ انارکسٹ اتفاق رائے کیلئے بہت بڑا وقت برباد کرتے ہیں۔ ظاہر ہے اتفاق رائے کیلئے صبر آزما انتظار کی ضرورت ہوتی ہے مگر ایک بار اتفاق رائے ہونے کے بعد جو کچھ حاصل ہوگا وہ عوام کی مدد سے حاصل ہوتا ہے اور لیڈر نہیں صرف عوام برابری والے انارکسٹ کمیون نظام کی خود حفاظت کرتے ہیں اور جس نظام کی حفاظت عوام کریں اس میں ناکامی کی گنجائش صفر ہوتی ہے۔ جنوبی یوکرین، کیٹلونیا، منچوریا اور دیگر علاقوں میں قائم ہونے والے انارکسٹ کمیونز کی حفاظت خود عوام نے کی اور ان علاقوں میں قائم انارکسٹ نظام کے خلاف کبھی عوام نے بغاوت نہیں کی اور ایسی کوئی ایک بھی مثال موجود نہیں۔ میں پہلے ہی ''انارکسٹ معاشرہ۔۔ زندہ مثالیں'' کے باب میں بہت سارے انارکسٹ معاشروں کا تذکرہ کر چکا ہوں جہاں پر یہ نظام کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

مارکسی نظریئے میں انقلاب کے بعد کمیونزم کو مرحلہ وار نافذ کرنے کی وکالت کی گئی ہے۔ اگر کوئی معاشرہ جاگیردارانہ ہے تو سرمایہ دارانہ معاشرے سے گذرنا پڑے گا۔ سرمایہ دارانہ معاشرہ عبور کرنے کے بعد سوشلزم (سرکاری سرمایہ داری) کی باری آتی ہے اور اس کے بعد کمیونزم میں داخل ہونے کا مرحلہ آتا ہے ۔ اسی طرح انسانی آزادی بھی مرحلہ وار دی جائے گی۔ جبکہ انارکسٹ انقلاب آتے ہی کمیونزم میں داخل ہونے کیلئے پیش قدمی شروع کرتے ہیں اور اسی وقت ہی انسانی آزادی کی ضمانت دی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انارکسٹ واضع طور پر یہ کہتے رہے ہیں کہ مارکس نے سرکاری سوشلزم کا نظریہ پیش کرکے کمیونزم کا راستہ روکا۔ ان مرحلوں کے نتیجے میں سوویت یونین میں ردانقلاب ہوا اور تمام 41 ممالک جہاں دوران انقلاب لاکھوں لوگوں نے جانوں کا نذرانہ دیا وہ سب کچھ ایک جھٹکے میں رائیگاں چلا گیا۔ اور یہ ہونا ہی تھا کیونکہ جب اقتدار کی لت لگ جائے تو پھر یہ

ریاست کے ہوتے ہوئے چھوٹتی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ 70 سال گذرنے کے باوجود سوویت یونین میں آخری مرحلہ (کمیونزم) نہ آنا تھا اور نہ آیا۔ تین اہم سرگرم انارکسٹوں کامریڈ میخائیل باکونن، کامریڈ پیٹر کروپوتکین اور کامریڈ ایما گولڈ مین کی سوویت ریاست کے حوالے کی گئی پیشنگوئیاں سچ ثابت ہوئیں، کہ یہ مرحلہ وار کمیونزم لانے والی ریاست ناکام ہوجائے گی۔ اور یہی ہوا کہ سوویت یونین، مشرقی یورپ اور بلکان کی ریاستوں میں کمیونزم کے نام پر قائم ریاستوں کا سورج غروب ہوگیا اور ساتھ ہی اسپین اور جنوبی یوکرین میں انارکسٹ معاشروں کی بربادی کا سہرا بھی یہی کمیونسٹ ریاست اپنے سر پر سجا کر بڑے سکون کے ساتھ ریاست اور اقتدار دونوں سرمایہ داروں کے حوالے کرکے ختم ہوگئی۔ اس کے برعکس جب کیٹلونیا (اسپین) اور جنوبی یوکرین میں اسی ریاست نے انارکسٹ معاشروں کو ختم کرنے کیلئے حملے کیئے تو سوویت ریاست کے خلاف ہزاروں انارکسٹوں نے کمیونسٹ معاشرے کو بچانے کیلئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور تاریخی مزاحمت کی۔ (حوالہ: کتاب '' اسپین میں خانہ جنگی'' مصنف جارج اورویل اور جنوبی یوکرین میں کمیون معاشرہ۔ مصنف نیستر ماخنو) ۔ نیستر ماخنو پر 50 فل میں، ڈرامے اور ڈاکومینٹریز اور سو سے زیادہ کتابیں تحریر کی جاچکی ہیں ۔ اسپین اور جنوبی یوکرین میں کمیونسٹ معاشرہ کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا اور وسائل عوام کے حوالے کیئے جاچکے تھے۔ جس طرح پاکستان میں اچھے طالبان اور برے طالبان کی اصطلاح ریاست نے گھڑلی تھی بلکل اسی طرح سوویت یونین کی ریاست نے بھی اچھے اور برے انارکسٹوں کی اصطلاح گھڑی، جو ریاست کا ساتھ دینے پر تیار ہوئے اور انارکسٹ نظریئے کو ترک کرکے لیننسٹ بنے انہیں اچھے انارکسٹ کہتے تھے اور جو اپنے نظریئے پر قائم رہے وہ برے انارکسٹ تھے اور ان کی گردن زنی کی گئی۔ ریاست کا بیانیہ کس طرح ایک دوسرے سے ملتا جلتا ہے اس کا اندازہ آسانی کے ساتھ اس مثال سے لگایا جاسکتا ہے۔ سوویت یونین میں بالشویکوں کی کامیابی کے بعد 1917 سے لیکر 1921 تک لاکھوں انارکسٹوں کو قتل کیا گیا یا پھانسیاں دی گئیں۔

جس مقصد کیلئے (سوویت ریاست اور مارکسی نظریئے کو بچانے کیلئے) اتنی بڑی ""ریڈ آرمی"" قائم کی گئی تھی وہ تو اپنا فریضہ ادا کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہوگئی۔ اس کے برعکس پارٹی قیادت اور پارٹی رد انقلاب کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ اس سے تو یہ واضع ہوتا ہے کہ کمیونزم کو صرف اور صرف عوام ہی بچا سکتے ہیں۔ یہ بات تو انارکسٹ کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ منظم فوج کو صرف ""ہلہ بول عوام"" ہی شکست دے سکتے ہیں (حالیہ دنوں میں اس کی واضع مثال افریکی ملک سوڈان ہے)۔ نظریہ کوئی فکس (Fix) چیز تو نہیں ہوتی۔ جبکہ مارکسزم میں تنظیم سے لیکر انقلاب کی تکمیل کے مرحلوں تک ہر چیز فکس ہے اور ان کے مطابق مارکسی نظریئے میں تبدیلی صرف مارکس یا اس جیسا کوئی دوسرا بلند پایہ عالم ہی کر سکتا ہے اور ان کے بقول ایسا عالم فاضل شخص آج تک نہ پیدا ہوا ہے اور نہ ہی آئندہ کبھی پیدا ہوگا۔ جس طرح کسی مذہب، عقیدے اور شریعت میں تبدیلی کیلئے پیغمبر کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس انارکسٹوں کا ماننا ہے کہ نظریئے سمیت عوام کی معاشی بہتری کیلئے مستقبل میں تبدیلی کی گنجائش موجود ہے اور نظریہ کوئی ٹھوس یا مجرد چیز نہیں کہ اس میں آئندہ کبھی تبدیلی نہیں لائی جاسکتی۔ بلکہ تبدیلی اور بہتری کی گنجائش آنے والے دنوں میں بھی پیش آسکتی ہے۔ کیونکہ کمیونزم ایک سائنسی نظریہ ہے اور جس طرح سائنسی نظریات اور ایجادات میں بہتری لائی جاتی ہے اسی طرح کمیونزم میں بھی عوام کی بہتری کیلئے تبدیلی لائی جاسکتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ ایک ہزار یا ایک لاکھ سال گذرنے کے بعد بھی کمیونزم کو پرودھون، باکونن، کروپوتکین، مارکس، اینگلز کے مقرر کیئے گئے پیمانوں پر ناپا اور تولا جائے۔ (حوالہ: کتاب۔ کمیونسٹ متھ (خیالی کمیونسٹ) مصنف: الیگزینڈر برک مین)۔

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ عوام ہی سپر پاور اور فیصلہ کن قوت ہیں، ریاست اور حکومت ہرگز نہیں بلکہ معاشرہ ہی انسانیت کو پروان چڑھا سکتا ہے۔ آزاد معاشرہ ہی آنے والی نسلوں کو آزادی، خود مختاری اور احترام انسانیت کی ضمانت

دے سکتا ہے اور یہی انارکرم ہے۔ انارکزم میں انفرادی آزادی اور انسانی حقوق کی ضمانت دی گئی ہے اور ساتھ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی دوسرے کی آزادی متاثر کیئے بغیر انسان آزادی کے ساتھ جی سکتا ہے اور یہ اس کا حق ہے۔ انارکزم میں ابھی سے برابری دینے کی بات کی گئی ہے اور اگر کوئی انارکسٹ اس کی خلاف ورزی کرے تو یہ اس کے فکر اور اصولوں کی نفی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انارکسٹوں میں تمام فیصلے اتفاق رائے سے ہوتے ہیں اور اکثریت رائے کو انارکسٹ تسلیم نہیں کرتے۔ اکثریت رائے کو وہ آمرانہ فیصلہ تصور کرتے ہیں جو اقلیت کی رائے پر زبردستی اور جبراً تھوپا جاتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی وہ اکثریت کی رائے کو ماننے کے پابند ہوتے ہیں اور پابندی آزادی کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔ صرف انارکسٹ ہی ہر قسم کی پابندیوں کے خلاف ہیں اور کوئی بھی شخص کسی اور کی آزادی میں دخل دیئے بغیر آزادی سے جی سکتا ہے۔ یہ کوئی شرط نہیں بلکہ اتفاق رائے سے طئے کیا گیا اصول ہے۔ مساوات، انسانی آزادی اور انسانی حقوق کی جو ضمانت انارکزم میں موجود ہے وہ کوئی اور نظریہ دے ہی نہیں سکتا۔ ہاں دیگر سیاستدان آپ کو صرف بھٹکا سکتے ہیں، لالچ دے سکتے ہیں اور معاشی استحصال، طبقاتی معاشرے اور قتل و غارت کی طرف راغب کرسکتے ہیں مگر برابری اور مساوات کی ضمانت کبھی نہیں دے سکتے۔ ایسی مساوات جو ابھی سے لاگو اور شروع ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انارکزم کو سیاسی معصومیت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور یہ وہ فکر اور فلسفہ ہے جو سسکتی ہوئی انسانیت کیلئے راہ نجات ہے۔

رد انقلاب سوشلزم میں تو ممکن ہے مگر کمیونزم میں نہیں۔ اس لیئے یہ کہا جاتا ہے کہ کارل مارکس نے سوشلزم کے عبوری دور کا نظریہ (Theory) پیش کرکے کمیونزم راستہ روکا۔ جبکہ انارکزم میں سوشلزم سمیت کوئی مرحلے نہیں بلکہ انقلاب کے بعد سیدھا سیدھا کمیونزم کی طرف پیش قدمی ہے۔ یعنی کمیون اور امداد باہمی کے آزاد معاشرے کا قیام۔۔۔۔ تمام معاشی اور معاشرتی معاملات انارکسٹ اصولوں کے مطابق عوام کے حوالے کرنا شامل ہے، کارکنوں کیلئے کسی قسم کی مراعات موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ

انارکسٹ معاشرے کی حفاظت کی ذمہ داری بھی کارکنوں کا فریضہ نہیں بلکہ عوام کے حوالے ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے انارکسٹ معاشرے کو نہ تو کوئی پارٹی اور نہ ہی کوئی قیادت ختم کرسکتی ہے، کیونکہ انارکزم میں پارٹی یا قیادت ہوتی ہی نہیں۔ انقلاب سے قبل، انقلاب کے دوران اور انقلاب کے بعد بھی ایک طرح سے برابری قائم رہتی ہے۔ چھوٹے بڑے، سینیئر، جونیئر، عوام اور خواص کی کوئی تفریق نہیں ہوتی۔ ریاست کا فوری خاتمہ کرکے رضاکارانہ بنیاد پر امداد باہمی کا معاشرہ قائم کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے نہ تو فوج یا پولیس، نہ ہی پارلیمنٹ یا حکومت اور نہ ہی کسی قسم کی بیوروکریسی ہوتی ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق اور برابری کی ضمانت اور ریاستی تشدد سمیت ہر قسم کے تشدد سے نجات مل جاتی ہے بلکہ ریاستی اداروں پر اٹھنے والے اخراجات عوام کی فلاح وبہبود پر خرچ کیئے جاتے ہیں جس طرح موہن جودڑو، ڈھولاویرہ، ہڑپہ اور مہر گڑھ کے معاشرے میں ہزاروں سال پہلے تھا۔

کمیونسٹ تحریک کی عظیم کارکن اور پیرس کمیون کی ہیروئن لیوئس مشعل کا ایک اہم خط:
یہ خط انہوں نے معافی دینے کیلیئے تشکیل دی گئی کمیشن کے اراکین کو لکھا تھا

کمانڈر لیوس مشعل کا وہ خط جو ہر انقلابی کارکن کا خون گرمانے کیلیئے کافی ہے۔
(یہ خط انہوں نے معافی دینے کیلیئے تشکیل دی گئی کمیشن کے اراکین کو لکھا تھا، جو خصوصی طور پر پیرس کمیون کے گرفتار کارکنان کو اعتراف جرم کرنے اور معافی طلب کرنے کیلیئے قائم کیا گیا تھا)
حضرات! کمیشن برائے معافی
اوبرائیو جیل(Auberive Prison) نیوکلدونیہ جزیرہ، 28نومبر 1872ء۔۔۔
وقت صبح 07بجے
او قاتلو! کیا آپ کو وقت کی گھڑی کی آواز سنائی دے رہی ہے؟
ہر لمحہ میں اس سے مطمئن ہوں،
ہم نے بہت مشکلات جھیلیں مگر اپنے مقصد کو بچالیا،
لاتعداد مگر انتہائی بے دردی سے کیئے گئے اجتماعی جرائم سنگین بزدلی اور نااہلی تمہیں دنیا بھر میں بے نقاب کردے گیا اور کبھی موقع نہیں ملے گا،
او قاتلو! حضرات! سفید بہیمانہ ننگا ناچ ختم ہوچکا!
کیا آپ یہاں سے کوئی ناموس لے سکتے ہو، کبھی نہیں!

تاریخ میں آپ کو کمیشن برائے ''خدمتگار جلادان'' آخری ضرب لگانے والے کے طور پر یاد رکھا جائے گا،

حضرات! آپ یہ لازمی طور پر یاد رکھیں کہ ہم ڈر جائیں گے؟ نہیں، ہم تو آپ پر ہنسیں گے۔

کیونکہ آپ انتہائی خونخوار اور مکروہ لوگ ہو۔

(حوالہ: انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف سوشل اسٹڈیز)

کامریڈ مسز باکونن کا اپنے شوہر میخائیل باکونن کے قریبی دوست نکولائی پلاتونووچ اوگاریف کے نام خط

ایک ایسا خط جس کا مطالعہ ہر کمیونسٹ کارکن کیلیئے کرنا بہت ضروری ہے۔

9۔فروری،1872 لوکارنو(سوئیٹزرلینڈ)

نکولائی پلاتونووچ اوگاریف کے نام انتہائی دکھوں بھرا خط

بربادی ہمارے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔

بربادی ہمارے دروازے پر دستک دے رہی ہے۔ اگر کل تک ہم نے اپنا 317فرانک کرایہ ادا نہ کیا ہوتا تو ہمارے مالک مکان ہمیں بے دخل کر چکے ہوتے۔ ہمیں پہلے ہی 300فرانک کے تبادلے کیلیئے خط لکھنے پر مجبور کیا گیا تھا جو ہم نیشنل بینک لوکارنو کو رواں ماہ کے آخر تک ادا کرنے کے پابند ہیں۔ اگر ہم نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا تو ہمیں بیلف کا سامنا کرنا پڑے گا۔ نکولائی پلاتونووچ تم میری مایوسی اور وحشت کو سمجھ سکتے ہو۔ یہ کوئی وہ خوف نہیں کہ ہم اپنا تمام سامان گنوانے والے تھے جس پر ان کی نظر تھی، مگر اس قسم کے اسکینڈل کے بعد ہمارے لیئے لوکارنو میں مزید رہنا ممکن نہ ہوتا۔ میں پہلے ہی اپنے تمام وسائل ختم کر چکی ہوں اور اب میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں کیا کروں۔ میخائیل کے پاس بھی کچھ نہیں بچا اور مجھے اپنے دو بچوں کی ابھی نگہداشت بھی کرنی ہے۔ نکولائی پلاتونوچ! تم جو کہ میخائیل کے پرانے دوست ہو، مہربانی کر کے ہمیں نجات دلانے کیلیئے جو کچھ کر سکتے ہو کرلو۔ ہمیں بیلف کے آنے سے ہونے والی بدترین شرمندگی سے بچالو۔ مہربانی، مہربانی مجھے جلدی جواب دو۔ میں ان سب کے نام پر آپ سے بھیک مانگتی ہوں جو تمہارے لئے مقدس ہیں۔

میرے خط کی بے ضابطگی پر مجھے معاف کرنا لیکن میں اس قدر سہم گئی ہوں کہ میں اب مزید واضع طور پر سوچ بھی نہیں سکتی۔ میں میخائیل کو بتائے بغیر یہ سب کچھ لکھ رہی ہوں، جو کہ میری طرف سے یہ خط بھیجنے کی یقیناً مخالفت کرتا۔

انتونی باکونن

(انتونیا ویاتکوسکا)